پھر مارشل لا آگیا

پروفیسر غفور احمد

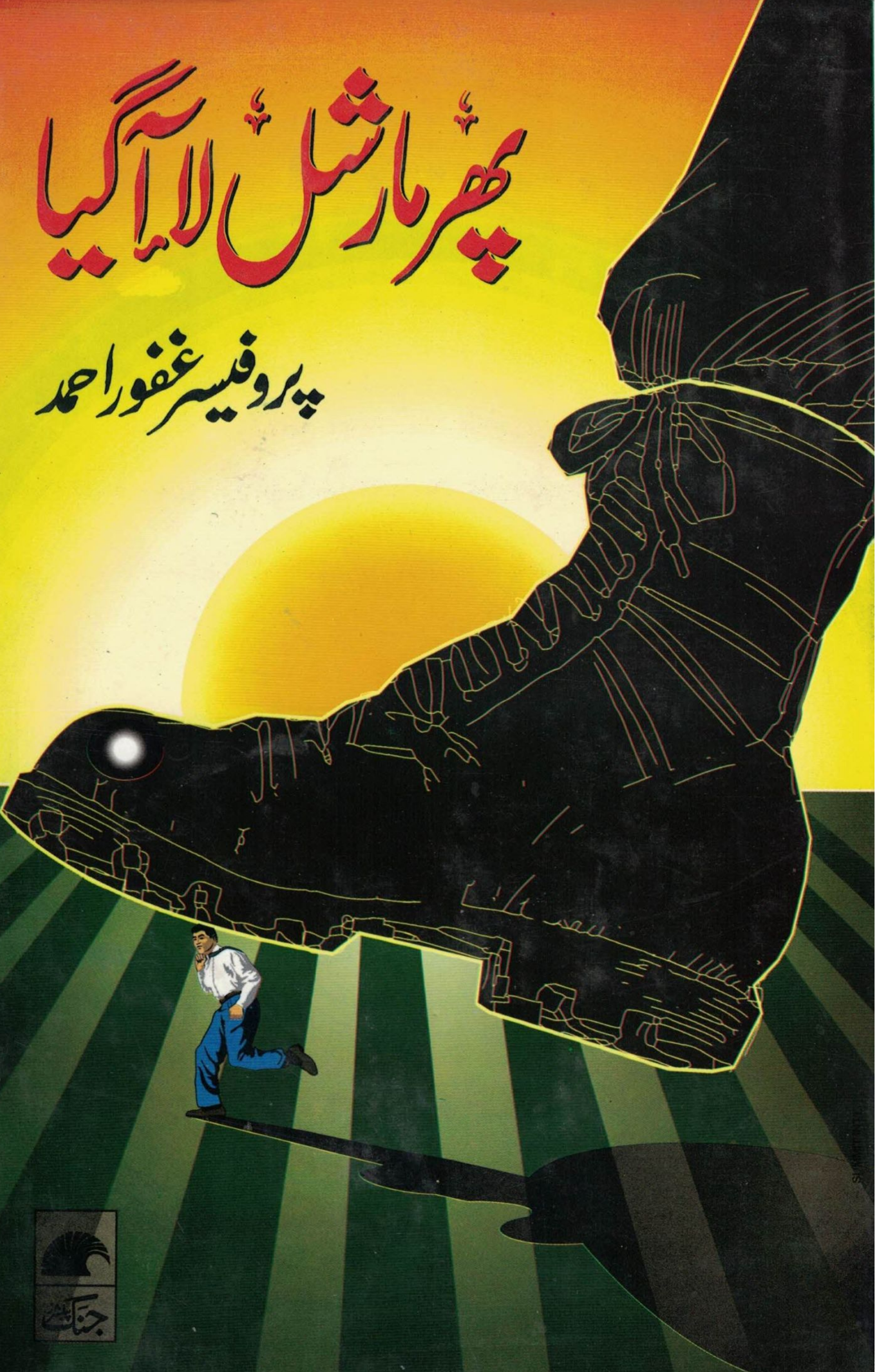

جنگ پبلشرز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پھر مارشل لاء آگیا

پروفیسر غفور احمد

پھر مارشل لاء آگیا

پروفیسر غفور احمد

جنگ پبلشرز

تیسرا ایڈیشن۔ ترمیم و اضافہ کے ساتھ

جملہ حقوق محفوظ

اشاعت اول	جون	۱۹۸۸ء
اشاعت دوم	اکتوبر	۱۹۸۸ء
تعداد	دو ہزار	
اشاعت سوئم	مئی	۱۹۹۰ء
تعداد	دو ہزار	
سرورق	سلیم اختر	
قیمت	۱۲۵ روپے	
مطبع	جنگ پبلشرز پریس	
	۱۳۔ سر آغا خان روڈ لاہور	

ترتیب

ابتدائیہ 13
پہلا مارشل لاء 15
پاکستان پیپلز پارٹی کی تشکیل ، مذاکرات ، دوسرا مارشل لاء 16
پہلے ملک گیر انتخابات
قومی اسمبلی 17
عوامی لیگ 18
پاکستان پیپلز پارٹی 20
دوسرے مارشل لاء کا خاتمہ 21
پاکستان کا نیا دور 21
قومی جماعت کے لحاظ سے پاکستان پیپلز پارٹی کی نمائندہ حیثیت 22
دوسری اہم جماعتیں 25
صوبہ سرحد 25
صوبہ بلوچستان 26
صوبائی حکومتوں کی تشکیل 26
پاکستان پیپلز پارٹی کا دور حکومت 26
پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور 29
قومی اسمبلی میں دوسری جماعتیں 29
پاکستان پیپلز پارٹی حصول اقتدار کے بعد 30
دستوری کمیٹی 31

دستور سازی	36
واک آؤٹ	36
اسلامی دفعات	37
بنیادی حقوق	37
عدلیہ کی آزادی اور انتظامیہ سے علیحدگی	38
بنیادی ضروریات زندگی	38
با اختیار الیکشن کمیشن	38
وفاقی پارلیمانی نظام حکومت	38
متحدہ جمہوری محاذ	39
23 مارچ 1973ء کا جلسہ عام	39
بلوچستان	40
مستقل دستور کی منظوری	42
مستقل دستور کی منظوری کے بعد	44
متحدہ جمہوری محاذ کے جلسے	44
مقدمات اور گرفتاریاں	44
بلوچستان میں اقلیتی حکومت کا قیام	45
لاہور کے وکلاء کا استقبالیہ	45
انجمن شہریان لاہور کا استقبالیہ	46
مری مذاکرات	47
بلوچستان/سرحد میں سینیٹ کے انتخابات	52
یک روزہ کنونشن	52
مستقل دستور کا نفاذ	53
نفاذ دستور کے بعد حکمران جماعت کا رویّہ	53
سندھ اور پنجاب میں سیلاب	54
پریس کی آزادی	54
محاذ کے صدر کی پریس کانفرنس	54

www.bhutto.org

متحدہ جمہوری محاذ کا رویّہ	57
1974ء کے اہم واقعات	57
بلوچستان کے مسئلہ کا سیاسی حل	58
پاکستان پیپلز پارٹی	59
متحدہ جمہوری محاذ	59
مسئلہ ختم نبوت	60
7 ستمبر 1974ء ایک یادگار دن	60
بھارت کا ایٹمی دھماکہ	60
تین سالہ دور کا تجزیہ	60
1975ء............ایک اہم سال	61
6 فروری 1975ء...........اہم معاہدہ کا دن	61
حیات محمد خان شیرپاؤ کا قتل	62
دستور میں تبدیلی	62
پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ میں تبدیلی	64
حکومت کے ساتھ مذاکرات	64
پارلیمانی کنونشن	65
ضمنی انتخابات	65
ملک شاہ فیصل کی شہادت	66
مسلم کانفرنس	66
آزاد کشمیر میں انتخابات	66
پاکستان پیپلز پارٹی	68
ضمنی انتخابات	68
متحدہ جمہوری محاذ	69
پارلیمانی کنونشن	69
قومی کنونشن	69
بنگلہ دیش میں فوجی انقلاب	70

www.bhutto.org

مسٹر بھٹو اور ہزاری کے درمیان بات چیت	70
14 نومبر' ہماری دستوری تاریخ کا ایک تاریک دن	72
فیصلے سے قبل وسیع تر مشورے	72
ضمنی انتخابات	72
جمعیت علمائے پاکستان کی محاذ سے علیحدگی	73
متحدہ جمہوری محاذ	73
پاکستان پیپلز پارٹی	73
آئندہ الیکشن	74
الیکشن کو بامقصد بنانے کے لئے محاذ کی تجاویز	74
1976ء کا سال	75
متحدہ جمہوری محاذ	76
سردار شیر باز مزاری کا طلب کردہ اجلاس	76
قومی اسمبلی اور سینیٹ کا مشترکہ اجلاس	78
سینیٹ سے اپوزیشن کا بائیکاٹ	80
قومی اسمبلی کے اجلاس سے واک آؤٹ	80
7 جنوری کا تاریخی اعلان	80
ممبران اسمبلی کے نام خط	81
چیف الیکشن کمشنر کی مدت ملازمت میں توسیع	81
حکومت کی دستوری میعاد	82
پاکستان قومی اتحاد	86
پاکستان قومی اتحاد کا پہلا اجلاس	87
کاغذات نامزدگی	88
پاکستان قومی اتحاد کے عہدیداران	90
انتخابی نشان	90
غلام مصطفیٰ کھر	91
19 جنوری 1977ء	91

www.bhutto.org

مولانا جان محمد عباسی کا اغوا	92
چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ بلامقابلہ کامیاب	93
پاکستان قومی اتحاد کا مؤقف	93
پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا بڑا انتخابی جلسہ	94
افواج پاکستان کا ہفتہ	97
منصفانہ الیکشن کی ضمانت	97
کاغذات نامزدگی داخل کرنے میں بے ضابطگی	97
الیکشن کمیشن کے دیگر اقدامات	98
پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت	98
اپوزیشن رہنماؤں کی گرفتاریاں	99
پاکستان قومی اتحاد کے جلسے اور جلوس	99
بھٹو کا خط پارٹی کارکنوں کے نام	103
28 فروری کی تشدد کی وارداتوں کے خلاف ملک گیر ہڑتال	105
لاہور ہائی کورٹ کے فل بنچ کا ایک اہم فیصلہ	105
الیکشن کمیشن کی یقین دہانی	106
زبردست انتخابی مہم کے ساتھ 7 مارچ آزمائش اور فیصلے کا دن	107
الیکشن کے نتائج	107
پہلا ردعمل	109
پاکستان قومی اتحاد کا اجلاس	110
پاکستان قومی اتحاد کے فیصلے	112
پاکستان پیپلز پارٹی کے لئے فیصلہ کن موڑ	112
صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات	113
جمعہ.........11 مارچ پہلی ہڑتال	113
لاہور میں اتحاد کا پہلا جلوس	114
کراچی میں احتجاجی مہم کا آغاز	116
مسٹر بھٹو کا ٹی وی اور ریڈیو پر قوم سے خطاب	117

www.bhutto.org

مفتی محمود کے نام مسٹر بھٹو کا پہلا خط	117
چیف الیکشن کمشنر	119
قومی اسمبلی کا اجلاس	120
پاکستان قومی اتحاد کے 17 مارچ کے خط کا ردّعمل	122
گرفتاریوں پر فوری ردّعمل	122
مسٹر بھٹو کا ایک مزید مکتوب	124
مفتی محمود صاحب کا جواب	126
رہائی کے احکامات	126
بھارت کے انتخاب	126
پاکستان قومی اتحاد کی جنرل کونسل کا اجلاس	126
24 مارچ مسٹر بھٹو کے نام صدر قومی اتحاد کا خط	127
صدر پاکستان کو خط	136
انتخابی نتائج کا باقاعدہ اعلان	137
قومی اسمبلی کا اجلاس	138
وکلاء کا تاریخی جلوس	138
ملک گیر گرفتاریاں	140
نام نہاد قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس	140
وزیر اعظم کا انتخاب	141
کراچی میں وکلاء کا جلوس	141
وفاقی کابینہ	142
سندھ اسمبلی کا اجلاس	142
الیکشن کمیشن	142
صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس، صوبائی حکومتیں	144
پاکستان قومی اتحاد	145
احتجاجی تحریک	145
خواتین کی جانب سے احتجاج	145

www.bhutto.org

اذانیں	147
جیلوں میں سلوک	147
9 اپریل 1977ء	148
پاکستان پیپلز پارٹی سے استعفیٰ	148
یحییٰ بختیار کا فارمولا	150
اسلامی نظام کے قیام کے مسٹر بھٹو کے اعلانات	154
قومی اتحاد کی جنرل کونسل کا ہنگامی اجلاس	155
مزید گرفتاریاں	155
سینیٹ کے انتخابات	156
مذاکرات کی ابتدا	156
سہالہ کیمپ جیل	157
فوجی سربراہوں کا مشترکہ اعلان	160
مسٹر بھٹو کا پارلیمانی پارٹی سے خطاب	160
سندھ ہائی کورٹ میں آئینی درخواست	161
پارلیمنٹ سے مسٹر بھٹو کا خطاب	161
مسٹر بھٹو کا ڈرامائی دورہ	162
لانگ مارچ	163
مسٹر بھٹو کی پیر صاحب پگارا سے ملاقات	163
یوم مئی	164
سیاسی تصفیہ کے لئے تجاویز	164
اصغر خان کا پیغام	166
سیاسی تصفیہ کے لئے قومی اتحاد کی تجاویز	167
ریفرنڈم کرانے کا اعلان	172
13 مئی کی رات	173
کرنسی نوٹوں پر نعرے	174
باہمی گفتگو کے لئے دوبارہ امکانات کا جائزہ	174

www.bhutto.org

الیکشن کمیشن کے اختیارات میں کمی	176
لاہور ہائی کورٹ کے فل بنچ کا ایک اہم فیصلہ	182
مذاکرات کا آغاز	183
قومی اسمبلی میں بھٹو کی تقریر	194
مرکزی بجٹ	194
بھٹو صاحب کا غیر ملکی دورہ	198
پاکستان قومی اتحاد قانونی کمیٹی کی رپورٹ	202
معاہدہ کی شقیں	213
معاہدہ کا ضمیمہ الف	221
معاہدہ کا ضمیمہ ب	221
معاہدہ کا ضمیمہ ج	222
پاکستان پیپلز پارٹی کا مجوزہ معاہدہ	223
پاکستان قومی اتحاد کا ترمیمی مسودہ	227
ذیلی کمیٹی کا اجلاس	229
کراچی میں تباہ کن بارش	230
جمعہ.......... یکم جولائی۔ اہم ترین دن	230
مذاکرات کی اہم ترین اور طویل ترین نشست	233
معاہدہ کا متن	236
معاہدہ کا ضمیمہ الف	237

www.bhutto.org

ابتدائیہ

مارچ ۱۹۷۷ء سے جولائی ۱۹۷۷ء تک گزرنے والے چند مہینے ہماری قومی زندگی کا ایک نہایت اہم حصہ ہیں۔ پاکستان قومی اتحاد کی تحریک، عوام کی بے مثال یکجہتی، بیداری، جانی اور مالی قربانیاں، پیپلز پارٹی کے ساتھ مذاکرات جو کامیابی کے مراحل سے گزرنے کے باوجود ناکام ہو کر مارشل لاء پر منتج ہوئے، سب کچھ ان ہی چند ماہ پر محیط ہیں۔

قوم نے اخلاص کے ساتھ بے مثال قربانیاں دیں، باہمی کوششوں اور ملک کے نامور قانونی ماہرین کے تعاون سے ایک مثالی سمجھوتہ طے پا چکا تھا۔ اگر اسے روبہ عمل آنے کا موقع مل جاتا تو آج حالات بالکل مختلف ہوتے۔

مذاکرات کے بارے میں اب تک بہت کچھ شائع ہو چکا ہے۔ میں ابتداء سے آخر تک ان مذاکرات سے منسلک تھا۔ مختلف احباب چاہتے تھے کہ میں ضروری تفصیلات منظر عام پر لاؤں۔ لیکن میں اپنے اندر اس کی ہمت اور اہلیت نہ پاتے ہوئے ہمیشہ اس سے گریز کرتا رہا۔

ایک ملاقات کے موقع پر میر شکیل الرحمٰن صاحب نے پھر مجھے اس جانب توجہ دلائی اور ان کے کہنے پر میں نے اس کام کا آغاز کیا۔ میں نے واقعات کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہم مذاکرات کن مراحل سے گزرے، اس بارے میں مختلف رہنماؤں کے خیالات کیا تھے، قومی اتحاد کا منظور کردہ آخری سمجھوتہ کیا تھا، پیپلز پارٹی نے اس میں کیا ترامیم پیش کیں اور یہ ساری بساط لپیٹ کر کس طرح ایک نیا مارشل لاء نافذ ہو گیا۔

ان تفصیلات میں ادب کی چاشنی تو نہیں مل سکے گی لیکن ماضی قریب کے ان تلخ دنوں کے واقعات میں ہم سب کے لئے ایک بڑا سبق ہے۔ اس وقت ہم ماضی کے آئینہ میں زیادہ بہتر طور پر اپنی سابقہ کارکردگی کا جائزہ لے سکتے ہیں، اپنا احتساب کر سکتے ہیں اور آئندہ کے لئے ایک بہتر لائحہ عمل تشکیل دینے میں ان سے مدد لے سکتے ہیں۔ قوم کی بے مثال قربانیوں کو نتیجہ خیز بنانے کا کام ہنوز باقی ہے۔

تفصیلات اور واقعات کے بیان میں اگر مجھ سے غیر شعوری طور پر کوئی کوتاہی یا غلطی سرزد ہو گئی ہو تو توجہ دلانے پر میں فوراً اس کی اصلاح کر لوں گا۔

غفور احمد

www.bhutto.org

اس وقت اگرچہ موضوع دسمبر ۱۹۷۱ء میں دوسرے مارشل لاء کی ناکامی پر خاتمہ، اس کی غلط پالیسیوں کے نتیجہ میں زبردست ملک گیر تباہی، بے پناہ جانی ومالی نقصان اور آخر کار وطن عزیز کے دولخت ہوجانے کے بعد کے واقعات اور حالات ہیں لیکن ان کا بہتر طور پر احاطہ کرنے کے لئے اس سے پہلے کے ادوار کے اہم واقعات کا ایک سرسری جائزہ بھی ضروری ہے۔

پہلا مارشل لاء

۱۹۵۶ء کے دستور کی تدوین کے بعد خیال تھا کہ اب حالات صحیح رخ پر گامزن ہوجائیں گے۔ اس دستور کے تحت قومی الیکشن کی تیاری ہورہی تھی کہ ملک میں پہلا تباہ کن دھماکہ ہوا اور ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو جنرل ایوب خاں نے مارشل لاء نافذ کرکے دستور منسوخ کردیا۔ سیاسی جماعتوں اور رہنماؤں پر پابندیاں عائد کردی گئیں۔ عوام سے ان کے بنیادی حقوق چھین لئے گئے۔ عدلیہ کی آزادی سلب کرلی گئی اور ایک نجات دہندہ کی حیثیت سے دعویٰ کیا گیا کہ ملک کو تمام برائیوں سے پاک کرکے اسے ترقی کی اعلیٰ ترین منازل تک پہنچا دیا جائے گا۔ یہ ملک جو ایک فلاحی اسلامی مملکت کا نمونہ بننے کیلئے حاصل کیا گیا تھا اسے مارشل لاء کی تجربہ گاہ میں تبدیل کرکے سول اور فوجی بیوروکریسی کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا۔ جمہوریت کی بساط لپیٹ کر بڑے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ بنیادی جمہوریت کا ڈھونگ رچایا گیا، ون یونٹ کو مستحکم کیا گیا۔ مشرقی اور مغربی پاکستان کی اصل آبادی کو نظرانداز کرکے مساوی نشستوں کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ ایک طبیب حاذق کی حیثیت سے ملک پر ۱۹۶۲ء کا دستور مسلط کیا گیا اور پھر اسی دستور کے تحت ۱۹۶۲ء اور پھر اس کے بعد ۱۹۶۵ء میں بالواسطہ انتخابات کرائے گئے جن میں براہ راست ووٹ دینے کے حق سے عوام کو محروم کردیا گیا۔

دس سال کے اس مارشل لاء یا نیم مارشل لاء نے پورے ملک کو کرپشن CORRUPTION کے حوالے کردیا۔ ہر طرف مفاد پرستوں اور خوشامدیوں کا دور دورہ تھا۔ اس سے قبل بھی صوبائی

www.bhutto.org

انتخابات کے مواقع پر بڑے پیانے پر دھاندلیاں ہوئی تھیں، لیکن بنیادی جمہوریت نے ووٹوں کی خرید وفروخت کو ایک منظم کاروبار میں تبدیل کر دیا۔ نسلی، لسانی، گروہی اور طبقاتی تعصبات نے اسی دور میں جڑیں پکڑیں۔ پاکستان کے دونوں بازوؤں کے درمیان فاصلے بڑھے۔ حکمران عیش کر رہے تھے اور عوام مصیبتوں کے پہاڑ تلے دبے جارہے تھے۔

پاکستان پیپلز پارٹی کی تشکیل

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو جو پہلے خود جنرل ایوب کی حکومت میں شامل رہے تھے انہوں نے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی اور پھر ۱۹۶۷ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۶۸ء میں مسٹر بھٹو کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ پاکستان تحریک جمہوریت (پی۔ ڈی۔ ایم) نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ پورے ملک میں احتجاجی جلسے اور جلوسوں کا اہتمام کیا گیا یہ وہ وقت تھا کہ جب خود مسٹر بھٹو کی پشت پر کوئی موثر قوت نہیں تھی۔

مذاکرات

بعد از خرابی بسیار جنرل ایوب کو حالات کی سنگینی کا احساس ہوا اور انہوں نے سیاسی جماعتوں کے ساتھ مذاکرات کا آغاز کیا۔ فروری ۱۹۶۹ء میں ایک گول میز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں پیپلز پارٹی اور نیپ (بھاشانی گروپ) نے شرکت کی۔ مارچ ۱۹۶۹ء میں یہ مذاکرات کامیاب ہونے کے باوجود کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکے اور ناکام ہو گئے۔ پروگرام کے مطابق فروری ۱۹۷۰ء انتخابات ہونا تھے کہ پہلے مارشل لاء کی بظاہر یہ عالی شان عمارت جس کی فی الحقیقت کوئی بنیاد نہیں تھی دھڑام سے گر کر زمین بوس ہو گئی لیکن افسوس کہ اس ملبہ سے پھر ایک نیا مارشل لاء نمودار ہو گیا۔

دوسرا مارشل لاء

اس ناکام تجربہ کے بعد وہی ڈرامہ پھر دہرایا گیا اور جنرل ایوب کے مستعفی ہونے پر اب یہ جنرل یحییٰ تھے جنھوں نے ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کو دوسرا مارشل لاء ملک پر مسلط کر دیا۔ یہ دوسرے نئے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بھی اسی شان سے نمودار ہوئے۔ ۱۹۶۲ء کا دستور منسوخ کیا، اسمبلیوں کو رخصت کیا، سیاسی سرگرمیاں ممنوع قرار دی گئیں۔ پھر وہی دعویٰ دہرایا گیا کہ یہ مارشل لاء ملکی سالمیت، یکجہتی اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کی خاطر لگایا گیا ہے۔ قوم کو یقین دلایا کہ مارشل لاء کا مقصد ایک آئینی حکومت کا قیام

www.bhutto.org

ہے۔ اس کا واحد مشن یہ ہے کہ عوام کے منتخب نمائندوں کو پرامن طریقہ سے اقتدار منتقل کر دیا جائے۔

یہ دوسرا مارشل لاء نسبتاً ایک قلیل المدت مارشل لاء تھا۔ بظاہر اس نے بالغ رائے دہی کی بنیاد پر انتخابات کرانے کیلئے ٹھوس اقدامات بھی کئے اور جو انتخابات اس دور میں ہوئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں پہلے جیسی کھلم کھلا دھاندلیاں کی گئی ہوں، لیکن پس پردہ ایسی کارروائیاں ہو رہی تھیں جو اس پورے عمل کو مشکوک بنا رہی تھیں اور اسی دور میں ایسے واقعات رونما ہوئے جنھوں نے ملک کو توڑنے کی بنیاد رکھ دی۔ ان کا ذرا تفصیل کے ساتھ جائزہ لینا اس لحاظ سے ضروری ہے کہ آئندہ احتیاطی تدابیر اختیار کی جا سکیں۔

پہلے ملک گیر انتخابات

قومی اسمبلی

۱۹۶۰ء کی مردم شماری کو بنیاد بنا کر ایک شخص ایک ووٹ کے اصول پر قومی اسمبلی کی کل ۳۱۳ نشستوں میں سے ۱۶۹ نشستیں مشرقی پاکستان کے لئے اور بقیہ ۱۴۴ نشستیں مغربی پاکستان کے لئے مختص کی گئیں۔ یعنی قومی اسمبلی میں مشرقی پاکستان کو کل نشستوں میں سے ۵۴ فیصد اور مغربی پاکستان کو ۴۶ فیصد حصہ ملا۔ مشرقی پاکستان میں اگست ۱۹۷۰ء کے تباہ کن سیلاب کے باعث قومی اسمبلی کے انتخابات ۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو منعقد ہوئے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں تقریباً بیس سیاسی جماعتوں نے حصہ لیا لیکن ووٹ حاصل کرنے کے لحاظ سے قابلِ ذکر جماعتیں یہ ہیں۔

۱۔ پاکستان مسلم لیگ (کونسل) (کنونشن) اور (قیوم گروپ)

۲۔ پاکستان پیپلز پارٹی

۳۔ عوامی لیگ

۴۔ جمعیت علمائے اسلام

۵۔ نیشنل عوامی پارٹی (ولی خاں گروپ)

۶۔ جمعیت علمائے پاکستان

۷۔ جماعت اسلامی

۸۔ نظام اسلام پارٹی

۹۔ پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی

ان انتخابات میں کامیابی کے لحاظ سے قومی اسمبلی میں عوامی لیگ اور پیپلز پارٹی کو کلیدی حیثیت حاصل ہوگئی۔ ۳۰۰ براوراست نشستوں میں سے ۱۶۰ پر عوامی لیگ کے نمائندے منتخب ہوگئے اور ۸۱ پر پیپلز پارٹی کے۔ مارشل لاء سے نجات حاصل کرنے اور منتخب نمائندوں کو اقتدار کی پرامن منتقلی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی ذمہ داری بھی سب سے زیادہ ان پارٹیوں پر ہی عائد ہوتی تھی۔ ۱۹۷۰ء میں ہونے والے یہ انتخابات اس لحاظ سے نہایت اہم تھے کہ قیام پاکستان کے بعد یہ پہلے ملک گیر انتخابات تھے۔

ماضی کے تلخ تجربات نے ثابت کر دیا تھا کہ ملک کی بقاء اور سالمیت کے لئے منصفانہ اور آزادانہ انتخابات کا اپنے وقت پر ہوتے رہنا لازمی ہے۔ اگر ووٹ دینا ہر بالغ شہری کا ناقابل تنسیخ حق ہے تو پھر اس سے خود بخود یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا صحیح استعمال بھی ایک مقدس فریضہ ہے اور اس بارے میں کوتاہی برتنے والے افراد ناقابل معافی ہیں لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ بیش بہا قربانیوں کے نتیجہ میں جب یہ حق چوتھائی صدی کے بعد ملا تو ملک کے دونوں حصوں میں ایک بڑی تعداد نے ووٹ کا حق استعمال نہ کر کے ملک کو تباہی سے ہمکنار کر دیا گیا۔ باقاعدہ رجسٹرڈ ووٹوں میں سے پورے پاکستان میں صرف ۵۸ فیصد افراد نے ووٹ ڈالے اور بقیہ ۴۲ فیصد افراد نے اپنا ووٹ استعمال نہ کر کے قومی فریضہ کی ادائیگی میں شدید کوتاہی برتی۔

عوامی لیگ

ان انتخابات میں دو جماعتیں یعنی عوامی لیگ اور پیپلز پارٹی بڑی آن 'بان اور شان کے ساتھ نمایاں ہوئیں۔ ان دونوں پارٹیوں نے عوام سے بڑے خوش نما وعدے کئے لیکن ان جماعتوں کی انتخابی پالیسی اور مہم کے انداز نے ملک کی تقسیم کی بنیاد ڈال دی عوامی لیگ کا پورا نام کل پاکستان عوامی لیگ تھا لیکن اس کے باوجود اس نے اپنے تمام نمائندے مشرقی پاکستان میں کھڑے کئے۔ وہیں انتخابی مہم چلائی' اس میں کامیابی کے لئے تعصبات کو بھڑکایا۔ مارشل لاء حکام نے اس پر کوئی گرفت نہیں کی۔ نتیجہ کے طور پر الیکشن میں اسے مشرقی پاکستان میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ عوامی لیگ کے نمائندے مشرقی پاکستان سے قومی اسمبلی کی کل ۱۶۲ نشستوں میں سے ۱۶۰ پر کامیاب ہوگئے۔ یہ اتنی بڑی کامیابی تھی کہ ملک کے صرف ایک بازو میں حصہ لینے کے باوجود اسے قومی اسمبلی میں بھی واضح اکثریت حاصل ہوگئی۔ یعنی کل ۳۱۳ اراکین میں ۱۶۰ کی حمایت۔ انتخابات میں کامیابی کے باوجود وہ ملک کی صحیح نمائندگی کر ہی نہیں سکتی تھی۔ اعداد و شمار کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے پاکستان میں ۵ء۶۹ کروڑ رجسٹرڈ ووٹوں میں

www.bhutto.org

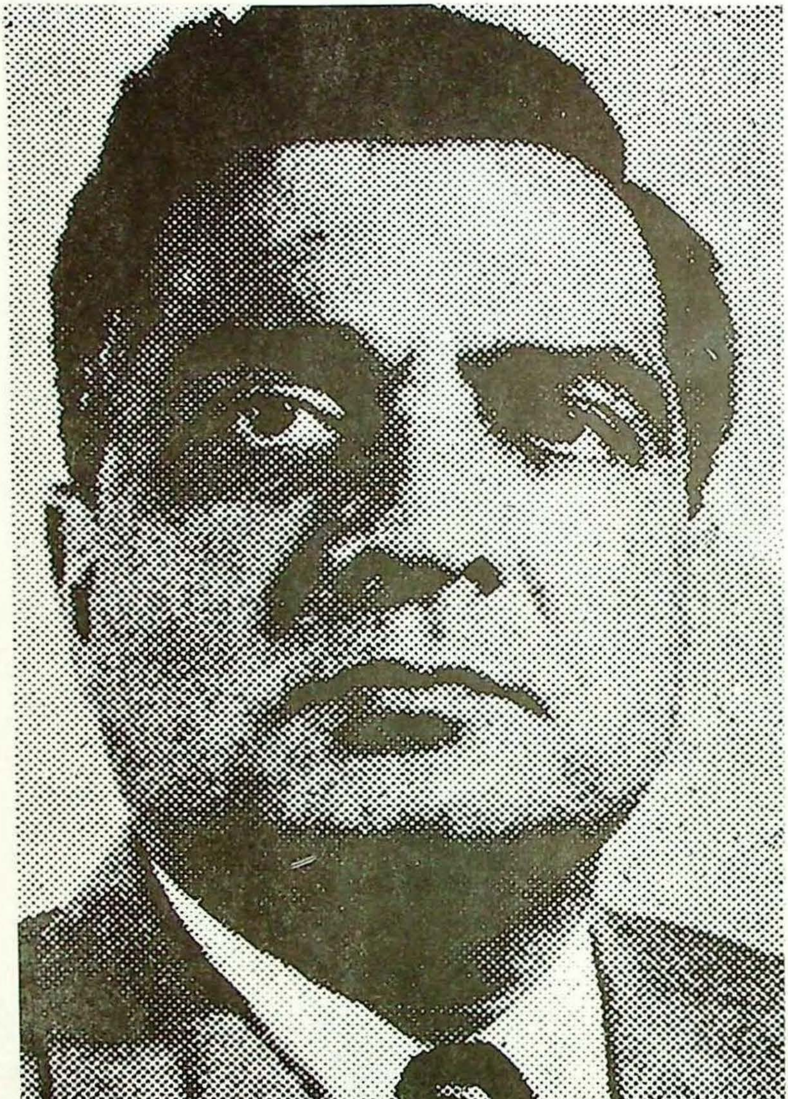

سکندر مرزا۔ سابق صدر پاکستان (جن کے دور سے مارشل لاء کا آغاز ہوا)

www.bhutto.org

سے اسے صرف ۱۲۹ء۱ کروڑ ووٹ ملے۔ یعنی کل ووٹوں کا ۲۳ فیصد۔ اگر صرف مشرقی پاکستان ہی کو ملحوظ رکھا جائے تو وہاں کے ۳۰ء۳ کروڑ رجسٹرڈ ووٹوں میں سے ۲۹ء۱ کروڑ یعنی ۳۹ فیصد۔ مشرقی پاکستان کے وہ ۴۵ فیصد ووٹر بھی جنھوں نے ایسے اہم دور میں بھی اپنے ووٹ نہیں ڈالے اگر الیکشن میں حصہ لیتے تو شاید نتائج اور حالات اس سے بالکل مختلف ہوتے جو اس الیکشن کے بعد رونما ہوئے۔ مارشل لاء کے نفاذ کے باوجود عوامی لیگ کو مواقع حاصل رہے کہ وہ ملک کی بنیادوں پر ضرب کاری لگانے کی سازشیں کھلم کھلا کرتی رہے۔ ان سازشوں کی سرکاری سطح پر آبیاری کرنے کے بعد جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو ۲۵ر مارچ ۱۹۷۱ء کو عوامی لیگ کو غیر قانونی جماعت قرار دے دیا گیا جو مسئلہ کو حل کرنے کی بجائے مزید تباہی پر منتج ہوا۔

پاکستان پیپلز پارٹی

پاکستان پیپلز پارٹی نے بھی اپنی تمام سیاسی سرگرمیاں مغربی پاکستان تک محدود رکھیں۔ گو نام کے لحاظ سے یہ بھی ملک گیر پارٹی ہونے کی دعویدار تھی۔ عوامی لیگ نے تو محض دکھاوے کے لئے مغربی پاکستان میں آٹھ نمائندے قومی اسمبلی کے لئے کھڑے کر بھی دیئے تھے لیکن پیپلز پارٹی نے یہ بھی نہ کیا اور اس کا کوئی نمائندہ مشرقی پاکستان سے قومی انتخابات میں حصہ نہیں لے رہا تھا۔ قومی اسمبلی کے لئے اس نے اپنے ۱۲۰ نمائندے کھڑے کئے جو سب کے سب مغربی پاکستان سے انتخاب لڑ رہے تھے۔ پیپلز پارٹی نے یہ رویہ اس کے باوجود اختیار کیا کہ خود اپنے منشور میں جو اس نے ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے موقع پر جاری کیا تھا اس میں کہا گیا تھا کہ کسی پارٹی کو قومی اسمبلی میں نشست حاصل کرنے کے لئے یہ لازمی قرار دیا جائے کہ اس پارٹی کو ملک کے دونوں حصوں میں استعمال شدہ ووٹوں کے کم از کم پانچ فیصد ووٹ حاصل ہوں تاکہ وہ پارٹی ایک قومی پارٹی کہلانے کی مستحق ہو سکے۔ اپنے اس رویہ کے باعث یہ جماعت بھی قومی جماعت ہونے کی بجائے صرف مغربی پاکستان کی نمائندہ جماعت کی حیثیت سے ابھری۔ جو کام مشرقی حصہ میں عوامی لیگ کر رہی تھی وہی کام پیپلز پارٹی نے مغربی پاکستان میں انجام دیا۔ جذبات کو بھڑکانا، تعصبات کو ہوا دینا، پس پردہ سازشوں میں ملوث ہونا، فوجی حکام سے طویل ملاقاتیں، قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے پر معترض ہونا ان کا معمول بن گیا۔ اصل خمیازہ قوم کے بے گناہ شہری بھگت رہے تھے لیکن مارشل لاء اور دو اہم جماعتوں کی باہم محاذ آرائی کے باعث بے بس تھے۔ مارشل لاء کی جانب سے ان دونوں جماعتوں کی قابل اعتراض سرگرمیوں کو ڈھیل دی جا رہی تھی۔ ان کا غلط رویہ اور اقدامات ملک کو تباہی سے قریب تر لا رہے تھے۔ اصل بیماری کا سراغ لگانے اور معقول حل تلاش کرنے کی بجائے قوت کے بے جا استعمال اور تشدد پر انحصار کیا گیا۔ ۲۵ر مارچ ۱۹۷۱ء کو عوامی لیگ کو غیر قانونی جماعت قرار دے کر فوجی اقدامات کی

ابتداء کردی گئی۔ فوج کے اس استعمال کے ساتھ پس پردہ سازشیں بھی ہوتی رہیں۔ سیاسی رہنماؤں کے غیر ملکی دوروں پر پابندی کے باوجود پیپلز پارٹی کے چیئرمین اپنے ساتھیوں مسٹر جے اے رحیم' غلام مصطفیٰ جتوئی اور غلام مصطفیٰ کھر کے ساتھ جولائی ۱۹۷۱ء میں ایران کے نجی دورے پر گئے۔ ستمبر ۱۹۷۱ء میں مسٹر بھٹو نے ایرانی سفیر سے ملاقات کی۔ غلام مصطفیٰ کھر اکتوبر ۱۹۷۱ء میں امریکی سفیر سے ملے اور اکتوبر ۱۹۷۱ء میں ایک امریکی سفارت کار سے ملاقات کے بعد مسٹر بھٹو پھر غیر ملکی دورے پر روانہ ہوگئے۔

دوسرے مارشل لاء کا خاتمہ

حالات کو سدھارنے کے لئے مارشل لاء نافذ کرنے والے اور لیگل فریم ورک آرڈر مرتب کرنے والے فوجی حکام جو خود کو عقل کل سمجھتے تھے یہ سوچنے سے قاصر رہے کہ قومی انتخابات میں دو اہم جماعتوں کا ملک کے صرف ایک بازو میں سرگرم عمل ہونا' انتخابی مہم میں تعصبات بھڑکانے پر کوئی گرفت نہ کرنا' انتخابات کے بعد قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے میں بلاوجہ تاخیر کرنا' پس پردہ سازشوں کو پروان چڑھانا اور فوجی قوت کا بے جا استعمال کیسے کیسے بھیانک نتائج کو جنم دے سکتا ہے۔ ملک ہی نہیں بلکہ ہماری ناقابل تسخیر فوج بھی اپنے نااہل اور سازشی جرنیلوں کے کرتوتوں کا شکار ہوگئی۔ دوسرا مارشل لاء ملک میں قتل و غارت گری' بربادی' اور آخر کار ملک کے ٹوٹنے کا سبب بن گیا' اور ۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء کو شروع کی گئی فوجی کارروائی ہماری تاریخ کے سیاہ ترین دن ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء پر ختم ہوئی۔ مملکت خداداد پاکستان کو خون میں نہلانے' بہادر فوج کی ہزیمت کا سبب بننے اور وطن عزیز کو دولخت کرنے کے بعد جنرل یحییٰ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو اقتدار مسٹر بھٹو کے حوالے کر کے رخصت ہوگئے۔ یہ بات بظاہر عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ اپنی سابقہ روایت کے خلاف ایک جنرل نے اقتدار کسی دوسرے جنرل کو منتقل کرنے کے بجائے کسی سیاسی رہنما کو کیوں سونپا۔ لیکن بھارتی فوج کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہونے' اپنے تمام دعوؤں میں سراسر ناکام ہونے اور ڈھاکہ کے ناقابل یقین سقوط کے بعد فوج اس پوزیشن میں تھی ہی نہیں کہ کوئی نیا جنرل سامنے آتا۔ اس لئے ضروری ہوگیا کہ اقتدار کسی سویلین کو سونپا جائے۔

پاکستان کا نیا دور

۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء سے ملک کا ایک نیا باب شروع ہوا۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن چکا تھا اور اب مغربی پاکستان ہی کل پاکستان تھا۔ مسٹر بھٹو جن کے ہاتھوں میں اقتدار منتقل ہوا وہ ایک اہم سیاسی جماعت کے سربراہ تھے اور عوامی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار۔ لیکن غم زدہ ملک کے شہری یہ جان کر حیران رہ گئے کہ مسٹر بھٹو نے یہ اقتدار بطور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور صدر سنبھالا جو شاید دنیا کی

www.bhutto.org

تاریخ میں واحد مثال ہو۔ سازشوں اور قومی انتشار کی ایسی بھاری قیمت ادا کرنے کے بعد بھی کوئی سبق سیکھنے اور اپنی اصلاح کرنے کی بجائے اس عظیم سانحہ کے فوراً بعد ہی سازشوں کا ایک دوسرا نیا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دسمبر ۱۹۷۱ء کے بعد رونما ہونے والے حالات کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے نتائج کو سامنے رکھنا ہو گا۔ قومی اسمبلی میں مغربی پاکستان سے براہ راست منتخب ہونے والے ۱۳۸ نمائندوں کی پارٹی پوزیشن یہ تھی

پاکستان پیپلز پارٹی	۸۱
پاکستان مسلم لیگ (قیوم گروپ)	۹
پاکستان مسلم لیگ (کونسل)	۷
پاکستان مسلم لیگ (کنونشن)	۲
جمعیت علمائے اسلام	۷
جمعیت علمائے پاکستان	۷
نیشنل عوامی پارٹی	۶
جماعت اسلامی	۴
آزاد	۱۵
کل تعداد	۱۳۸

اس موقع پر یہ اصولی مؤقف سامنے آیا کہ دسمبر ۱۹۷۰ء میں منعقد ہونے والے انتخابات ملک ٹوٹنے کے بعد خود بخود کالعدم ہو گئے۔ اب نئے سرے سے الیکشن ہوں تاکہ عوام اپنے نمائندوں کو ماضی قریب کے حالات کے پس منظر میں چن سکیں اور پیپلز پارٹی اس بات کی مستحق نہیں کہ بچے ہوئے ملک کا اقتدار اس کو سونپا جائے۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے اعداد و شمار سے بھی یہی ثابت ہوتا تھا کہ پیپلز پارٹی قومی اسمبلی میں ۶۰ فیصد اکثریت رکھنے کے باوجود نئے حالات میں ملک کی صحیح نمائندگی کرنے سے قاصر رہے گی۔

قومی جماعت کے لحاظ سے پاکستان پیپلز پارٹی کی نمائندہ حیثیت

قومی اسمبلی کے انتخابات میں مغربی پاکستان کے کل ۲۶۵۷ کروڑ رجسٹرڈ ووٹوں میں سے اسے صرف ۶۲ لاکھ ووٹ ملے تھے یعنی کل ووٹوں کا صرف ۲۴ فی صد اور اگر صرف استعمال شدہ صحیح ووٹوں کو ہی ملحوظ رکھا جائے تب بھی ۱۵۸ کروڑ میں سے ۶۲ لاکھ یعنی ۳۹ فی صد۔ ۱۹۶۰ء کی مردم شماری کے مطابق

www.bhutto.org

فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خاں ۔ ملک کے پہلے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر و صدر پاکستان

www.bhutto.org

مغربی پاکستان کی آبادی ۴ کروڑ ۲۹ لاکھ تھی۔ اس پوری آبادی میں پیپلز پارٹی کے ووٹر صرف ۶۲ لاکھ تھے۔

اس سے اہم بات یہ تھی کہ پیپلز پارٹی نے مغربی پاکستان میں بھی صرف دو صوبوں پنجاب اور سندھ تک اپنی انتخابی جدوجہد کو محدود رکھا تھا اور اس طرح بقیہ پاکستان کے جائے وقوع اور سیاسی لحاظ سے نہایت اہم اور حساس دو صوبوں سرحد اور بلوچستان میں اسے کوئی نمائندگی حاصل نہیں تھی۔ قومی اسمبلی کے انتخابات میں پیپلز پارٹی نے صوبہ سرحد سے اپنے ۱۶ امیدوار کھڑے کئے۔ ان میں سے ۹ کی ضمانتیں ضبط ہو گئیں اور سرحد کی کل ۱۸ نشستوں میں سے اسے صرف ایک نشست مل سکی اور بلوچستان میں اس کا حال اس سے بھی زیادہ خراب تھا۔ وہاں کی کل ۴ نشستوں میں سے پیپلز پارٹی نے اپنا ایک نمائندہ کھڑا کیا اور اس کی بھی ضمانت ضبط ہو گئی۔ اس طرح قومی اسمبلی میں اس کی ۸۱ نشستوں میں سے ۸۰ کا تعلق صوبہ پنجاب اور سندھ سے تھا اور صرف ایک کا صوبہ سرحد سے۔ خود اپنے منشور کے مطابق پیپلز پارٹی مشرقی پاکستان سے کوئی ووٹ حاصل نہ کرنے کے باعث قومی اسمبلی میں بھی کسی نشست کی حق دار نہیں تھی۔ ایک ایسی غیر نمائندہ جماعت سے بمشکل ہی یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ ایک نازک ترین دور میں پورے ملک کی رہنمائی کا حق ادا کر سکے گی۔

لیکن حالات کی نزاکت کے پیش نظر سیاسی جماعتوں اور عوام نے اسے مسئلہ نہیں بنایا اور یہ تسلیم کر لیا کہ قومی اسمبلی میں ایک اکثریتی پارٹی ہونے کی حیثیت سے پیپلز پارٹی اقتدار سنبھال کر ملک کو بحران سے نکالنے کے لئے اقدامات کرے۔ ملک کے وسیع تر مفاد میں یہ ایک فراخدلانہ پیشکش تھی جس کے جواب میں پیپلز پارٹی کی جانب سے فوری مثبت اقدام اٹھا کر خیر مقدم کیا جانا چاہئے تھا۔ لیکن افسوس کہ پیپلز پارٹی ملک گیر مطالبے کے باوجود قومی اسمبلی کا اجلاس بلانے سے گریز کرتی رہی اور مسٹر بھٹو کا مارشل لاء جاری رہا۔ پیپلز پارٹی کی قیادت نے جنرل یحییٰ کا سونپا ہوا اقتدار تو اپنا لیا لیکن وہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے نتائج کو عملی جامہ پہنانے سے مسلسل گریز کرتی رہی۔ گو ایسی ہی پالیسی کے خمیازہ کے طور پر ہم مشرقی پاکستان گنوا بیٹھے تھے۔ اس کی اصل وجہ صوبائی اسمبلیوں میں پیپلز پارٹی کی کمزور پوزیشن تھی۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	کل نشستیں	پیپلز پارٹی		
صوبہ پنجاب	۱۸۰	۱۱۳	یعنی	۶۳ فی صد
صوبہ سندھ	۶۰	۲۸	"	۴۷ "
صوبہ سرحد	۴۰	۳	"	۷ "
صوبہ بلوچستان	۲۰	۰		۰

www.bhutto.org

مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں کی اسمبلیوں کے کل ۲۶ء۵۶ کروڑ رجسٹرڈ ووٹوں میں سے پیپلز پارٹی کو ۵۳ لاکھ ووٹ ملے تھے یعنی کل ووٹوں کا ۲۱ فیصد اس پر مزید یہ کہ بلوچستان میں اس کی پوزیشن صفر تھی اور سرحد میں نا قابل ذکر۔ پیپلز پارٹی صرف پنجاب میں اپنی صوبائی حکومت تشکیل دے سکتی تھی۔ صوبہ سندھ میں اسے حکومت بنانے کے لئے کسی کو ساتھ ملانا ہوتا اور سرحد اور بلوچستان میں ان جماعتوں کی حکومت کو تسلیم کرنا ہوتا جو وہاں کامیاب ہوئی تھیں۔ ایک جمہوری پارٹی کے دعوے کے باوجود غالباً یہ پوزیشن پیپلز پارٹی کو جوں کی توں تسلیم نہیں تھی اور حالات کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کے لئے اس کے نزدیک مارشل لاء کا جاری رہنا ضروری تھا۔ لہٰذا مارشل لاء کے دوران ہی اس نے اسمبلیوں سے باہر یہ تگ و دو شروع کر دی۔

دوسری اہم جماعتیں

۱۹۷۰ء کے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے نتیجہ میں صوبہ سرحد اور بلوچستان میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے نیشنل عوامی پارٹی، جمعیت علمائے اسلام اور مسلم لیگ (قیوم گروپ) کو اہمیت حاصل ہو گئی۔ ان دونوں صوبوں میں نشستوں کی تقسیم کا خاکہ درج ذیل ہے

صوبہ سرحد

۱۔ نیشنل عوامی پارٹی	۱۳
۲۔ مسلم لیگ (قیوم گروپ)	۱۰
۳۔ جمعیت علمائے اسلام	۴
۴۔ پاکستان پیپلز پارٹی	۳
۵۔ مسلم لیگ (کنونشن)	۲
۶۔ مسلم لیگ (کونسل)	۱
۷۔ جماعت اسلامی	۱
۸۔ آزاد	۶
کل نشستیں	۴۰

www.bhutto.org

صوبہ بلوچستان

۱۔ نیشنل عوامی پارٹی	۸
۲۔ جمعیت علمائے اسلام	۳
۳۔ مسلم لیگ (قیوم گروپ)	۲
۴۔ یونائیٹڈ فرنٹ	۱
۵۔ آزاد	۶
کل نشستیں	۲۰

صوبائی حکومتوں کی تشکیل

مرکز میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (قیوم گروپ) کے مابین سمجھوتہ ہوگیا اور قیوم لیگ کو مرکز میں نمائندگی مل گئی۔ پیپلز پارٹی اس بات پر رضامند ہوگئی کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیت علمائے اسلام مل کر اپنی مخلوط حکومتیں بنالیں اور ان دونوں جماعتوں نے پیپلز پارٹی کے اس مطالبے کو مان لیا کہ مارشل لاء کچھ عرصہ جاری رہے اور قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے میں تاخیر کردی جائے۔ لیکن ان دونوں جماعتوں نے مرکز میں حکومت میں نمائندگی لینے سے انکار کردیا اور وضاحت کردی کہ قومی اسمبلی میں وہ اپوزیشن کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کریں گی۔

اتنے بڑے حادثے سے دوچار ہونے' اپنی غلطیوں کے باعث دشمن کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے اور تقریباً ایک لاکھ فوجی اور دیگر افراد کے بھارت کی قید میں ہونے کا تقاضا تھا کہ ملک کی تعمیر نو میں ٹھوس اقدام اٹھائے جاتے' سابقہ رنجشوں کو نظرانداز کردیا جاتا اور قوم کا کھویا ہوا اعتماد جلد از جلد بحال کیا جاتا ۔ لیکن بعد کے حالات نے ثابت کردیا کہ صاف ستھری سیاست کی بجائے پھر جوڑ توڑ کا سلسلہ جاری ہوگیا اور ماضی کے واقعات سے سبق نہیں سیکھا گیا۔

پاکستان پیپلز پارٹی کا دور حکومت

جولائی ۱۹۷۷ء کا مارشل لاء کوئی اچانک رونما ہونے والا غیر متوقع واقعہ نہیں تھا۔ اس کی پشت پر برسوں کی کج روی' کوتاہ عقلی' حکمرانوں کا جبر اور قول و فعل کا تضاد تھا۔ حالات کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کرنے اور آئندہ کے لئے بہتر راہ عمل متعین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۷۱ء سے

جنرل آغا محمد یحییٰ خاں - ملک کے دوسرے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر و صدر پاکستان

www.bhutto.org

۴ر جولائی ۱۹۷۷ء تک رونما ہونے والے اہم واقعات کا جائزہ لیا جائے۔ اس کا مقصد بلاوجہ کسی کو تنقید کا نشانہ بنانا نہیں ہے بلکہ پوری نیک نیتی کے ساتھ اس دور کے حالات کو پرکھ کر آئندہ کیلئے اصلاح کرنا مقصود ہے۔

فائر بندی کے فوراً بعد ۲۰ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو جب اقتدار مسٹر بھٹو کے ہاتھوں میں منتقل ہوا اور حالات کی نزاکت کے پیش نظر پیپلز پارٹی کا قومی اسمبلی میں اکثریتی پارٹی کی حیثیت سے حکمرانی کا حق تسلیم کر لیا گیا تو اسے ایک منتخب سیاسی حکمران پارٹی کی حیثیت سے بغیر کسی تاخیر کے قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کرنا چاہیۓ تھا۔ جہاں اسے بھاری اکثریت حاصل تھی تاکہ قومی اسمبلی جو کہ ملک کی دستور ساز اسمبلی بھی تھی ملک کے لئے دستور کی تدوین کا کام فوراً شروع کر سکتی۔ اس کے ساتھ ہی صوبوں کی اسمبلیوں کے اجلاس طلب کئے جاتے اور اس بات کو یقینی بنایا جاتا کہ سیاسی جوڑ توڑ، جبر یا لالچ اور دباؤ کے بغیر جسے ممبران اسمبلی کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہو وہ صوبوں میں اپنی حکومت بنا سکیں۔ تیسرے یہ کہ پیپلز پارٹی جس نے ایک منشور پر عوام سے ووٹ حاصل کئے تھے اور جسے قومی اسمبلی میں واضح اکثریت بھی حاصل تھی وہ تمام اصلاحات قومی اسمبلی میں قانون سازی کے ذریعہ نافذ کرتی اور چوتھے یہ کہ تقریباً ربع صدی کے گزرنے کے بعد ایک منتخب سیاسی جماعت کو حکومت کرنے کا موقع حاصل ہوا تھا تو بجا طور پر توقع تھی کہ اس دور حکومت میں عوام کو اپنے بنیادی حقوق حاصل ہوں گے، عدلیہ آزاد اور انتظامیہ سے علیحدہ ہوگی، عوام کی بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کا بندوبست کیا جائے گا اور اپوزیشن کو دستور اور قانون کے تحت اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کی کھلی اجازت ہوگی۔

میں ان ہی اہم امور کو سامنے رکھ کر اس دور کے واقعات اور حالات کا ایک جائزہ پیش کر رہا ہوں۔

۳۱ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کو اپنی تشکیل کے وقت پیپلز پارٹی نے جو عہد اللہ اور پاکستان کے عوام کے ساتھ کیا تھا اس مقدّس عہد کو پورا کرنے کا موقع قدرت نے اسے بہت جلد فراہم کر دیا۔ اس تاسیسی اجلاس میں توثیق شدہ دستاویز کا متعلقہ پیراگراف درج ذیل ہے

"قادر مطلق خدا پر غیر متزلزل ایمان کے ساتھ جو تمام جہانوں اور انسانوں کا پالنے والا ہے اور دین اسلام کے لئے جذبہ غیرت رکھتے ہوئے، اور پاکستان کے مقاصد کے لئے اپنے آپ کو کلّی طور پر وقف کرتے ہوئے ہم سب اللہ کا نام لے کر اس عظیم کام کی ابتداء اور اتحاد عوام کا اعلان کرتے ہیں۔ اس یقین محکم کے ساتھ کہ اتحاد عوام سے اور اجتماعی تدبر سے سوچ بچار کی بدولت پاکستان کی خدمت میں مگن ہو کر ہم شان دار مستقبل کی طرف گامزن ہوں گے اور دنیا میں عدل وانصاف اور

امن وامان قائم کرنے کا موجب بنیں گے (آمین)"

پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور

۱۹۷۰ء کے الیکشن کے موقع پر پیپلز پارٹی نے اپنا ایک جامع منشور بھی شائع کیا تھا' اس منشور میں دستور کے متعلق ایک پورا باب ہے کہ بر سراقتدار آنے کے بعد وہ کس طرح کا دستور نافذ کرے گی۔ یہ باب اس حقیقت افروز جملے سے شروع ہوتا ہے کہ "دستور کا کوئی ایسا ڈھانچہ ترقی کا ضامن نہیں ہو سکتا جو حکمرانوں کے مفاد کے تحفظ کے لئے تشکیل دیا جائے۔ شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے کے لئے لازمی ہے کہ جمہوری ہونے کے ساتھ دستور ملک کے بنیادی اداروں کی تشکیل اور ان کی نشوونما کا ضامن ہو۔" اس منشور میں کہا گیا کہ پارٹی کے نزدیک دستور میں جن چیزوں کی ضمانت دی جائے وہ یہ ہیں

۱۔ مکمل جمہوریت

۲۔ پارلیمانی طرز حکومت

۳۔ وفاقی طرز

۴۔ منتخب بلدیاتی اداروں کی توسیع

۵۔ ضمیر کی آزادی کی ضمانت

۶۔ انتخابی سسٹم کی اصلاح

قومی اسمبلی میں دوسری جماعتیں

پیپلز پارٹی کے علاوہ قومی اسمبلی میں پاکستان مسلم لیگ' جمعیت علمائے اسلام' نیشنل عوامی پارٹی' جمعیت علمائے پاکستان' جماعت اسلامی اور آزاد ممبران شامل تھے۔ ۱۹۷۱ء کے الیکشن کے دوران ان جماعتوں کے مابین اس درجہ فاصلے بڑھ گئے تھے کہ ان کے درمیان کسی مفاہمت کا امکان بعید تھا لیکن مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے سانحہ نے یہ فاصلے ختم کر دیئے۔ قومی اسمبلی کے اجلاس کے بعد ہی سے ان جماعتوں کے مابین نہایت خوشگوار تعلقات قائم ہو گئے۔ ان سب نے مل کر طے کیا کہ وہ اسمبلی میں ایک متحدہ اپوزیشن کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیں گے۔ اس وقت سب سے زیادہ اہم کام ایک قابل قبول دستور کی تیاری اور منظوری تھا۔ مسٹر بھٹو کے اقتدار سنبھالنے کے بعد اپوزیشن کی تمام جماعتوں نے انہیں یقین دلایا کہ ہر اس کام میں جو وہ ملک اور عوام کی بھلائی کے لئے' جمہوریت کے فروغ اور معاشی خوشحالی کے لئے کریں گے اس میں ان کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے گا۔

www.bhutto.org

پاکستان پیپلز پارٹی حصول اقتدار کے بعد

قیام پاکستان کے ۲۴ سال بعد یہ پہلا موقع تھا کہ ایک سیاسی جماعت کو جو الیکشن کے نتیجہ میں اکثریتی پارٹی بن کر ابھری تھی ، ملک پر حکومت کرنے کا موقع ملا۔ قومی اسمبلی میں اسے بھاری اکثریت حاصل تھی۔ اپوزیشن کی تمام جماعتوں نے اسے اپنے منشور کو عملی جامہ پہنانے اور ایک اسلامی جمہوری ' پارلیمانی اور وفاقی دستور کی تدوین میں اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ مشرقی پاکستان کھو دینے اور تقریباً ایک لاکھ پاکستانی بھارت کی قید میں ہونے کے باعث پورا ملک از سر نو تعمیر کے لئے تیار تھا۔ ایک طویل سیاہ رات کے بعد سب ایک سہانی صبح کے طلوع کے منتظر تھے۔ اب ملک کے معاملات ایک سیاسی جماعت کے ہاتھ میں تھے جسے مسٹر بھٹو جیسے زیرک اور باصلاحیت شخص کی رہنمائی حاصل تھی۔ ملک کے دولخت ہونے کے باعث سول اور فوجی بیوروکریسی کے پہلے جیسے دم خم باقی نہیں تھے۔ لیکن ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کے بعد رونما ہونے والے واقعات نے ان توقعات پر اوس ڈال دی۔ ایسی دل خراش باتوں سے سابقہ پڑا جن کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ گو اس وقت پیپلز پارٹی کے دور حکومت کا تجزیہ مقصود نہیں ہے لیکن ۱۹۷۷ء کے قومی حادثے کا کھوج لگانے کے لئے اس سے بالکل صرف نظر بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ان واقعات کے بیان سے میرا مقصد نہ تنقید ہے نہ بلاوجہ کیڑے نکالنے کی کوشش' بلکہ صرف اس نیت سے اس کا تذکرہ کہ سیاسی جماعتیں ماضی کے آئینہ میں اپنا کردار دیکھ کر مستقبل میں ایک زیادہ محتاط روّیہ اختیار کر سکیں۔ یہ باتیں پیپلز پارٹی سے ہمدردی رکھنے والے افراد پر گراں گزر سکتی ہیں لیکن حکمت کا تقاضا ہے کہ وہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں اپنے لئے مفید ہی پائیں۔ بہادری یہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو تو وہ اسے تسلیم کر کے آئندہ اصلاح کا عہد کرے۔

سقوط ڈھاکہ کے بعد ہارے ہوئے جنرل یحیٰی کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ کسی دوسرے جنرل کو اقتدار سونپ کر رخصت ہوتا۔ اس لئے اس نے اقتدار مسٹر بھٹو کو سونپا اور وہ صدر پاکستان کے ساتھ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے عہدہ پر بھی فائز ہوگئے۔ ایک سیاسی جماعت کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے یہ عہدہ انہیں کسی طرح زیب نہیں دیتا تھا۔ کسی خلاء کے پر ہونے تک اگر ایسا کرنا ضروری بھی تھا تب بھی خیال تھا کہ وہ جلد از جلد اس سے خلاصی حاصل کرلیں گے۔ توقع تھی کہ وہ فوراً ہی قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کریں گے تاکہ منتخب نمائندے اپنے فرائض انجام دے سکیں۔ لیکن حصول اقتدار کے بعد پیپلز پارٹی کی سوچ میں نمایاں تبدیلی کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوگئے۔ قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے میں مسلسل تاخیر کی جاتی رہی۔ اپوزیشن جماعتیں اور عوام مجبور ہوئے کہ وہ اس تاخیر پر احتجاج کریں۔ اسمبلی میں بھاری اکثریت رکھنے کے باوجود یہ تاخیر ناقابل فہم تھی۔ ملک گیر مطالبہ کے نتیجہ میں کئی ماہ گزرنے کے بعد اپریل ۱۹۷۲ء میں اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا۔ اسمبلی کے سامنے پہلا اہم کام ملک کے لئے دستور مرتب

www.bhutto.org

کرنا اور منظور کرنا تھا لیکن یہ بات مزید حیران کن تھی کہ اجلاس کے سامنے ایک چھپا چھپایا عبوری دستور رکھ دیا گیا اور کہا گیا کہ اسے جوں کا توں بغیر کسی ترمیم کے منظور کر و ورنہ یا تو ملک میں مارشل لاء جاری رہے گا اور ایک صدارتی حکم کے ذریعہ اس دستور کو نافذ کر دیا جائے گا جس میں تبدیلی کا کوئی اختیار اسمبلی کے پاس نہیں ہوگا۔ ۱۹۷۲ء کا یہ عبوری دستور موجود ہے۔ پیپلز پارٹی کے منشور سے اس کا موازنہ کر کے دیکھ لیا جائے کہ یہ ان تمام وعدوں کے بالکل برعکس ہے جو اس پارٹی نے دستور سے متعلق انتخابات کے وقت قوم سے کئے تھے۔ یہ نہ جمہوری تھا، نہ پارلیمانی اور نہ وفاقی۔ اس میں اداروں کو مضبوط بنانے کے بجائے کلی اختیارات ایک ہاتھ میں مرتکز کر دیئے گئے تھے۔ جس کی ضرر رسانی کی نشاندہی خود اس کے اپنے منشور میں موجود ہے۔

اس صورتحال سے اندیشہ پیدا ہو گیا کہ اتنے بڑے حادثے کے فوراً بعد ہی بچے کھچے پاکستان میں پھر اپوزیشن اور حکمراں جماعت میں ٹھن جائے گی جس کا ملک متحمل نہیں ہو سکتا تھا لیکن بہر حال معاملات سیاسی جماعتوں کے درمیان تھے۔ حکمران اور اپوزیشن پارٹیوں، دونوں ہی نے تحمل، بردباری اور حکمت کا ثبوت دے کر اس محاذ آرائی سے قوم کو بچا لیا۔

پیپلز پارٹی اس بات پر رضامند ہو گئی کہ مستقل دستور کے مسودہ کی تدوین کے لئے ایک ۲۵ رکنی کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں اسمبلی میں موجود ہر پارٹی کو نمائندگی حاصل ہوگی۔ خواہ تعداد کے لحاظ سے وہ اس کی مستحق نہ ہو۔ اس نے یقین دلایا کہ عبوری آئین محض ایک عارضی مدت کے لئے ہے اور مستقل آئین میں قومی جذبات کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ اس کے جواب میں اپوزیشن نے عبوری آئین پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا گو وہ بصورت دیگر کسی طرح بھی قابل قبول نہ تھا۔

دستوری کمیٹی

قومی اسمبلی نے اس سمجھوتے کے نتیجہ میں ۱۷ر اپریل ۱۹۷۲ء کو ایک ۲۵ رکنی آئینی کمیٹی تشکیل دی جس کے سربراہ میاں محمود علی قصوری تھے۔ پیپلز پارٹی اور اس کے حامی ممبران کے علاوہ اپوزیشن سے متعلق درج ذیل ممبران اسمبلی اس میں شامل تھے۔

۱۔	مولانا مفتی محمود صاحب	جمعیت علمائے اسلام
۲۔	مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی	جمعیت علمائے پاکستان
۳۔	سردار شوکت حیات خان	پاکستان مسلم لیگ
۴۔	میاں ممتاز محمد خان دولتانہ	پاکستان مسلم لیگ

www.bhutto.org

۵۔ جناب امیرزادہ خان — نیشنل عوامی پارٹی

۶۔ غفور احمد — جماعت اسلامی

کمیٹی نے دستور سے متعلق گفتگو کرنے اور اہم امور پر اتفاق رائے ہونے کے بعد چیئرمین کمیٹی سے ایک مسودہ پیش کرنے کے لئے کہا تاکہ اس پر شق دار غور کیا جاسکے۔ لیکن جو مسودہ پیش کیا گیا وہ ہمارے نزدیک نہ طے شدہ امور کے مطابق تھا اور نہ خود پیپلز پارٹی کے منشور سے ہم آہنگ تھا۔ ۹ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کو جناب میاں محمود علی قصوری نے کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا ان کی جگہ جناب عبدالحفیظ پیرزادہ چیئرمین بنے۔ جب اپوزیشن سے متعلق ممبران نے محسوس کیا کہ کمیٹی ایک غیر اسلامی' غیر جمہوری' غیر پارلیمانی اور غیر وفاقی دستور کا مسودہ منظور کرنے پر تلی ہوئی ہے تو اپوزیشن نے اس میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ پارلیمانی زندگی ایک بار پھر تعطل کا شکار ہو گئی۔ پیپلز پارٹی کو دستوری کمیٹی اور اسمبلی میں واضح اکثریت حاصل تھی۔ اس کے لئے یہ ممکن تھا کہ وہ اپوزیشن کو نظر انداز کر کے اپنی مرضی کا دستور منظور کرالے۔ لیکن اس مرحلہ پر اس نے پھر ایک حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کیا۔ صدر بھٹو نے اپوزیشن کو دستور کے موضوع پر مذاکرات کی دعوت دی جو اپوزیشن نے منظور کرلی۔ یہ مذاکرات ایوان صدر میں ۱۷ر تا ۲۰ر اکتوبر ۱۹۷۲ء منعقد ہوئے۔ اپوزیشن کے درج ذیل ممبران نے اس میں شرکت کی

۱۔ مولانا مفتی محمود صاحب
۲۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی
۳۔ سردار شوکت حیات
۴۔ سردار شیرباز خاں مزاری
۵۔ ارباب سکندر خان خلیل
۶۔ میر غوث بخش بزنجو
۷۔ غفور احمد

تدوین دستور سے متعلق ایک تفصیلی معاہدہ طے پا گیا۔ جس پر پیپلز پارٹی کی طرف سے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے' مسلم لیگ (قیوم گروپ) کی جانب سے جناب خان عبدالقیوم خان نے' قبائلی علاقوں کی جانب سے میجر جنرل (ریٹائرڈ) جمال دار اور اپوزیشن کی جانب سے شریک افراد نے اپنے دستخط ثبت کر دیئے۔ وزارت قانون سے کہا گیا کہ وہ اس سمجھوتہ کی روشنی میں دستور کا مسودہ تیار کرے۔

www.bhutto.org

اس کی روشنی میں دستوری کمیٹی نے دوبارہ اپنا کام شروع کر دیا۔ لیکن پھر اس معاہدے کی پاسداری نہیں کی جا رہی تھی۔ کمیٹی کو ۳۰ ر دسمبر ۱۹۷۲ء تک اپنی سفارشات پیش کرنا تھیں کمیٹی نے مزید وقت ضائع کرنے سے بہتر یہ سمجھا کہ کمیٹی اپنی سفارشات مکمل کرلے۔ اپوزیشن نے اس رپورٹ پر اپنے اختلافی نوٹ منسلک کر دیئے۔ اس توقع پر کہ جب یہ رپورٹ اسمبلی کے سامنے پیش ہوگی تو وہاں ہم اپنی ترامیم منوانے پر ممبران اسمبلی کو آمادہ کر سکیں گے۔ جو خود پیپلز پارٹی کے اپنے انتخابی منشور اور ۲۰ ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کے باہمی معاہدے کے مطابق ہوں۔

بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست منتخب ہونے والی قومی اسمبلی کا پہلا سال ۱۹۷۲ء دستور سازی جیسے اہم معاملہ میں بار بار تعطل اور اختلاف رائے کا شکار ہوتا رہا۔ اکثریت اپنے تمام وعدوں کو فراموش کر کے پھر ان ہی سابقہ غلطیوں کو دہرانے پر تلی ہوئی تھی جن کے باعث ماضی میں آئینی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا اور غاصبوں اور آمروں کو اقتدار پر مسلط ہونے کا موقع فراہم ہوگیا۔ اپوزیشن باہمی تعاون، اتحاد اور مثبت اقدامات کے ذریعہ ایک قابل قبول دستور کے مدون ہونے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتی رہی۔ یہ سال بیت گیا لیکن ملک کو مستقل دستور میسر نہ آسکا۔ یہ ایک ناقابل معافی فرد گزاشت تھی کہ حکمراں جماعت نے پورا ایک سال گزرنے کے باوجود ملک کو دستور سے محروم رکھا۔ حیرت ہے کہ پیپلز پارٹی نے جو عوامی حقوق کی بحالی کی سب سے بڑی علمبردار بن کر ابھری تھی اپنے تمام وعدوں کو فراموش کر کے یہ پورا سال ۲۳ ر نومبر ۱۹۷۱ء کو جنرل یحیٰی کی نافذ کی ہوئی ہنگامی حالت کے تحت گزار کر عوام کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھا۔

پیپلز پارٹی کا فرض تھا کہ وہ قومی اسمبلی کو وقعت دیتی اور آمروں اور غاصبوں کی طرح اسمبلی کو محض ایک دکھاوے کی چیز میں تبدیل نہ کرتی۔ اسے اکثریت بھی حاصل تھی اور اپنے ممبران اسمبلی کی بلاچون وچرا اطاعت بھی۔ اس کے باوجود ۱۹۷۲ء کے پورے سال اسمبلی کو اہم اقدامات کے بارے میں اعتماد میں نہ لے کر اسے بے وقعت کیا گیا۔ تقریباً ساڑھے تین ماہ تک تو سرے سے اسمبلی کا کوئی اجلاس طلب ہی نہیں کیا گیا۔ اپریل میں ایک ایسا عبوری آئین اس سے منظور کرایا گیا جو اسمبلی سے باہر مرتب کیا گیا تھا اس کے علاوہ دوسری نہایت اہم اور دوررس اصلاحات اسمبلی سے منظور کرانے کی بجائے صدارتی حکم کے ذریعہ نافذ کی گئیں۔ مئی ۱۹۷۲ء میں سکہ کی قیمت میں کمی بھی صدارتی حکم کے ذریعہ عمل میں آئی۔ بیرونی قرضوں کے حصول میں بھی اسمبلی کو بے خبر رکھا گیا۔ یہ طرز عمل تو خود اپنی ہی پارٹی کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار تھا اور اسمبلی کو محض ایک نمائشی ادارہ بنانے کے مترادف یہ وہ طرز عمل تھا جس کی بناء پر پارٹی غیر مؤثر ہوتی گئی اور بیوروکریسی کا عمل دخل پھر جڑ پکڑنے لگا۔

www.bhutto.org

اس سال رونما ہونے والے دوسرے روح فرسا واقعات نے ماضی میں کیئے جانے والے ظالمانہ اقدامات کو ماند کر دیا۔ قوم میں یکجہتی ' اتحاد ' محبت اور اخوّت کے جذبات پروان چڑھانے کی بجائے ابتداء ہی سے انتشار ' باہمی اختلافات اور نفرتوں کو پروان چڑھانے کی کوشش کی گئی۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں بدامنی پھیلانے کی کوشش کی گئی ' سندھ میں لسانی فسادات بھڑکائے گئے ' شہریوں کی جان ' مال ' عزت اور آبرو کی حفاظت کرنے کی بجائے اسی سال ڈاکٹر نذیر اور خواجہ رفیق شہید کر دیئے گئے۔ پولینڈ کی قرارداد چاک کرنے والی جماعت نے سرکاری طور پر "بنگلہ دیش منظور" کی مہم چلائی اور اس سے اختلاف کرنے والوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا۔ سیاسی جماعتوں کو کچلنے کیلئے لندن پلان اور عراقی اسلحہ کا ڈھونگ رچایا گیا۔ بنیادی حقوق کی ضمانت کے تمام وعدوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بڑے پیمانے پر سرکاری ملازمین کو صفائی کا موقع دیئے بغیر ملازمتوں سے برطرف کر دیا گیا تاکہ بقیہ سرکاری ملازمین ان کے تابع فرمان بن کر رہیں۔ ریڈیو ' ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات کے ذریعہ اپوزیشن پر رات دن الزامات عائد کئے گئے کہ وہ وطن دشمن ' اصلاحات کے مخالف اور سرمایہ داروں کے ایجنٹ ہیں۔

اس کے علاوہ ماضی سے کوئی سبق سیکھے بغیر پیپلز پارٹی نے بھی دھن ' دھونس اور دھاندلی کے حربوں کے ساتھ ممبران اسمبلی کو اپنی جماعتی وفاداریاں بدلنے پر مجبور کیا۔ ہر پارٹی سے کمزور افراد کو توڑ کر پیپلز پارٹی میں شامل کیا گیا۔ کئی جماعتیں اس کٹر یونت کا شکار ہوئیں اور بعض تو پیپلز پارٹی میں مدغم ہو گئیں۔ تعداد کے لحاظ سے توان حربوں کے استعمال سے پیپلز پارٹی کو ۱۴۶ ممبران کے ایوان میں ۱۱۰ کی حمایت حاصل ہو گئی لیکن صاف ستھری سیاست کی جگہ اس نے جوڑ توڑ کا سہارا لیا جو نتائج کے اعتبار سے کبھی بھی سود مند نہیں ہوتا۔ جمہوری تقاضوں سے ایسا انحراف ' خود اپنے منشور اور تاسیسی دستاویزات کی ایسی خلاف ورزی ' مہذب حکمرانی کے آداب ترک کر کے جبر و تشدّد کو اپنانا پیپلز پارٹی سے متوقع نہیں تھا۔ لیکن اپوزیشن حوصلہ ' صبر اور تحمل کے ساتھ حالات کو سدھارنے کی ہر ممکن کوشش کرتی رہی۔ اس نے اصلاح احوال کے لئے مذاکرات اور پرامن جدوجہد کا راستہ اختیار کیا، کیونکہ ملک کسی محاذ آرائی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ پیپلز پارٹی کے مخالفانہ رویہ کے باوجود جب وسط سال میں مسٹر بھٹو بھارتی حکومت کے ساتھ مذاکرات کے لئے شملہ روانہ ہو رہے تھے تو اسمبلی میں اپوزیشن نے ان پر اظہار اعتماد کیا اور کہا کہ آپ محض پیپلز پارٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے نہیں بلکہ ملک کے نمائندے کی حیثیت سے جائیں۔ اپوزیشن کی جانب سے ملک کے وسیع تر مفاد میں حکمراں جماعت کے لئے یہ خیر سگالی کا ایک بے مثال مظاہرہ تھا۔ شملہ میں ایک سمجھوتہ طے پا گیا۔ بھارتی وزیر اعظم نے اس پر اپنے دستخطوں کو بھارتی پارلیمینٹ کی منظوری کے ساتھ مشروط کیا جبکہ مسٹر بھٹو نے ایسا نہیں کیا اور اس پر غیر مشروط دستخط کر دیئے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی اس پر بحث تو کر سکتی تھی لیکن اس میں کسی ترمیم کا حق اسے حاصل نہیں تھا۔

www.bhutto.org

ذوالفقار علی بھٹو۔ ملک کے تیسرے سول چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صدر و وزیر اعظم پاکستان

www.bhutto.org

۱۹۷۲ء کے سال کو گزرنا ہی تھا سو وہ گزر گیا' چیئرمین پیپلز پارٹی اور صدر پاکستان مسٹر بھٹو اور اپوزیشن کے درمیان اکتوبر ۱۹۷۲ء میں طے پانے والا سمجھوتہ آئندہ کے لئے ایک سنگ میل تھا اور خیال تھا کہ دستوری کمیٹی کی ۳۰ر دسمبر کی رپورٹ اور اپوزیشن ممبران کے اختلافی نوٹس کی روشنی میں آئندہ سال تدوین دستور کے معاملے میں بہتر پیش رفت ہو سکے گی۔

دستور سازی

۱۹۷۳ء کے آغاز میں قوم کے سامنے اہم ترین معاملہ مستقل دستور کی تدوین تھا۔ ۳۱ر دسمبر ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے سامنے دستوری بل پیش کر دیا گیا۔ قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کو تقریباً اسی فیصد اکثریت حاصل تھی۔ اس لئے دستور کو منظور کرنے کے لئے اسے اپوزیشن کی حمایت حاصل کرنا بلحاظ تعداد ضروری نہیں تھا۔ اس کے باوجود اس نے اکثریت کے بل پر دستوری بل کو پاس کرانے کی بجائے ہر مرحلہ پر اپوزیشن کو اعتماد میں لینے کی کوشش کی۔ اس کا یہ طرز عمل یقیناً لائق ستائش ہے۔ دستور ملک کا بنیادی قانون ہوتا ہے۔ ملک کے تمام معاملات اسی کے مطابق طے پاتے ہیں۔ خود پیپلز پارٹی ملک کے دستور کے خدوخال اپنے انتخابی منشور میں واضح کر چکی تھی۔ اس کے علاوہ اکتوبر ۱۹۷۲ء کے تفصیلی سمجھوتہ میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان اہم امور پر اتفاق رائے بھی ہو چکا تھا۔

اسمبلی میں دستوری بل زیر غور آنے کے موقع پر اپوزیشن نے اپنی مثبت ترامیم پیش کیں۔ عموماً یہ ترامیم پوری اپوزیشن کی جانب سے ہوتی تھیں۔ اپوزیشن کے ممبران رات دن مل جل کر کام کر رہے تھے لیکن اپنے تمام قومی وعدوں اور باہمی سمجھوتوں کو بالائے طاق رکھ کر اکثریتی جماعت نے محض اپنی تعداد کے بل بوتے پر ان تمام ترامیم کو رد کرنا شروع کر دیا۔ ہمارے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ ہم کسی آمرانہ دستور کی تدوین میں ایک فریق بن جاتے۔

واک آؤٹ

کسی معقول رویّہ کو اختیار کرنے کی بجائے تمام ذرائع نشرواشاعت سے اپوزیشن کے خلاف ایک زبردست پروپیگنڈا مہم شروع کر دی گئی کہ یہ بھگوڑے ہیں' اسمبلی سے فرار ہو گئے اور اپنے فرض کی ادائیگی سے انحراف کر رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ پیپلز پارٹی اپنی اکثریت کے ذریعہ ایک ایسا دستور مسلط کرنا چاہتی تھی جو قوم کو کسی حال میں بھی منظور نہ ہوتا خواہ وہ اسے اسمبلی میں پاس بھی کرا لیتے۔ پیپلز پارٹی اس بات کو جانتی تھی کہ قومی اسمبلی میں اسّی فیصد اکثریت رکھنے کے باوجود مغربی پاکستان کے دو کروڑ ۵۷ لاکھ ووٹروں میں سے اسے صرف ۶۲ لاکھ ووٹ ملے تھے۔ سرحد و بلوچستان سے اسے کوئی نمائندگی

حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے کسی قابل قبول دستور کی تدوین کے لئے وہ اپوزیشن کو نظرانداز نہیں کر سکتی تھی گو وہ اسمبلی میں تعداد کے لحاظ سے کتنے ہی کم کیوں نہ ہوں۔ دستور کے معاملے میں اپوزیشن پیپلز پارٹی کو اس کے اپنے وعدے یاد دلا رہی تھی۔ ہماری تمام ترامیم جن امور سے متعلق تھیں ان کا ایک اجمالی خاکہ درج ذیل ہے ۔

اسلامی دفعات

اکثریتی پارٹی اس بات پر تو رضامند ہو گئی کہ ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہو' دستور میں درج کیا جائے کہ مملکت کا مذہب اسلام ہے' صدر مملکت مسلمان ہو اور ایک اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی جائے۔ لیکن قانون سازی کو قرآن وسنت کے مطابق بنانے کیلئے دستور میں کوئی مؤثر دفعہ نہیں رکھی گئی بلکہ ماضی کی طرح یہ تمام باتیں نمائشی تھیں۔ اس طرح کی نمائشی دفعات تو سابقہ دستوروں میں بھی درج تھیں لیکن ان کے غیر مؤثر ہونے کے باعث عمل ان کے خلاف ہوتا رہا۔ اپوزیشن کا کہنا تھا کہ ان دفعات کو مؤثر بنایا جائے اور دستور کے متن میں ایسے چور دروازے نہ رکھے جائیں جن کے باعث ایک ہاتھ سے انہیں دے کر دوسرے ہاتھ سے لے لیا جائے۔ لیکن اپنے تمام وعدوں کے باوجود وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔

بنیادی حقوق

عوام ایک چوتھائی صدی سے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ پاکستان جیسا عظیم ملک حاصل کرنے کے باوجود وہ مسلسل اپنے بنیادی حقوق سے محروم تھے۔ پیپلز پارٹی نے ان حقوق کی بحالی کا وعدہ کیا تھا۔ اب اس وعدے کو پورا کرنے کا وقت تھا۔ ہمارا مطالبہ تھا کہ بنیادی حقوق کی گارنٹی دی جائے لیکن پیپلز پارٹی بضد تھی کہ دستور میں ایسی دفعات بھی رکھی جائیں جن کی موجودگی میں یہ ضمانت بے معنی ہو جائے اور مظلوم عوام ہمیشہ کی طرح پھر اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہی رہیں۔ مسٹر بھٹو جو عوامی حقوق کے سب سے بڑے چیمپئن بن کر ابھرے تھے اقتدار میں آنے کے بعد جنرل یحییٰ کی نافذ کی ہوئی ہنگامی حالت کو جاری رکھنے کی وکالت میں دلائل کے انبار لگا رہے تھے۔ وہ جنرل ایوب اور جنرل یحییٰ کے دور حکومت میں جاری کئے جانے والے ضابطوں اور احکامات کو بھی تحفظ دینا چاہتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ امتناعی نظر بندی کے طریقہ کو جاری رکھا جائے۔ اس کے برعکس اپوزیشن کی خواہش تھی کہ دستور عوام کے حقوق کا ضامن ہو اور ایسا نہ ہو کہ ماضی کی طرح اب بھی انہیں محروم اور بے بس ہی رکھا جائے۔

www.bhutto.org

عدلیہ کی آزادی اور انتظامیہ سے علیحدگی

معاہدہ میں طے پا گیا تھا کہ عدلیہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگی۔ لیکن مسودۂ دستور میں سابق مارشل لاء کے ۵۲ ضابطوں کو عدلیہ کی حدود سے خارج کیا جا رہا تھا۔ خصوصی کورٹ اور ٹربیونل کی دفعات شامل کی جا رہی تھیں جن کے فیصلوں کے خلاف عدالت عالیہ کو سماعت کا حق نہیں تھا۔ اپوزیشن کا مطالبہ تھا کہ ان خامیوں کو دور کیا جائے تاکہ عدالتوں پر عوام کا اعتماد بحال ہو اور حکمران غیر دستوری اور غیر قانونی اقدامات کرنے سے گریز کریں۔

بنیادی ضروریات زندگی

کون نہیں جانتا کہ پیپلز پارٹی روٹی' کپڑے اور مکان کے نعروں کی وجہ سے عوام میں مقبول ہوئی تھی۔ اب ان وعدوں کے ایفا کا وقت تھا۔ ہمارا کہنا تھا کہ شہریوں کو روٹی' کپڑے' مکان اور علاج کی سہولتوں کی ضمانت دی جائے لیکن اب پیپلز پارٹی اس پر آمادہ نہیں تھی۔

با اختیار الیکشن کمیشن

معاہدہ میں طے پایا تھا کہ الیکشن کمیشن انتظامیہ سے آزاد ہوگا۔ انتخابات میں دھاندلیوں کو ختم کرنے کیلئے ایسا کرنا ضروری تھا لیکن مجوزہ دستور اس وعدے کو بھی پورا نہیں کر رہا تھا۔ اپوزیشن کی ترامیم الیکشن کمیشن کو ایک آزاد اور خود مختار ادارہ بنانے کے لئے تھیں۔

وفاقی پارلیمانی نظام حکومت

یہ بات باہم طے ہوگئی تھی کہ نظام حکومت پارلیمانی اور وفاقی طرز کا ہوگا اور حکومت اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہوگی۔ لیکن اس لحاظ سے بھی دستوری مسودہ ناقص تھا۔ وزیر اعظم کو ایسے اختیارات سونپے جا رہے تھے جن کی موجودگی میں قومی اسمبلی عملاً ان کے تابع ہو جاتی تھی۔ وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا ایسا پیچیدہ دستوری طریقہ تجویز کیا جا رہا تھا جس کی موجودگی میں عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنا ممکن ہی نہ ہو سکے۔

پیپلز پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے آئینی سمجھوتے کی توثیق کرتے وقت وعدہ کیا تھا کہ وہ لفظی اور معنوی اعتبار سے اس سمجھوتے کی پابندی کرے گی اسی توقع پر ہم نے دستوری کمیٹی میں ۳۰ دسمبر ۱۹۷۲ء تک کام مکمل کیا اور اسمبلی میں اپنی ترامیم پیش کیں۔ لیکن ان ہزاروں ترامیم میں سے کسی ایک کو بھی منظور نہیں کیا گیا۔ پھر اسی غلطی کو دہرایا جا رہا تھا کہ دستور ملک و قوم کے سامنے رکھنے کی بجائے کسی فرد کو ملحوظ رکھ

کر بنایا جائے۔ ہم حکمراں جماعت کو اس سنگین غلطی کے ارتکاب سے روکنا چاہتے تھے لیکن اسمبلی میں ان کی اکثریت کی وجہ سے غیر مؤثر تھے۔

متحدہ جمہوری محاذ

قومی اسمبلی میں اپوزیشن کی تمام جماعتیں اور آزاد ممبران اتحاد اور یکجہتی کے ساتھ ایک مناسب دستور کی تدوین کیلئے اپنی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے لیکن اکثریتی پارٹی کے روّیہ کی بناء پر اس ضرورت کا احساس پیدا ہوا کہ قومی اسمبلی سے باہر کی جماعتوں کو بھی اعتماد میں لیا جائے لہٰذا ایک وسیع تر اتحاد کے لئے کوششوں کا آغاز ہوا۔ ہماری قومی تاریخ میں منگل ۱۳ر مارچ ۱۹۷۳ء ایک یادگار دن بن گیا جب چودھری ظہور الٰہی کی رہائش گاہ راولپنڈی میں سات سیاسی جماعتوں کے نمائندوں اور آزاد ممبران اسمبلی نے باضابطہ طور پر متحدہ جمہوری محاذ کی تشکیل کا فیصلہ کیا۔ اس اجلاس میں پانچ جماعتیں تو وہ تھیں جنھیں قومی اسمبلی میں نمائندگی حاصل تھی یعنی نیشنل عوامی پارٹی' پاکستان مسلم لیگ' جمعیت علمائے اسلام' جمعیت علمائے پاکستان' جماعت اسلامی اور آزاد ممبران اسمبلی اور ان کے علاوہ دو دوسری جماعتیں یعنی پاکستان جمہوری پارٹی اور خاکسار تحریک۔ اپریل ۱۹۷۳ء میں اس محاذ میں مجلس احرار نے بھی شمولیت اختیار کرلی لیکن پھر اسی سال جولائی میں وہ محاذ سے علیحدہ ہوگئے۔ اس اجلاس میں طے کیا گیا کہ تحریک استقلال کے سربراہ سے بھی محاذ میں شمولیت کے لئے سردار شیرباز مزاری اور ملک قاسم گفتگو کریں۔ طے کیا گیا کہ محاذ کی جدوجہد اس مرحلہ پر ایک اسلامی' جمہوری' پارلیمانی اور وفاقی دستور کی منظوری پر مرتکز ہوگی۔ نیز یہ طے پایا کہ یہ جدوجہد پرامن اور آئینی حدود کے اندر ہوگی۔ اور محاذ کا پہلا جلسہ راولپنڈی شہر میں ۲۳ر مارچ ۱۹۷۳ء کو کیا جائے۔

۲۳ر مارچ ۷۳ء کا جلسہ عام

محاذ نے اس جلسے کے لئے مقامی انتظامیہ سے باقاعدہ اجازت حاصل کرلی تھی۔ دستور سازی کی پیش رفت سے عوام کو آگاہ کرنے کے لئے طے پایا تھا کہ اس میں راولپنڈی کے آس پاس کے شہروں کے لوگوں سے شرکت کی اپیل کی جائے اور صوبہ سرحد سے بھی لوگ آئیں۔ ہر جانب سے لوگ جلسہ گاہ کی جانب امنڈے چلے آ رہے تھے لیکن صبح ہی سے اندیشہ پیدا ہوگیا تھا کہ حکومت کے ارادے اچھے نہیں ہیں۔ اطلاعات ملیں کہ صوبہ سرحد سے آنے والی بسوں کی اٹک کے پل سے پنڈی شہر تک پانچ پانچ مرتبہ تلاشیاں لی گئیں۔ نماز جمعہ کے بعد ابھی محاذ کے تمام رہنما اسٹیج پر پہنچے بھی نہیں تھے کہ جلسہ کے شرکاء پر چاروں جانب سے تربیت یافتہ مسلح افراد نے ہلّہ بول دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بہت سے بے گناہ شہری شہید ہوگئے جس میں سے اکثر کا تعلق صوبہ سرحد سے تھا۔ سینکڑوں زخمی ہوئے۔ اس کے باوجود جب شرکاء

www.bhutto.org

امن وسکون کے ساتھ جلسہ گاہ میں بیٹھے رہے تو اوپر سے آتشیں گولے پھینکے گئے جس سے دریوں نے آگ پکڑ لی۔ فرنیچر اور بیرون شہر سے آنے والی بسوں کو نذر آتش کیا گیا اور اس پر امن جلسے کو اس طرح درہم برہم کر ڈالا گیا جس کی کوئی نظیر ماضی میں نہیں ملتی۔ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں دوسرا یوم پاکستان اس شان کے ساتھ منایا گیا۔

ہماری خوش فہمی تھی کہ یہ تمام ظالمانہ کارروائی پنجاب کی صوبائی حکومت کا کارنامہ ہے۔ لیکن اگلے دن ۲۴ مارچ کو صدر بھٹو نے ۱۱۰ منٹ کی ایک طویل تقریر کی۔ جس میں اپوزیشن کو غدار' وطن دشمن' علیحدگی پسند' انتہاپسند اور شکست خوردہ جیسے القاب سے نوازا گیا۔ افواہ پھیلائی گئی کہ سرحد سے ہزارہا پٹھان پنڈی شہر پر حملہ کرنے کے لئے آئے تھے اس طرح پنجابیوں اور پٹھانوں کے درمیان نفرت کی آگ بھڑکانے کی کوشش کی گئی۔

لیکن حکمراں جماعت کے اس رویہ کے باوجود محاذ نے اشتعال میں آکر کوئی جوابی کارروائی نہیں کی بلکہ بے مثال تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جب خان عبدالولی خان کڑیل' جوان اور بے گناہ شہیدوں کی لاشیں لے کر سرحد گئے تو انہیں خاموشی کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا اور تلقین کی کہ دستور سازی کے اس مرحلہ پر ہمیں اس ظلم کے باوجود اپنی توجہ اسی کام پر مرکوز رکھنا چاہئے۔ ۲۴ مارچ ۱۹۷۳ء کو محاذ کے صدر پیر صاحب پگارا نے پنڈی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر کے قوم کو اصل حقائق سے آگاہ کیا۔

بلوچستان

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی کو بلوچستان کی صوبائی اسمبلی کی بیس نشستوں میں سے کوئی ایک بھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ باہمی مذاکرات کے بعد بلوچستان اور سرحد میں نیپ اور جمعیت علمائے اسلام کی مشترکہ حکومتیں قائم ہو گئی تھیں۔ لیکن اقتدار میں آنے کے بعد پیپلز پارٹی جس ڈگر پر چل نکلی تھی اسے یہ صورتحال منظور نہ تھی۔ جمہوریت کے تمام اصولوں کو پامال کرتے ہوئے فروری ۱۹۷۳ء میں بلوچستان کی صوبائی حکومت کو انتہائی غیر جمہوری طریقہ سے برطرف کر دیا گیا۔ صوبائی اسمبلی کے ۲۱ ممبران میں سے بارہ ارکان نے تحریری طور پر برطرف حکومت کی حمایت میں بیان دیا لیکن پھر بھی یہ غیر قانونی کارروائی جاری رہی۔ فیڈرل سکیورٹی فورس' سول آرمڈ فورسز اور فوج کو استعمال کیا گیا۔ دو ماہ سے زیادہ عرصہ وہاں صدارتی راج نافذ رہا۔ بلوچستان میں فوج کے اس استعمال نے جولائی ۱۹۷۷ء کے مارشل لاء کے لئے پہلی اینٹ رکھ دی۔ بلوچستان اسمبلی کا اجلاس طلب نہ کرنے کی خاطر عبوری آئین میں تبدیلی کر کے بجٹ کا اعلان بھی گورنر سے کرایا گیا۔ کوشش کی گئی کہ وہاں مری' مینگل' اور بجگٹی قبائل میں باہم کشیدگی پیدا

شیخ مجیب الرحمٰن سابق صدر عوامی لیگ مشرقی پاکستان، پہلے وزیر اعظم بنگلہ دیش

www.bhutto.org

ہو جائے۔

بلوچستان اور سرحد کے گورنروں سے استعفے طلب کر لئے گئے۔ مرکزی حکومت کے اس غیر جمہوری اقدام کے خلاف احتجاج کے طور پر صوبہ سرحد کی حکومت خود مستعفی ہو گئی۔ عبوری آئین کے باوجود سرحد میں کافی عرصہ تک گورنر حکومت چلاتے رہے۔

اس آمرانہ اقدام کے بعد پوری مرکزی حکومت اور گورنر نیپ اور جمعیت کو اکثریت سے محروم کرنے کیلئے سرگرم عمل ہو گئے۔ لالچ اور خوف کے حربے استعمال کر کے ممبران اسمبلی کو اپنی جماعتی وفاداریاں تبدیل کرنے پر مجبور کیا گیا اور جوڑ توڑ کے ذریعہ اکثریتی پارٹیوں کو اقلیتی پارٹیوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ لیکن حکومت کے ان اقدامات کے باوجود محاذ اور قومی اسمبلی کے ممبران اپوزیشن نے اپنی اصل توجہ دستور سازی ہی پر ملحوظ رکھی۔ کیونکہ ایک بہتر دستور کی تدوین کے بعد اس طرح کے اقدامات کا تدارک مؤثر طریقہ پر ممکن ہو جاتا۔

مستقل دستور کی منظوری

اپوزیشن کی تمام ترامیم مسترد کئے جانے کی وجہ سے ہم نے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا تاکہ اپوزیشن کسی آمرانہ دستور کی تدوین میں کوئی فریق نہ بنے۔ ۱۶ر مارچ ۱۹۷۳ء کو ہم نے صدر پاکستان کو دستور سے متعلق محاذ کی تفصیلی سفارشات روانہ کر دی تھیں۔ ان کی جانب سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ۲۵ر مارچ ۱۹۷۳ء تک جواب دے دیا جائے گا۔ لیکن یہ جواب لیاقت باغ پنڈی کے جلسہ میں گولیوں کے ذریعہ دیا گیا۔ صدر مملکت کی جانب سے ہمیں ۲ر اپریل ۱۹۷۳ء کو مذاکرات کی دعوت ملی۔ بلوچستان اور سرحد میں ان کے اقدامات' ۲۳ر مارچ ۱۹۷۳ء کو پنڈی میں ہونے والے واقعات اور ماضی کے تلخ تجربات کے باوجود محاذ کے نزدیک سیاسی مسائل کے حل کا مناسب طریقہ باہمی گفت و شنید ہونے کے باعث یہ پیش کش قبول کر لی گئی۔ ایک مرتبہ پھر دستور کے موضوع پر بات چیت ہوئی۔ ۴ر اپریل کو صدر بھٹو نے ہمیں خط لکھا جس میں اس حقیقت کی نشاندہی کی کہ قومی اسمبلی کے ۱۴۶ ممبران میں سے انہیں ۱۱۰ کی حمایت حاصل ہے اور اس لئے دستور کی منظوری کے لئے اپوزیشن کی موجودگی ضروری نہیں ہے۔ پھر بھی وہ چاہتے ہیں کہ دستور باہمی مفاہمت کے نتیجہ میں مرتب ہو۔ اس خط سے منسلک یادداشت میں انہوں نے ہماری کچھ تجاویز منظور کر لیں اور صراحت کی کہ ان کی جانب سے ترامیم کی منظوری کی یہ آخری قسط ہے لیکن ان کا یہ اقدام بھی تسلی بخش نہیں تھا۔ اپنی یادداشت میں مسٹر بھٹو نے ہنگامی حالات اور امتناعی نظر بندی کے حق میں دلائل دیئے۔ اس کے ساتھ انہوں نے دعوت دی کہ ہم بائیکاٹ ختم کر کے ۷ر اپریل سے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت شروع کر دیں۔ لیکن یہ پیش کش غیر تسلی بخش ہونے کے باعث ہمارا بائیکاٹ جاری رہا۔ ۹ر اور ۱۰ر اپریل کو مسٹر بھٹو کے ساتھ مذاکرات کا ایک

www.bhutto.org

نیا دور شروع ہوا جس میں انہوں نے محاذ کی جانب سے پیش کی جانے والی مزید ترمیمات مان لیں۔ ان ترمیمات کا تعلق درج ذیل امور سے تھا۔

۱۔ اسلامی دفعات کو زیادہ موثر بنانا۔

۲۔ مارشل لاء کے دور میں نافذ کیے ہوئے قوانین کو ہمیشہ کے لئے تحفظ کا خاتمہ۔

۳۔ انتظامیہ کے اختیارات میں کمی تاکہ وہ من مانی نہ کر سکے۔

۴۔ عدلیہ کو زیادہ آزاد اور مؤثر بنانے سے متعلق ترامیم۔

۵۔ ووٹر کی عمر ۲۱ سال سے کم کر کے ۱۸ سال کرنا۔

۶۔ ہنگامی حالات ختم کرنے میں بلاوجہ تاخیر نہ کرنا۔

۷۔ سرکاری ملازمین کو ملازمت کا تحفظ۔

اس سے قبل سرکاری ذرائع سے مسلسل پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا کہ اپوزیشن مجیب کے چھ نکات کے مطابق صوبوں کو بے پناہ اختیارات دے کر مرکز کو کمزور کرنا چاہتی ہے جبکہ ہم نے بار بار صراحت کی تھی کہ دستور کے مسودہ میں جو صوبائی خود مختاری دی گئی ہے وہ ہمیں منظور ہے۔

اس موقع پر بعض نہایت اہم امور کو ہم نے مؤخر کرنا منظور کر لیا۔ یعنی

۱۔ سرحد اور بلوچستان کی صوبائی حکومتوں کا مسئلہ

۲۔ سیاسی اسیروں اور قیدیوں کی رہائی اور مقدمات کی واپسی

۳۔ دفعہ ۱۴۴ کا اٹھانا

۴۔ اخبارات اور رسائل کے ضبط شدہ ڈیکلریشن کی بحالی۔

۱۰ اپریل کو منظور کی جانے والی ترامیم بھی ناکافی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود اپوزیشن نے بائیکاٹ ختم کر دیا۔ خیال تھا کہ جو نقائص دستور میں باقی رہ گئے ہیں حکمراں جماعت کے بہتر رویّہ سے ان کی تلافی ہو سکے گی۔ جس کی یقین دہانی کرائی گئی تھی۔ آخر کار ۱۰ اپریل کو ۱۹۷۳ء کو دستور اسمبلی میں منظور کر لیا گیا۔ بلاشبہ ہماری قومی تاریخ میں یہ ایک یادگار دن ہے۔ اپوزیشن کی مسلسل جدوجہد اور پیپلز پارٹی کے تعاون کے باعث ایک ایسا دستور بن گیا جو آج بھی ملک کے لئے قابل قبول ہے۔ مسٹر بھٹو نے دستور کی منظوری کے وقت قومی اسمبلی میں ایک نہایت اچھی تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ اب کلہاڑی دفن کر کے ایک نئے روشن دور کا آغاز کیا جائے۔ اپوزیشن نے ایک بار پھر اچھے کام میں انہیں اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا اور مشورہ دیا کہ دستور کو فوری طور پر نافذ کیا جائے اور پوری نیک نیتی کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے۔

www.bhutto.org

مستقل دستور کی منظوری کے بعد

ہم خوش تھے کہ مستقل دستور کی منظوری کے بعد اب ملک شاہراہِ ترقی پر گامزن ہو گا۔ عوام کو ان کے حقوق ملیں گے، جمہوریت پروان چڑھے گی، عدل و انصاف ہو گا اور اکثریتی پارٹی نیک نیتی کے ساتھ دستور پر عمل کرے گی۔ لیکن یہ خوش فہمی دیرپا ثابت نہیں ہوئی، ہمارے تعاون کو سراہنے کی بجائے ٹھیک اگلے ہی دن سے پھر اپوزیشن کو ہدفِ ملامت بنانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مسٹر بھٹو نے دستور کی منظوری میں ہمارے تعاون کا خیر مقدم کرنے کے بجائے جملہ کسا کہ اب کیوں مان گئے؟

دستور کی منظوری کے بعد اسے نافذ نہ کرنا اور عبوری آئین کو جاری رکھنا ہمارے لئے ناقابلِ فہم تھا۔ ایمرجنسی حسبِ سابق نافذ رہی۔ گرفتاریوں اور پکڑ دھکڑ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ محاذ نے طے کیا کہ اس صورتحال سے نبرد آزما ہونے کے لئے رابطہ عوام کی پرامن مہم چلائی جائے۔

متحدہ جمہوری محاذ کے جلسے

سب سے پہلا جلسہ ۲۳ر اپریل ۱۹۷۳ء کو پشاور میں منعقد کیا گیا۔ ۲۳ر مارچ ۱۹۷۳ء کے حادثہ کے بعد ملک میں صوبائی عصبیت کے ازالے کے لئے پہلے جلسے کے لئے شہر پشاور کو چنا گیا۔ پشاور کی تاریخ کا یہ ایک عظیم الشان جلسہ تھا۔ حکومت نے دیکھ لیا کہ اس کی تمام اشتعال انگیزیوں کے باوجود جلوس اور جلسہ دونوں پرامن رہے۔ اس کے بعد کوئٹہ اور حیدر آباد میں بھی جلسے ہوئے جن میں حاضری ہماری توقعات سے بہت بڑھ کر تھی۔ جلسہ گاہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی اور ان جلسوں نے ثابت کر دیا کہ ملک کے عوام محاذ کے ساتھ ہیں۔

جلسوں کی اس کامیابی سے گھبرا کر ۱۱ر مئی ۱۹۷۳ء کو کراچی میں منعقد ہونے والے جلسے کی اجازت منسوخ کر دی گئی اسی طرح لاہور میں بھی جلسہ کی اجازت نہیں دی گئی۔

مقدمات اور گرفتاریاں

چودھری ظہور الٰہی اور محاذ کے دیگر رہنماؤں کے خلاف جھوٹے مقدمات درج کئے گئے۔ احتجاج کرنے پر حکومت نے یہ مقدمات تو واپس لے لئے لیکن فوراً بعد ہی چودھری صاحب کے خلاف دو نئے مقدمات ایک پشاور اور دوسرا حیدر آباد میں درج کیا گیا۔ حیدر آباد کے جلسہ کے مابعد چودھری ظہور الٰہی اور دیگر چھ افراد ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کر لئے گئے۔ ان کے ساتھ گرفتار ہونے والوں میں خلیفہ محمد عاقل ممبر صوبائی اسمبلی اور جناب ذوالفقار علی جاموٹ بھی تھے۔ ایک جمہوری حکومت کے دور میں پرامن سیاسی رہنماؤں کی ڈی۔ پی۔ آر کے تحت گرفتاری سے حکمرانوں کے عزائم کھل کر سامنے

www.bhutto.org

آ گئے۔ اپنے اس آمرانہ رویّہ پر شرمسار ہونے کی بجائے پیپلز پارٹی کے مرکزی اور صوبائی وزراء پورے ملک کے دورے پر نکل کھڑے ہوئے۔ ان کا فرض تھا کہ اگر محاذ نے کوئی غلطی کی تھی یا ملک کے مفاد کے خلاف کوئی کام کیا تھا تو اس کی نشاندہی کرتے لیکن وہ یہ دھمکیاں دیتے ہوئے میدان میں اتر آئے کہ محاذ کے رہنما ہی نہیں بلکہ ان کے اہل خاندان بھی نتیجہ بھگتیں گے۔

بلوچستان میں اقلیتی حکومت کا قیام

۲۷ر اپریل کو کوئٹہ شہر میں محاذ کے زیر اہتمام ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں پختون اور بلوچ بھائیوں نے جوق در جوق شرکت کر کے ان تمام سازشوں کو ناکام بنا دیا جو ان میں باہم پھوٹ ڈالنے کے لئے حکومت کی جانب سے کی جا رہی تھیں۔ ۱۹۷۰ء کے صوبائی الیکشن میں پیپلز پارٹی کو بلوچستان کے دس لاکھ ووٹروں میں سے صرف ۹ ہزار ملے تھے۔ جو ایک واحد نمائندہ اس نے وہاں کھڑا کیا تھا اسکی بھی ضمانت ضبط ہو گئی تھی۔ باہم مذاکرات کے بعد بلوچستان میں نیپ اور جمعیت علمائے اسلام کی مشترکہ حکومت قائم ہوئی۔ جس کا برطرف کیا جانا ایک صریحاً آمرانہ اور غیر جمہوری اقدام تھا۔ لیکن پیپلز پارٹی نے محض اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جس روز کوئٹہ میں محاذ کا جلسہ منعقد ہوا اسی دن بلوچستان میں پیپلز پارٹی کی اقلیتی حکومت مسلط کر دی گئی۔ ممبران اسمبلی کی وفاداریوں کو لالچ اور دھمکی کے ذریعہ تبدیل کرانے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ پیپلز پارٹی ایک با اصول سیاسی جماعت کی حیثیت سے پروان چڑھنے کی بجائے چڑھتے سورج کی پوجا کرنے والے خوشامدیوں اور مطلب پرستوں کی پناہ گاہ بن گئی۔ لیکن محاذ نے ان تمام مظالم کے باوجود اپنا پُرامن سفر جاری رکھا۔ حکومت کے ان اقدامات کے باعث محاذ کی مقبولیت میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا اور جبر و تشدد کے باوجود پورا ملک محاذ کے ساتھ ہو گیا۔

لاہور کے وکلاء کا استقبالیہ

ملک میں جمہوری نظام کے قیام کیلئے وکلاء ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ لاہور میں ۲۹ر اپریل کو وکلاء نے حکومت کے ظالمانہ اقدامات کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ایک پرامن جلوس نکالا۔ حکومت کی شہ پر اس جلوس پر مسلح افراد نے حملہ کیا۔ ایک سیاسی کارکن شیخ جاوید نذیر شہید ہو گئے۔ اسی دن لاہور میں ۳ سینما نذر آتش کئے گئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ عدالت کی حدود کے اندر لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے ممبران پر دوبار قاتلانہ حملہ کیا گیا۔

لیکن وکلاء برادری خوف زدہ ہو کر گوشے میں دبک کر بیٹھنے کی بجائے زیادہ منظم طور پر بحالی جمہوریت کے لئے سرگرم عمل ہو گئی۔ ۱۴ر مئی ۱۹۷۳ء کو پنجاب کے وکلاء کی جانب سے محاذ کے

رہنماؤں کو استقبالیہ دیا گیا۔ جس میں مس رابعہ سلطان قاری بار ایٹ لاء نے ایک سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے محاذ کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

انجمن شہریان لاہور کا استقبالیہ

دوسرے دن ۱۵ رمئی کو لاہور ہی میں انجمن شہریان لاہور کی جانب سے ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس استقبالیہ میں بھی زندہ دلان لاہور نے محاذ کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

حکمراں اگر عقل وفہم سے کام لیتے تو نوشتہ دیوار پڑھنے میں غلطی نہ کرتے۔ لیکن اصلاح احوال کی ہر کوشش کو ناکام بنا کر ان کی جانب سے تشدد میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ حکومت کے نشہ میں بدمست ہو کر ان سے ایسے شرمناک افعال سرزد ہوئے جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

ویمن کالج لاہور کی طالبات نے گورنر ہاؤس کے سامنے پرامن مظاہرہ کیا۔ پولیس ان طالبات کو ٹرکوں میں بٹھا کر لے گئی اور رات کے وقت ان بچیوں کو لاہور سے تقریباً ۴۵ میل دور ویرانے میں چھوڑ دیا گیا۔ کیا کوئی مہذب اور نمائندہ حکومت خود اپنے ہی ملک کی طالبات کے ساتھ یہ سلوک روا رکھ سکتی ہے۔ کاش پیپلز پارٹی اس وقت یہ اندازہ لگا تی کہ حکومت ہاتھ سے نکل جانے کے بعد نئی آنے والی کوئی آمرانہ انتظامیہ یہی کچھ اس کے ساتھ بھی کر سکتی ہے۔

اس کے علاوہ سیاسی رہنماؤں اور طلبہ کی گرفتاریوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ میاں طفیل محمد ' آغا شورش کاشمیری کی گرفتاری عمل میں آئی۔ ڈان ' جسارت ' زندگی اور پنجاب پنچ کے ایڈیٹروں کو گرفتار کیا گیا۔ دفعہ ۱۴۴ کے باوجود حکومت خود پبلک جلسے منعقد کرتی رہی۔ ان کا وطیرہ محاذ کے خلاف زہر اگلنا ' اشتعال پھیلانا ' نفرت کی دیواریں کھڑی کرنا ' گروہی اور طبقاتی عصبیتوں کو ہوا دینا اور دہشت وہراس کی فضا پیدا کرنا تھا۔ لیکن دوسری جانب حکومت سے باقاعدہ اجازت لینے کے باوجود محاذ کے لاہور اور ملتان میں منعقد ہونے والے جلسوں کو مسلح افراد اور فیڈرل سکیورٹی فورس کے افراد نے درہم برہم کر دیا۔ محاذ حکومت کو مسلسل متنبہ کرتا رہا کہ وہ پھر اسی پالیسی پر گامزن ہے جس کے باعث ملک ٹوٹا۔ لیکن حکومت کے نشے نے انہیں کسی نصیحت پر کان دھرنے اور اپنی اصلاح پر متوجہ ہونے کے قابل رہنے ہی نہیں دیا تھا حکومت کے اس رویہ کے باوجود محاذ محبت 'اخوت ' اتحاد اور باہمی تعاون کو فروغ دینے کی کوشش پر قائم رہا۔

محاذ کا مطالبہ صرف یہ تھا کہ ۱۰ راپریل ۱۹۷۳ء کو منظور کیا جانے والا مستقل دستور بلا تاخیر نافذ کیا جائے اور اس پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کیا جائے۔ بلوچستان اور سرحد میں جمہوری حکومتیں قائم کی جائیں۔ مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے بجٹ اجلاس طلب کئے جائیں۔

www.bhutto.org

مری مذاکرات

صدر بھٹو نے ایک مرتبہ پھر اپوزیشن کو مذاکرات کی دعوت دی جس پر تمام تلخیوں کے باوجود آمادگی ظاہر کردی گئی۔ یہ اہم مذاکرات مری میں جمعہ ۲۹ر جون ۱۹۷۳ء کو ہوئے۔ ان مذاکرات میں درج ذیل افراد نے حصہ لیا۔

۱۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو	......	صدر پاکستان اور چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی
۲۔ مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ	......	وفاقی وزیر
۳۔ مسٹر غلام مصطفیٰ جتوئی	......	وفاقی وزیر
۴۔ مولانا مفتی محمود	......	جمعیت علمائے اسلام
۵۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی	......	جمعیت علمائے پاکستان
۶۔ خان عبدالولی خان	......	نیشنل عوامی پارٹی
۷۔ مسٹر غوث بخش بزنجو	......	نیشنل عوامی پارٹی
۸۔ سردار شوکت حیات	......	پاکستان مسلم لیگ
۹۔ سردار شیرباز خان مزاری	......	آزاد
۱۰۔ غفور احمد	......	جماعت اسلامی

ملکی سیاست میں یہ مذاکرات پھر ایک اہم موڑ تھے۔ اس موقع پر ہماری جانب سے جو مطالبات پیش کئے گئے اور ان پر جو جواب حکمراں جماعت کی جانب سے ملا ان کی ضروری تفصیل ذیل میں درج ہے۔ اس روداد پر ایک سرسری نظر بھی دونوں فریقوں کے مؤقف کی وضاحت کے لئے کافی ہے

ہمارے مطالبات	صدر بھٹو کی جانب سے یقین دہانی/جواب
۱۔ تمام سیاسی قیدی بشمول طلبہ، مزدور اور کسان رہا کئے جائیں۔ ان کے خلاف قائم کئے ہوئے مقدمات واپس لئے جائیں۔ انکے گرفتاری وارنٹ منسوخ کئے جائیں۔	مسٹر بھٹو نے یقین دلایا کہ وہ شخصی طور پر ان تمام کیسوں کا جائزہ لیں گے اور رہائی کے احکام جاری کر دیں گے اور ایسے افراد کو بھی رہا کر دیا جائے گا جن کا معاملہ مشتبہ ہو لیکن ایسے افراد کو رہا نہیں کیا جائے گا جو فی الحقیقت ملک دشمن سرگرمیوں میں حصہ لینے کے باعث پکڑے گئے ہوں کیونکہ ایسا کیا جانا ملکی سالمیت کے خلاف ہو گا اسی طرح مقدمات اور گرفتاری کے وارنٹ پر بھی غور ہو گا اور حقیقی مجرموں کے علاوہ دوسروں کے متعلق

www.bhutto.org

احکام وہ خود منسوخ کر دیں گے۔

۲۔ ہنگامی حالت کا خاتمہ کیا جائے اور اگر ملک کے وسیع تر مفاد میں اس کا جاری رکھنا ضروری ہو تو بھی شہریوں کے بنیادی حقوق بحال کئے جائیں جن کی ضمانت دستور پاکستان میں دی گئی ہے۔

مسٹر بھٹو نے فرمایا کہ ایمرجنسی کی فوری منسوخی ملک کے وسیع تر مفاد میں نہیں ہے لیکن انہوں نے یقین دلایا کہ پاکستانی سرحد سے ملحق علاقوں اور دفاعی لحاظ سے حساس مقامات کے علاوہ ملک کے دوسرے حصوں میں وہ بنیادی حقوق کی بحالی کے معاملے پر سنجیدگی سے غور کریں گے۔

۳۔ صحافت کی آزادی کے لئے بلا تاخیر یہ اقدامات اٹھانا۔

- ضابطہ اخلاق کی تدوین جس کی منظوری کے بعد حکومت اور ملکی پریس دونوں سختی سے کاربند ہوں۔
- نیوز پرنٹ پیپر کی کھلے عام لائسنس کے تحت درآمد کی اجازت۔
- سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے اشتہارات کی تقسیم بہ اعتبار اشاعت۔
- پریس ایڈوائس کے سلسلے کا خاتمہ
- پرنٹنگ پریس لگانے یا اخبار نکالنے کے لئے ڈیکلریشن حاصل کرنے کے موجودہ طریقہ کو ختم کرنا۔
- تمام صحافیوں' پرنٹرز اور پبلشرز کی رہائی اور ان کے خلاف مقدمات کی واپسی۔
- پریس ٹرسٹ کے زیر اہتمام اخبارات کو ٹرسٹ کے مقاصد کے مطابق بنانا اور اپوزیشن کے خلاف ان کے بے بنیاد پروپیگنڈا کو ختم کرنا۔
- پرائیویٹ نیوز ایجنسیوں کو بغیر کسی بے جا دباؤ کے اپنے فرائض انجام دینے کی آزادی۔

مسٹر بھٹو نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے یقین دلایا کہ ضابطۂ اخلاق مرتب کرنے کے لئے وہ جلد حکومت اور اپوزیشن کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دیں گے اور حکومت اور پریس اس ضابطۂ اخلاق پر سختی سے کاربند ہوں گے۔

۴۔ اپوزیشن کے خلاف ریڈیو اور ٹی وی سے جھوٹا پروپیگنڈا بند کیا جائے۔

مسٹر بھٹو نے اس سے اتفاق کیا اور کہا کہ اپوزیشن بھی بہتر طرز عمل کا مظاہرہ کرے۔

۵۔ ریڈیو اور ٹی وی پر اپوزیشن کو بھی اپنے خیالات کے اظہار کی اجازت دی جائے۔

مسٹر بھٹو نے اس مطالبے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

www.bhutto.org

۶۔ ملک میں صحت مند سیاسی سرگرمیوں کی ضمانت کی خاطر ایک ضابطہ اخلاق مرتب کیا جائے۔ ملک میں سیاسی سرگرمیاں اس دائرے کے اندر رہتے ہوئے ہوں اور اس ضابطہ پر حکومت اور اپوزیشن دونوں سختی سے عمل کریں' اس ضابطہ اخلاق میں درج ذیل چیزیں شامل ہوں

- رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے پرامن جلسے جلوسوں کی آزادی
- دفعہ ۱۴۴ کو قانونی سیاسی سرگرمیوں کو کچلنے کے لئے استعمال نہ کیا جائے
- مسلح افراد کے ذریعہ پرامن جلسے اور جلوسوں کو درہم برہم نہ کرنا'
- ملکی سالمیت' اتحاد اور نظریہ کے خلاف سرگرمیوں کی بروقت سختی کے ساتھ روک تھام۔

مسٹر بھٹو نے یقین دلایا کہ اس مقصد کے لئے وہ جلد ہی ایک کمیٹی تشکیل دیں گے۔ جس میں حکومت اور اپوزیشن کے افراد کی نمائندگی ہوگی تاکہ صحت مند سیاسی سرگرمیوں کے متعلق ایک لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے اور قانونی سیاسی سرگرمیوں کو بلاوجہ نہ روکا جائے۔

۷۔ فیڈرل سکیورٹی فورس کو اس کے قانونی مقاصد یعنی اسمگلنگ کی روک تھام اور شاہراہوں پر ڈکیتیوں کے انسداد وغیرہ ہی کیلئے استعمال کیا جائے اور اسے پرامن قانونی سیاسی سرگرمیوں کو کچلنے کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔

مسٹر بھٹو نے فیڈرل سکیورٹی فورس کے قانونی استعمال کی یقین دہانی کرائی۔

۸۔ منتخب ممبران اسمبلی کو ان کے رشتہ داروں اور ساتھ کام کرنے والے افراد کو ایسا تحفظ فراہم کیا جائے جس کے باعث وہ بلاخوف وخطر اپنے فرائض انجام دے سکیں اس مقصد کے لئے درج ذیل اقدامات تجویز کئے گئے

- ان کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم نہ کئے جائیں اور بلاجواز انہیں نظربند یا گرفتار نہ کیا جائے۔
- انہیں لالچ یا خوف کے ذریعہ دبانے کی پالیسی ترک کی جائے۔
- تمام اسمبلیوں میں موجود ممبران کو بےلاگ طور پر اپنے فرائض ادا کرنے کے

مسٹر بھٹو نے اس سے اتفاق کیا اور اس مقصد کے لئے بھی ایک کمیٹی کی تشکیل کی یاد دہانی کرائی تاکہ وہ اس کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کر سکے۔

www.bhutto.org

قابل بنانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے
جو ممبران اسمبلی کے حقوق کے تحفظ کی نگرانی کرے۔
اگر کسی ممبر اسمبلی کو گرفتار کیا جائے تو پہلے اس
کمیٹی کی رائے لینا ضروری ہو۔
۔ منتخب افراد کے خلاف بے بنیاد مقدمات
واپس لئے جائیں۔

۹۔ مارشل لاء ریگولیشن ۱۱۴ کے تحت جن بے گناہ سرکاری ملازمین کو جبراً ریٹائرڈ کر دیا گیا ہے ان کو اپنی ملازمتوں پر بحال کیا جائے اور جو حکومت کی نظر میں بحالی کے مستحق نہ ہوں، انہیں ہائی کورٹ میں اپیل کا حق دیا جائے۔

مسٹر بھٹو نے اتفاق کرتے ہوئے یقین دلایا کہ ۱۴ راگست ۱۹۷۳ء سے قبل تمام افراد کے معاملات پر غور مکمل کر لیا جائے گا۔

۱۰۔ حال ہی میں گرفتار کئے جانے والے فوجیوں پر مقدمات چلانے کے لئے ایک سول ٹریبونل تشکیل دیا جائے انہیں ٹریبونل کے فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کا حق دیا جائے۔

مسٹر بھٹو نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کے خلاف آرمی ایکٹ کے تحت کارروائی ہوگی۔ البتہ انہیں اپنی مرضی کا قانونی مشیر مقرر کرنے کی اجازت ہوگی۔

۱۱۔ آئندہ عام انتخابات کے انعقاد سے متعلق ایک واضح پالیسی کا اعلان کیا جائے۔

مسٹر بھٹو نے کہا کہ آئندہ عام انتخابات مستقل دستور میں جیسا درج ہے اس کے مطابق ہوں گے انہوں نے مزید یقین دلایا کہ عجلت میں کوئی الیکشن نہیں ہوں گے۔

۱۲۔ مستقل دستور فوری طور پر نافذ کیا جائے

مسٹر بھٹو نے کہا کہ وہ ۱۴ راگست ۱۹۷۳ء سے نافذ ہو گا۔

۱۳۔ جنگی قیدیوں کی رہائی کے لئے مہم کو تیز کیا جائے۔ اس ضمن میں عالمی سطح پر رائے ہموار کرنے کے لئے اپوزیشن نے حکومت کو اپنے تعاون کی پیش کش کی۔

مسٹر بھٹو نے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ بیرون ملک ایسے وفود بھیجے جائیں گے جس میں اپوزیشن کے افراد بھی ہوں گے۔

۱۴۔ ملک کے وسیع تر مفاد میں صوبہ سرحد اور بلوچستان کے سیاسی مسائل کو فوری طور پر حل کیا جائے۔

مسٹر بھٹو نے بتایا کہ نیپ اور جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ تسلی بخش طور پر مذاکرات جاری ہیں۔ انہوں نے یقین دلایا کہ غیر ملکی دورے سے واپسی کے فوراً بعد فریقین کی رضامندی کے ساتھ مناسب کارروائی کی جائے گی۔

میں پیپلز پارٹی کے انصاف پسند اور باشعور رہنماؤں سے اپیل کرتا ہوں کہ ایک جانب تو وہ ان حالات اور اس پس منظر کو ذہن میں رکھیں جن سے اس وقت اپوزیشن دوچار تھی جس کا ایک خاکہ اوپر بیان

www.bhutto.org

کیا گیا ہے اور دوسری طرف مذاکرات میں پیش کئے جانے والے ہمارے مطالبات کو دیکھیں کہ ان میں کونسی ایسی چیز ہے جس پر وہ گرفت کرسکیں یا جو ملکی مفاد کے خلاف ہو یا جس میں ہمارے مشتعل ہونے کی کوئی جھلک ملتی ہو۔ پیپلز پارٹی کا دور حکومت تو ایسا ہونا چاہئے تھا کہ سرے سے ان مطالبات کو پیش کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

یہ مری مذاکرات بہت اچھے ماحول میں ہوئے۔ مسٹر بھٹو کی جانب سے جو یقین دہانی کرائی گئی وہ قابل اطمینان تھی۔ گو مذاکرات کے شروع میں صدر بھٹو نے اپنے اس ارادے سے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ بنگلہ دیش کی منظوری سے متعلق ایک قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کرنے والے ہیں۔ انہوں نے سختی کے ساتھ کہا کہ جو اس قرارداد کے مخالف ہوں اگر انہوں نے اس بارے میں قوت استعمال کی تو اس کا جواب قوت سے دیا جائے گا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ دراصل ان مذاکرات کا اصل مقصد اپوزیشن کو بنگلہ دیش سے متعلق اپنی قرارداد پیش کرنے سے آگاہ کرنا تھا۔ مسلسل مطالبات کے باوجود حکومت حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ شائع کرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ اس سے زیادہ بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ ملک توڑنے کے ذمہ دار مجرموں کے خلاف سرے سے کوئی کارروائی کی ہی نہیں گئی۔ بعد میں جب وہ قرارداد قومی اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کی گئی جس میں حکومت کو بنگلہ دیش تسلیم کرنے کا حق دیا جارہا تھا تو اپوزیشن نے اسمبلی سے واک آؤٹ کیا۔

پیپلز پارٹی کی حکومت اس حقیقت سے آگاہ تھی کہ نیپ نے بلوچستان میں اپنی اکثریتی حکومت کے برطرف کئے جانے کے خلاف جون سے سول نافرمانی شروع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن متحدہ جمہوری محاذ نے ان سے اپیل کی کہ وہ اس فیصلے کو واپس لے لیں۔ کیونکہ محاذ نے اسے اپنے مطالبات میں شامل کر رکھا ہے۔ سردار عطاء اللہ مینگل نے محاذ کی اپیل پر یہ فیصلہ واپس لے لیا اور اس طرح صوبائیت کے فروغ کی بجائے یہ محاذ کی برکت تھی کہ اس طرح کے معاملات قومی سطح پر اٹھائے گئے۔ لیکن مری مذاکرات میں وعدے کے برعکس بلوچستان اور سرحد میں ممبران اسمبلی کی وفاداریاں تبدیل کرنے کے لئے سازشیں ہوتی رہیں اور آخر کار انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ ان دونوں صوبوں میں پیپلز پارٹی نے اپنی حکومتیں قائم کرلیں۔

اپنے ان کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے پروپیگنڈہ پر بے دریغ قومی خزانہ ضائع کیا جارہا تھا۔ غیر پیداواری اخراجات میں ملکی دولت لٹائی جارہی تھی۔ تاکہ اپنی پارٹی کے افراد کو نوازا جاسکے اور دوسروں کو سیاسی رشوت دے کر ہمنوا بنایا جاسکے۔ عوامی میلوں کے ذریعہ لوگوں کو باور کرایا جارہا تھا کہ ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ لیکن عمل اپنے تمام وعدوں اور جمہوری تقاضوں کے خلاف تھا۔

www.bhutto.org

بلوچستان...... سرحد میں سینٹ کے انتخابات

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں بلوچستان کی صوبائی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کا کوئی نمائندہ نہیں تھا اور سرحد میں ۴۰ ممبران میں سے صرف ۳ نمائندے تھے لیکن ڈیڑھ سال کی حکومت نے پیپلز پارٹی کو جوڑ توڑ کا ایسا بازی گر بنا دیا کہ جولائی ۱۹۷۳ء میں سینیٹ کے انتخاب میں سرحد سے اس نے پچاس فیصد یعنی ۶ نشستیں اور بلوچستان سے ۳ نشستیں حاصل ہو گئیں۔ کیا اس غیر اخلاقی، غیر جمہوری اور غیر پارلیمانی ہتھکنڈوں کا کوئی جواز پیش کیا جا سکتا ہے؟ ملک گیر احتجاج کے باوجود حکومت اپنے رویہ میں کوئی بہتر تبدیلی کرنے کی بجائے مسلسل اشتعال انگیزی میں منہمک تھی۔ جولائی ۱۹۷۳ء میں جب کہ مری مذاکرات کی روشنائی بھی خشک نہیں ہوئی تھی بلوچستان کے ڈپٹی اسپیکر مولانا شمس الدین کو گرفتار کر کے کسی نامعلوم جگہ لے جایا گیا۔ ان کی حراست کے بارے میں گورنر بگٹی نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ گرفتاری مرکز کے ایماء پر ہوئی تھی۔ بعد میں سردار عطاء اللہ مینگل، نواب خیر بخش مری اور غوث بخش بزنجو گرفتار کر لئے گئے۔ ان کے علاوہ طالب علم رہنما ظفر جمال بلوچ اور شبیر احمد راجپوت بھی دھر لئے گئے۔
جولائی ۱۹۷۳ء میں لاہور سے راولپنڈی بذریعہ ٹرین سفر کرتے ہوئے اس ڈبے پر دستی بموں سے حملہ کیا گیا جس میں محاذ کے رہنما سوار تھے۔ ایسا ہی حملہ گوجرانوالہ اور وزیر آباد کے ریلوے اسٹیشنوں پر بھی ہوا۔ مظفر گڑھ میں محاذ کے جلسے کو غنڈوں کے ذریعہ درہم برہم کرایا گیا۔

متحدہ جمہوری محاذ کا ایک اجلاس چودھری ظہور الٰہی کی رہائش گاہ پر وسط جولائی میں منعقد ہوا۔ اس میں ملک کی صورتحال پر غور کیا گیا۔ سرحد اور بلوچستان میں جمہوری حکومتوں کی بحالی کے لئے اقدامات زیر بحث آئے اور سینیٹ کے انتخابات میں دھاندلیوں کا تدارک کرنے کے لئے تجاویز زیر بحث آئیں۔ طے پایا کہ جمعہ ۲۰ر جولائی ۱۹۷۳ء کو پورے ملک میں یوم بلوچستان منایا جائے۔ چاروں صوبوں میں جمعہ کی نماز کے بعد قرار دادیں منظور کی جائیں اور حالات کی اصلاح کے لئے اللہ رب العزت کے حضور دعائیں مانگی جائیں۔ محاذ نے ایک بار پھر عہد کیا کہ ملک کو اس بحران سے نکالنے کے لئے پوری ہمت اور جذبہ کے ساتھ پر امن جدوجہد جاری رہے گی۔ عوام کو اس تمام صورتحال سے مطلع کرنے کے لئے طے پایا کہ ۲۰ر تا ۲۷ر جولائی ہفتہ رابطہ عوام منایا جائے اور ۲۹ر جولائی کو محاذ کا ایک یک روزہ کنونشن لاہور میں منعقد کیا جائے۔

یک روزہ کنونشن

فیصلے کے مطابق محاذ کا پہلا ایک روزہ کنونشن مسلم لیگ کے دفتر لاہور میں منعقد ہوا۔ یہ کنونشن پورے ملک کا ایک نمائندہ اجتماع تھا جس میں پورے ملک سے نمائندوں نے حصہ لیا۔ اس کنونشن میں محاذ

کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی گئی اور اس عہد کو دہرایا گیا کہ محاذ ملک میں مستقل دستور کے نفاذ اور اس پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کو ممکن بنانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرتا رہے گا۔ اس کنونشن نے یہ ثابت کر دیا کہ محاذ کو پورے ملک کے عوام کا اعتماد حاصل ہے اور وہ محاذ کے ساتھ بھرپور تعاون کیلئے آمادہ ہیں۔

مستقل دستور کا نفاذ

۱۰ ار اپریل ۱۹۷۳ء کو مستقل دستور کی منظوری کے وقت توقع یہی تھی کہ اب اس کے نفاذ میں کوئی تاخیر نہیں کی جائے گی۔ اپوزیشن نے احتیاط کے طور پر دستور میں یہ شق شامل کرائی تھی کہ جلد نافذ نہ کرنے کی صورت میں یہ دستور خود بخود ۱۴ ار اگست ۱۹۷۳ء سے نافذ ہو جائے گا۔ لیکن اکثریتی پارٹی نے مزید چار ماہ تک عبوری آئین مسلّط رکھا اور یہ دستور اپنی اسی شق کے مطابق ۱۴ ار اگست سے نافذ العمل ہوا۔ لیکن ان تمام کوتاہیوں کے باوجود بہرحال اکثریتی پارٹی اس لحاظ سے قابل تحسین ہے کہ دستور کی تدوین میں اس نے اپوزیشن کو شریک رکھا اور اسے اکثریت کی بجائے باہمی سمجھوتے سے منظور کرایا۔
پورے ملک میں اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ قیام پاکستان کے ۲۶ سال گزرنے کے بعد قوم کو بالغ رائے دہی کی بنیاد پر منتخب نمائندوں کے ہاتھوں مدون کیا ہوا دستور میسر آیا۔ اس ربع صدی میں ملک وملت کو کیسے کیسے شدید طوفانوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اسی مدت میں مارشل لاء کے نفاذ کے دوران ملک دولخت ہو چکا تھا۔ ایک سرکاری اعلامیے میں ان زخموں پر مرہم رکھا گیا اور عوام کو یہ خوش خبری سنائی گئی کہ اب انہیں آئینی حقوق حاصل ہو گئے ہیں اور نفاذ دستور کے بعد ملک آزادی اور خوشحالی کے ایک نئے دور میں داخل ہو گیا ہے۔

نفاذ دستور کے بعد حکمران جماعت کا رویہ

دستور ضابطہ کی خانہ پری کے لئے تو نافذ ہو گیا لیکن حکمران جماعت کے رویہ میں کسی بہتر تبدیلی کی بجائے مزید سختی پیدا ہو گئی۔ وہ ایک غلط راستے پر چل پڑے تھے اور مسلسل اسی جانب پیش قدمی کرتے رہے۔ نفاذ دستور کے بعد بلوچستان کے تمام اراکین قومی اسمبلی اور سینیٹ کے متعدد ارکان گرفتار کر لئے گئے۔ سانگھڑ کے ایک سیشن جج کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کیا گیا۔ مرکزی اسمبلی میں جوڑ توڑ کر کے اب اسے تقریباً اسی فیصد اکثریت حاصل تھی لیکن اس کے باوجود نہایت اہم اقدامات آرڈیننس کے تحت عمل میں آرہے تھے۔ بناسپتی گھی کی صنعت کو قومیانے اور انتظامی اصلاحات جیسے اہم قوانین آرڈیننس کے ذریعہ نافذ کئے گئے۔

سندھ اور پنجاب میں سیلاب

اگست ۱۹۷۳ء میں سندھ اور پنجاب کے صوبے تاریخ کے بدترین سیلاب کی زد میں تھے۔ اس کی مہیب تباہ کاریوں نے دونوں صوبوں کو شدید مصائب سے دوچار کر دیا تھا۔ بے پناہ جانی اور مالی نقصان ہوا اور لاکھوں افراد اپنا گھربار چھوڑ کر دوسرے مقامات پر پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ محاذ نے دونوں صوبوں میں اپنے امدادی کیمپ قائم کئے اور اس دوران میں اپنی تمام توجہ اور صلاحیتیں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بحالی کا کام کرنے پر صرف کیں۔ مسٹر بھٹو اور ان کے وزراء بھی سیلاب زدہ علاقوں کے دوروں پر نکلے۔ جہاں وہ تشریف لے جاتے تھے انتظامیہ وہاں سے محاذ کے امدادی کیمپ اکھاڑ پھینکتی۔ لاہور، ملتان اور سکھر میں محاذ کے ریلیف کیمپ اکھاڑ پھینکے گئے۔ یہ کام تو خیر بیوروکریسی کا تھا لیکن اس سے زیادہ دکھ کی بات یہ تھی کہ وہ اور ان کی ٹیم ان دوروں میں بھی اپوزیشن پر برستی رہی۔

پریس کی آزادی

مری مذاکرات میں اس بارے میں ایک تفصیلی سمجھوتہ ہو گیا تھا لیکن صحافت کی آزادی کی ضامن ایک سیاسی حکمران جماعت کے ہاتھوں روزنامہ جسارت، حریت، شہباز، جمہور اور مہران کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ان کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر گرفتار کر لئے گئے۔ روزنامہ جسارت کا ڈیکلریشن بھی منسوخ کر دیا گیا تا کہ اس حکم کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کی جا سکے۔

محاذ کے صدر کی پریس کانفرنس

۲۴ر اکتوبر ۱۹۷۳ء کو پیر صاحب پگارا نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ قوم کو حالات کی سنگینی سے آگاہ کیا۔ انہوں نے واقعات کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے پورے ملک میں عوام کے درمیان نفرتوں اور عصبیتوں کی دیواریں کھڑی کر رہی ہے۔ ایک جانب قومی روزناموں پر پابندی عائد کی جا رہی ہے اور دوسری طرف سندھ میں "سوھنی" اور "ملیرڈائجسٹ" جیسے رسائل کو ملک کی سالمیت پر زہرافشانی کی کھلی اجازت ہے۔ بلوچستان میں مینگل اور بگٹی قبائل کو ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کرنے کی کوشش ہے اور اس کے ساتھ ہی بلوچی اور پشتو بولنے والوں کے درمیان اختلافات کو ہوا دی جا رہی ہے۔ مینگل اور مری قبائل کی ناکہ بندی جاری ہے جس کی بناء پر قبائلی پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ تخریب پسند، مفاد پرست اور متعصب افراد کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے لیکن محب وطن افراد کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ چھ افراد جو ڈی۔ سی سانگھڑ کی عدالت میں گئے تھے انہیں پولیس نے اٹھا لیا۔ پوری رات انہیں

www.bhutto.org

پیر پگاڑا۔ سابق صدر متحدہ جمہوری محاذ۔ صدر پاکستان مسلم لیگ

www.bhutto.org

اذیت دی اور اگلی صبح انہیں گولی مار دی گئی۔ میر محمد وسان کے خاندان کو ۳ دن تک غیر قانونی حراست میں رکھا گیا۔ ان کی کاٹن جننگ فیکٹری سر بمہر کر دی گئی اور روئی اور بنولے اٹھا لئے گئے' حر ٹرانسپورٹ کی بسیں حکومت نے بلا وجہ اپنے قبضہ میں لے لیں اور بغیر موبل آئل چلا کر انہیں ناکارہ بنا دیا۔ پنجاب حکومت نے سردار شیرباز خان مزاری کے خاندان کے افراد' ان سے ہمدردی رکھنے والے لوگوں اور ملازمین کو بلا وجہ تنگ کرنا شروع کیا اور ان پر پولیس کی نگرانی مسلط کی گئی۔ اکتوبر میں خاں عبدالولی خان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ سانگھڑ میں کئے جانے والے مظالم اس حد تک بڑھے کہ محاذ نے نومبر کے اجلاس میں طے کیا کہ جمعہ ۷ دسمبر کو پورے ملک میں ہر ممکن طریقہ سے عوام کو سانگھڑ کے واقعات سے آگاہ کیا جائے اور نماز جمعہ کے بعد اصلاح احوال کے لئے دعائیں کی جائیں۔

سینٹ کے انتخابات میں تو حکومت نے بلوچستان اور سرحد میں اپنے ممبران کے بغیر محض دھن اور دھونس کے ذریعہ کامیابی حاصل کر ہی لی تھی۔ لیکن اکتوبر ۱۹۷۳ء میں ہونے والے گجرات کے ضمنی انتخابات نے سب کی آنکھیں کھول دیں۔ پیپلز پارٹی نے اس انتخاب میں دھاندلی کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے اور یہ کارنامہ ایک ایسی جماعت کے ہاتھوں انجام پایا جو اپنے منشور' ملک کے دستور اور مری معاہدہ کے مطابق بھی منصفانہ انتخابات کرانے کی پابند تھی۔

پیپلز پارٹی نے اپنی حکومت کے ابتدائی دو سال اس شان سے گزار دیئے۔ اس نے خود اپنے ہاتھوں زہریلے جراثیم کو اپنے اندر جگہ دی۔ غیر قانونی اور غیر دستوری اقدامات کرنے اور اپوزیشن کو کچلنے کے لئے سول اور فوجی بیوروکریسی سے مدد لے کر انہیں غالب آنے کی راہ ہموار کر دی۔ بلوچستان کی ۲۴ لاکھ کی آبادی میں محض ۹ ہزار ووٹ لینے والی ایسی پارٹی جس کا کوئی نمائندہ صوبائی حکومت میں نہ تھا' اپنی حکومت قائم کر کے صحت مند جمہوری روایات کو آمریت کی بھینٹ چڑھا دیا۔ سرحد اور بلوچستان میں نیپ اور جمعیت علمائے اسلام کے جن ممبران نے اپنی وفاداریاں تبدیل کیں انہیں حکومت میں شامل کر کے سیاسی رشوت کی ایک نہایت بری مثال قائم کر دی۔ عوام کی خدمت کرنے اور ان کے حقوق بحال کر کے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی بجائے دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ اور ہنگامی حالت کو جاری رکھنے پر تکیہ کیا گیا۔ حقائق سے باخبر ہونے کی بجائے ابلاغ عامہ کے ذرائع سے بے بنیاد پروپیگنڈہ پر انحصار کیا۔ جمہوریت کی بجائے آمریت کو فروغ دیا اور اپنی مدد کے لئے با اصول افراد کی بجائے خوشامدیوں کی ایک فوج تیار کی۔ ملک کی اس پہلی براہ راست ووٹوں سے منتخب ہونے والی حکومت نے وہ کچھ کر دکھایا جو ماضی میں آمر بھی نہیں کر سکے تھے۔

www.bhutto.org

متحدہ جمہوری محاذ کا رویہ

حکومت کی ان مسلسل اور صریح زیادتیوں کے باوجود محاذ نے اپنی تمام سرگرمیوں کو پرامن ذرائع تک محدود رکھا۔ وہ ہر ممکن طریقہ سے حکومت کو آگاہ کرتا رہا کہ مستقل دستور کی منظوری اور اس کا نفاذ بے معنی ہے جبتک کہ اس پر نیک نیتی کے ساتھ عمل نہ کیا جائے اور ہنگامی حالت کو ختم کر کے عوام اور عدلیہ کے حقوق بحال کئے جائیں محاذ کا مطالبہ تھا کہ قانون اور دستور کی حد کے اندر سیاسی جماعتوں کو کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ پریس کی آزادی بحال کی جائے' بلوچستان اور سرحد کے مسائل کا سیاسی حل تلاش کیا جائے۔ فیڈرل سکیورٹی فورس کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے' شاہ خرچیوں اور غیر پیداواری اخراجات میں کمی کر کے اشیائے صرف کی قیمتوں میں کمی کی جائے' مری مذاکرات میں کئے جانے والے وعدوں کو پورا کیا جائے لیکن حکومت یہ سننے اور ماننے پر آمادہ نہ تھی۔ کاش اس وقت اسے اس بات کا اندازہ ہو جاتا کہ جس راستے پر وہ گامزن ہے وہ نہ اس کے لئے مفید ہے اور نہ ہی ملک کے لئے۔ محب وطن اور پرامن اپوزیشن کو کچل کر وہ اپنی آستین میں سانپ پالتی رہی۔

۱۹۷۴ء کے اہم واقعات

۱۹۷۴ء میں پیپلز پارٹی اپنی حکومت کے تیسرے سال میں قدم رکھ رہی تھی۔ اس سال محاذ نے اپنی توجہ بلوچستان کے مسئلہ کے سیاسی حل پر مرکوز رکھی۔ جائے وقوع کے لحاظ سے یہ صوبہ نہایت حساس اور اہم ہے۔ اس کے علاوہ گو اس صوبے کی آبادی ۵۰ لاکھ سے بھی کم ہے لیکن قدرت نے اسے خام لوہا' تیل' کوئلہ' سنگ مرمر' گیس اور کرومائیٹ جیسی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے اور رقبہ کے اعتبار سے ۴ کروڑ ۷ لاکھ ایکڑ پر محیط یہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ گمان تھا کہ وفاقی منتخب حکومت اس صوبے سے غربت اور افلاس کو دور کرنے اور صحت مند جمہوری روایات کو قائم کرنے میں ایک اچھی مثال قائم کرے گی' لیکن ان توقعات کے بالکل برعکس پیپلز پارٹی کا ہدف یہی رہا کہ وہاں اپنی پارٹی کی غیر نمائندہ صوبائی حکومت قائم کرے۔ مری مذاکرات میں کئے گئے وعدے کو نظر انداز کر کے وہاں تشدد میں اضافہ کیا جاتا۔ برّی فوج کے علاوہ ہوائی فوج بھی استعمال کی گئی۔ وہاں کی آبادی کو آپس میں لڑانے کی پالیسی پر عمل ہوتا رہا۔ چمالنگ کے علاقہ میں جو وہاں کی ایک مشہور چراہ گاہ ہے ۲۵ اگست سے ۱۰ ستمبر تک فوجی ایکشن کیا گیا جس کے نتیجہ میں جانی اور مالی نقصان ہوا اور بے شمار مویشی جن پر وہاں کی معیشت کا دار و مدار ہے ہلاک ہو گئے۔ لورالائی اور کوہلو کے نظر بندی کیمپوں میں تقریباً ۲ ہزار افراد کو قید کیا گیا۔ بلوچستان کے تمام کالج بند کر دیئے گئے۔ مشرقی پاکستان کے سانحہ کے بعد بھی پیپلز پارٹی مغربی پاکستان کے ۱۹۷۰ء

www.bhutto.org

کے نتائج کو خوش دلی کے ساتھ قبول کرنے کی بجائے بلوچستان میں کوئی نشست نہ ہونے کے باوجود اپنی اکثریت بنانے میں ہر ہتھکنڈا استعمال کر رہی تھی۔ اسمبلی کے ممبران کو جرگوں سے سزا دلوا کر اسمبلی کی رکنیت سے محروم کرنے کے بعد ضمنی انتخاب میں اپنے افراد کو کامیاب کرایا گیا۔

وہاں کے حالات کو قریب سے دیکھنے کیلئے محاذ کے صف اول کے رہنماؤں نے ۸ر تا ۱۲ر اکتوبر بلوچستان کا دورہ کیا۔ وہ متاثرہ علاقوں بالخصوص جھالنگ جانا چاہتے تھے لیکن ان علاقوں میں جانے والے تمام ذرائع مسدود کر دیئے گئے۔ دفعہ ۱۴۴ کے باعث محاذ کوئی جلسہ عام بھی منعقد نہ کر سکا۔ لہٰذا اس دورہ میں چہار دیواری کے اندر صرف کارکنوں کے ہی اجلاس ہو سکے۔ ان پابندیوں کے باوجود محاذ کے اس دورے کے نہایت اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ محاذ کے یہ اقدامات صوبائی عصبیت کو ختم کرنے کا ایک بہت بڑا سبب تھے۔ بلوچستان اور سرحد کے عوام مطمئن ہوئے کہ پنجاب اور ملک کے دوسرے حصوں کے عوام اور خواص ان کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں۔

بلوچستان کے مسئلہ کا سیاسی حل

حکومت کی اس روش کے باوجود محاذ نے اپنی سرگرمیوں کو قانونی اور دستوری حدود کے اندر رکھا اور وہ ہر ممکن طریقہ سے حکومت کو متوجہ کرتا رہا کہ وہ اپنی روش کو تبدیل کرتے ہوئے ظلم و تشدد کا سلسلہ بند کرے، گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے۔ جھوٹے مقدمات واپس لئے جائیں، عوام کے دستوری اور جمہوری حقوق بحال کئے جائیں۔ اس مسئلے پر تفصیل کے ساتھ غور کرنے کے لئے قومی اسمبلی اور سینیٹ کا اجلاس طلب کیا جائے اور فوجوں کو بیرکوں میں واپس کیا جائے کیونکہ سیاسی مقاصد کے لئے فوج کا استعمال خود اس کے اپنے حق میں بھی نہیں ہے۔ اس ضمن میں محاذ بار بار مری فیصلوں پر عمل کرنے کی ضرورت پر زور دیتا رہا۔

ملک کے دوسرے حصوں میں بھی سیاسی جماعتوں کے لئے کام کرنے کے آئینی اور جمہوری طریقے باقی نہیں چھوڑے گئے۔ دفعہ ۱۴۴ کا مسلسل نفاذ، ہنگامی حالات کا جاری رہنا، اخبارات پر بندش، پر امن جلسے جلوسوں پر پابندی نے پورے ملک کو ایک بڑے جیل خانے میں تبدیل کر دیا تھا۔ دوسرے اخبارات و رسائل کے علاوہ اس سال "اعلان" "چٹان" "سچائی" اور "رائے بلوچستان" کی اشاعت پر پابندی عائد کی گئی۔ "اعلان" اور "چٹان" کے ایڈیٹر گرفتار کر لئے گئے۔ ناقص حکمت عملی کے باعث پورا ملک گرانی، مہنگائی، بے روزگاری اور بدامنی کا شکار ہو رہا تھا پورے ملک میں جونیئر ڈاکٹر ہڑتال پر مجبور ہوئے۔ کراچی پورٹ ٹرسٹ کے ہزاروں مزدوروں نے بھی ہڑتال کی، لیکن حکومت اپنی سیاسی شعبدہ بازی میں اس طرح الجھ گئی تھی کہ اسے نہ ملک کے دکھ کا احساس تھا اور نہ اس بات کا خیال کہ

www.bhutto.org

ڈاکٹروں، طالب علموں اور مزدوروں کے مسائل کو سمجھے اور گفت و شنید کے ذریعہ انہیں حل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے نزدیک ہر مسئلہ کا حل قوت کا استعمال تھا۔

پاکستان پیپلز پارٹی

ان تین برسوں میں طالع آزما، مفاد پرست اور خود غرض افراد کو پیپلز پارٹی میں نقب لگا کر شامل ہونے کا موقع مل گیا۔ مخلص کارکن اور راہنما اس صورتحال سے پریشان اور بددل تھے۔ مسٹر بھٹو کی سربراہی کے باوجود پارٹی کے اندر انتشار کے آثار نمایاں ہونا شروع ہو گئے۔ پارٹی کے سیکرٹری جنرل مسٹر جے اے رحیم پر جو کچھ بیتی اور جس طرح انہیں وزارت سے برطرف کیا گیا وہ اس کی ایک واضح علامت تھی۔ ایک ایسی مقبول پارٹی جس کے لیڈر کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہزارہا افراد گھنٹوں سڑکوں پر کھڑے رہتے، اب ملک میں کوئی جلسہ عام منعقد کرنے کے بھی قابل نہ رہی تھی۔ ملک میں کسی بار سے وہ خطاب نہیں کر سکتے تھے۔ اب اس کا دارومدار ریڈیو، ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات کے ذریعہ پروپیگنڈا مہم پر تھا۔ اس نے خود کو رضا کارانہ طور پر سول اور فوجی بیوروکریسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جو حکمرانوں کو شیشے میں اتارنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ فوج کو بیرکوں سے نکال کر سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر کے خود اس نے اپنے ہاتھوں اس سڑک کی تعمیر شروع کر دی جس پر گامزن ہو کر فوج دوبارہ آکر اقتدار سنبھال سکے۔

متحدہ جمہوری محاذ

محاذ کے قیام سے عوام میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی تمام تر سختیوں، پابندیوں اور ظلم و تشدد کے باوجود محاذ پورے ملک میں بہت جلد مقبول ہو گیا۔ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں اپوزیشن کی تمام جماعتوں کے درمیان بہترین ہم آہنگی اور تعاون کی فضا قائم تھی۔ اس باہمی تعاون کے نتیجہ میں محاذ کا قیام عمل میں آیا تھا۔ لیکن محاذ میں شامل جماعتوں کے درمیان حقیقی یکجہتی، باہمی تعاون اور اعتماد کا فقدان تھا۔ آپس کی اس شکر رنجی کے باعث محاذ اتنا موثر نہیں بن سکا جتنا کہ اس سے توقع تھی۔ محاذ کے مشترکہ پلیٹ فارم سے کام کرنے کی بجائے جماعتیں اپنے طور پر کام کرنے کو ترجیح دیتی تھیں۔ کچھ ایسی خبریں بھی ملیں کہ محاذ میں شامل بعض جماعتیں، محاذ سے باہر کی جماعتوں کے ساتھ انتخابی اشتراک کے لئے مذاکرات کر رہی ہیں۔ محاذ کے رہنما اس کمزوری سے باخبر ہونے کے باوجود ان پر پوری طرح قابو پانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ شریک جماعتوں کے الگ الگ کام کرتے رہنے کی بناء پر باہمی اعتماد مجروح ہوتا رہا۔ نچلی سطح پر محاذ کو منظم کرنے کے لئے کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھائے گئے۔ حکومتی پارٹی نے اس صورتحال کا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ حکومت کے سربراہ جب محاذ میں شامل دینی جماعتوں کے راہنماؤں کے ساتھ

www.bhutto.org

ملاقات کرتے تو کہتے کہ ہمیں چھوڑ کر آپ نے سیکولر جماعتوں کے ساتھ اتحاد کر رکھا ہے اور جب نیپ سے ملتے تو کہتے کہ بلوچستان اور سرحد کے سیاسی مسائل کے حل کے لئے ہم آپ سے تو بات کر سکتے ہیں لیکن محاذ سے نہیں۔ لیکن محاذ کی اندرونی کمزوری کے باوجود حکومت اسے توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔

مسئلہ ختم نبوت

پیپلز پارٹی کا یہ کارنامہ لائق تحسین ہے کہ اس سیاسی کشیدگی کے پس منظر میں ختم نبوّت کے معاملے میں اس نے غیر معمولی تدبّر اور ہمت کا ثبوت دے کر اپنے لئے ایک نہایت اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔ یہ مسئلہ پارلیمینٹ میں زیر بحث آیا۔ ممبران قومی اسمبلی اور سینٹ نے اپنے فہم' فراست اور تدبّر کا ثبوت دے کر قومی امنگوں اور دینی تقاضوں کے مطابق جمہوری طریقہ سے ایک صحیح فیصلہ کیا۔ میں بخل سے کام لوں گا اگر اس حقیقت کا برملا اعتراف نہ کروں کہ مسٹر بھٹو نے اس بارے میں اپنی جرات' ہمت اور صلاحیت کا لوہا منوالیا۔ یہ کام مسٹر بھٹو جیسا شخص ہی کر سکتا تھا۔

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء......ایک یادگار دن

ختم نبوت جیسے اہم ترین موضوع پر ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمینٹ میں کامل اتفاق رائے سے ایک دستوری ترمیمی بل کی منظوری نے ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا کہ اگر پوری قوم منظم اور متحد ہو' لگاتار پر امن جدوجہد کرے' تمام دینی اور سیاسی رہنماؤں کے درمیان اتفاق رائے ہو جائے' اور حکومت سنگین سے سنگین مسائل کو حل کرنے کے لئے بات چیت کے جمہوری طریقہ کو اپنائے تو ملک کے دیگر معاملات بھی اسی طرح خوش اسلوبی کے ساتھ طے پاسکتے ہیں۔

بھارت کا ایٹمی دھماکہ

اسی سال مئی میں بھارت نے راجستھان میں ایٹمی دھماکہ کر کے اپنے عزائم کو بے نقاب کر دیا تھا۔ داخلی حالات کے علاوہ خارجی خطرات بھی اس امر کے متقاضی تھے کہ ملکی مسائل جمہوری طریقہ سے حل ہوں تاکہ پوری قوم کامل اتحاد کے ساتھ حالات کا مقابلہ کر سکے۔

تین سالہ دور کا تجزیہ

ملک میں پائی جانے والی عمومی بے چینی کے باوجود حکمران خوش اور مطمئن تھے، لیکن ان کا یہ اطمینان حقائق سے لاعلمی کی بناء پر تھا۔ پیپلز پارٹی اب پہلے جیسی مضبوط جماعت نہیں بلکہ انحطاط کا شکار

www.bhutto.org

تھی۔ سول اور فوجی بیوروکریسی نے اس پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی۔ دیکھنے والی آنکھیں صاف طور پر دیکھ رہی تھیں کہ اپنی اس غلط روش کی وجہ سے مسٹر بھٹو تا دیر اقتدار پر قابض نہیں رہ سکیں گے لیکن سینیٹ کے انتخابات اور اس دوران میں ہونے والے ضمنی انتخابات بالخصوص ژوب' حیدر آباد اور گجرات کے الیکشن میں کی جانے والی بدعنوانیوں نے ثابت کر دیا تھا کہ آئندہ ہونے والے قومی الیکشن میں سیاسی جماعتیں اس خلاء کو پر نہیں کر سکیں گی اور پھر کسی ہاتھ کو اپنی من مانی کارروائی کا موقع ہاتھ آ جائے گا۔
۲۶ر جولائی ۱۹۷۴ء کو ہونے والے اجلاس میں محاذ کے رہنماؤں نے اسی خدشہ کا اظہار کیا کہ سیاسی جماعتوں کو کام کرنے کے مواقع نہیں مل رہے ہیں۔ الیکشن بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس صورتحال کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جب بھی مسٹر بھٹو کو جانا پڑا تو فوج ہی اقتدار سنبھالے گی اور اس تبدیلی سے ملک کی بقاء اور استحکام کو کوئی فائدہ پہنچنے کی بجائے ہم پھر ایک نئے بحران سے دوچار ہو جائیں گے۔

۱۹۷۵ء......ایک اہم سال

یہ سال بھی اپنی آغوش میں بہت سے اہم واقعات لے کر آیا۔ اجتماعی کوششوں سے کبھی محسوس ہوتا کہ ہم مشکلات پر قابو پالیں گے اور ملکی مسائل کا سیاسی حل نکل آئے گا لیکن پھر جلد ہی امیدوں پر اوس پڑ جاتی اور حالات پہلے سے زیادہ خراب ہو جاتے۔ نئے سال کے پہلے مہینے جنوری میں قومی اسمبلی کے اندر حکمران جماعت اور اپوزیشن کے درمیان ٹھن گئی۔ حکومت نے تخریبی سرگرمیوں کے انسداد کے لئے ایک مسودہ قانون منظوری کے لئے پیش کیا۔ لیکن اپوزیشن کو اظہار خیال کا مناسب موقع دیئے بغیر اکثریتی پارٹی اسے عجلت میں منظور کرنا چاہتی تھی۔ اس کا عنوان تخریبی سرگرمیوں کا انسداد تھا لیکن حکمران جماعت کا تین سالہ دور حکومت یہ ثابت کرنے کے لئے کافی تھا کہ اس کا اصل مقصد پرامن سیاسی سرگرمیوں کو روکنا اور صفائی کا موقع دیئے بغیر سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں کو میدان سے ہٹانا ہے۔
اپوزیشن نے اس طرز عمل کے خلاف بطور احتجاج اسمبلی کا بائیکاٹ کر دیا۔

۶ر فروری ۱۹۷۵ء......اہم معاہدہ کا دن

اسپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی کی کوششوں کے نتیجہ میں جن کی خواہش ہوتی تھی کہ اپوزیشن اسمبلی کے اجلاسوں میں شریک رہے' حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مذاکرات شروع ہوئے۔ حکومت کی جانب سے شیخ رشید' رانا محمد حنیف اور عبدالحفیظ پیرزادہ اور اپوزیشن کی جانب سے خواجہ محمد صفدر' مولانا مفتی محمود' چودھری ظہور الٰہی اور غفور احمد شریک گفتگو ہوئے۔ یہ بات چیت دو دن یعنی ۴ اور ۵ فروری کو جاری رہی اور آخر کار فریقین کے مابین ایک سمجھوتہ طے پا گیا اور ۶ فروری کو ایک بیان کے ذریعہ

اسے باقاعدہ سمجھوتے کی حیثیت سے اسمبلی کے ریکارڈ پر لایا گیا۔ حکومت اور اپوزیشن دونوں نے اس پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کرنے کا یقین دلایا۔ اس سمجھوتے کے اہم نکات یہ تھے :۔

اولاً یہ کہ قانون سازی کے معاملہ میں ایسے قوانین کی منظوری سے قبل جن میں اپوزیشن کو اختلاف ہو حکومت اپوزیشن سے مشورہ کرے گی' ان کو اسمبلی کے اندر بحث کی مناسب اجازت دی جائے گی اور ان کی جانب سے پیش کی جانے والی ترامیم پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا۔

ثانیاً یہ کہ اپوزیشن سے متعلق افراد کی کردار کشی نہیں کی جائے گی۔ اخبارات میں پارلیمینٹ کی کارروائی کی ایماندارانہ رپورٹنگ ہوگی۔ اپوزیشن کے افراد کو غلط مقدمات میں ملوث نہیں کیا جائے گا۔ جن ممبران اسمبلی کے خلاف مقدمات زیر سماعت ہوں انہیں اسمبلی کے اجلاسوں میں شرکت کا موقع فراہم کیا جائے گا۔

یہ ایک کامیاب کاوش تھی جسے سب نے سراہا۔ اپوزیشن نے اپنا بائیکاٹ ختم کر کے اسمبلی میں شرکت شروع کر دی۔ اس وقت مسٹر بھٹو ایک غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے تھے۔

حیات محمد خاں شیرپاؤ کا قتل

۸ر فروری کو جناب شیرپاؤ کو پشاور میں قتل کر دیا گیا۔ اس سانحہ پر پورا ملک سوگوار تھا۔ لیکن اصلی قاتلوں کا پتہ لگانے کی بجائے ۹ر فروری کو نیشنل عوامی پارٹی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ۱۰ر فروری کو پیپلز پارٹی نے پشاور میں ایک احتجاجی جلسہ منعقد کیا اور ایک جلوس نکالا۔ جلوس کے شرکاء نے نیپ جمیعت علمائے اسلام' جماعت اسلامی اور اسلامی جمیعت طلباء کے دفاتر نذر آتش کئے اور ان کو تہس نہس کر دیا۔ ارباب سکندر خلیل کے مکان پر حملہ کیا اور ان کی ذاتی لائبریری جلا ڈالی۔ دو ڈاکٹروں کے مطب جلائے گئے۔ اس جلوس کے ساتھ فیڈرل سکیورٹی فورس کے افراد تھے جو ان حملوں اور آتش زنی کے واقعات میں معاونت کرتے رہے۔ نیپ کے چوٹی کے رہنما اور ممبران پارلیمینٹ گرفتار کر لئے گئے۔ جن میں خان عبدالولی خان' محمد ہاشم غلزئی' ارباب سکندر خلیل' امیرزادہ خان جنرل جیلانی' غوث بخش بزنجو' سردار عطاء اللہ مینگل' نواب خیر بخش مری' گل نصیر خان اور ڈاکٹر عبدالحئی شامل تھے۔ ان کے علاوہ نیپ کے ورکرز بھاری تعداد میں گرفتار کئے گئے۔ حکومت کے ان اقدامات سے واضح ہو گیا کہ وہ جناب شیرپاؤ کے قتل کو اپنے سیاسی حریفوں سے حساب چکانے کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہے۔

دستور میں تبدیلی

اصل قاتلوں کو پکڑنے اور انہیں قرار واقعی سزا دینے کے لئے حکومت کے ہاتھ بندھے ہوئے نہیں تھے، لیکن اس افسوسناک حادثہ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے اپوزیشن کو اعتماد میں لئے بغیر ۱۹۷۳ء

www.bhutto.org

خان عبدالولی خاں ۔ صدر نیشنل عوامی پارٹی (انکی جماعت نیپ پر پابندی عائد ہوئی)

www.bhutto.org

کے متفقہ دستور میں دوررس تبدیلیاں کر ڈالیں۔ دستور کی شق نمبر ۱۰ میں جو اس لحاظ سے نہایت اہم تھی کہ اس میں شہریوں کو ناجائز گرفتاری یا امتناعی نظر بندی کے خلاف معقول تحفظ دیا گیا تھا اس طرح بدل ڈالا گیا کہ حکومت کو اس کے غلط استعمال کا کھلا موقعہ مل جائے۔ اسی طرح دستور کی شق نمبر ۲۳۲ میں اس طرح ترمیم کی گئی کہ حکومت اپنی اکثریت کے بل پر ہنگامی حالات جاری رکھ سکے اور آزادی سے محروم کئے جانے والے شہری عدالتوں سے انصاف حاصل کرنے سے بھی محروم ہو جائیں۔

پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ میں تبدیلی

پارلیمینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کو اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے امتناعی نظر بندی کے قانون کے تحت گرفتاری کے ضمن میں خصوصی تحفظ حاصل ہوتا ہے لیکن اس قانون کو بھی آنا فانا تبدیل کر کے ان کا یہ تحفظ ختم کر دیا گیا۔

مسٹر شیرپاؤ کے قتل کے تیسرے دن یعنی ۱۰ر فروری کو دستور اور قانون میں کی جانے والی ان ترامیم سے محسوس ہوتا تھا کہ پوری سرکاری مشینری اس کام کے لئے پہلے سے تیار تھی۔ اس طرح حکومت نے ۶ر فروری کو پارلیمینٹ میں کئے جانے والے باہمی سمجھوتہ کو پانچویں دن ہی پاش پاش کر دیا۔

تیرے وعدے کو بت حیلہ جو نہ قرار ہے نہ قیام ہے

اس کھلی وعدہ خلافی کے باعث اپوزیشن پھر پارلیمینٹ کے اجلاسوں کے بائیکاٹ پر مجبور ہو گئی۔ مسٹر بھٹو کو جب ۶ر فروری کے معاہدے کی طرف متوجہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ معاہدے کے وقت ملک سے باہر تھے اور یہ کہ مسٹر شیرپاؤ کے قتل نے حالات میں تبدیلی پیدا کر دی ہے۔

حکومت کے ساتھ مذاکرات

حکومت کے اس متشدد اور ناروا سلوک کے باوجود اپوزیشن نے مذاکرات کے ذریعہ اختلافات کو دور کرنے کا راستہ ترک نہیں کیا۔ ۴ر اور ۵ر مارچ کو اسلام آباد میں باہمی بات چیت پھر شروع ہوئی جس میں حکومت کی جانب سے جناب عبدالحفیظ پیرزادہ اور اپوزیشن کی جانب سے مولانا مفتی محمود، جناب چودھری ظہور الٰہی اور غفور احمد نے شرکت کی۔ اس بات چیت میں اپوزیشن نے ۶ر فروری کے معاہدے پر عمل کرنے پر زور دیا۔ طے پایا کہ مسٹر بھٹو کے ساتھ بات ہو۔ لہٰذا ۸ر مارچ کو یہ مذاکرات مسٹر بھٹو، مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ، صاحبزادہ فاروق علی اور مولانا مفتی محمود، چودھری ظہور الٰہی اور غفور احمد کے مابین ہوئے۔ حکومت ۶ر فروری کے معاہدے پر عمل کرنے پر رضامند نہیں ہوئی اس لئے مذاکرات بے نتیجہ رہے۔ دراصل حکومت نیپ پر پابندی عاید کرنے کے بعد دوسری جماعتوں کو ختم کر کے یک جماعتی

www.bhutto.org

نظام کے قیام کی طرف پیش قدمی کر رہی تھی۔ پیپلز پارٹی کے ان اقدامات سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ خود بھی اس غلط نظریہ کا شکار ہو گئی ہے کہ اگر آمریت بامقصد ہو تو مفید ہے۔

ضمنی انتخابات

محاذ کی پالیسی اب تک یہی رہی تھی کہ ضمنی انتخابات میں حصہ لیا جائے لیکن ان انتخابات کو دھاندلیوں نے محض ایک ڈھونگ میں تبدیل کر ڈالا تھا جس کی بناء پر سب اسی نتیجہ پر پہنچے کہ ان میں شرکت محض ایک سعی لاحاصل ہے۔ طے کیا گیا کہ پشاور میں ہونے والے ضمنی انتخابات میں حصہ نہ لیا جائے۔

پارلیمانی کنونشن

جمعہ ۲۱ر مارچ کو لاہور میں ایک تاریخی پارلیمانی کنونشن منعقد ہوا۔ اپنی نوعیت کے اعتبار سے پاکستان میں ہونے والا یہ پہلا کنونشن تھا۔ پورے ملک سے اس میں اپوزیشن سے متعلق ممبران اسمبلی نے شرکت کی جس کی تفصیل یہ ہے۔

	سینیٹ	قومی اسمبلی	صوبائی اسمبلی	کل
صوبہ سرحد	۲	۴	۱	۷
صوبہ پنجاب	۱	۵	۱۱	۱۷
صوبہ سندھ	۲	۵	۷	۱۴
کُل	۵	۱۴	۱۹	۳۸

بلوچستان کے ممبران نظر بند ہونے کے باعث شرکت نہ کر سکے۔ اس کنونشن کے موقع پر ۲۳۔ اراکین قومی اور صوبائی اسمبلی اور سینیٹ کے ممبران نظر بند تھے۔ اس کنونشن میں اپنی جماعت کی اجازت سے تحریک استقلال کے میاں محمود علی قصوری اور صاجزادہ احمد رضا قصوری نے بھی شرکت کی اور محاذ کو اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ اس کنونشن میں مسلسل جدوجہد' متفقہ پروگرام اور آئینی اور قانونی ذرائع سے متحد ہو کر سرگرم عمل ہونے پر زور دیا گیا تاکہ ملک کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے بچایا جا سکے۔ شرکاء نے اپنے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ حکمران جماعت جس راستے پر گامزن ہے اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد کوئی اس سے زیادہ آمرانہ حکومت ملک پر مسلط ہو جائے۔

www.bhutto.org

اس خطرہ کے سدباب کے لئے اپوزیشن کو متحد ہو کر حالات کی اصلاح کی مساعی مزید تیز کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

اپریل میں مولانا مفتی محمود اور تحریک استقلال کے سربراہ جناب اصغر خان کے درمیان بات چیت ہوئی۔ اس گفتگو کی تفصیل مفتی صاحب نے محاذ کے اجلاس میں بتاتے ہوئے فرمایا کہ تحریک محاذ کے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ ہے لیکن شرکاء نے اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ محض تعاون کافی نہیں تحریک کو محاذ میں شامل ہو جانا چاہئے۔ فیصلہ کیا گیا کہ بات چیت جاری رکھی جائے۔

ملک شاہ فیصل کی شہادت

مئی میں سعودی عرب کے سربراہ جناب ملک شاہ فیصل شہید کر دیئے گئے۔ شاہ فیصل کو پاکستان کے ساتھ خاص لگاؤ اور محبت تھی۔ ان کی المناک شہادت کے موقع پر محاذ نے ایک تعزیتی قرارداد منظور کی۔

مسلم کانفرنس

مئی میں مسلم کانفرنس آزاد کشمیر نے محاذ میں باقاعدہ شمولیت اختیار کر لی اور سردار عبدالقیوم خان کو محاذ کا نائب صدر بھی چن لیا گیا۔

آزاد کشمیر میں انتخابات

سینیٹ کے انتخابات اور ضمنی انتخابات کے بعد پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں مئی ۱۹۷۵ء میں آزاد کشمیر کی اسمبلی اور صدر کے انتخابات ہوئے۔ ان انتخابات کی نوعیت نے پیپلز پارٹی کے عزائم کو بغیر کسی اشتباہ کے بے نقاب کر دیا۔ ضمنی انتخابات کو جیتنا' سینیٹ میں ان صوبوں میں بھی اپنے افراد کو کامیاب کرا لینا جہاں کی اسمبلیوں میں اس کو کوئی پوزیشن حاصل نہیں تھی' سرحد کی ناقابل ذکر اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کر دینا اور بلوچستان میں صفر سے اکثریت حاصل کر لینے کے تجربات سے وہ گزر چکی تھی۔ ممبران اسمبلی کی پارٹی وفاداریوں کو تبدیل کرانے اور بیوروکریسی کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنے کا ڈھنگ بھی یہ سیکھ چکی تھی۔ مملکت کے وسائل' ریڈیو' ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ ملک گیر پروپیگنڈہ کا سلیقہ بھی اسے آ گیا تھا کہ کس طرح مخالفین کی کردار کشی کی جا سکتی ہے اور اپنے چہرے کے داغوں کو چھپایا جا سکتا ہے۔ سرحد اور بلوچستان کی اکثریتی جماعتوں کو اپنی دانست میں وہ صفحہ سیاست

www.bhutto.org

سے مٹانے میں بھی کامیابی حاصل کر چکی تھی۔ اب ایک بڑا تجربہ آزاد کشمیر میں مقصود تھا۔ اب نیپ کے بعد مسلم کانفرنس کی باری تھی۔ الیکشن سے بہت پہلے اس سمت میں پیش قدمی ہو چکی تھی۔ مظفر آباد کے ایک جلسہ میں مسٹر بھٹو نے آزاد کشمیر کے افراد کو پاکستان کی پارلیمنٹ میں نمائندگی دینے کی پیشکش کی۔ مسئلہ کشمیر کے ہنوز تصفیہ طلب ہونے کے باعث پاکستان کی سیاسی جماعتوں نے اپنی شاخیں آزاد کشمیر میں قائم کرنے سے گریز کیا تھا۔ لیکن پیپلز پارٹی نے اپنے دفاتر وہاں قائم کرنے میں پہل کی۔ ملک کے دوسرے صوبوں کی طرح یہاں بھی اس نے مسلم کانفرنس سے وابستہ اراکین اسمبلی کو توڑ کر اپنے ساتھ ملانے کی کوشش شروع کر دی تاکہ مسلم کانفرنس انتخابات سے قبل ہی انتشار اور افتراق کا شکار ہو جائے۔ اس صورتحال کے پیش نظر محاذ نے اپریل میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومت کسی ایسے اقدام سے گریز کرے جس کی بناء پر ہونے والے الیکشن منصفانہ نہ ہو سکیں۔ آزادانہ انتخابات کے لئے محاذ نے حکومت سے اپیل کی کہ آزاد کشمیر سے دفعہ ۱۴۴ ہٹائی جائے۔ فیڈرل سکیورٹی فورس، پنجاب پولیس اور دیگر صوبوں سے بھیجے ہوئے انتخابی عملے کو وہاں سے واپس بلایا جائے نیز حکومت وہاں کی اکثریتی پارٹی کو محض جوڑ توڑ کے ذریعہ اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوشش ترک کر دے۔

لیکن جیسے جیسے پولنگ کی تاریخ قریب آتی گئی ویسے ویسے ہی تیزی کے ساتھ بیلٹ بکس کی تقدیس کو پامال کرنے کی کوششوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ انتخاب کی تاریخ سے چھ دن قبل سردار عبدالقیوم خان پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم سے آزاد کشمیر میں داخل ہونے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ہائیکورٹ کے حکم امتناعی کے باوجود آزاد کشمیر اسمبلی کا اجلاس طلب کر کے سردار عبدالقیوم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کی منظوری کا اعلان کر دیا گیا۔ ۱۲ر مئی کو سردار قیوم نے مظفر آباد جانے کی کوشش کی تو ان کو تحریری حکم نامہ دکھا کر آگے بڑھنے سے روک دیا گیا۔ جلسہ گاہ کو آگ لگا دی گئی۔ ان کی گاڑیاں ضبط کر لی گئیں۔ بقیہ گاڑیوں کیلئے پٹرول، ڈیزل اور موبل آئل کی سپلائی میں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے کہ پولنگ کے دن مسلم کانفرنس کے حامی ووٹر اپنے ووٹ کا استعمال بھی نہ کر سکیں۔ ان حالات میں ۱۶ر مئی کو مسلم کانفرنس نے الیکشن کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

محاذ نے اس پوری کارروائی پر شدید احتجاج کیا۔ اس کے خلاف ۱۸ر مئی کو یوم سیاہ منایا گیا۔ حکومت سے اپیل کی گئی کہ وہ سنگینوں کے سائے میں ہونے والے انتخاب کو کالعدم قرار دے اور از سرنو آزادانہ انتخاب کرانے کا بندوبست کرے۔ آزاد کشمیر کے الیکشن ملکی انتخابات کے لئے ایک مشق تھی۔ اگر اس وقت حکومت کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا اور دوبارہ الیکشن کے مطالبے کو تسلیم کر لیتی تو شاید جولائی ۱۹۷۷ء کا حادثہ پیش نہ آتا۔ لیکن حکومت نے اس وقت اپنی اس انتخابی فتح کو ایک بڑا کارنامہ قرار دیا۔

www.bhutto.org

پاکستان پیپلز پارٹی

پاکستان کے چاروں صوبوں میں بھی بظاہر حکومت کی گرفت مضبوط ہوتی جا رہی تھی... اپوزیشن غیر مؤثر تھی اور عوام اپنے اضطراب کے باوجود حکومت کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھے۔

بلوچستان میں جہاں کی اکثریتی پارٹی کو حکومت نے تلپٹ کر کے رکھ دیا اور چوٹی کے رہنماؤں کو جیل میں ڈال دیا تھا وہاں بھی حکومت کے خلاف جوش و خروش ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ بظاہر حالات پر سکون تھے۔ تلخی اور بے چینی میں کمی ہوتی جا رہی تھی۔ اِکا دُکا جھڑپیں ناقابل لحاظ تھیں۔ حکومت کی جانب سے ترقیاتی پروگراموں پر بھاری رقوم صرف کی جا رہی تھیں اس کا ایک اچھا حصہ خرد برد کا شکار ہو جاتا لیکن حکومت اس سے عمداً صرف نظر کرتی۔ پورے صوبے کا سروے کر کے فوج نے منظم طور پر پھیل کر اپنی پوزیشن مضبوط کر لی تھی۔ فیڈرل سکیورٹی فورس بھی مدد کیلئے موجود تھی۔ حکمران اس صورتحال پر خوش اور مطمئن تھے۔

سندھ میں بھی حکمرانوں کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ بلکہ حکومت کے نقطۂ نظر سے حالات بہتر ہو رہے تھے۔ مفاد پرست 'خود غرض اور عہدوں کے پرستار پیش پیش تھے۔ بدامنی کے واقعات کچھ ہل چل پیدا کرتے لیکن جذبات پھر ٹھنڈے پڑ جاتے۔ لاڑکانہ میں کالج کے ایک پرنسپل شبیہ حیدر رضوی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس پر کچھ شور و غوغا ہوا لیکن پھر خاموشی چھا گئی۔

اسی طرح سرحد اور پنجاب میں بھی حکومت نے اپنی پوزیشن مستحکم کر لی تھی۔ چار سال کے تجربہ نے یہ ثابت کر دیا کہ حکومت مملکت کے وسائل کو کام میں لا کر جو چاہے بآسانی کر سکتی ہے۔ وہ سیاہ کو سپید اور سپید کو سیاہ بنا سکتی ہے۔ اکثریت کو ہیر پھیر سے اقلیت میں اور اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ حکومت کے سیلاب کے سامنے بڑے بڑے سورما بھی تنکے کی طرح بہہ جاتے ہیں لیکن کاش اس وقت حکمرانوں کو احساس ہوتا کہ یہ عارضی اور مصنوعی کامیابی ہی آخر کار تباہی کا سبب بنتی ہے۔

محاذ ہر ممکن طریقہ سے حکومت پر مسلسل یہ واضح کرتا رہا کہ اس کی یہ روش خود اس کے لئے اور ملک کے لئے خطرناک ہے۔ اس کے اس طرز عمل سے پاکستان کے حامی کمزور اور مخالفین مضبوط ہو رہے ہیں۔ الیکشن میں دھاندلی عوام کو پر امن تبدیلی سے مایوس کر دے گی۔ لیکن حکمران اپنے اسی راستے پر پیش قدمی کرتے رہے۔ آزاد کشمیر کے الیکشن کے بعد انہوں نے دوسرا معرکہ پنجاب میں سر کیا۔

ضمنی انتخابات

لاہور کے حلقہ نمبر ۶ میں اکتوبر ۱۹۷۵ء میں ایک ضمنی انتخاب ہونا تھا۔ اس انتخاب کی تاریخ سے تین دن قبل چیف الیکشن کمشنر کی جانب سے آزادانہ اور منصفانہ الیکشن کی یقین دہانی کرائی گئی۔ یہ محض

www.bhutto.org

ایک نشست کا انتخاب تھا۔ وہ بھی ایک ایسے صوبے میں جہاں پیپلز پارٹی کو واضح اکثریت حاصل تھی لیکن ۱۵ر اکتوبر کو ایک انتخابی جلسہ میں پولیس نے آنسو گیس کے گولے پھینکے' لاٹھی چارج کیا اور بے رحمانہ طریقہ سے اس طرح فائرنگ کی جیسے کوئی فاتح فوج اپنے مفتوحہ علاقہ میں کرتی ہو۔ کتنے ہی نہتے شہری اس دن اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ الیکشن کے دن جعلی ووٹروں سے بھری ہوئی بسیں دوسرے شہروں سے لائی گئیں۔ عملہ کو بھی جبراً جعلی ووٹنگ میں معاونت پر مجبور کیا گیا اور ایک ایسے امیدوار کو منتخب قرار دے دیا گیا جس کے جیتنے کے بظاہر کوئی خفیف سے امکانات بھی موجود نہیں تھے۔

متحدہ جمہوری محاذ

بغیر کسی جواز کے حکومت محاذ پر تابڑ توڑ حملے کر رہی تھی۔ جون میں مولانا عبدالستار خان نیازی کو نظر بند کر دیا گیا۔ سال کے اواخر میں چودھری ظہور الٰہی گرفتار کر لئے گئے۔ خواجہ خیرالدین کو ملک بدر کرنے کے احکام صادر ہوئے پھر وہ لاپتہ ہو گئے۔ حنیف رامے کو گرفتار کیا گیا۔ سردار اسداللہ مینگل پر قاتلانہ حملہ ہوا اور بعد میں ان کی گمشدگی کی اطلاع ملی۔ سردار عبدالقیوم گرفتار کر کے دلائی کیمپ بھیج دیئے گئے۔ پورے ملک میں بڑی تعداد میں سیاسی کارکنوں کو ڈی پی آر کے تحت گرفتار کیا گیا۔ دفعہ ۱۴۴ کے باعث اپوزیشن کہیں بھی اپنے جلسے منعقد نہیں کر سکتی تھی لیکن ان مشکل حالات میں بھی محاذ نے کسی نہ کسی طرح اپنی کوششیں جاری رکھیں۔

پارلیمانی کنونشن

ہفتہ ۱۷ر مئی کو راولپنڈی میں پارلیمانی کنونشن کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں اپوزیشن سے متعلق تقریباً تمام سینٹ اور قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران نے شرکت کی۔ ملک کی سیاسی صورتحال کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کر کے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ۶ر فروری کے معاہدے پر عمل کرے۔ اس کنونشن میں طے پایا کہ اگر حکومت باہمی معاہدے پر عمل کرنے سے انکار کر دے تو قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اجلاسوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے۔

قومی کنونشن

پارلیمانی کنونشن کے بعد ضرورت محسوس کی گئی کہ اس دائرے کو وسیع کر کے ایک قومی کنونشن بھی منعقد کیا جائے جس میں پورے ملک سے رہنما شرکت کریں اور کوئی مشترک لائحہ عمل طے کیا جائے۔ ۱۴ر اور ۱۵ر جون کو منعقد ہونے والا یہ دو روزہ کنونشن بہت کامیاب ثابت ہوا۔ محاذ نے اپنے اس عہد کی

تجدید کی کہ حالات کی خرابی کے باوجود صورتحال کی اصلاح کیلئے اس کی جدوجہد نئے جذبے کے ساتھ جاری رہے گی۔ تمام شرکاء اس بات پر متفق تھے کہ جماعتوں کو انفرادی جدوجہد کے بجائے محاذ کے مشترک پلیٹ فارم سے کام کرنا چاہئے۔ اس کنونشن میں شرکاء نے واشگاف الفاظ میں اپنے اس عزم کو دہرایا کہ وہ اسلام کی سربلندی' آمریت کے خاتمہ' ملکی سالمیت کے تحفظ' شہری آزادیوں کے حصول' طلباء' مزدوروں اور کسانوں کے مسائل کے حل کی تدابیر اور آمرانہ نظام کو بدل کر خالصتاً اسلام کا نظام حیات نافذ کرنے کے لئے سرگرم عمل رہیں گے۔

بنگلہ دیش میں فوجی انقلاب

۱۵ اگست ۱۹۷۵ء کو بنگلہ دیش میں فوجی انقلاب آ گیا۔ شیخ مجیب الرحمان کی حکومت کا تختہ الٹ کر انہیں بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں تقریباً سو فیصد کامیابی حاصل کرنے والا مجیب جو عوام کی دلوں کی دھڑکن اور ان کی آنکھ کا تارا تھا، چند برسوں بعد اپنے اہل خاندان کے ساتھ ایسے دردناک انجام سے دوچار ہو جائے گا۔ عوام کی حمایت سے کامیاب ہونے والا مجیب اقتدار میں آنے کے بعد بدل چکا تھا۔ اب اس کے اقدامات آمرانہ تھے' آئین توڑنا اور تبدیل کرنا اس کا معمول بن گیا تھا۔ وہ یک جماعتی حکومت کے قیام کے لئے کوشاں تھا جہاں اپوزیشن کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ پریس کی آزادی سلب کر لی گئی تھی۔ عوامی لیگ' کرپشن' اقرباء پروری اور اسمگلنگ کا شکار تھی۔ پرامن سیاسی ذرائع سے تبدیلی کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے تھے۔ اس کی ذاتی فوج راکھی باہنی کے ہاتھوں کوئی بھی محفوظ نہیں تھا۔ لہٰذا ایک محبوب ترین لیڈر چند برسوں کے غلط اقدامات کے نتیجہ میں ایک ایسے عبرتناک انجام کو پہنچا جو ناقابل تصور تھا۔

مسٹر بھٹو اور سردار شیرباز خان مزاری کے درمیان بات چیت

اکتوبر میں مسٹر بھٹو اور سردار صاحب کے مابین ایک ملاقات ہوئی جو تقریباً پون گھنٹے جاری رہی۔ سردار صاحب کا شمار ہمارے ملک کے چوٹی کے راہنماؤں میں ہوتا ہے۔ وہ ایک با اصول' دیانت دار اور صاف گو لیڈر کی حیثیت سے معروف ہیں۔ اس ملاقات میں سردار صاحب نے مسٹر بھٹو پر واضح کر دیا تھا کہ وہ اس ملاقات کی روداد محاذ کے سامنے رکھیں گے۔ مسٹر بھٹو نے سردار صاحب سے کہا کہ وہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان ایک پل بن سکتے ہیں۔ سردار صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ مسٹر بھٹو پر واضح کیا کہ ان کی حکومت یہاں وہی کچھ کر رہی ہے جو مجیب نے بنگلہ دیش میں کیا۔ اس لئے یہاں بھی بنگلہ دیش جیسے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ مسٹر بھٹو نے خود بھی یہاں فوجی انقلاب کے خدشہ کو مسترد نہیں کیا لیکن اس

www.bhutto.org

سردار شیرباز خاں مزاری۔ (نیشنل ڈیمو کریٹک پارٹی)

www.bhutto.org

احساس کے باوجود انہوں نے اپنے رویّہ میں کوئی اصلاح نہیں کی۔

ناساعد حالات کے باوجود محاذ کی مسلسل کوشش تھی کہ ملک میں سیاسی عمل جاری رہے اور اسمبلیاں اپوزیشن کی بامعنی شرکت کے ساتھ فرائض انجام دیتی رہیں۔ باہمی فیصلہ کے مطابق ۲۹ راکتوبر سے پارلیمینٹ کا بائیکاٹ ختم کر دیا گیا۔ لیکن بدقسمتی کہ پھر ایک بڑی چٹان ٹوٹ کر گری اور اس نے دوبارہ اس راستے کو مسدود کر دیا۔

۱۴ر نومبر..... ہماری دستوری تاریخ کا ایک تاریک دن

کاش ۱۹۷۵ء کے کیلنڈر میں یہ دن اس طرح نہ گزرتا۔ پیپلز پارٹی کا ایک بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے اپوزیشن کو اعتماد میں لے کر اتفاق رائے سے ایک قابل قبول دستور منظور کیا۔ اب تک تورونا یہ تھا کہ حکومت دستوری تقاضوں کے مطابق عمل نہیں کر رہی ہے لیکن بعد میں اس نے اپنی اکثریت کے بل پر ایسی ترامیم کا سلسلہ شروع کر دیا جس نے دستور کے پورے ڈھانچے کو بدل ڈالا۔ دستور میں ترمیم کا چوتھا ترمیمی بل ۱۴ر نومبر کو اپوزیشن کو اظہار خیال کا کوئی موقع دیئے بغیر اور اپوزیشن سے متعلق ممبران اسمبلی کو فیڈرل سکیورٹی فورس کے افراد کے ذریعہ اسمبلی بلڈنگ سے باہر سڑک پر پھینک کر اور اسمبلی کے بیرونی دروازہ کو مقفل کر کے صرف ۲۳ منٹ میں منظور کر لیا گیا۔

دن گنے جاتے تھے اس دن کے لئے

فیصلے سے قبل وسیع تر مشورے

۱۴ر نومبر کے اس واقعہ کے بعد محاذ نے طے کیا کہ اس بارے میں کسی حتمی فیصلے سے قبل محاذ سے باہر دیگر سیاسی جماعتوں اور آزاد ممبران اسمبلی سے رابطہ قائم کیا جائے۔ اور انکے مشوروں کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جائے۔

ضمنی انتخابات

ضمنی انتخابات میں دھاندلیوں کے پیش نظر محاذ نے مارچ میں اتفاق رائے سے فیصلہ کیا کہ محاذ ضمنی انتخابات کا بائیکاٹ کرے گا۔ مئی میں اس فیصلے کی توثیق کی گئی لیکن ۱۸ر اگست کے اجلاس میں مولانا عبدالستار نیازی نے فرمایا کہ ان کی جماعت نے ضمنی الیکشن میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ فیصلہ آخری ہے اس لئے جمعیت کو ضمنی الیکشن میں حصہ نہ لینے پر مجبور نہ کیا جائے۔ یہ معاملہ دوبارہ مجلس میں زیر بحث آیا اور تفصیلی گفتگو کے بعد سابقہ فیصلہ کی توثیق کی گئی اور یہی طے پایا کہ ضمنی انتخابات میں حصہ نہ لیا

www.bhutto.org

جائے۔ کسی ابہام کو دور کرنے کے لئے طے پایا کہ اس فیصلہ کا اعلان ایک پریس کانفرنس میں کیا جائے جس سے مشترکہ طور پر نوابزادہ نصراللہ خان صاحب، سردار عبدالقیوم، چودھری ظہور الٰہی اور ملک قاسم خطاب کریں۔ نیز مولانا نیازی صاحب سے درخواست کی گئی کہ وہ محاذ کی یہ درخواست جمعیت تک پہنچا دیں کہ وہ ضمنی الیکشن میں حصہ لینے کے اپنے فیصلے کو واپس لے لے۔ نیازی صاحب نے فرمایا کہ وہ محاذ کے جذبات اپنی جماعت تک پہنچادیں گے البتہ وہ اس بات کے مجاز نہیں کہ خود اپنے جماعتی فیصلے کو بدل دیں۔

جمعیت علمائے پاکستان کی، محاذ سے علیحدگی

جمعیت نے محاذ کے متفقہ فیصلے کی پابندی نہیں کی اور اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کراچی اور لاہور کے ضمنی الیکشن میں حصہ لیا۔ یہ معاملہ محاذ کے اجلاس منعقدہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۷۵ء میں زیر غور آیا اور درج ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔

> "طے پایا کہ یہ بات ریکارڈ کی جائے کہ چونکہ جمعیت علمائے پاکستان نے محاذ کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کراچی اور لاہور کے ضمنی انتخابات میں حصہ لیا ہے اس لئے جمعیت علمائے پاکستان اب محاذ کی ممبر نہیں۔ البتہ مجلس نے محاذ کے صدر پیر صاحب پگارا سے درخواست کی ہے کہ وہ شاہ احمد نورانی صدیقی سے اس موضوع پر گفتگو فرمالیں۔"

متحدہ جمہوری محاذ

محاذ کے اجلاسوں میں بار بار اس بارے میں تشویش کا اظہار کیا جاتا رہا کہ اندرونی طور پر باہمی رابطہ، تنظیم اور باہمی اعتماد کا فقدان ہے۔ سربراہوں کے درمیان باہمی اختلافات موجود ہیں۔ اسمبلیوں میں بعض ممبران اپوزیشن کے ساتھ ووٹ نہیں دیتے۔ اس لئے محاذ ابھی تک ایک متبادل قیادت کی حیثیت سے نہیں ابھرا ہے۔ اس خدشہ کا اظہار بھی کیا جاتا کہ الیکشن کے موقع پر یہ اتحاد بھی قائم نہ رہ سکے گا۔ تحریک استقلال کی جانب سے محاذ پر تنقید جاری رہی اور ان کی جانب سے کہا جاتا رہا کہ محاذ کے بعض افراد حکومت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

پاکستان پیپلز پارٹی

سرکاری پارٹی خود شدید داخلی انتشار کا شکار بنتی جارہی تھی۔ ممتاز بھٹو اور مسٹر جتوئی کے اختلافات زبان زدعام تھے۔ مسٹر ممتاز بھٹو کھل کر حکومت پر تنقید کر رہے تھے۔ مسٹر کھر اور حنیف

www.bhutto.org

رائے جیسے افراد گورنر اور وزیراعلیٰ جیسے عہدوں پر فائز رہنے کے بعد پارٹی سے علیحدگی اختیار کر چکے تھے تاج محمد لنگاہ بھی پارٹی چھوڑ گئے۔ اب پارٹی کے دست وبازو اس کے مخلص ممبران نہیں بلکہ خوشامدی، مطلب پرست اور ہوا کے رخ پر چلنے والے افراد تھے۔ ان حالات میں سول اور فوجی بیوروکریسی کو اپنے قدم مزید مستحکم کرنے کا موقع مل گیا۔

آئندہ الیکشن

سرکاری اعلانات اور اقدامات سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی تھی کہ ملکی انتخابات نزدیک آ رہے ہیں۔ پوری پارٹی انتخابی مہم میں منہمک تھی۔ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات ان کی کمک پر تھے۔ اپوزیشن کی کردار کشی کی جارہی تھی، غیر قانونی اور غیر آئینی اقدامات روزمرہ کا معمول بن گئے تھے۔ تشدد سے کام لیا جا رہا تھا۔ حکمران بالکل مطمئن تھے کہ حالات ہر طرح ان کے قابو میں ہیں۔

الیکشن کو بامقصد بنانے کے لئے محاذ کی تجاویز

محاذ نے اس موقع پر حکومت کو متنبہ کیا کہ ملکی انتخابات میں دھاندلی ملک کو کسی بھی حادثہ سے دوچار کر کے ناقابل تلافی نقصان پہنچا دے گی۔ ملک کا اور خود اس کا اپنا مفاد بھی اسی میں ہے کہ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوں۔ اس مقصد کے لئے محاذ نے حکومت کے سامنے درج ذیل مطالبات رکھے۔

> ہنگامی حالت کو ختم کیا جائے تاکہ عوام کو ان کے بنیادی حقوق مل سکیں، دفعہ ۱۴۴ ہٹائی جائے۔ سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ ان پر قائم شدہ مقدمات واپس لئے جائیں، پریس کی آزادی کی ضمانت دی جائے۔ ضبط شدہ ڈیکلریشن بحال کئے جائیں اور گرفتار شدہ صحافیوں کو رہا کیا جائے۔ اپوزیشن سے متعلق افراد کی کردار کشی بند کی جائے اور تمام جماعتوں کو ریڈیو اور ٹی وی پر الیکشن مہم کے لئے مناسب مواقع فراہم کئے جائیں۔ سیاسی مسائل کو سیاسی طریقوں سے حل کیا جائے۔ بالخصوص بلوچستان کے مسئلہ کا معقول حل تلاش کیا جائے۔ اسمبلیوں کا وقار مجروح نہ کیا جائے اور اپوزیشن کو اپنے خیالات کے اظہار کا معقول موقع فراہم کیا جائے۔ منفی اقدامات کے بجائے حکومت کرپشن، مہنگائی، بدامنی، لاقانونیت اور بیروزگاری جیسے مسائل کو حل کرنے پر توجہ دے۔

www.bhutto.org

آج پیپلز پارٹی کے رہنما ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ ان میں کون سا مطالبہ نامناسب اور ناجائز تھا اور اگر اس وقت اس پر عمل کر لیا جاتا تو کیا وہ خود ان کے لئے اور پورے ملک کے لئے بہتر نہ ہوتا لیکن حکمرانوں کی سوچ کے انداز بدل جاتے ہیں۔ خواہ وہ کل کے حکمران ہوں یا آج کے۔

۱۹۷۶ء کا سال

۱۹۷۶ء میں سرکاری پارٹی نے اپنی انتخابی مہم کو مزید تیز تر کر دیا۔ وزراء اور پیپلز پارٹی کے عہدیداران ہر ڈویژن میں اپنے جلسے منعقد کر رہے تھے۔ مؤثر افراد فوج در فوج اکثریتی پارٹی میں شمولیت اختیار کر رہے تھے جن کی خبروں سے اخبارات بھرے ہوتے لیکن ان میں اکثر و بیشتر وہی جانے پہچانے چہرے تھے جو ہمیشہ ہر حکومت کے ساتھ رہے ہیں اور جن سے بھر کر کشتی پار ہونے کی بجائے ڈوبنے کے خطرے سے دوچار ہوتی رہی ہے۔ حکومت کے کارناموں کی اشاعت کے لئے مختلف عنوان سے ہفتے منائے جا رہے تھے۔ خواتین کا ہفتہ' محنت کشوں کا ہفتہ جن کی اخبارات' ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ ایک دھوم مچ جاتی خواہ ان کی حقیقی کامیابی برائے نام ہی کیوں نہ ہو۔ اس مہم میں سرکاری خزانہ اور مملکت کے وسائل بے دریغ خرچ کئے جا رہے تھے۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کو بھی اس مقصد کے لئے استعمال کیا جا رہا تھا۔ مسٹر بھٹو خود اس مہم میں منہمک تھے۔ ان کے بیرونی دورے بھی اسی مہم کا ایک حصہ معلوم ہوتے تھے۔

حکومت کی جانب سے گاہے گاہے اس طرح کے اعلانات بھی ہوتے کہ الیکشن جلد ہوں گے اور منصفانہ ہوں گے لیکن پھر خود ہی تردید بھی کر دی جاتی کہ موجودہ اسمبلیاں اپنی دستوری مدت پوری کریں گی۔ اس طرح الیکشن کی تاریخ مبہم رہتی۔ پیپلز پارٹی سینیٹ' ضمنی انتخابات بالخصوص گوجرانوالہ اور جھنگ کے ضمنی انتخابات اور پھر آزاد کشمیر میں جو کچھ کر چکی تھی اس سے اندیشہ یہی تھا کہ قومی الیکشن میں ان سب سے بڑھ کر بدعنوانیاں کی جائیں گی۔ حکومت کے بعض اقدامات سے اس خیال کو مزید تقویت ملتی۔ ملک میں ہر جگہ سے بوگس ووٹوں کے اندراج کی خبریں موصول ہو رہی تھیں۔ اپنے مطلب کے انتخابی عملے کو مقرر کیا جا رہا تھا۔ حکومت الیکشن کمیشن کو ایسے اختیارات دینے پر آمادہ نہ تھی جن کے باعث وہ کسی دباؤ میں آئے بغیر اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دے سکے۔ فیڈرل سکیورٹی فورس کے لئے مزید دو ارب روپے مختص کئے گئے۔ ساتھ ہی کھلم کھلا دعویٰ کیا جاتا کہ آئندہ الیکشن میں فتح حکمراں جماعت ہی کو حاصل ہو گی اور جو سامنے آئے گا اسے پسپا کر دیا جائے گا۔

سرکاری پارٹی خود تو ہر جائز اور ناجائز طریقہ پر اپنی انتخابی مہم پورے ملک میں بڑے زور و شور کے ساتھ چلا رہی تھی لیکن اپوزیشن کے لئے رابطہ عوام کے تمام دروازے ہی نہیں بلکہ روزن تک بند کر دیئے

www.bhutto.org

گئے۔ ان پابندیوں کے ساتھ ظلم و تشدد کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ سرحد میں امیرزادہ خان اور حاجی غلام احمد بلور گرفتار کیئے گئے۔ چودھری ظہور الٰہی اور محمد حنیف رامے گرفتار ہوئے۔ مسلم لیگ کے دفتر میں چوری اور نوابزادہ نصراللہ خاں کے مکان پر ڈاکے کی وارداتیں ہوئیں۔ یہ سب کچھ عوام اور اپوزیشن کو خوفزدہ کرنے کیلئے کیا جارہا تھا۔ اپوزیشن سے متعلق بہت سے رہنما جیلوں میں بند تھے جو آزاد تھے وہ بھی دفعہ ۱۴۴ اور ہنگامی حالت کے جاری رہنے کے باعث بے بس۔ اس کے ساتھ پارٹیوں کے اندر توڑ پھوڑ کی کوششیں بھی جاری تھیں۔ کاش حکمرانوں میں اتنی عقل ہوتی اور وہ یہ سوچ سکتے کہ جو شخص اپنی پارٹی کا وفادار نہیں وہ ان کا وفادار کس طرح ثابت ہو سکتا ہے۔

متحدہ جمہوری محاذ

محاذ میں شامل جماعتیں حکومت کے عزائم سے باخبر تھیں۔ انہیں اس کا بھی احساس تھا کہ محاذ ایک جسد واحد کی طرح کام کرنے کے بجائے افتراق سے دوچار ہے۔ اس بات کا خدشہ تھا کہ الیکشن کے موقع پر یہ جیسا تیسا اتحاد بھی باقی نہ رہ سکے۔ لہٰذا محاذ نے خود کو زیادہ مستحکم کرنے اور ایک وسیع تر اتحاد کی کوشش شروع کر دی۔ اپنے مئی میں منعقد ہونے والے اجلاس میں محاذ نے اپنے صدر کو یہ اختیار سونپ دیا کہ ایک زیادہ وسیع تر اتحاد کے لئے جب چاہیں اور جہاں چاہیں تمام اپوزیشن جماعتوں کے سربراہوں کے اجلاس کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ اور یہ کہ محاذ دوسری جماعتوں کا خیر مقدم کرے گا۔ اس ضمن میں ملاقاتوں اور بات چیت کا سلسلہ بھی شروع ہوا گو اس میں پیش رفت حوصلہ افزا نہیں تھی۔

سردار شیرباز خاں مزاری کا طلب کردہ اجلاس

اپوزیشن کے درمیان اتفاق رائے کے حصول کے لئے سردار صاحب بھی تمام اپوزیشن جماعتوں کا ایک اجلاس ۳۰ اکتوبر کو منعقد کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس اجلاس میں بعض اصحاب نے شرکت سے گریز کیا۔ اس اجلاس میں باہمی تعاون کو عملی شکل دینے اور دوسرے رہنماؤں سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔

محاذ اور محاذ کے باہر ان مساعی کا ماحصل یہ تھا کہ ایک نشست پر اپوزیشن کا ایک ہی نمائندہ انتخاب لڑے لیکن اپوزیشن کے مجموعی طرز عمل اور اخباری بیانات سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ مقصد حاصل ہونے میں کامیابی کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اپنی ان اندرونی خامیوں کے باوجود محاذ نے حکومت کو بروقت اور صحیح مشورہ دینے میں کبھی کوتاہی نہیں برتی۔ حکومت کی جانب سے کیئے جانے والے تشدد کو نظرانداز کرتے ہوئے محاذ نے ہمیشہ اپنی دوٹوک رائے کا برملا اظہار کیا۔ پیپلز پارٹی بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتی تھی کہ جب بھی ضرورت پڑی

www.bhutto.org

اپوزیشن نے اپنے تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔ اس کی جانب سے کئے جانے والے تشدد کے باوجود اپنی جدوجہد کو جائز حدود کے اندر رکھا۔ محاذ حکومت پر واضح کر رہا تھا کہ ایک جمہوری طرز حکومت میں اقتدار ایک متعینہ مدت کے لئے ہوتا ہے جس کے اختتام پر آزادانہ اور منصفانہ الیکشن کرانا حکومت وقت کا سب سے اہم اور مقدس فریضہ ہے۔ اگر عوام سے اظہار رائے کی آزادی سلب کر لی جائے اور بیلٹ بکس کے تقدس کو مجروح کیا جائے تو پھر کسی پر امن تبدیلی کی بجائے انقلاب کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ جس کا سب سے زیادہ خمیازہ خود غلط کار حکمرانوں ہی کو بھگتنا پڑتا ہے۔ محاذ مسلسل اس بات پر زور دیتا رہا کہ الیکشن کے معاملے میں حکمران بدعنوانی کی پالیسی کو ترک کریں۔ محاذ نے یقین دلایا کہ وہ منصفانہ الیکشن کے نتائج کو پوری خوش دلی کے ساتھ قبول کرے گا۔ انتخابات کو دستور کے مطابق پر امن' منصفانہ اور عادلانہ بنانے کے لئے محاذ نے درج ذیل نکات حکومت کے سامنے رکھے۔

۱۔ اپوزیشن کو رابطہ عوام کے ضمن میں جائز مواقع دیئے جائیں۔ محاذ نے یقین دہانی کرائی کہ وہ حدود کی پوری پابندی کرے گا۔

۲۔ ایمرجنسی کے نفاذ کو فوری طور پر ختم کیا جائے کیونکہ نہ اس کا اب کوئی جواز ہے اور نہ ضرورت۔

۳۔ دفعہ ۱۴۴ اٹھائی جائے۔

۴۔ سیاسی قیدیوں اور اسیروں کو رہا کیا جائے اور ان پر قائم کئے ہوئے جھوٹے مقدمات واپس لئے جائیں۔

۵۔ اپوزیشن رہنماؤں کی کردار کشی کا مذموم فعل ختم کیا جائے۔

۶۔ پریس کی آزادی بحال کی جائے اور ضبط شدہ ڈیکلریشن بحال کئے جائیں۔ سرکاری اشتہارات' اشاعت کی مناسبت سے دیئے جائیں۔

۷۔ سیاسی افراد پر مقدمات ٹریبونل کے بجائے عدالتوں میں چلائے جائیں۔

۸۔ الیکشن کمیشن کو قانونی' مالی اور انتظامی اختیارات دیئے جائیں تاکہ وہ سرکاری دباؤ کے بغیر الیکشن کو منصفانہ بنا سکے۔

۹۔ بوگس ووٹوں کی روک تھام کے لئے شناختی کارڈ کو ضروری قرار دیا جائے۔

۱۰۔ بیلٹ بکس میں اتنی گنجائش ہو کہ ایک پولنگ سٹیشن کے تمام ووٹ ایک بیلٹ بکس میں آسکیں۔

یہ سارے معقول مطالبات صدا بصحرا ثابت ہوتے رہے۔ اپوزیشن کے لئے دائرہ تنگ سے تنگ تر کیا جاتا رہا۔ حکمراں جماعت الیکشن مہم میں مشغول تھی اور ملک گیر سروے بھی کرایا جا رہا تھا کہ اس

www.bhutto.org

کے نقطہ نظر سے الیکشن کب منعقد ہوں۔ اس مقصد کے لئے تحصیل وار دوروں کے پروگرام بنائے گئے۔ باہمی مشورے ہوتے رہے اور الیکشن سے من مانے نتائج حاصل کرنے کی تدابیر بھی۔ لیکن پیپلز پارٹی نے نومبر تک واضح طور پر ایسا کوئی اعلان نہیں کیا جس سے الیکشن کی تاریخ کی کوئی واضح علامت ملتی۔

قومی اسمبلی اور سینیٹ کا مشترکہ اجلاس

۲۱ر نومبر ۱۹۷۶ء کو پارلیمینٹ کا ایک خصوصی اجلاس طلب کیا گیا۔ اس میں پاکستان میں مقیم تمام غیر ملکی سفراء کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ بظاہر اس کا مقصد یہ بیان کیا گیا کہ یہ اجلاس قائد اعظمؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے طلب کیا جا رہا ہے۔ اس موقع پر جب کہ مہمانوں کی گیلری غیر ملکی سفراء' اعلیٰ سول اور فوجی حکام سے پر تھی' اپوزیشن نے حکومت پر مطلق کوئی تنقید نہیں کی بلکہ اپنی تقاریر کو صرف بانیٔ پاکستان کو خراج عقیدت پیش کرنے تک محدود رکھا لیکن باہمی سمجھوتہ کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے جو اکثریتی پارٹی اور اپوزیشن کے مابین قومی اسمبلی کے اسپیکر کے توسط سے اس اجلاس کے بارے میں طے پایا تھا مسٹر بھٹو نے اپنی تقریر کے ایک بڑے حصہ کو اپوزیشن پر حملے کرنے پر صرف کیا۔ اس خصوصی اجلاس کے اہتمام اور اس میں مسٹر بھٹو کی تقریر سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ یہ حکومت کی الیکشن مہم کا ایک حصہ ہے گو اس تقریر میں الیکشن کے بارے میں کوئی حتمی اعلان نہیں کیا گیا۔

حالات کا خود جائزہ لینے' اپنے رفقاء سے صلاح مشورے کرنے اور اس بارے میں کسی آخری فیصلہ پر پہنچنے کے لئے مسٹر بھٹو نے ملک گیر دورے شروع کئے۔ ممبران اسمبلی اور وزراء سے ان کی رائے دریافت کی۔ ان کے ساتھیوں پر یہ واضح ہو گیا تھا کہ مسٹر بھٹو جلد انتخابات کرانے کے حق میں ہیں۔ جس انداز پر پیپلز پارٹی کی اٹھان ہوئی تھی اور سربراہ کی ہاں میں ہاں نہ ملانے سے جو خطرات لاحق ہو سکتے تھے اس کی موجودگی میں یہ امکان بہت کم تھا کہ لوگ اپنی حقیقی رائے کا دوٹوک اظہار کر سکیں۔ جو سن گن اس طرح کے اجلاسوں کی باہر آ سکی اس سے بھی یہی پتہ چلا کہ سب نے فوری الیکشن کرانے کے حق میں رائے دی اور بیشتر افراد نے خیال ظاہر کیا کہ پیپلز پارٹی اسی نوے فیصد اکثریت کے ساتھ جیتے گی۔ صرف چند افراد ایسے تھے جو یہ کہنے کی جرأت کر سکے کہ ان کی رائے میں یہ وقت الیکشن کے لئے مناسب نہیں۔

مسٹر بھٹو ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے نتائج سے پوری طرح مطمئن نہ تھے۔ گو قومی اسمبلی میں انہیں ساٹھ فیصد کی اکثریت حاصل تھی لیکن قیوم لیگ نے تعاون کے باوجود اپنی پارٹی باقی رکھی اور اسے پیپلز پارٹی میں ضم نہیں کیا اور نہ ہی اس کے ممبران نے دوسری جماعتوں کی طرح اپنی وفاداریاں تبدیل کیں۔ دوسری پارٹیوں سے ممبران کو توڑنے اور آزاد ممبران کو اپنے اندر شامل کر لینے کے بعد بھی پیپلز پارٹی کو اتنی اکثریت حاصل نہیں ہو سکی تھی کہ وہ خود اپنی تعداد کے بل بوتے پر دستور میں کوئی تبدیلی کر سکے۔

مسٹر بھٹو کی خواہش تھی کہ یہ صورتحال باقی نہ رہے اور ان کی پارٹی آئندہ الیکشن میں تین چوتھائی کامیابی حاصل کر سکے۔

سرحد اور بلوچستان میں جہاں ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی کو کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی تھی گذشتہ پانچ برسوں میں دوسرے ذرائع استعمال کر کے پیپلز پارٹی نے اپنی حکومتیں قائم کر لی تھیں لیکن بہرحال وہ اپنی کمزوری سے واقف تھے اور اب ان کی خواہش تھی کہ اس مدت میں زمین ہموار ہو چکی ہے اور وہاں بھی وہ بآسانی کامیابی حاصل کر سکیں گے۔

متحدہ جمہوری محاذ قائم تھا اور سرگرم عمل بھی۔ لیکن وہ حکمراں جماعت کے لئے کوئی چیلنج نہیں تھا۔ جمعیت علمائے پاکستان کی علیحدگی سے اسے ضعف پہنچا تھا۔ تحریک استقلال کے بیانات اور رویہ سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ اس کا کسی اشتراک میں شمولیت اختیار کرنا ممکن نہیں ہے۔ محاذ کی جماعتوں میں انفرادیت نمایاں تھی۔ یہ اپنا کوئی منشور بھی قوم کے سامنے پیش نہیں کر سکے تھے۔ ان سب باتوں سے گمان غالب یہی تھا کہ اپوزیشن کسی ایک نشست پر اپنا کوئی ایک نمائندہ کھڑا نہیں کر سکے گی۔ اس کے ووٹ ۱۹۷۰ء کے الیکشن کی طرح تقسیم ہوں گے جس کے نتیجہ میں جیت پیپلز پارٹی کی ہوگی۔

ضمنی انتخابات اور پھر آزاد کشمیر میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد پیپلز پارٹی کے اعتماد میں مزید اضافہ ہو گیا اور تجربہ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔ اور کسی متوقع ردعمل کو دبا بھی سکتی ہے۔ اس مدت میں حکومت نے بیوروکریسی میں بھی اپنے افراد کی ایک خاصی تعداد داخل کر دی تھی جو بظاہر ہر حکم کی تعمیل کے لئے تیار تھے۔

۱۹۷۷ء کے آغاز میں رونما ہونے والے حالات نے بتا دیا کہ یہ الیکشن کا سال ہے۔ ۴ر جنوری کو مسٹر بھٹو نے سیہون شریف میں حضرت لعل شہباز قلندر کی درگاہ میں ایک طلائی دروازہ کا باقاعدہ افتتاح کیا جو ان کے حکم پر خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔ اس موقع پر وہاں انہوں نے اعلان کیا کہ عوام اور اسلام کی خدمت کے لئے احکامات الٰہی ان کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔ ان ہی دنوں میں نئی لیبر اصلاحات کا اعلان کیا گیا جس کے نتیجہ میں کم تنخواہ پانے والے ملازمین کی پنشنوں میں دوگنا سے بھی زیادہ اضافہ ہو گیا۔

جنوری کے پہلے ہفتہ میں پورے ملک میں مسٹر بھٹو کی ۴۹ویں سالگرہ کی تقریبات منعقد ہوئیں۔ جس میں ان کی حکومت کے کارنامے گنوائے گئے۔ ساتھ ہی علامہ اقبالؒ کی صد سالہ تقریبات کا آغاز ہوا۔ قومی سیرت کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان ہوا۔ مقابلۂ حسنِ قرأت میں گرانقدر انعامات کی تقسیم کا بندوبست ہوا۔ مسٹر بھٹو نے اس فیصلے کا اعلان کیا کہ یکم جولائی ۱۹۷۷ء سے ہفتہ واری تعطیل اتوار کی بجائے جمعہ کو ہوگی۔ اس طرح یکم جولائی جس دن جمعہ تھا۔ سرکاری تعطیل ہوگی۔

www.bhutto.org

زرعی اصلاحات کا آرڈیننس جاری کیا گیا اور دعویٰ کیا گیا کہ اس آرڈیننس کے ذریعہ جاگیرداری اور زمینداری نظام کا خاتمہ کردیا گیا ہے۔

سینٹ سے اپوزیشن کا بائیکاٹ

ایک جانب تو حکومت ہر ممکن ذریعہ سے اپنی خدمات گنوا رہی تھی لیکن دوسری طرف پارلیمینٹ میں اس کے طرز عمل اور اس کی مجموعی سوچ میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ ۴ر جنوری کو حکومت نے سینیٹ ہی میں سیاسی جماعتوں کے قانون میں ترمیم کا بل پیش کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ کسی جماعت کے ایسے عہدیداران انتخابات میں حصہ لینے کے نااہل قرار پائیں گے جنھوں نے اپنی جماعت کے کالعدم ہونے کے بعد اپنے عہدوں سے استعفےٰ نہ دے دیئے ہوں۔ اس مسودۂ قانون کا منشاء یہ تھا کہ سرحد اور بلوچستان میں الیکشن کے اعلان سے قبل ہی ایسے افراد کو میدان سے ہٹا دیا جائے جو وہاں سے اب بھی الیکشن جیتنے کی پوزیشن میں تھے۔ حکومت کے اس اقدام کے خلاف اپوزیشن نے سینیٹ کے اجلاسوں کا بائیکاٹ کردیا۔

قومی اسمبلی کے اجلاس سے واک آؤٹ

زرعی اصلاحات کا آرڈیننس جو حکومت نے قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے صرف چند دن قبل جاری کیا تھا وہ ۷ر جنوری کو اسمبلی کے سامنے منظوری کے لئے رکھا گیا۔ اپوزیشن نے یہ اعتراض کیا کہ جب دو چار دن ہی میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہونا تھا تو حکومت کو یہ قانون آرڈیننس کے ذریعہ نافذ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد اپوزیشن نے تجویز پیش کی کہ اسمبلی کے قواعد کے مطابق یہ مسودۂ قانون مجلس قائمہ (اسٹینڈنگ کمیٹی) کے سپرد کردیا جائے۔ لیکن حکومت کا اصرار تھا کہ قواعد وضوابط کو معطل کرکے اسے فوری طور پر منظور کرلیا جائے۔ اپوزیشن نے لاکھ سمجھایا کہ اس طرح قومی اسمبلی کو محض ربر اسٹیمپ میں تبدیل نہ کیا جائے لیکن جب حکومت نے کوئی بات نہیں سنی تو اپوزیشن کے ممبران اسمبلی سے واک آؤٹ کرگئے۔

۷ر جنوری کا تاریخی اعلان

اسی دن ۷ر جنوری کے شام کے اجلاس میں وزیراعظم بھٹو نے وہ اہم اعلان کرہی دیا جس کی عرصہ سے توقع تھی کہ آئندہ عام انتخابات مارچ ۱۹۷۷ء میں منعقد ہوں گے۔ اپوزیشن اس وقت اسمبلی میں موجود نہیں تھی جب وہ یہ اعلان کررہے تھے کہ قومی اسمبلی کے انتخابات ۷ مارچ کو اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ۱۰ر مارچ کو ہوں گے۔ انہوں نے مزید اعلان کیا کہ قومی اسمبلی ۱۰ر جنوری کو اور صوبائی اسمبلیاں ۱۳ر جنوری کو توڑ دی جائیں گی۔ صدر مملکت فضل الٰہی چودھری نے وزیراعظم کے

www.bhutto.org

مشورہ کے مطابق ایک صدارتی حکم کے ذریعہ ۱۰ر جنوری کو قومی اسمبلی کو توڑ دیا اور اسی طرح چاروں صوبائی گورنروں نے وزرائے اعلیٰ کے مشورے کے مطابق ۱۳ر جنوری کو صوبائی اسمبلیاں توڑ دیں۔

رہے نام اللہ کا......

یہی تھیں وہ اسمبلیاں جن میں محض ایک نشست کے حصول اور پھر اسے باقی رکھنے کے لئے کتنوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔

ممبران اسمبلی کے نام خط

اگلے دن ۸ر جنوری کو مسٹر بھٹو نے اپنا ایک دستخطی خط اپنے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کے نام روانہ کیا۔ علاوہ دیگر چیزوں کے اس میں اپنے ممبران کو اس حقیقت کی یاد دہانی کرائی کہ صرف عوام کو ہی اپنے حکمران منتخب کرنے کا حق ہے انہوں نے مزید کہا کہ اگر عوام نے ان کی پارٹی کے خلاف فیصلہ دیا تو انہیں افسوس نہیں ہو گا۔

۷ر جنوری کے اجلاس میں مسٹر بھٹو نے یقین دلایا کہ یہ انتخابات انتہائی نظم وضبط کے ساتھ آزادانہ 'منصفانہ' غیر جانبدارانہ اور صاف ستھرے ماحول میں منعقد ہوں گے۔ اس بارے میں انہوں نے زور دیا کہ دوسری جماعتیں بھی ان کے ساتھ تعاون کریں۔ مسٹر بھٹو بار بار اس حقیقت کو دہراتے رہے کہ وہ ہر قیمت پر اقتدار سے چمٹے رہنے کی خواہش نہیں رکھتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اقتدار کی اندھی خواہش کے نتیجہ میں آمریت مسلط ہوتی ہے۔ انہوں نے فراخ دلی کے ساتھ یہ کہا کہ وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی لیکن انہیں اپنے اوپر اپنی جماعت اور عوام پر اعتماد ہے۔

وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان نے بھی جو پاکستان مسلم لیگ (قیوم گروپ) کے صدر تھے ' یقین دلایا کہ الیکشن منصفانہ ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اپنی پارٹی کا وجود برقرار رکھیں گے لیکن حسب سابق پیپلز پارٹی کے ساتھ ان کا تعاون باقی رہے گا۔

چیف الیکشن کمشنر کی مدت ملازمت میں توسیع

۷ر جنوری کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی جس کے ذریعہ مسٹر جسٹس سجاد احمد جان کے چیف الیکشن کمشنر کے عہدہ میں مزید تین سال کے لئے توسیع کر دی گئی۔ اس سے قبل ۲۹ر مارچ ۱۹۷۶ء کو انہیں اپنی ملازمت میں توسیع دی جا چکی تھی اور یہ دوسری توسیع اس مدت کے ختم ہونے کے بعد مزید تین سال کے لئے تھی۔ اس قرارداد کی منظوری کے وقت اپوزیشن ایوان میں موجود نہیں تھی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ۱۹۷۳ء کے متفقہ دستور کے مطابق چیف الیکشن کمشنر کی تقرری

www.bhutto.org

تین سال کی مدت کے لئے محدود تھی اور قومی اسمبلی ایک قرارداد کے ذریعہ اس مدت میں زیادہ سے زیادہ ایک سال کی توسیع کرنے کی مجاز تھی۔ سابقہ ضمنی انتخابات کے تناظر میں نئے الیکشن کے اعلان کے موقع پر یہ ایک غیر معمولی توسیع معنی خیز تھی۔

الیکشن کی تاریخوں کے اعلان کے بعد مسٹر بھٹو اور دوسرے وزراء اپنی تقریروں میں بار بار یقین دلاتے رہے کہ ملک کو انتشار اور آمریت سے بچانے کے لئے ملک میں جمہوریت کے فروغ اور استحکام کی خاطر یہ انتخابات ہر طرح کی دھاندلی سے پاک اور منصفانہ ہوں گے لیکن کبھی کبھی دل کی بات زبان پر بھی آجاتی تھی۔ مسٹر بھٹو نے اسی طرح کے ایک موقع پر کہا کہ بنیادی فیصلہ کا وقت آجانے کے باعث وہ عوام سے رجوع کر رہے ہیں اور یہ کہ دوبارہ انتخابات کے ذریعہ وہ اپنی میعاد میں توسیع کریں گے' کی نہیں۔ یہ عوام کا فیصلہ تسلیم کرنے کا نہیں بلکہ عوام پر اپنا فیصلہ مسلط کرنے کے عزم کا اظہار تھا۔

حکومت کی دستوری میعاد

دستور کے مطابق حکومت کو اگست ۱۹۷۷ء تک انتخابات کرانا تھے۔ ایمرجنسی☆ کے نفاذ کے باعث وہ اپنی حکومت کی میعاد مزید ایک سال کے لئے بڑھا سکتی تھی لیکن اس اختیار کا فائدہ اٹھانے کے بجائے اس نے اپنی مدت سے بھی پہلے الیکشن کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ ممبران اسمبلی سے اپنی حکومت میں توسیع لینے کی بجائے اس نے یہ جرأت مندانہ فیصلہ کیا کہ وہ ۳ کروڑ ۸ لاکھ ۶۷ ہزار ووٹروں سے رجوع کرے۔ اس کا یہ فیصلہ خطرہ سے خالی نہیں تھا۔ اس کے لئے بڑی ہمت اور حوصلہ کی ضرورت تھی مسٹر بھٹو جیسا شخص ہی ایسا فیصلہ کر سکتا تھا۔ سیاسی مبصّرین نے اس فیصلے کو سراہا اور اسے لائق تحسین قرار دیا۔

۱۰ر جنوری ۱۹۷۷ء کو قومی اسمبلی کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی ہماری قومی زندگی کا ایک باب ختم ہوا اور ہم نے ایک نئے دور میں قدم رکھا۔ مستقبل کا حال تو وقت بتائے گا لیکن اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے پانچ سالہ دور کا معروضی جائزہ ضروری ہے۔ اس پارٹی سے متعلق افراد کے لئے یہ ایک کٹھن کام ہے لیکن بہادر وہی ہے جو اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھے اس کا اعتراف کرے اور آئندہ کے لئے اصلاح کا عزم بھی۔ بہت سی باتیں تو پچھلے صفحات میں آچکی ہیں لیکن کچھ اہم باتوں کا اعادہ پھر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے

☆ ۲۳ر نومبر ۱۹۷۱ء کو جن ہنگامی حالات کا اعلان جنرل یحیٰی نے کیا تھا وہ اس پورے دور حکومت میں مسلسل جاری رہا بلکہ ۷ر جنوری ۱۹۷۷ء کو نئے الیکشن کے اعلان کے بعد بھی ا سے نہیں اٹھایا گیا۔ ۱۹۶۵ء میں سترہ دن اور ۱۹۷۱ء کی چار مہینے کی جنگ کا ہمارے حکمرانوں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ خود اپنے ہی عوام کو ان کے بنیادی حقوق سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا۔

☆ دستور کی متفقہ منظوری کے لئے حکومت نے فراخ دلی کا ثبوت دیا لیکن بعد میں اسی دستور میں محض اکثریت کے بل پر اپوزیشن کو نظرانداز کر کے ترمیمات کی گئیں۔ وہ بھی اسے بہتر بنانے کے لئے نہیں بلکہ عوامی حقوق سلب کرنے' عدلیہ کو بے اختیار بنانے' پریس کو پابند کرنے اور مخالفین کو دبانے اور عدالتی چارہ جوئی سے محروم کرنے کیلئے۔

☆ اپنے منشور میں حتمی وعدے کے باوجود اس پورے پانچ سالہ دور حکومت میں بلدیاتی انتخابات نہیں کرائے گئے۔

☆ سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے سول اور فوجی بیوروکریسی کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اپنی بقا اور استحکام کے لئے اسی پر بھروسہ کیا اور اس بات کو نظرانداز کر دیا کہ حکومت کا یہ رویہ انہیں پھر یاد دلائے گا کہ کسی اور کے لئے استعمال ہونے کی بجائے وہ خود ہی اقتدار پر کیوں نہ قابض ہو جائیں۔

☆ فیڈرل سکیورٹی فورس کو قائم کر کے اسے فوج کی طرح مسلح اور منظم کیا اور سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کیا گیا۔

☆ ملکی وسائل اپنی پارٹی کے فروغ اور ممبران کو ناجائز فائدہ پہنچانے کے لئے صرف کئے جانے لگے۔

☆ خود غرض' مفاد پرست اور چڑھتے سورج کی پوجا کرنے والے افراد کو پارٹی میں اعلیٰ مناصب دینے کی رسم سے مخلص اور وفادار کارکن بددل ہوئے اور بعض پارٹی چھوڑ بیٹھے۔ اس پورے عرصہ میں خود پارٹی کے اندر بھی کوئی الیکشن نہیں کرائے گئے اور نہ ہی نئی لیڈر شپ کو ابھرنے کے مواقع فراہم کئے گئے۔ پارٹی محض ایک فرد واحد پر منحصر رہی۔

☆ عیاشی اور بدکرداری کو فروغ ملا۔ پارٹی کے بعض اعلیٰ عہدیداران بھی اس میں نمایاں تھے۔

☆ اپوزیشن پر دستوری اور جمہوری طریقوں پر کام کرنے کے تمام راستے بند کئے گئے۔ اس کی کردار کشی کو اپنی فتح سمجھا گیا۔

☆ انتخابات میں دھاندلی کی گئی جس کے نتیجہ میں پرامن تبدیلی کے بجائے آمریت کے لئے راہ ہموار ہوئی۔

☆ اسلام کا نام محض نمائش کے لئے لیا جاتا رہا جبکہ عمل اس کے مطابق نہیں تھا۔

www.bhutto.org

ان پانچ سالہ کوتاہیوں کی بناء پر پیپلز پارٹی میں پہلے جیسی جاذبیت نہیں رہی تھی۔ مسٹر بھٹو کے لئے عام جلسے منعقد کرنا ایک مشکل کام بن گیا تھا۔ پروگرام بنتے اور بعد میں تبدیل کر دیئے جاتے۔ اپوزیشن کا حال بھی کچھ زیادہ حوصلہ افزا نہیں تھا۔ اس پس منظر میں ہونے والے انتخابات غیر معمولی اہمیت کے حامل تھے۔ حصول پاکستان کے تیس سال گزرنے کے بعد یہ پہلے ملکی انتخابات تھے جو ایک سیاسی جماعت کے دور حکومت میں منعقد ہو رہے تھے۔

جنوری ۱۹۷۷ء کے پہلے ہفتہ میں پیپلز پارٹی کے مرکزی اور صوبائی وزراء اور خود مسٹر بھٹو بھرپور اعتماد کے ساتھ الیکشن مہم چلا رہے تھے انہیں اپنی مطلوبہ کامیابی پر کامل یقین تھا۔ اس دوران میں وہ اپوزیشن پر حملے کرنے کی بجائے انتخابات کے منصفانہ اور آزادانہ ہونے اور اس کے نتائج قبول کرنے کی یقین دہانی کراتے رہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا کہ انتخاب کے عمل سے گزر کر پاکستان زیادہ مستحکم ہو گا۔ ۵ر جنوری کو مسٹر بھٹو نے صاف صاف کہا کہ عوام ملک کے اصل حکمران ہیں۔ انہیں آزادانہ اور منصفانہ طور پر اپنی قیادت منتخب کرنے کا موقع ملے گا اور زور دے کر یہ بات کہی کہ وہ عام انتخابات میں عوام کے فیصلے کو قبول کرلیں گے۔ ان کے وزراء کا رویہ بھی زیادہ ترمثبت رہا۔ وہ اسی زمانہ میں کی جانے والی زرعی اور لیبر اصلاحات کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے انہیں وزیر اعظم بھٹو کی جانب سے قوم کے لئے نئے سال کا گرانقدر تحفہ قرار دے رہے تھے۔

اس کے ساتھ ہی چیف الیکشن کمشنر بھی یہی اعلان کر رہے تھے کہ ہونے والے الیکشن دھاندلی اور ہر طرح کی جانبداری سے پاک ایک مثالی الیکشن ہوں گے۔ رائے دہندگان کی قطعی فہرستوں کی اشاعت اور انتخابی حلقوں کی حد بندی کا کام مکمل ہو چکا تھا۔ ۲ر جنوری کو ایک پریس کانفرنس میں چیف الیکشن کمشنر نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں کا اعلان کیا تھا جس کے مطابق براہ راست منتخب کی جانے والی نشستوں کی تفصیل یہ تھی

	مرکزی اسمبلی	صوبائی اسمبلی
بلوچستان	۷	۴۰
سرحد	۳۶	۸۰
پنجاب	۱۱۵	۲۴۰
سندھ	۴۳	۱۰۰
وفاقی دارالحکومت	۱	–
قبائلی علاقے	۸	–
کل	۲۰۰	۴۶۰

www.bhutto.org

پیپلز پارٹی کی خود اعتمادی کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کی اطلاعات اور اندازہ کے مطابق الیکشن کا اعلان ہونے کے بعد متحدہ جمہوری محاذ کا رہا سہا ڈھانچہ بھی بکھر جائے گا۔ اپوزیشن کے مابین جوتیوں میں دال بٹے گی اور ایک ایک نشست پر ان کے کئی کئی امیدوار کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو مطعون کریں گے۔ بظاہر صورتحال تھی بھی کچھ ایسی ہی لیکن پیپلز پارٹی کے زعماء کے یہ اندازے بڑے سطحی اور غلط اطلاعات پر مبنی تھے۔ حیرت ہے کہ بعض اہم پہلوان کی نگاہوں سے بالکل اوجھل ہی رہے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پارٹیاں اپنی باہمی کشمکش کا خمیازہ بھگت چکی تھیں۔ پانچ سالہ دور حکومت میں پیپلز پارٹی کے رویہ نے انہیں اسمبلیوں کے اندر متحد کر دیا تھا۔ جمعیت علمائے پاکستان محاذ سے علیحدگی کے بعد اسمبلیوں کے اندر اپوزیشن کے ساتھ مل کر کام کرتی رہی اور اس علیحدگی کے باوجود بھی شخصی روابط میں تلخی پیدا نہیں ہوئی محاذ میں شامل جماعتیں مشترکہ پلیٹ فارم سے کام کرنے کی بجائے اپنی پارٹی کے نام کو ترجیح دینے کی جانب زیادہ راغب نظر آتی تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بہتر اور وسیع تر اتحاد کے لئے بھی کام ہو رہا تھا۔ باہمی گفتگو اور صلاح مشورے جاری تھے۔ متحدہ جمہوری محاذ بڑے سخت مراحل سے گزر کر بھی باقی تھا اور اس سے باہر جمعیت علمائے پاکستان اور تحریک استقلال تقریباً ایک دوسرے اتحاد ہی کی حیثیت سے مصروف عمل تھے۔ اصغر خاں کا اب تک کا رویہ یہی بتاتا تھا کہ جمعیت کے ساتھ بہتر روابط کے علاوہ وہ کسی دوسرے اتحاد میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ لیکن جمعیت کے ساتھ ان کے تعلقات اس رائے کو بدلنے میں ایک ذریعہ بھی بن سکتے تھے۔ کام بلاشبہ مشکل تھا لیکن تھا صرف اتنا ہی کہ ایک جانب محاذ اور دوسری جانب جمعیت اور تحریک استقلال کے درمیان کوئی بات طے پا جائے۔ اگر پیپلز پارٹی اپوزیشن پارٹیوں کی جگہ خود کو رکھ کر سوچتی تو اس کے لئے یہ اندازہ لگانا شاید زیادہ مشکل نہ ہوتا کہ آئندہ الیکشن کے موقع پر تمام تر اختلافات اور ناپسندیدگی کے باوجود اپوزیشن کے لئے اشتراک کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ تھا ہی نہیں۔

۱۹۷۷ء میں الیکشن کرانے کا فیصلہ تو حکومت نے بہت پہلے کر لیا تھا لیکن اس نے اسے قصداً ایک عرصہ تک مبہم رکھا اور اچانک جنوری میں اس کا باقاعدہ اعلان کیا کہ اب مارچ میں نئے انتخابات ہوں گے۔ حکومت چاہتی یہ تھی کہ اپوزیشن کو اس بارے میں بہت تھوڑا وقت ملے اور وہ پوری تیاری کے ساتھ الیکشن میں حصہ نہ لے سکے۔ بالخصوص کاغذات نامزدگی داخل کرنے کے لئے اپوزیشن کو اتنا قلیل وقت دیا جائے جس کی بناء پر باہمی سمجھوتوں کا امکان معدوم نہیں تو کم ضرور ہو جائے۔ پورے ملک سے ۲۶۰ براہ راست نشستوں کے لئے کاغذات داخل کرنا تھے۔ آٹھ دس دن میں اس بارے میں کوئی ملک گیر مشترکہ فیصلہ کر لینا اور اس کو عملی جامہ پہنانا ایک امر محال معلوم ہوتا تھا۔ لیکن وقت کی یہ قلت اپوزیشن کے لئے ایک نعمت بن گئی الیکشن کا اعلان ہوتے ہی باہمی رابطوں کا کام تیز تر کر دیا گیا۔ دنوں کا کام گھنٹوں

www.bhutto.org

میں ہوا اور حکومت جس کام کو خارج از امکان سمجھتی تھی وہ وجود میں آگیا۔

پاکستان قومی اتحاد

۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء کو لاہور میں رفیق احمد باجوہ صاحب کے مکان پر اپوزیشن سے متعلق سیاسی جماعتوں کا ایک اجلاس ہوا جس کے انعقاد کے لئے عرصہ سے کوششیں جاری تھیں۔ یہ اجلاس باجوہ صاحب کے مکان کی بالائی منزل پر ہوا۔ مکان کے نیچے لوگوں کا ایک بڑا ہجوم مذاکرات کے نتائج کا منتظر تھا۔ جماعتوں کے سربراہ ایک علیحدہ کمرے میں مذاکرات کر رہے تھے۔ دوسرے افراد کے ساتھ میں بھی باہر گیلری میں بیٹھا محو انتظار تھا۔ ایک ایک گھڑی پہاڑ معلوم ہوتی تھی۔ دل میں خیالات کا ہجوم تھا۔ آس بھی اور یاس بھی۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور باہر کے لوگ ناواقف کہ ان کے مابین کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ اجلاس کئی گھنٹے جاری رہا۔ وقت گزرنے کے ساتھ خدشات میں اضافہ ہو رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور سب سے پہلے باجوہ صاحب مسکراتے ہوئے باہر آئے۔ مذاکرات کے کامیاب ہونے کی نوید سنائی۔ ایک بڑا ٹیپ ریکارڈر انہوں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور جو اصحاب باہر بیٹھے تھے ان کے احساسات ریکارڈ کئے۔ مکان سے باہر ایک بڑے مجمع کو یہ خوش خبری سنائی گئی جن کے اندر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ پاکستان قومی اتحاد کے نعروں سے وہ فضاء گونج اٹھی جس پر تھوڑی دیر قبل سکتہ طاری تھا۔ عوام کے اس فوری رد عمل سے ثابت ہوا کہ یہ اتحاد پوری قوم کے دل کی آرزو تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جمعیت علمائے پاکستان اور تحریک استقلال نے اتحاد میں شمولیت کے لئے تین شرائط رکھی تھیں۔

اولاً تو یہ کہ ان دونوں جماعتوں کو قومی اور صوبائی نشستوں میں پچاس فیصد سے زائد حصہ دیا جائے جس کی تقسیم یہ دونوں جماعتیں آپس میں کر لیں گی۔ بقیہ نشستیں دوسری جماعتیں جس طرح چاہیں باہم تقسیم کر لیں۔ جمعیت اور تحریک کو اصرار تھا کہ وہ اس سے کم پر رضامند نہیں ہوں گے لیکن بعد میں وہ کمی پر آمادہ ہو گئے اور اس طرح نشستوں کی تقسیم کا معاملہ طے پا گیا۔ دوسرے ان دونوں جماعتوں نے تجویز رکھی کہ متحدہ جمہوری محاذ کا نام تبدیل کر دیا جائے۔ محاذ میں شامل جماعتوں کا کہنا تھا کہ برسوں کام کرنے کی بنا پر محاذ کا نام ملک میں معروف ہو گیا ہے۔ اس نام کو بدل کر کوئی نیا رکھنا سودمند نہ ہوگا۔ لیکن ان کی خواہش تھی کہ جب وہ اس اشتراک میں شامل ہو رہے ہیں تو اس کا نام بھی دوسرا ہونا چاہئے۔ دوسری جماعتوں نے اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا اور نیا نام "پاکستان قومی اتحاد" طے پایا۔ تیسرے یہ کہ سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے پاکستان کا ہوگا۔

اس اتحاد میں درج ذیل ۹ جماعتیں شامل ہوئیں۔

۱۔ مسلم لیگ　　　　۲۔ جمعیت علمائے اسلام

www.bhutto.org

۱۔ جمعیت علمائے پاکستان　　　۴۔ تحریک استقلال
۵۔ جماعت اسلامی　　　　　۶۔ نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی
۷۔ پاکستان جمہوری پارٹی　　　۸۔ خاکسار تحریک
۹۔ کل جموں کشمیر مسلم کانفرنس

پاکستان قومی اتحاد کا پہلا اجلاس

اتحاد میں شامل نو جماعتوں کے سربراہوں کا پہلا اجلاس لاہور میں ۱۱ر جنوری کو مسلم لیگ ہاؤس میں منعقد ہوا جو تقریباً پورے دن جاری رہا۔ اجلاس کے اختتام پر ایئر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان نے ایک پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فیصلوں کا اعلان کیا۔ انہوں نے پاکستان قومی اتحاد کی باقاعدہ تشکیل کا اعلان کرتے ہوئے وضاحت کی کہ اب اس اتحاد کے وجود میں آنے کے باعث متحدہ جمہوری محاذ توڑ دیا گیا ہے۔ اسی اجلاس میں اتحاد کے پرچم کے ڈیزائن کی منظوری دی گئی اور الیکشن کے لئے "ہل" کا نشان تجویز ہوا۔ اصغر خان نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ اتحاد کا مرکزی پارلیمانی بورڈ جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل ہو گا جس کا پہلا اجلاس ۱۶ر جنوری کو لاہور میں ہو گا۔ اسی طرح صوبوں میں صوبائی پارلیمانی بورڈ تشکیل پائیں گے۔ اسی اجلاس میں اتحاد کے مشترکہ منشور کی تیاری کے لئے بھی ایک کمیٹی کا تقرر عمل میں آیا۔ اصغر خان نے کہا کہ اپوزیشن کی نئی تنظیم انتخاب کے بعد بھی قائم رہے گی۔

اتحاد کے قیام کا پورے ملک میں زبردست خیر مقدم کیا گیا۔ اسے عوام نے اپنے دل کی آواز سمجھا۔ جس نے عوامی زندگی میں ایک نئی روح پھونک دی لیکن پیپلز پارٹی پر یہ غیر متوقع خبر بجلی بن کر گری۔ تحمل اور صبر سے نئے حالات کا مقابلہ کرنے کی بجائے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کے اکثر رہنما اس کے بعد اپنا توازن کھو بیٹھے ہیں۔ الیکشن کے میدان میں اپنی سابقہ خدمات اگر کوئی تھیں تو ان کے اظہار اور آئندہ پروگرام کی تشریح کی بجائے پیپلز پارٹی نے اپنی حکمت عملی یہ بنائی کہ نئے اتحاد پر ہر طرف سے تنقید کے تیر برسائے جائیں۔ بھروسہ بھی ان ہی پٹے پٹائے نعروں پر کیا۔ اب ان کے جلسوں میں ہر تقریر کی تان اس بات پر ٹوٹتی کہ حزب اختلاف کے رہنما جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے ایجنٹ ہیں' عوام دشمن ہیں۔ اتحاد میں وہ پارٹیاں شامل ہیں جنھوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ یہ بانی پاکستان قائد اعظمؒ کی عظمت کے قائل نہیں بلکہ ان کی شان میں گستاخی کر کے ناقابل معافی جرم کے مرتکب ہو چکے ہیں۔

اس نمایاں بوکھلاہٹ کے علاوہ ان کی صفوں میں انتشار کے آثار بھی دکھائی دینے لگے تھے۔ قرائن سے اندازہ ہو گیا تھا کہ اب پیپلز پارٹی اور قیوم لیگ میں تعاون باقی نہیں رہ سکے گا۔ گو مسٹر بھٹو نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا تھا کہ "بڑے میاں" ان کو اس وقت نہیں چھوڑیں گے اور یہ کہ قیوم خان

www.bhutto.org

اب بھی وزارت داخلہ جیسے اہم عہدہ پر فائز ہیں۔ لیکن خدشہ درست ثابت ہوا اور ۱۲ر جنوری کو مسٹر بھٹو نے مسٹر عبدالقیوم خان اور دوسرے وفاقی وزیر جناب محمد یوسف خٹک سے ان کے استعفے طلب کر لئے۔ کیونکہ قیوم لیگ کی جانب سے الیکشن کے بارے میں پیش کی جانے والی تجاویز انہیں منظور نہیں تھیں۔ قیوم خان صاحب تو اپریل ۱۹۷۲ء سے مسٹر بھٹو کی کابینہ میں شامل تھے اور جناب یوسف خٹک ۱۹۷۴ء سے۔ یہ رشتے ایسے وقت ٹوٹے جب پیپلز پارٹی کو اپنے اتحادیوں کی ضرورت پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ شدید تھی۔

یہ معاملہ تو پرانے اتحادیوں کے ساتھ ہوا لیکن خود پیپلز پارٹی کے اندر ٹکٹوں کی تقسیم کے مسئلہ پر اندرونی گروہ بندی اور تنازعات اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ غالباً ایسے ہی تنازعات کی ایک بازگشت تھی کہ ۱۴ر جنوری کو پنجاب کے دو صوبائی وزیر جناب بریگیڈیئر صاحب داد اور جناب محمد اکبر منہاس کو ان کے عہدوں سے برطرف کر دیا گیا۔ اس گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دینے کے لئے پورے ملک سے ایسے اعلانات کرائے جا رہے تھے کہ علماء، قلم کار اور بااثر اشخاص فوج در فوج پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں۔

الیکشن کی تاریخوں کے اعلان کے بعد بھی تقریباً پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ نافذ رہی۔ اتحاد حکومت پر دباؤ ڈال رہا تھا کہ اب بغیر کسی مزید تاخیر کے دفعہ ۱۴۴ ختم کی جائے۔ سیاسی قیدیوں اور صحافیوں کو رہا کیا جائے۔ اخبارات کے ضبط شدہ ڈیکلریشن بحال کئے جائیں اور ابلاغ عامہ کے ذریعہ اتحاد کو بھی اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کا موقع دیا جائے۔ پیپلز پارٹی کی پوزیشن اس مرحلہ پر عجیب و غریب بن گئی تھی۔ اگر وہ ان مطالبات کو تسلیم کر لیتی ہے تو الیکشن میں مقابلہ اور زیادہ سخت ہو جاتا ہے اور انکار کی صورت میں اس کی جمہوریت کا بھانڈا الیکشن معرکے میں عین چوراہے میں پھوٹتا ہے۔ ۱۰ر جنوری کو چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کا ایک اجلاس اسلام آباد میں ہوا۔ اس اعلیٰ سطحی اجلاس میں الیکشن سے متعلق حکمت عملی واضح کی گئی لیکن اب ملک کے معاملات کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں سے نکل کر بیورو کریسی کو منتقل ہونا شروع ہو چکی تھی جس سے حکمران وقت پوری طرح واقف نہیں تھے۔

کاغذات نامزدگی

۱۰ر جنوری ہی کو چیف الیکشن کمشنر نے مرکز اور صوبوں میں کاغذات نامزدگی سے متعلق تاریخوں کا درج ذیل اعلان کیا

	مرکز میں	چاروں صوبوں میں
۱۔ کاغذات نامزدگی داخل کرنے کی تاریخ	۱۹ر جنوری	۲۲ر جنوری

www.bhutto.org

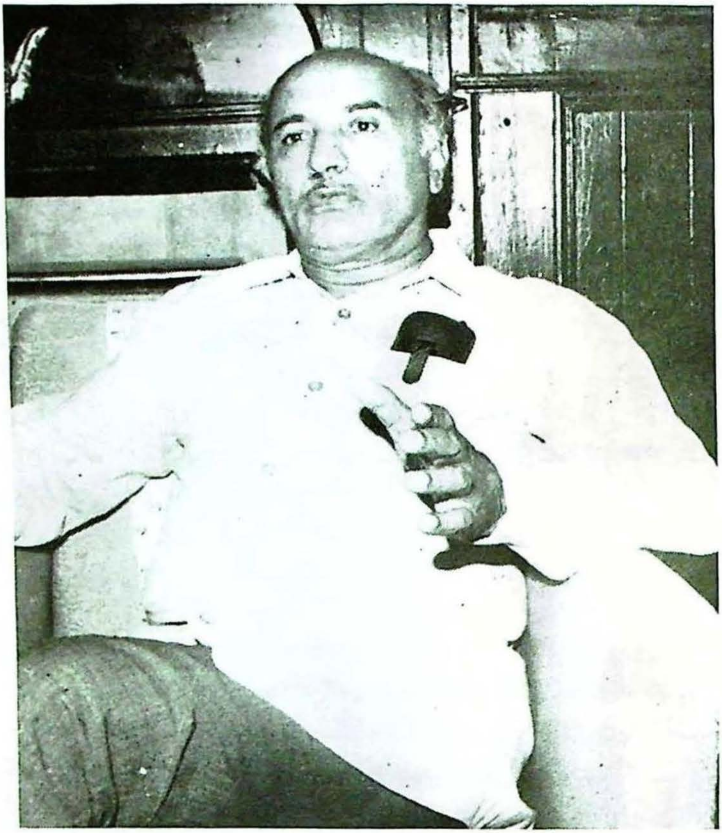

ایئرمارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خاں (تحریک استقلال)

www.bhutto.org

۲۔ کاغذات کی جانچ پڑتال ۲۱ر جنوری ۲۴ر جنوری
۳۔ کاغذات واپس لینے کی تاریخ ۲۹ر جنوری یکم فروری

اس طرح پاکستان قومی اتحاد کو ۲۶۰ نشستوں کے لئے کاغذات داخل کرانے کے لئے ایک ہفتہ ملتا تھا۔

پاکستان قومی اتحاد کے عہدیداران

عہدیداران کا انتخاب پاکستان قومی اتحاد کے لئے ایک دوسرا نازک مرحلہ تھا۔ لیکن اسے بھی خوش اسلوبی کے ساتھ حل کر لیا گیا۔ ۱۶ر جنوری کے اجلاس میں مرکزی عہدیداران اتفاق رائے سے منتخب کر لئے گئے۔ مولانا مفتی محمود صدر، نوابزادہ نصراللہ خان نائب صدر، رفیق احمد باجوہ سیکرٹری جنرل اور پیر صاحب پگارا مرکزی پارلیمانی بورڈ کے چیئرمین بنے۔ اس بارے میں جب اخباری نمائندوں نے چبھتے ہوئے سوالات کی بھرمار کی تو اصغر خان نے انہیں جواب دیا کہ ہم عہدوں کے بھوکے نہیں ہیں اور یہ کہ ہم سب متحد ہیں۔ ۱۶ر جنوری کے اجلاس میں اتحاد نے ملک گیر مہم کا خاکہ منظور کیا۔ طے پایا کہ پہلا جلسہ عام کراچی میں ۲۳ر جنوری کو منعقد کیا جائے۔ اس کے بعد ۲۴ر جنوری حیدر آباد، ۲۵ر نواب شاہ، ۲۶ر سکھر اور ۳۰ر پشاور میں بڑے بڑے جلسے منعقد ہوں جن سے شریک جماعتوں کے سربراہ اور سیکرٹری جنرل خطاب کریں۔ ابھی دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی لہٰذا اس کو ہٹانے کا مطالبہ دہرایا گیا۔ خود پیپلز پارٹی بھی ایسے ہی جلسوں کے پروگرام بنا رہی تھی۔ اس کا پہلا بڑا جلسہ ۲۳ر جنوری کو لیاقت باغ راولپنڈی میں منعقد ہونا تھا۔ اس لئے بعد میں حکومت نے دفعہ ۱۴۴ کی پابندی ختم کر دی۔

انتخابی نشان

۱۷ر جنوری کو الیکشن کمیشن نے انتخابی نشان الاٹ کئے۔ اتحاد کو "ہل" کا نشان اور پیپلز پارٹی کو "تلوار" کا نشان ملا۔ مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے اتحاد کو ایک نشان دینے پر اعتراض کیا۔ ان کا مؤقف یہ تھا کہ اتحاد ایک جماعت نہیں بلکہ مختلف پارٹیوں کا اشتراک ہے اور قانونی لحاظ سے ایسے اشتراک کو ایک نشان نہیں دیا جاسکتا۔ الیکشن کمیشن نے ان کے اعتراض کی سماعت کے لئے ۲۰ر جنوری کی تاریخ مقرر کی۔

پیپلز پارٹی ایک عرصہ سے الیکشن کی تیاری کر رہی تھی۔ اس نے مرکزی اسمبلی کی دو سو نشستوں کے لئے اپنے امیدواروں کا باقاعدہ اعلان ۱۷ر جنوری کو کر دیا۔ اس طرح پیپلز پارٹی ہر سیٹ پر الیکشن لڑ رہی تھی۔ جبکہ ۱۹۷۰ء میں وہ صرف صوبہ سندھ اور پنجاب تک محدود تھی۔

www.bhutto.org

غلام مصطفیٰ کھر

پیپلز پارٹی سے علیحدگی کے بعد مسٹر کھر اپوزیشن میں بہت پیش پیش تھے۔ اب وہ مسلم لیگ کے نائب صدر تھے۔ لیکن الیکشن کے اعلان سے قبل ہی وہ خاموشی اختیار کر کے پس پردہ چلے گئے تھے۔ اس دوران میں انہوں نے نہ ہی اپنی پارٹی کے کسی اجلاس میں شرکت کی اور نہ ہی محاذ کے کسی اجلاس میں شریک ہوئے۔ دریافت کرنے پر ان سے متعلق افراد یہ یقین دلاتے رہے کہ مسٹر کھر اپوزیشن کے ساتھ ہیں۔ اسی بناء پر ان کی غیر حاضری کے باوجود اتحاد نے انہیں قومی اسمبلی کے لئے اپنا امیدوار نامزد کیا۔ لیکن کھر صاحب نے اپنے کاغذات نامزدگی داخل نہیں کرائے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ پیپلز پارٹی کی ہائی کمان سے ان کے اختلافات ختم ہو چکے ہیں اور اس بناء پر دو ماہ قبل ہی وہ اپوزیشن سے علیحدگی اختیار کر چکے ہیں۔

۱۹ر جنوری ۱۹۷۷ء

قومی اسمبلی کے لئے کاغذات نامزدگی داخل کرنے کا یہ ۱۹ر جنوری کا دن ایک خصوصی اہمیت کا حامل تھا۔ ہونے والے الیکشن کا یہ پہلا مرحلہ تھا۔ اتحاد بھی اپنے امیدواروں کو نامزد کر چکا تھا۔ پورے ملک میں زبردست جوش و خروش تھا۔ امیدوار جلوس کی شکل میں اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرنے ریٹرننگ آفیسرز کے دفاتر کی جانب رواں دواں تھے۔ باہم محاذ آرائی کا شدید خطرہ تھا۔ بعض مقامات پر کچھ چھوٹی موٹی جھڑپوں کے علاوہ یہ مرحلہ مجموعی طور پر خیریت سے گزر گیا۔ لیکن اسی روز ایک ایسی انہونی بات وقوع پذیر ہوئی جس کا دور دور تک کوئی سان گمان بھی نہیں تھا اور وہ تھا یہ اعلان کہ......

"وزیر اعظم بھٹو قومی اسمبلی کے انتخاب میں بلامقابلہ کامیاب ہو گئے"

مسٹر بھٹو ۱۹ر جنوری کو چند گھنٹوں کے لئے عبدالحفیظ پیرزادہ کے ہمراہ اسلام آباد سے لاڑکانہ گئے۔ ان کی جانب سے لاڑکانہ پیپلز پارٹی کے سیکرٹری حاجی منور عباسی نے کاغذات نامزدگی داخل کئے۔ اس روز لاڑکانہ میں جشن کا سا سماں تھا۔ مسٹر بھٹو کے استقبال اور کاغذات نامزدگی داخل کرنے پر مبارک باد دینے کے لئے بڑی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ مسٹر بھٹو کی بلامقابلہ کامیابی کے اعلان کے بعد یہ مجمع شہنائیاں اور ڈھول بجاتا اور خوشی سے رقص کرتا ہوا ان کی رہائش گاہ المرتضیٰ گیا۔ مسٹر بھٹو نے ان کا شکریہ ادا کیا' غرباء کو مالی امداد دی اور لوگوں سے درخواستیں وصول کیں اور اس پہلی فتح کے بعد اسلام آباد واپس چلے گئے۔ اس بلامقابلہ کامیابی کے حصول کے بعد جس میں عوام تو اپنے ووٹ کے استعمال کے حق سے بھی محروم رہ گئے مسٹر بھٹو نے دعویٰ کیا کہ ان کے مقابلے میں نو جماعتیں تو کیا بیس پارٹیاں بھی پاکستان کے سات کروڑ عوام کو شکست نہیں دے سکتیں۔ اس موقع پر سندھ کے وزیر اعلیٰ مسٹر جتوئی بھی لاڑکانہ میں موجود تھے۔ انہوں نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ مسٹر بھٹو کی

www.bhutto.org

بلامقابلہ کامیابی بڑا نیک شگون اور اچھی خبر ہے اور ساتھ ہی انہوں نے یہ پیش گوئی بھی کر دی کہ ایسی خوش خبریاں عوام کو اور بھی ملتی رہیں گی۔

مولانا جان محمد عباسی کا اغواء

لاڑکانہ کی اس نشست سے قومی اتحاد کے نامزد امیدوار مولانا جان محمد عباسی تھے جو اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرنے لاڑکانہ پہنچے۔ لیکن کاغذات نامزدگی داخل کرنے سے روکنے کے لئے عباسی صاحب کو ان کے چھ ساتھیوں سمیت اس سے قبل ہی گرفتار کر کے کسی نامعلوم جگہ پر پہنچا دیا گیا۔ اتحاد کے افراد نے لاکھ جتن کئے کہ عباسی صاحب سے کم از کم ان کے وکیل کو ملنے کی اجازت دی جائے اور بتایا جائے کہ وہ کہاں ہیں تاکہ ان کے کاغذات نامزدگی داخل کرائے جا سکیں۔ لیکن سب بے سود رہا۔ جب مجھے ان کے اغواء کی خبر ملی تو فوراً میں نے چیف الیکشن کمشنر کو بذریعہ تار اس سے مطلع کیا جس کی ایک نقل صوبائی وزیر اعلیٰ کو بھی روانہ کر دی لیکن اغواء کی یہ واردات تو مرکزی اور صوبائی حکومت کی ملی بھگت سے ایک طے شدہ پلان کے تحت انجام پائی تھی اس لئے کسی طرف سے اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔

بلامقابلہ کامیابی پر مبارک باد وصول کرنے کے بجائے کاش مسٹر بھٹو کو اس وقت یہ احساس ہوتا کہ یہ ان کی پہلی رسوا کن شکست تھی۔ اپنے لئے یہ کارنامہ انجام دے کر وہ اپنی پارٹی کے دوسرے بدعنوان امیدواروں کو اسی طرح کی دھاندلی کی راہ دکھا رہے تھے۔ ان کے اس اقدام نے ثابت کر دیا کہ پیپلز پارٹی اب بوکھلاہٹ کے عالم میں مبتلا ہو کر صحیح اور مدبرانہ فیصلے کی صلاحیت سے محروم ہو چکی ہے۔ اتحاد کی تشکیل نے ان کی رہی سہی خود اعتمادی کو بھی مجروح کر دیا۔ الیکشن جیتنے کے لئے اب وہ عوام پر بھروسہ کرنے کی بجائے دھاندلی پر انحصار کرنے کے لئے خود کو مجبور پاتے تھے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے انتظامیہ کو استعمال کیا۔

مولانا عباسی صاحب کے اغواء کی واردات پیپلز پارٹی کے ذہنی دیوالیہ پن کا ثبوت تو تھی ہی لیکن اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حکومت تمام وسائل رکھنے کے باوجود حقائق سے بے خبر ہے۔ لاڑکانہ کی یہ نشست جماعت اسلامی کے حصہ میں نہیں آئی تھی ایک دوسری جماعت کو وہاں سے الیکشن لڑنا تھا لیکن وہاں سے کوئی بھی الیکشن لڑنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ لیکن دوسری جانب اتحاد یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہاں سرے سے کوئی نمائندہ کھڑا ہی نہ ہو۔ الیکشن کے معرکے میں اس نشست پر حصہ لینا ناگزیر تھا۔ اس لحاظ سے نگاہ انتخاب مولانا جان محمد عباسی پر پڑی۔ وہ لاڑکانہ میں رہائش پذیر ہونے اور ایک باعزت مقام رکھنے کے باعث موزوں ترین امیدوار تھے۔ عباسی صاحب کو پہلے ہی نواب شاہ کی ایک نشست کے لئے نامزد کیا جا چکا تھا۔ اس لئے طے پایا کہ مولانا دونوں نشستوں سے انتخاب میں حصہ لیں۔ اتحاد کو تو لاڑکانہ سے اپنی کامیابی کا یقین نہیں تھا لیکن غالباً مسٹر بھٹو کے لئے یہ ایک حقیقی خطرہ تھے جس کا مقابلہ الیکشن میں کرنے کی

www.bhutto.org

بجائے انہیں کاغذات نامزدگی داخل کرنے سے غیر قانونی اور غیر اخلاقی طور پر روک کر کیا گیا۔ یہ ایک غیر دانشمندانہ فیصلہ تھا اس کی ابتداء خود مسٹر بھٹو کی اپنی ذات سے ہوئی جس نے دوسرے طالع آزماؤں کے لئے دھاندلی کا راستہ ہموار کر دیا۔

چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ بلا مقابلہ کامیاب

وزیر اعظم کی بلا مقابلہ کامیابی کے بعد یہی کارنامہ چاروں صوبوں میں دہرایا گیا۔ صوبوں میں کاغذات نامزدگی داخل کرنے کی تاریخ ۲۲ر جنوری تھی۔ اسی دوران اعلان ہوا کہ سندھ کے وزیر اعلیٰ مسٹر غلام مصطفیٰ جتوئی اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ صادق حسین قریشی بلا مقابلہ کامیاب ہو گئے۔ اسی طرح سرحد کے وزیر اعلیٰ نصر اللہ خاں خٹک اور بلوچستان کے وزیر اعلیٰ محمد خان باروزئی بھی اپنے حریفوں کے کاغذات نامزدگی مسترد ہونے کی بناء پر سرکاری طور پر بلا مقابلہ کامیاب قرار دے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ سندھ میں دیگر ۴۶ افراد اور بلوچستان میں کل ۴۰ نشستوں میں سے ۲۲ افراد بلا مقابلہ کامیاب قرار دے دیئے گئے۔ بلوچستان میں حالات معمول کے مطابق نہیں تھے۔ وہاں کے اکثر رہنما جیلوں میں بند تھے اور فوجی ایکشن کے باعث ایک بھاری تعداد میں شہری پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اس بناء پر اتحاد نے فیصلہ کیا کہ وہ نہ بلوچستان سے اپنا کوئی نمائندہ کھڑا کرے گا اور نہ ہی کسی کی حمایت کرے گا۔

وزیر اعظم اور وزرائے اعلیٰ کو بلا مقابلہ کامیاب کرانے کی حکمت عملی اس لئے تیار کی گئی تھی کہ یہ پانچوں اہم ترین افراد خود اپنی نشستوں سے آزاد ہو کر پورے ملک اور صوبوں میں یکسوئی کے ساتھ الیکشن مہم چلا سکیں اور انتظامی مشینری کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکیں۔

پاکستان قومی اتحاد کا موقف

قومی اتحاد نے اس صورتحال کا فوری نوٹس لیا۔ چیف الیکشن کمشنر سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ان بلا مقابلہ انتخابات کو کالعدم قرار دے اور دیگر امیدواروں کو کاغذات نامزدگی داخل کرنے یا انہیں درست کرنے کی اجازت دے۔ الیکشن کمیشن یہ یقین دہانی پہلے کرا چکا تھا کہ محض معمولی باتوں پر کاغذات نامزدگی مسترد نہیں کئے جائیں گے بلکہ امیدواروں کو موقع دیا جائے گا کہ وہ ان کو درست کر دیں۔ اتحاد کے رہنماؤں کی موجودگی میں لاڑکانہ، دادو، جیکب آباد، بدین، سکھر، شکارپور، ٹھٹھہ، تھرپارکر اور نواب شاہ سے آئے ہوئے افراد نے پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح انہیں کاغذات نامزدگی داخل کرنے سے روکا گیا۔ جنوری کے مہینے ہی میں پورے ملک سے تشدد اور دھاندلی کی شکایات موصول ہو رہی تھیں۔ پولیس اور انتظامیہ کھلم کھلا جانبداری برت رہی تھی۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے

www.bhutto.org

وسائل، گاڑیاں اور دوسری سہولتیں پیپلز پارٹی کے امیدواروں کے لئے مختص تھیں۔ اتحاد نے الیکشن کمیشن کو اس صورتحال سے آگاہ کیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ انتخابات کو منصفانہ بنانے کے لئے ان بے ضابطگیوں کو ختم کرائے۔ اتحاد نے الیکشن کمیشن پر زور دیا کہ اگر اس کے پاس ضروری اختیارات نہیں ہیں تو وہ مطلوبہ اختیارات حاصل کرے ورنہ الیکشن محض ایک ڈھونگ بن جائیں گے۔ لیکن ان مشوروں اور مطالبات پر عمل نہیں کیا گیا۔ شاید یہ باور کرانے کے لئے کہ الیکشن کمیشن غیر جانبدار ہے، اس نے ۲۷ر جنوری کو جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کا اعتراض رد کرتے ہوئے اتحاد کو "ہل" کا نشان مشترکہ طور پر دینے کا اپنا فیصلہ بحال رکھا اور حکومت کو مشورہ دیا کہ اس مشترکہ انتخابی نشان دینے کی گنجائش پیدا کرنے کے لئے انتخابی ضابطوں میں ترمیم کر دے۔ حکومت نے الیکشن کمیشن کا یہ مشورہ قبول کر لیا لیکن ملک گیر دھاندلیوں کی موجودگی میں یہ اقدام منصفانہ انتخابات کی ضمانت نہیں بن سکتا تھا۔

پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا بڑا انتخابی جلسہ

پیپلز پارٹی نے اپنا پہلا بڑا انتخابی جلسہ عام ۲۳ر جنوری کو لیاقت باغ راولپنڈی میں منعقد کیا۔ اس جلسے سے مسٹر بھٹو نے بھی خطاب کیا۔ ان کی تقریر کا زیادہ تر حصہ اتحاد کے خلاف تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ قومی اتحاد کی حکومت تین ماہ بھی نہیں چل سکے گی۔ وہ اتحاد کو گٹھ جوڑ سے تعبیر کر رہے تھے۔ ان کا فرمانا تھا کہ اقتدار کے بھوکے عناصر کا یہ مجموعہ ان کی ذات کے خلاف نہیں بلکہ عوام اور پاکستان کے خلاف ایک سازش ہے۔ مجمع میں ایک گروہ پیپلز پارٹی کے الیکشن سیل کی جانب سے دیئے ہوئے نعرے لگا رہا تھا جس میں سامعین کی شرکت نہ ہونے کے برابر تھی۔ صاف ستھرے الیکشن کرانے کے دعوئ دار نعرے لگا رہے تھے۔

"نو لاشیں ایک کفن" ...... "نو تارے ہیرپھیر، آدھے تیتر آدھے بیٹر"

ان کے دانشوروں کی عقلیں بھی شاید جواب دے چکی تھیں۔ روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ بلند کرنے والی پارٹی کا اب یہ حال تھا کہ جب مسٹر بھٹو نے جذباتی انداز میں کہا کہ اپوزیشن کے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مہنگائی اور گرانی میں اضافہ ہوا ہے تو اسی ٹولے نے نعرہ بلند کیا۔

...... "روکھی سوکھی کھائیں گے، بھٹو کو لائیں گے" ......

یعنی عوام کو یہ مژدہ سنایا گیا کہ ابھی تو صرف مہنگائی کا رونا رو رہے ہو مزید پانچ سال کے لئے پیپلز پارٹی کو چن کر تو آج جو میسر ہے یہ بھی کل چھن جائے گا۔ اس جلسہ میں پیپلز پارٹی قوم کو کوئی مثبت پیغام نہیں دے سکی۔ پھر بارش نے بھی اس جلسہ کا رنگ پھیکا کر دیا۔

اسی روز ۲۳ر مارچ کو قومی اتحاد کا پہلا بڑا انتخابی جلسہ نشتر پارک کراچی میں منعقد ہوا۔ جس سے

اتحاد میں شامل نو جماعتوں کے سربراہوں اور اس کے سیکرٹری جنرل رفیق باجوہ نے خطاب کیا۔ شہر میں جلسے کی دھوم تھی۔ شہر کے کونے کونے سے شرکاء جلوسوں کی شکل میں جلسہ گاہ کی جانب آرہے تھے۔ جن کی قیادت مختلف جماعتوں کے قائدین کر رہے تھے۔ حاضری' تقاریر اور ڈسپلن کے لحاظ سے یہ ایک کامیاب جلسہ تھا۔ جس نے اتحاد کے کارکنان کو نیا حوصلہ بخشا اور قائدین نے باہمی اتحاد کی برکتوں کا نظارہ خود اپنی آنکھوں سے کرلیا۔

بلاشبہ قومی اتحاد کے لئے یہ پہلا کامیاب جلسہ ایک حوصلہ افزاء نقطہ آغاز تھا۔ لیکن الیکشن کے میدان میں اتحاد کو ابھی سخت سے سخت مراحل سے گزرنا تھا۔ یہ باور کرانا کہ اتحاد فی الحقیقت ملک کو ایک بہتر متبادل قیادت فراہم کرسکتا ہے ایک مشکل کام تھا۔ سابقہ تجربات کی روشنی میں اس اتحاد کا باقی رہنا بھی بہت سے سوچنے سمجھنے والے افراد کی نظروں میں مشکوک تھا۔ اتحاد اپنے امیدوار نامزد کرنے میں تو کامیاب ہوگیا لیکن یہ دیکھنا ابھی باقی تھا کہ آیا شریک جماعتیں ان نمائندوں کی کھلے دل سے حمایت کرتی بھی ہیں یا نہیں۔

پیپلز پارٹی ایک بہتر پوزیشن میں تھی۔ اگر وہ تین چوتھائی اکثریت حاصل کرنے کے خبط میں مبتلا نہ ہوتی تو واضح اکثریت سے اس کے جیتنے کے امکانات روشن تھے۔ لیکن الیکشن مہم کے پہلے مہینے میں اس سے ایسی حماقتیں سرزد ہوئیں یا کرائی گئیں جس سے اس کی ساکھ اور نیک نامی کو سخت بٹا لگ گیا۔ وزیراعظم اور چاروں وزرائے اعلیٰ کی بلامقابلہ کامیابی دراصل اس کی ناکامی کا نقطہ آغاز تھا۔

اس مرحلہ پر قومی اتحاد نے دوبارہ معقول مطالبات پیش کئے۔ اگر پیپلز پارٹی ان پر کان دھرتی تو ان غلطیوں کی اصلاح کا امکان موجود تھا۔ اگر اس موقع پر مسٹر بھٹو مولانا جان محمد عباسی کو اغواء کرنے والے افسران کے خلاف کوئی ایکشن لے لیتے اور الیکشن کمیشن کو گنجائش فراہم کردیتے کہ عباسی صاحب اور دوسرے ایسے امیدواران جنہیں اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرنے سے زبردستی روکا گیا تھا، وہ اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرا سکتے تو ان کی اور پیپلز پارٹی کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا اور ایسی نشستوں پر ان کے جیتنے کے امکان مزید بڑھ جاتے۔ پیپلز پارٹی اور ملک کا بھلا اسی میں تھا کہ اپنے وعدہ کے مطابق یہ الیکشن آزادانہ اور غیر جانبدارانہ ہوتے اور حکومت تشدد اور دھاندلی کے کارنامے انجام دینے کی خاطر خود کو رضاکارانہ طور پر بیوروکریسی کی گرفت میں دینے کی بجائے عوام پر بھروسہ کرتی۔ مسٹر بھٹو کی ذہانت سے توقع تو یہی تھی کہ وہ اس حقیقت کو فراموش نہیں کریں گے کہ اب تیر ان کی کمان سے نکل چکا ہے۔ الیکشن کے اعلان کے بعد یہ کہنا کہ وہ ابھی ایک سال مزید حکومت کرسکتے' اب ایک لاحاصل بات تھی' وہ اب عمل کی کسوٹی پر تھے' آئندہ فروری کا مہینہ منتظر تھا کہ حکومت اپنی اصلاح کرتی ہے یا مزید حماقتیں۔

فروری کے مہینہ میں الیکشن مہم اپنے پورے عروج پر پہنچ گئی۔ پورے ملک میں اور خاص طور پر

بڑے بڑے شہروں اور دیہات میں انتخابی جلسے' جلوس' بینرز' پوسٹرز کا ایک سیلاب آگیا۔ برسوں سے حکومت نے کالے قوانین کا سہارا لے کر جو بند باندھا تھا وہ اب ایک ہی ریلے میں ٹوٹ گیا۔

پیپلز پارٹی کی الیکشن مہم کا زیادہ تر بوجھ خود مسٹر بھٹو کے کاندھوں پر تھا۔ اس لحاظ سے صورتحال کم وبیش ۱۹۷۰ء جیسی ہی تھی۔ پانچ سالہ دور حکومت میں بھی پارٹی کو منظم اور مضبوط کرنے کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ اس لئے پیپلز پارٹی کے وہ جلسے زیادہ کامیاب ہوتے جن میں مسٹر بھٹو خود شرکت کرتے۔ ان جلسوں میں نعرے بھی زیادہ تر ایک فرد کے گرد ہی گھومتے تھے۔ مثلاً

بھٹو جیوے ہزار سال

ساڈا بھٹو' آوے ہی آوے

کل بھی بھٹو جیتا تھا' آج بھی بھٹو جیتے گا

مسٹر بھٹو کے علاوہ الیکشن مہم میں پیپلز پارٹی کے دوسرے اہم رہنماؤں میں مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ مولانا کوثر نیازی' ڈاکٹر مبشر حسن' پیار علی الانہ' مسٹر کمال اظفر' جمیل الدین عالی' مولانا احتشام الحق تھانوی'' علامہ نصیر الاجتہادی اور مولانا سعادت علی قادری نمایاں تھے۔ الیکشن تقاریر میں پیپلز پارٹی کی جانب سے کچی بستیوں کو مالکانہ حقوق دینے' مزید لیبر اصلاحات کرنے' تنخواہوں میں اضافے کے اعلانات ہوتے۔ اسلامی خدمات کے ضمن میں عالمی اسلامی سربراہ کانفرنس کی یادگار کے طور پر مینار کی تعمیر کا منصوبہ پیش کیا جاتا اور ان سب سے بڑھ کر قومی اتحاد پر حملے ہوتے کہ یہ سرمایہ داروں کے ایجنٹ ہیں' بیرونی طاقتوں سے ان کا گٹھ جوڑ ہے' بھان متی کا کنبہ ہے'ایک دوسرا جگتو فرنٹ ہے۔جو پارلیمانی نظام حکومت میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ ان میں کسی کو بھی حکومت کا کوئی تجربہ حاصل نہیں سوائے مفتی محمود کے جو ان کی رہنمائی میں صرف چند ماہ اقتدار میں رہے ہیں۔

مسٹر بھٹو کا کہنا تھا کہ ان کی حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ بلوچستان میں بغاوت کو ختم کرنا ہے۔ جب صحافیوں نے کہا کہ اگر بغاوت کچلی جاچکی ہے تو اپوزیشن کے اس مطالبے کو کیوں نہیں مانا جاتا کہ فوج اب بیرکوں میں واپس جائے تو مسٹر بھٹو نے کہا کہ فوج پہلے ہی بیرکوں میں واپس جاچکی ہے۔ البتہ وہ سڑکوں کی تعمیر یا ایسے ہی دوسرے کاموں میں باہر نظر آتی ہے۔

مولانا کوثر نیازی اتحاد میں شامل علماء کے عقائد اور ان کے باہمی اختلافات سے بخوبی واقف ہونے کی بناء پر انہیں ایسے چیلنج دیتے جو ان کی رائے میں وہ قبول نہیں کرسکتے تھے۔ ایک تقریر میں مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ اگر مفتی محمود قائداعظم'' علامہ اقبال'' اور داتا گنج بخش'' کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے جائیں تو وہ اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیں گے۔ مولانا مفتی محمود صاحب نے راولپنڈی کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے اس پر رضامندی کا اظہار کردیا اور مولانا کوثر نیازی سے کہا کہ وہ اپنا استعفیٰ انہیں بھیج

www.bhutto.org

دیں جس کے ملنے پر وہ ان مزاروں پر حاضری دیں گے۔ جواب میں کوثر نیازی صاحب کو کہنا پڑا کہ یہ تو اقتدار کے بھوکے ہیں۔ یہ تو ایک نشست کے لئے مرزا غلام احمد کی قبر پر بھی فاتحہ پڑھنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

افواج پاکستان کا ہفتہ

پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فروری کے آغاز میں پورے ملک میں افواج پاکستان کا ہفتہ منایا گیا۔ جگہ جگہ تقاریب منعقد ہوئیں' میڈل تقسیم ہوئے اور فوج نے ملک کی سلامتی اور دفاع کے عہد کو دھرایا۔ اس موقع پر مسٹر بھٹو نے اپنے پیغام میں کہا کہ اعلیٰ مقاصد اور خواہشات کی تکمیل کے لئے افواج پاکستان اور عوام کے مابین جنگ اور امن دونوں حالتوں میں باہمی تعاون ضروری ہے۔ محسوس ہوتا تھا کہ حکومت کی خواہش ہے کہ یہ تقاریب بھی پیپلز پارٹی کی الیکشن مہم کا ایک حصہ بن جائیں۔

منصفانہ الیکشن کی ضمانت

اسی ماہ کے دوران بھی مسٹر بھٹو نے اپنے اس وعدہ کو بار بار دھرایا کہ آئندہ الیکشن ہر طرح کی دھاندلی سے پاک ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں ایک سیاسی حکومت کے دور اقتدار میں ہونے والے یہ پہلے الیکشن ہیں جو جنوبی ایشیا کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ثابت ہوں گے۔ اور یہ کہ الیکشن کمیشن اپنی دستوری ذمہ داری کو بحسن وخوبی ادا کرے گا۔ اسی طرح کی یقین دہانی خود الیکشن کمیشن کی جانب سے بھی کرائی جا رہی تھی لیکن اب ان وعدوں کو پرکھنے کا وقت آگیا تھا۔

کاغذات نامزدگی داخل کرنے میں بے ضابطگی

پورے ملک سے مسلسل خبریں آ رہی تھیں کہ الیکشن کے پہلے ہی مرحلہ میں دھاندلیوں کا دور دورہ ہے۔ بہت سے افراد کو کاغذات نامزدگی ہی داخل نہیں کرنے دیئے گئے یا زبردستی انہیں واپس کر دیا گیا اور یا پھر بوگس طور پر بعض امیدواروں کے کاغذات نامزدگی واپس لینے کی کارروائی عمل میں آئی۔ الیکشن کمیشن ان کا بروقت تدارک کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اعتراضات طلب کرنے پر الیکشن کمیشن کو بے ضابطگیوں کی اکیاون شکایات موصول ہوئیں۔ الیکشن کمیشن نے ان کی سماعت کی۔ ان شکایات میں سب سے زیادہ نمایاں شکایت مولانا جان محمد عباسی کی تھی جنھیں مسٹر بھٹو کے مقابلہ میں قومی اسمبلی کی نشست سے کاغذات داخل کرنے سے روکنے کے لئے ۷ار جنوری کی شب کو گرفتار کیا گیا اور

www.bhutto.org

۱۹ر جنوری کی شب میں کاغذات نامزدگی داخل کرنے کے آخری وقت گزرنے کے بھی کئی گھنٹے بعد رہا کیا گیا۔ یہ شکایت فوراً الیکشن کمیشن کے علم میں بذریعہ تار لائی گئی اور بعد میں باضابطہ بھی شکایت داخل کی گئی۔ ۸ر فروری کو اس شکایت کی سماعت کی گئی اور ۱۱ر فروری کو الیکشن کمیشن نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔ الیکشن کمیشن کے فیصلے پر اعتراض تو مناسب نہیں، لیکن بہرحال یہ طے ہو گیا کہ حکمرانوں کی جانب سے آئندہ دھاندلیوں کی روک تھام اور ازالہ کے لئے الیکشن کمیشن کوئی مؤثر ذریعہ نہیں بن سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قومی اتحاد کے رہنماؤں نے اعلان کیا کہ اقتدار میں آنے کے بعد تمام ایسی نشستوں پر دوبارہ انتخابات کرائیں گے جنھیں بلامقابلہ کامیاب قرار دیا گیا ہے۔ سندھ کی اسی نشستوں میں چوالیس اور بلوچستان کی چالیس میں سے بیس نشستوں پر امیدوار بلامقابلہ کامیاب قرار دیئے جا چکے تھے۔ یہ تھی ان انتخابات کی ابتداء جنھیں ایشیا کے لئے نمونہ قرار دیا جا رہا تھا۔

الیکشن کمیشن کے دیگر اقدامات

قومی اتحاد کو "ہل" کا نشان اعتراض کے باوجود دے دیا گیا لیکن بیلٹ پیپر پر ہل کا جو نشان شائع کرایا گیا وہ کسی طرح بھی "ہل" نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اتحاد نے مطالبہ کیا کہ اسے درست کیا جائے لیکن اسے تسلیم نہیں کیا گیا۔ ریٹرننگ آفیسرز کی لسٹ میں آخری وقت میں تبدیلیاں کی گئیں۔ جس سے شبہات میں مزید اضافہ ہوا اور اتحاد نے اس پر اعتراض کیا۔ اس الیکشن کے موقع پر ڈاک کے ذریعے ووٹ دینے کی غیر معمولی تشہیر کی گئی۔ سول اور فوجی ملازمین اور نیم سرکاری اداروں کے ملازمین کو پوسٹل بیلٹ کی سہولت تو پہلے بھی تھی لیکن اس مرتبہ اسے زیادہ وسعت دی جا رہی تھی۔ اس ضمن میں بھی بجا طور پر یہی شبہات پیدا ہو رہے تھے کہ اس سہولت کا بھی غلط استعمال کیا جانا مقصود ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت

اس موقع پر پیپلز پارٹی نے پھر اس مذموم رسم کو دھرایا کہ دوسری پارٹیوں سے اہم افراد کو توڑ کر اپنی پارٹی میں شامل کیا جائے عثمان کینڈی نے مسٹر بھٹو سے ملاقات کی اور اگلے دن چیف منسٹر ہاؤس میں مسٹر جتوئی کی موجودگی میں اپنی جماعت جمعیت علمائے پاکستان سے علیحدگی کا اعلان کر کے پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور اپنے کاغذات نامزدگی پیپلز پارٹی کے نمائندے کے حق میں واپس لے لئے۔ ان کی دانست میں یہ قومی اتحاد پر بھرپور حملہ تھا اس موقع پر قیوم لیگ کے بہت سے افراد بھی اپنی پارٹی چھوڑ کر پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے۔

www.bhutto.org

اسی طرح ڈاکٹر عالیہ امام نے جو کالعدم نیپ کی مجلس عاملہ کی ممبر تھیں، مسٹر جتوئی کی موجودگی میں پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ اکبر لیاقت علی اور حکیم محمد سعید کو پارٹی ٹکٹ دیئے گئے حالانکہ ان کا پارٹی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ راؤ عبداللطیف جن کا تعلق تحریک استقلال سے تھا وہ پیپلز پارٹی کے امیدوار کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ قیوم لیگ کے امیدوار نوابزادہ احمد رضا ترین ملتان شہر کی نشست سے پیپلز پارٹی کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ اخبارات میں جلی سرخیوں سے خبر شائع ہوئی کہ نوابزادہ نصراللہ خان کے پوتے نوابزادہ مشتاق احمد خاں اور نوابزادہ ظفر احمد خاں نے پیپلز پارٹی کی حمایت کا فیصلہ کیا ہے۔ سید غلام عباس جیلانی اور سید اطہر عباس جیلانی اور دوسرے شیعہ لیڈروں نے پاکستان پیپلز پارٹی میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ مسیحی لیگ کی جانب سے اعلان ہوا کہ ان کے ممبران پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں۔ قیوم لیگ کے سینئر وائس پریذیڈنٹ مسٹر جسٹس (ریٹائرڈ) شوکت علی نے اپنی جماعت سے علیحدگی اختیار کر کے ایک نئی مسلم لیگ قائم کرنے کا اعلان کیا۔

پیپلز پارٹی اس خوش فہمی میں مبتلا تھی کہ اس طرح کے اعلانات قومی اتحاد کو کمزور کرنے اور پیپلز پارٹی کی مقبولیت کو ثابت کرنے کا سبب بن جائیں گے۔ حالانکہ اس مرحلہ پر ان کا الٹا اثر ہوا اور لوگ سوچنے لگے کہ یہ پیپلز پارٹی کی جانب سے گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دینے کی ایک غیر اخلاقی کوشش ہے۔

اپوزیشن رہنماؤں کی گرفتاریاں

ایک طرف پارٹی وفاداریاں تبدیل کرنے والوں کو نوازا جا رہا تھا اور دوسری جانب اپوزیشن کے افراد کی گرفتاریاں اور سزائیں بھی شروع ہو گئی تھیں۔ سید سعید حسن سابق ممبر صوبائی اسمبلی کو پانچ سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔ ان پر الزام تھا کہ دسمبر ۱۹۷۵ء میں ایک ضمنی انتخاب کے موقع پر انہوں نے جہانگیر روڈ پر ایک سرکاری بس کو آگ لگائی تھی۔ سعید حسن اس وقت دل کے عارضہ میں ایک ہسپتال میں زیر علاج تھے۔

مسٹر صفدر حسین صدیقی سیکرٹری جنرل پارلیمانی بورڈ قومی اتحاد کو ان کے اپنے گھر سے گرفتار کیا گیا اور ان پر ڈی پی آر کے تحت مقدمہ قائم کیا گیا۔ ایک مجسٹریٹ کے سامنے انہیں پیش کر کے ۲ر مارچ تک کا ریمانڈ لے لیا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ اتحاد کو ان کی شدید ضرورت تھی۔ اس طرح عبدالرحمان کرد کو ڈی پی آر کے تحت گرفتار کیا گیا گو بعد میں حکومت نے اس گرفتاری کی تردید کی۔

پاکستان قومی اتحاد کے جلسے اور جلوس

فروری کے مہینے میں ہونے والے قومی اتحاد کے انتخابی جلسے اور جلوس غیر معمولی طور پر کامیاب رہے۔ لاکھوں افراد نے ان میں شرکت کی۔ ۲۰ر فروری کو کراچی آمد کے موقع پر اصغر خاں کا استقبال

www.bhutto.org

فقید المثال تھا۔ لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ ایئرپورٹ سے شہر آتے ہوئے تین میل کا ابتدائی فاصلہ چار گھنٹوں میں طے ہوا۔ اسی طرح ۲۱ر فروری کا شاہراہ قائدین پر ہونے والا جلسہ بھی اپنی مثال آپ تھا۔ کراچی میں اس موقع پر پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس کا اہتمام ہوا جس سے اتحاد کی نمائندگی کرتے ہوئے اصغر خاں نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد میں شامل جماعتیں ایک ٹیم کی طرح کام کر رہی ہیں اور بعد کے کسی مرحلہ پر واحد سیاسی جماعت کی حیثیت سے ان کے انضمام کا امکان مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ اصغر خاں نے متنبہ کیا کہ اگر انتخابات کے غلط نتائج کا اعلان کیا گیا تو انہیں تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

کراچی میں اصغر خان کی یہ زبردست پذیرائی اتحاد کے لئے نہایت حوصلہ افزا تھی۔ ان کے زبردست استقبال کے بعد میں ان سے ملنے کے لئے ان کی رہائش گاہ پر گیا۔ میں نے انہیں متوجہ کیا کہ آپ کراچی تو اس سے پہلے بھی بارہا آ چکے ہیں لیکن آج کا یہ غیر معمولی استقبال دراصل اتحاد کی برکت ہے جس سے کسی اور غلط فہمی میں مبتلا ہونا درست نہ ہو گا۔

پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد کے بہت بڑے بڑے جلسوں اور جلوسوں کے باوجود ملک میں امن و امان کی صورت حال تسلی بخش تھی۔ کہیں کہیں فریقین کے مابین چھوٹی موٹی جھڑپیں اور شکایات بھی پیدا ہوئیں لیکن مجموعی صورت حال بے پناہ جوش و خروش اور گہما گہمی کے باوجود پر امن رہی۔ رات گئے دیر تک جلسے جاری رہتے جن میں خواتین اور بچے بھی شریک ہوتے لیکن پورے ملک میں چوری چکاری کی وارداتیں کم ہو گئیں اور کہیں سے کوئی ایسی شکایت نہیں ملی کہ خواتین کو تنگ کیا گیا ہو بلکہ وہ عام جلسوں میں شرکت کرنے بلا خطر اس طرح آتیں گویا اپنے گھر کے آنگن میں چہل قدمی کر رہی ہوں۔ یوں تو اس انتخاب میں کچھ اور پارٹیاں بھی حصہ لے رہی تھیں جیسے قیوم لیگ اور جمعیت علمائے اسلام (ہزاروی گروپ) لیکن اصل مقابلہ صرف قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کے درمیان تھا۔ قومی اتحاد کو آناً فاناً مقبولیت حاصل ہوئی۔ الیکشن کے معرکہ میں بظاہر اتحاد کا پلڑا بھاری معلوم ہوتا تھا لیکن اصل کامیابی کا حصول کوئی بہت آسان کام نہ تھا۔ اتحاد کی تشکیل کے بعد بھی باہمی اختلافات بدستور موجود تھے۔ پبلک پلیٹ فارم پر ایک ساتھ نظر آنے کے باوجود رہنماؤں کے دلوں کے فاصلے اپنی جگہ قائم تھے۔ بعض اہم رہنما جلسوں میں اپنی تقریر کرنے کے وقت تشریف لاتے اور تقریر کے بعد چلے جاتے۔ اتحاد پورے ملک میں اپنے مشترکہ امیدوار نامزد کرنے میں تو کامیاب ہو گیا لیکن عملاً اتحاد کے امیدوار کو اپنے حلقہ انتخاب میں اپنی جماعت کے علاوہ دوسری شریک جماعتوں کا متوقع تعاون حاصل نہیں تھا۔ اپنے اتحاد کو دیرپا کہنے کے باوجود ابھی ملک کو یہ یقین دلانا باقی تھا کہ اتحاد ایک متبادل قیادت کی اہلیت رکھتا ہے اور یہ کہ اتحاد قائم اور باقی رہنے کے لئے وجود میں آیا ہے۔ الیکشن منصفانہ ہونے کی صورت میں بھی مقابلہ سخت تھا۔ اس وقت میرا اپنا اندازہ یہ تھا

www.bhutto.org

کہ اتحاد اگر اکثریت حاصل نہ بھی کر سکا تب بھی اسمبلیوں میں اس کی پوزیشن پہلے سے بہت زیادہ بہتر ہوگی اور ہم اتنی بڑی تعداد میں موجود ہوں گے کہ پیپلز پارٹی پہلے کی طرح اپنی من مانی کارروائی نہیں کر سکے گی۔

ملک کی شریف آبادی میں پیپلز پارٹی کے خلاف جذبات ہونے کی بہت سی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ پیپلز پارٹی کے بعض نمایاں رہنماؤں کی اوباشی اور عیاشی کی داستانیں تھیں۔ اندرون ملک بعض حکمرانوں کی سرکاری رہائش گاہوں میں اور بیرون ملک بعض سفارت خانوں میں عیاشی کے شرمناک واقعات لوگوں کی زبانوں پر تھے۔ ان کی صفوں میں کالی بھیڑوں کی کمی نہیں تھی جو پیپلز پارٹی کے اقتدار کو اپنے ناجائز مقاصد کے حصول کے لئے کھلم کھلا استعمال کر رہے تھے۔ پانچ سالہ دور اقتدار میں کی جانے والی اصلاحات کا حقیقی فائدہ عوام تک نہیں پہنچ سکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عوام اپنے بنیادی حقوق سے بھی محروم تھے۔ ان تمام کوتاہیوں کے باوجود بعض طبقوں میں اب بھی پیپلز پارٹی کو مقبولیت حاصل تھی۔ ان میں سب سے اہم طبقہ پسے ہوئے محروم اور نچلے طبقے کے افراد پر مشتمل تھا۔ ان کی معاشی زندگی میں گو کوئی بہت بڑا انقلاب تو نہیں آیا تھا لیکن پھر بھی وہ پیپلز پارٹی کے ساتھ تھے اور وہ مسٹر بھٹو کے اس لحاظ سے احسان مند تھے کہ بھٹو نے انہیں کم از کم پہلی مرتبہ حوصلہ دیا' زبان دی اور سر اٹھا کر چلنے کا موقع دیا۔ وقت کا تقاضا تھا کہ پیپلز پارٹی ماضی میں کی گئی لغزشوں کا اعتراف کرتی اور آئندہ بہتر رویہ کا یقین دلاتی' اپنی صفوں کو کالی بھیڑوں سے پاک کرتی' الیکشن جیتنے کے لئے بدعنوانی کے ارتکاب سے گریز کرتی اور عوام کا فیصلہ قبول کرنے کا حوصلہ رکھتی خواہ وہ اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہوتا تو یہ خود اس کے لئے بھی بہتر ہوتا اور ملک کے لئے بھی۔ آنے والے چند دن زبردست اہمیت کے حامل تھے۔ پیپلز پارٹی اب امتحان گاہ میں تھی اور عوام منتظر تھے کہ اب بھی وہ اصلاح پر آمادہ ہوتی ہے یا آنکھیں رکھنے کے باوجود ٹھوکر کھانے پر تلی ہوئی ہے۔

لیکن فروری میں ہونے والے واقعات نے ثابت کر دیا کہ پیپلز پارٹی ایک دوسرے راستہ پر چل پڑی ہے۔ وہ ضمنی انتخابات کے طریقے کو دہرانے پر تلی ہوئی ہے اور اس حقیقت کو فراموش کر رہی ہے کہ ملکی انتخابات کو ضمنی انتخاب پر قیاس کرنا ایک شدید غلطی ہوگی۔ اتحاد نے اسے اس موقع پر پھر مثبت مشورے دیئے۔ الیکشن میں دھاندلیوں کے برے نتائج سے آگاہ کیا۔ اتحاد نے مطالبہ کیا کہ منصفانہ انتخابات کے لئے الیکشن کمیشن کو زیادہ اختیارات دیئے جائیں اور پیپلز پارٹی اس بات پر آمادہ ہو جائے کہ یہ الیکشن ایک ایسی عبوری حکومت کے زیر نگرانی ہوں جو خود انتخاب میں حصہ نہ لے رہی ہو لیکن پیپلز پارٹی نے حقارت سے ان تمام مشوروں کو ٹھکرا دیا۔

مارچ کے ابتدائی چند ایام میں انتخابی سرگرمیاں اپنے پورے عروج پر تھیں۔ انتخابی قواعد کے

www.bhutto.org

مطابق ۵ رمارچ تک جلسے اور جلوسوں کی اجازت تھی یعنی پولنگ کے وقت سے ۴۸ گھنٹے قبل تک۔ خوش قسمتی سے اس ماہ میں ۳ رمارچ کو ۱۲ ر ربیع الاول کا مقدس دن بھی تھا۔ انتخابی گہما گہمی کے ساتھ پوری قوم انتہائی عقیدت ' احترام اور جوش و خروش کے ساتھ عید میلاد النبیؐ بھی منا رہی تھی۔ اس موقع پر وزیر اعظم بھٹو نے اپنے پیغام میں قوم سے اپیل کی کہ عید میلاد النبیؐ جذبہ اخوت سے سرشار ہو کر منائی جائے اور قوم باہمی اختلافات ختم کر کے متحد ہو جائے۔

اس نقطۂ نظر سے تو خود مسٹر بھٹو اور پیپلز پارٹی کو سیاسی میدان میں نو جماعتوں کے اتحاد پر برہم ہونے کے بجائے خوش ہونا چاہئے تھا لیکن اس مقدس مہینہ میں قوم کو اتحاد کا درس دینے کے باوجود الیکشن مہم کے آخری دنوں میں بھی پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کا تمام تر زور قومی اتحاد پر الزام عائد کرنے میں صرف ہوتا رہا۔ قومی اتحاد میں شامل جماعتیں اور افراد قوم کے لئے اجنبی نہیں تھے۔ جب پیپلز پارٹی کی جانب سے الزام عائد کیا جاتا کہ وطن دشمن چولا بدل کر اتحاد میں شامل ہو گئے ہیں یا یہ کہ قومی اتحاد کی تشکیل کا مقصد پاکستان کے خلاف ایک اندرونی اور بیرونی سازش ہے جس کا مقصد بیرونی مداخلت کے لئے راہ ہموار کرنا ہے یا یہ کہ اپوزیشن کے بعض لیڈر کسی بیرونی طاقت کے تنخواہ دار ہیں ' یہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ایجنٹ ہیں اور نام لے کر اصغر خان پر یہ الزام کہ رن کچھ کی جنگ کے موقع پر بھارتی فضائیہ کے سربراہ ارجن سنگھ کو انہوں نے فون پر یقین دلایا تھا کہ پاک فضائیہ کی جانب سے ان پر حملہ نہیں کیا جائے گا اور نو جماعتوں کے اتحاد کو کانگرسیوں کا گروہ قرار دینا جس نے بابائے قوم پر کفر کا فتویٰ عائد کیا○ نہ ان کے شایان شان تھا اور نہ اس مقدس مہینے کے تقاضوں کے مطابق۔ یہ الزام تراشی خود پیپلز پارٹی کے حق میں بھی نہیں تھی۔ بلکہ صاف طور پر اس رویہ سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اپوزیشن کا اتحاد پیپلز پارٹی کے لئے غیر متوقع تھا اور وہ اس کے مقابلے میں خود کو کمزور سمجھتے ہوئے یہ اوچھے وار کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ سنجیدہ فہیم اور محب وطن شہری پیپلز پارٹی کو متوجہ کر رہے تھے کہ قومی اتحاد کے خلاف یہ الزام تراشی نامناسب اور لاحاصل ہے۔ ملک کے نامور قلم کار اور ادیب میاں محمد شفیع نے ایک روزنامے میں "پارلیمانی اتحاد کی مثال" کے عنوان سے لکھے ہوئے ایک کالم میں مسٹر بھٹو اور ان کے رفقاء کو یاد دلایا کہ ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جنھوں نے ۱۹۳۶ء میں یونینسٹ پارٹی کے خلاف انتخابات میں حصہ لینے کے لئے میاں عبدالعزیز مرحوم کے مکان پر قائد اعظمؒ کی زیر قیادت مسلم لیگ ' احرار ' اتحاد ملت اور خاکسار تحریک کو ایک پارلیمانی انتخابی گروپ میں ڈھلتے دیکھا تھا۔ کاش پیپلز پارٹی اس روش کو ترک کر کے قوم کے سامنے اپنی کارکردگی اور آئندہ پروگرام پیش کرتی لیکن اس کے برعکس اس کی مہم اتحاد کے خلاف بے بنیاد الزامات عائد کرنے میں ضائع ہو رہی ہے۔

○..... بھٹو صاحب کی طرف سے کارکنوں کو لکھا گیا خط صفحہ نمبر 103 پر دیکھئے

www.bhutto.org

PRIME MINISTER'S HOUSE
RAWALPINDI

مکرمی

السلام علیکم

آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں ۔ خاص طور پر ۱۹۶۵ء سے میرے، آپ کے اور پاکستان کے درمیان ایک ایسا تعلق قائم ہے ۔ جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا ۔ ۱۹۷۰ء میں آپ ہی تھے ۔ جن کی قربانیوں، دعاؤں اور محبتوں کے صدقے میں ۔ میں کامیاب ہوا ۔ ۱۹۷۱ء میں آپ ہی کی طاقت سے میں نے ایک ٹوٹے ہوئے پاکستان کی حکومت سنبھالی اور چلائی ۔ میں نے پانچ سالوں میں جو کچھ کیا آپ کے سامنے ہے ۔

آپ اپوزیشن کو دیکھ چکے ہیں اور سن چکے ہیں ۔ مجھ سے پہلے اسی اپوزیشن نے علامہ اقبال رح اور قائداعظم رح پر جو تہمتیں لگائیں وہ آپ کو ضرور یاد ہوں گی کہ ہماری تاریخ کا حصہ ہیں ۔ اب میں اس اپوزیشن کا اسی لئے نشانہ ہوں ۔ کہ میں پاکستان دشمنوں اور پاکستان کے درمیان حائل ہوں ۔ آپ کبھی یہ گوارا نہیں کریں گے کہ خدا نہ کرے یہ دیوار ٹوٹ جائے ۔ پاکستان رہا تو میں بھی ہوں اور آپ بھی رہیں گے ۔ اگر قائداعظم رح کی یہ وراثت مٹ گئی تو پھر کوئی رہے یا نہ رہے جنہوں نے ۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کروایا ۔ جو اس علاقے کو پاکستان کا حصہ بنانے پر تیار نہ تھے ۔ جنہوں نے پاکستان میں رہ کر پاکستان کی پشت میں خنجر گھونپنے کی کوشش کی ۔ وہ غدار تھے ۔ غدار ہیں ۔ غدار رہیں گے ۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کے باوجود جو عناصر ان غداروں کی حمایت کر رہے ہیں ۔ کیا وہ پاکستان کے دوست ہو سکتے ہیں ۔ یہ سب ایک ہیں ۔ ان کے نام مختلف ہیں ۔ چہرے مختلف ہیں ۔ لیکن ان کی روح ایک ہے ۔۔۔۔ ولی خان کی روح غدار کی روح ہے ۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے پاکستان کے نام پر آپ کو پکارتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ اسلام کی سربلندی اور اپنے وطن

www.bhutto.org

کی تائید کے لئے میدانِ عمل میں نکل آئیں اور اپنے حلقے سے پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوار کو کامیاب کرائیں اور اس ملک کی سالمیت قائم رکھنے کے سلسلے میں اپنا فرض ادا کریں۔ پیپلز پارٹی کے ایک ایک امیدوار کی فتح، قائد اعظمؒ کی فتح ہے۔ آپ کے پاکستان کی فتح ہے۔ آپ کی اپنی فتح ہے۔

آپ کا مخلص

Zulfikar Ali Bhutto

چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی

www.bhutto.org

۲۸ر فروری کی تشدد کی وارداتوں کے خلاف ملک گیر ہڑتال

الیکشن کے موقع پر کارکنوں کے جذبات شدید ہونے کے باعث کچھ نہ کچھ چھوٹی موٹی وارداتوں کا وقوع پذیر ہونا تو نظرانداز کیا جاسکتا ہے لیکن وقت گزرنے اور انتخابات کے نزدیک تر آنے کے ساتھ یہ وارداتیں اس درجہ سنگین نوعیت اختیار کرتی جارہی تھیں کہ قومی اتحاد نے ان کے خلاف پورے ملک میں ایک روزہ ہڑتال کی اپیل کی۔ پاکستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں اتحاد کی اپیل پر کاروبار بند رہے۔ اس ہڑتال کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مارچ میں جو الیکشن کا مہینہ ہے ایسی وارداتوں کا ارتکاب نہ ہو کیونکہ اس سے انتخاب کی راہ کھوٹی ہونے کا خطرہ تھا جس کے نتیجہ میں پورا ملک کسی حادثے سے دوچار ہوسکتا تھا۔ الیکشن کو غیر جانبدارانہ اور منصفانہ بنانے کے لئے قومی اتحاد حکومت اور الیکشن کمیشن کے سامنے مسلسل طور پر مثبت تجاویز پیش کرتا رہا۔ جہاں کوئی نقص، کمی یا بدعنوانی سامنے آتی تو فوراً الیکشن کمیشن کو متوجہ کیا جاتا۔ قرائن بتارہے تھے کہ الیکشن میں دھاندلی کے ارتکاب کی تیاریاں زوروں پر ہیں۔ یکم مارچ کو میں نے قومی اتحاد کے فیصلے کے تحت چیف الیکشن کمشنر کو ایک تفصیلی تار روانہ کیا کہ وہ دستور کی دفعہ ۲۴۵ کے تحت صدر پاکستان سے پرامن الیکشن کرانے کے لئے مزید اختیارات طلب کریں۔ الیکشن کے موقع پر سول انتظامیہ کی مدد کے لئے مسلح افواج کو طلب کیا جائے۔ انہیں ایک دوسرے تار میں متوجہ کیا گیا کہ پریذائیڈنگ آفیسرز کے طور پر چھ گریڈ کے اسکول ٹیچرز کو مقرر کیا جارہا ہے جبکہ الیکشن کمیشن کی ہدایت کے مطابق اس اہم منصب پر سترہ گریڈ کے آفیسرز ہی مقرر کئے جاسکتے ہیں۔ انہیں متوجہ کیا گیا کہ ریٹرننگ آفیسرز کو مناسب احکامات دیئے جائیں کہ وہ انتخابی سامان کی مناسب دیکھ بھال کریں تاکہ اس میں کسی خورد برد کا احتمال باقی نہ رہے۔ انتخابی کارکنان اور پولنگ ایجنٹوں کی گرفتاری کو رکوایا جائے اور انتخابات کے بوگس اعلانات کو روکنے کی مناسب تدابیر اختیار کی جائیں۔

لاہور ہائی کورٹ کی فل بینچ کا ایک اہم فیصلہ

ریڈیو ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات کا رویہ بھی انتہائی جانبدارانہ اور غیر اخلاقی تھا۔ اس کے سدباب کے لئے بھی قومی اتحاد نے قانونی طریقہ اختیار کیا۔ جماعت اسلامی پاکستان کے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل مسٹر محمد اسلم سلیمی ایڈووکیٹ نے اس رویہ کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی جس کی سماعت فل بینچ نے کی۔ اس درخواست پر فیصلہ سناتے ہوئے لاہور ہائی کورٹ نے ٹیلی وژن اور پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کو ہدایت کی کہ انتخابات کے دوران تمام سیاسی جماعتوں کے درمیان انتخابی خبروں اور پروگراموں میں توازن برقرار رکھیں۔ جہاں تک ممکن ہو عوام کو انتخابی سرگرمیوں سے آگاہ رکھیں۔ اس سلسلے میں خبریں ٹھیک اور غیر جانبدارانہ طریقے سے پیش کریں۔

www.bhutto.org

فریقین کی تقاریر ان کی اپنی آواز میں سنائی جائیں۔ ریڈیو اور ٹی وی پر پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد کو مساوی حیثیت دی جائے۔ اس فیصلے کو معمولی ردوبدل کے ساتھ سپریم کورٹ نے بھی بحال رکھا۔ لیکن اس کے باوجود حکومت نے اپنی روش میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ پیپلز پارٹی کا زیادہ تر انحصار پروپیگنڈہ مشینری پر تھا اس مقصد کے لئے وزارت اطلاعات کو ان ہی دنوں پانچ کروڑ روپے کی ضمنی گرانٹ بھی دی گئی تھی۔

الیکشن کمیشن کی یقین دہانی

معلوم نہیں کس بنیاد پر چیف الیکشن کمشنر مسٹر سجاد احمد جان نے اسلام آباد سے ۴ر مارچ کو جاری کردہ ایک بیان میں قوم کو یقین دلایا کہ الیکشن کمیشن نے منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کرانے کے لئے ایک دیانت دار اور صاف ستھری مشینری فراہم کر دی ہے لیکن وہ شاید خود اس بارے میں کمزوریوں سے واقف تھے اس لئے انہوں نے ساتھ ہی یہ کہنا بھی ضروری سمجھا کہ الیکشن کے معرکہ میں ایک لمحے کی لغزش کا خمیازہ برسوں بھگتنا پڑے گا اور اگر ہمارا دامن سیاہ ہو گیا تو آئندہ نسلیں اسے نہیں دھو سکیں گی۔

پاکستان قومی اتحاد بھی یہی اپیل کر رہا تھا کہ الیکشن میں دھاندلیوں کے ارتکاب سے اجتناب کیا جائے۔ قومی اتحاد بار بار اس مؤقف کو دہرا رہا تھا کہ منصفانہ انتخابات کے نتائج کو وہ پوری خوش دلی کے ساتھ قبول کرے گا خواہ وہ اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو لیکن ساتھ ہی حکمراں جماعت کو اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا جا رہا تھا کہ قوم کسی ایسے انتخاب کے نتائج کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے گی جو بد عنوانی اور دھاندلی کے ذریعہ زبردستی حاصل کئے گئے ہوں۔

حکومت اور الیکشن کمیشن کی جانب سے غیر جانبدارانہ انتخابات کی یقین دہانیوں کے ساتھ ساتھ ایسے اقدامات بھی کئے جا رہے تھے جن سے حکمرانوں کے ان عزائم کا اظہار ہوتا تھا کہ پس پردہ دھاندلیوں کی منظم منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ مارچ کے پہلے ہفتے میں ہی ایسے انتظامات کو آخری شکل دی جا رہی تھی کہ اگر کی جانے والی دھاندلی کے ردعمل کے طور پر کوئی عوامی احتجاج ہو تو اسے فوراً کچلا جا سکے۔ ۵ر مارچ کو اعلان کیا گیا کہ انتخابات میں سول انتظامیہ کی مدد کے لئے سکیورٹی فورسز کا استعمال ہو گا۔ سول انتظامیہ تو پہلے ہی پیپلز پارٹی کے کارکنوں جیسا کردار ادا کرنے پر مجبور کی جا چکی تھی اب اس کی مدد کے لئے فیڈرل سکیورٹی فورس جیسی فورسز کو متعین کرنے کا فیصلہ معنی خیز تھا۔ اس کے ساتھ ہی مرکزی حکومت نے صوبائی حکومتوں کو ہدایت کی کہ ۷ر مارچ سے ایک ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی جائے۔ ۵ر مارچ ہی کو حکومت نے ۷ر مارچ سے دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی۔

ہر ممکن طریقہ سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ حکومت کو افواج پاکستان کی پوری تائید حاصل ہے گو مسٹر بھٹو اس وقت ملک کے وزیر اعظم تھے لیکن یہ تو مناسب نہیں تھا کہ الیکشن مہم کے دوران

www.bhutto.org

اگر فوج کے اعلیٰ حکام ان کا استقبال کریں تو اس کی ملک بھر میں تشہیر بھی کی جائے۔ مثلاً الیکشن سے چند دن قبل کوئٹہ آمد کے موقع پر جب کور کمانڈر جنرل جہان زیب ارباب اور جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل عبداللہ سعید نے ایئرپورٹ پر ان کا استقبال کیا تو اسے خبروں میں نمایاں طور پر پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ پیپلز پارٹی نے انتخابی مہم میں ملک کے معروف دینی رہنماؤں کا تعاون بھی حاصل کیا۔ قومی اتحاد نے ہمیشہ ان علماء کے احترام کو ملحوظ رکھا اور ان پر کوئی تنقید نہیں کی لیکن جب آقائے مرتضیٰ پویا اور علامہ عقیل ترابی نے قومی اتحاد کی تائید کی تو ان کے خلاف پورے ملک میں ایک مہم شروع کر دی گئی اور اخبارات میں صفحہ اول پر بڑے بڑے اشتہارات شائع کرائے گئے کہ یہ اصحاب شیعوں کی نمائندگی نہیں کرتے۔

زبردست انتخابی مہم کے ساتھ ۷ رمارچ...... آزمائش اور فیصلے کا دن

زبردست انتخابی مہم کے ساتھ ۷ رمارچ آزمائش اور فیصلے کا دن طویل انتظار کے بعد آپہنچا۔ پولنگ کا وقت صبح آٹھ بجے سے شام ۴ بجے تک تھا۔ ان آٹھ گھنٹوں میں قوم کی قسمت کا فیصلہ ہونا تھا۔ پاکستان کی ۶ کروڑ ۴۹ لاکھ آبادی میں سے ۳ کروڑ رجسٹرڈ رائے دہندگان تھے جن میں ۴۵ فیصد خواتین تھیں جنھیں قومی اسمبلی کے لئے اپنے ۱۸۱ نمائندوں کو منتخب کرنا تھا کیونکہ پیپلز پارٹی کے ۱۹ افراد جن میں ۱۵ سندھ سے اور ۴ بلوچستان سے تھے پہلے ہی بلا مقابلہ کامیاب قرار دیئے جاچکے تھے۔ یہ دن ہماری قومی زندگی کا اہم ترین دن تھا۔ اس دن کا حق تھا کہ کاغذ کی چھوٹی سی پرچی یعنی ووٹ کو فیصلہ کن کردار ادا کرنے میں کوئی خیانت نہ کی جائے۔ آئندہ حکومت کا فیصلہ عوام کی آراء پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ راضی اور خوش ہوں تو حکمرانوں کی مدت حکمرانی میں اضافہ کر دیں اور غیر مطمئن اور ناراض ہوں تو انہیں مسند اقتدار سے الگ کر دیں۔ پاکستان میں ایک سیاسی حکومت کے لئے یہ پہلا موقع تھا کہ اس کی زیر نگرانی یہ انتخابات ہو رہے تھے اسی دن شام ۶ بجے سے نتائج کا اعلان شروع ہونا تھا۔ پوری پاکستانی قوم اور دنیا حکومت کے طرز عمل اور نتائج کی منتظر تھی۔ ۷ رمارچ ہی کو شام ۶ بجے سے تھوڑے وقفے کے بعد نتائج کا اعلان ہونا شروع ہو گیا۔

الیکشن کے نتائج

نتائج کا اعلان شروع ہو گیا۔ مسٹر جتوئی نے پیش گوئی کی تھی کہ پیپلز پارٹی ۷۵ فیصد نشستوں پر کامیابی حاصل کرلے گی۔ نتائج کے ابتدائی اعلانات کے مطابق اس کی کامیابی اور مزید بڑھ گئی تھی۔ پیپلز پارٹی اس بات کا تہیہ کر چکی تھی کہ اسے ہر حال میں قومی اسمبلی میں تین چوتھائی سے زیادہ اکثریت حاصل ہونا چاہئے۔ اس ہدف کے حصول کی خاطر حقائق اور قوم کی مجموعی سوچ کو نظرانداز کرتے ہوئے

www.bhutto.org

قومی اسمبلی کے انتخابات کے مندرجہ ذیل نتائج کا اعلان کیا گیا۔

	پنجاب	سندھ	سرحد	بلوچستان	میزان
پیپلز پارٹی	۱۰۸	۳۲	۸	۷	۱۵۵
قومی اتحاد	۸	۱۱	۱۷	-	۳۶
قیوم لیگ	-	-	۱	-	۱
آزاد	-	-	۸	-	۸
	۱۱۶	۴۳	۳۴	۷	۲۰۰

اس طرح وفاق کے تحت قبائلی علاقوں کی نشستوں کو شامل کر کے قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کو ۸۱ فیصد سے زائد اکثریت حاصل ہو گئی۔

۷ مارچ کو پورے دن قومی اتحاد کے دفاتر میں دھاندلی اور تشدد کی وارداتوں کی شکایات ملتی رہیں۔ پولنگ ختم ہونے کے بعد کسی سوچ بچار کے بغیر ایسے انتخابی نتائج کا اعلان کیا گیا جس میں تضادات اس درجہ نمایاں تھے کہ پہلی نظر میں ہر انصاف پسند شخص انہیں رد کرنے پر مجبور تھا۔

پاکستان قومی اتحاد جنوری فروری میں پورے ملک میں بے پناہ مقبولیت حاصل کر چکا تھا۔ اس کے جلسے اور جلوس فقید المثال تھے۔ کوئی باشعور شہری یہ تسلیم کر ہی نہیں سکتا تھا کہ ایسا مقبول عام قومی اتحاد صرف ۸ افیصد نشستیں حاصل کر سکے گا۔

پیپلز پارٹی کی انتخابی مہم کا تمام تر انحصار ریڈیو، ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات کے ذریعے پروپیگنڈہ مہم اور سرکاری مشینری کی اعانت پر تھا۔ مسٹر بھٹو کی ۲ مارچ کی کراچی آمد پر ایک جانب تو صوبائی حکومت نے اسے کامیاب بنانے کے لئے اپنے تمام وسائل مرتکز کر دیئے اور دوسری طرف اس کی بڑی ہی مبالغہ آمیز رپورٹنگ کی گئی۔ اس دورے کے متعلق جو خبریں شائع ہوئیں ان میں کہا گیا کہ مسٹر بھٹو کے جلوس میں کراچی کے تیس لاکھ افراد نے حصہ لیا۔ جلوس میں ۱۰ ہزار گاڑیاں شامل تھیں جس نے ایئرپورٹ سے نگری گراؤنڈ تک کا فاصلہ سولہ گھنٹوں میں طے کیا لیکن جس شہر میں ۲ مارچ کو مسٹر بھٹو کے جلوس میں تیس لاکھ افراد کی شمولیت کا مژدہ سنایا گیا تھا وہاں کی گیارہ نشستوں میں سے ۹ قومی اتحاد نے جیت لیں اور پیپلز پارٹی کے حصے میں صرف دو نشستیں آئیں۔ کراچی شہر قومی اتحاد کی مقبولیت کا عکاس تھا کیونکہ یہاں دھاندلی کے کھلے مواقع پیپلز پارٹی کو حاصل نہیں ہو سکتے تھے لیکن کیا کوئی شخص یقین کر سکتا ہے کہ اسی قومی اتحاد کو کراچی کے علاوہ صوبہ سندھ کی بقیہ ۳۲ نشستوں میں سے صرف دو پر کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اور پیپلز پارٹی ۳۲ میں سے ۳۰ نشستوں پر جیت جائے گی۔ یہ نتائج خود گواہ تھے کہ یہ انتخاب کا نتیجہ

نہیں بلکہ دھاندلی اور بد عنوانی کی کار گزاری ہے۔
قومی اتحاد کے ایسے نمائندوں کے ہارنے کا اعلان کیا گیا جن کے متعلق حقائق سے معمولی طور پر باخبر شخص بھی یہ تصور نہیں کر سکتا تھا کہ وہ اپنے حلقہ انتخاب میں ہار سکتے ہیں۔ خاص طور پر ایسے مواقع پر جب انہیں قومی اتحاد کی حمایت بھی حاصل ہو' ان میں سے چند نام ذیل میں درج ہیں جن کے ہارنے کا اعلان کیا گیا

چودھری ظہور الٰہی' جناب علی احمد تالپور' جناب حمزہ صاحب' مولانا عبید اللہ انور' ملک محمد قاسم' رفیق باجوہ' چودھری رحمت الٰہی' مولانا عبدالستار خاں نیازی' خواجہ محمد صفدر' مولانا جان محمد عباسی' امیر حبیب اللہ سعدی۔

اس کے علاوہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں قیوم لیگ نے سرحد میں قومی اسمبلی کی ۱۸ نشستوں میں سے ۷ حاصل کر لی تھیں اس لحاظ سے وہ صوبہ سرحد کی سب سے بڑی جماعت تھی۔ قیوم خان اس پورے عرصے میں حکومت کے اہم ترین شعبہ میں بطور وفاقی وزیر کام کرتے رہے الیکشن کے اعلان کے بعد بھی کچھ عرصہ پیپلز پارٹی کے ساتھ ان کا تعاون برقرار رہا۔ الیکشن سے تھوڑے دن قبل ان کا یہ باہمی ناطہ ٹوٹ گیا لیکن قیوم لیگ ایسی غیر مقبول تو نہیں ہوئی تھی کہ اسے اب سرحد میں صرف ایک ہی نشست مل سکے اور خود قیوم خاں اور یوسف خٹک الیکشن ہار جائیں اور پیپلز پارٹی جسے صوبہ سرحد میں کوئی خاص پوزیشن کبھی بھی حاصل نہیں تھی وہ ۲۶ نشستوں میں سے آٹھ پر جیت جائے۔

پہلا ردعمل

۷ مارچ کو کراچی میں فوج گشت کر رہی تھی۔ پولنگ کا وقت ختم ہونے کے بعد لوگ ہجوم در ہجوم پبلک مقامات پر الیکشن کے نتائج سُن رہے تھے جن میں پیپلز پارٹی کے جیتنے اور قومی اتحاد کے ہارنے کا غلغلہ تھا۔ عوام میں اضطراب کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ میں نے مختلف مقامات کا دورہ کر کے عوام کو خطاب کر کے ان سے پر امن رہنے کی اپیل کی اور یقین دلایا کہ قومی اتحاد جلد پورے معاملہ پر غور کر کے اپنے فیصلے کا اعلان کرے گا۔ جہاں میں خطاب کرتا فوج کے جوان بندوقیں تان تان کر ہمیں گھیرے میں لے لیتے۔ لیکن کسی جگہ انہوں نے قوت کا استعمال نہیں کیا۔ رات گئے کافی نتائج کے اعلان کے بعد ایک ایسے ہی اجتماع سے کریم آباد چورنگی پر خطاب کرتے ہوئے میں نے کہا کہ گو الیکشن میں میرے جیتنے کا اعلان ہو چکا ہے لیکن عمومی طور پر یہ خود ساختہ نتائج قوم کے لئے قابل قبول نہیں ہوں گے اور میں کسی ایسی اسمبلی میں بیٹھنا قبول نہیں کروں گا جہاں جیتے ہوئے امیدواروں کو ہارا ہوا اور ہارے ہوئے افراد کو جیتا ہوا قرار دیا گیا ہو۔

اس انتخاب میں بے قاعدگیاں ' بے ضابطگیاں اور بد عنوانیاں اس قدر ہمہ گیر اور نمایاں تھیں کہ ایسے ہی خیالات کا اظہار مولانا مفتی محمود صاحب نے ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ راولپنڈی میں اصغرخان نے ایک ایسا ہی بیان پریس کو جاری کیا۔ امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل محمد صاحب نے بھی لاہور میں ایسے ہی ردِعمل کا اظہار کیا۔

پاکستان قومی اتحاد کا اجلاس

اس سنگین صورت حال پر غور کرنے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل طے کرنے کے لئے قومی اتحاد کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک ہنگامی اجلاس لاہور میں الیکشن کے دوسرے دن ۸ رمارچ کو طلب کیا گیا۔ پورے ملک سے آئے ہوئے قومی اتحاد کے رہنماؤں نے اجلاس کو بتایا کہ الیکشن سے قبل ہی قومی اتحاد کے عہدیداران اور کارکنان کی گرفتاریاں شروع ہوگئی تھیں۔ الیکشن کے دن خاص طور پر پیپلز پارٹی کے ورکرز اور پولیس نے انہیں ہر جگہ تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجہ میں ۲۸ افراد جاں بحق اور سینکڑوں زخمی ہوگئے۔ اتحاد کے کارکنوں کی اندھادھند گرفتاریاں کی گئیں۔ املاک کو نذر آتش کیا گیا۔ اتحاد کے رہنماؤں نے اسی دن متعدد شہروں میں پریس کانفرنس میں ان لاریوں اور ٹرکوں کے نمبر بتائے جن میں جعلی ووٹر باہر سے لاکر لائن میں لگائے جارہے تھے اور اصلی ووٹروں کو بھگانے کے لئے فائرنگ اور آنسو گیس کا استعمال ہورہا تھا۔ جعلی ووٹنگ انتظامیہ اور پولیس کے تعاون سے کی جارہی تھی۔ جعلی بیلٹ پیپرز کی ایسی بہتات تھی کہ قومی اتحاد نے پریس کانفرنس میں ایسے بے شمار بیلٹ پیپرز دکھائے جن پر پہلے ہی سے تلوار کے آگے نشان اور پشت پر الیکشن کمیشن کی باقاعدہ مہریں لگی ہوئی تھیں۔ اخبارات نے فوٹو چھاپے کہ کوڑے کے ڈھیروں پر ایسے ہی بیلٹ پیپرز کے انبار لگے ہوئے تھے۔ کراچی کی ایک پریس کانفرنس میں بیلٹ پیپر کی سالم کتابیں پیش کی گئیں جو پیپلز پارٹی کے ورکرز کو جعلی ووٹ بھگتانے کے لئے مہیا کی گئی تھیں۔ ۷ رمارچ کو قومی اتحاد کے ایک پولنگ ایجنٹ کو جو گوشوارہ دیا گیا وہ ۱۰ رمارچ کو ہونے والے انتخاب سے متعلق تھا جس سے ثابت ہوا کہ قومی اسمبلی ہی نہیں بلکہ صوبائی اسمبلیوں کے جعلی نتائج بھی پہلے ہی سے مرتب کئے جاچکے تھے۔ بیلٹ بکسوں سے بغیر تہہ کئے ہوئے ووٹوں کی پرچیاں نکلیں جس سے ثابت ہوا کہ یہ پرچیاں سوراخ سے بکس کے اندر نہیں ڈالی گئیں بلکہ بکس کھول کر ان جعلی ووٹوں سے انہیں بھر دیا گیا۔ بعض پولنگ بوتھ پر نتائج کے جو گوشوارے اتحاد کے پولنگ ایجنٹوں کو دیئے گئے ان میں پیپلز پارٹی کے حق میں ڈالے گئے ووٹوں کی تعداد وہاں کے رجسٹرڈ ووٹروں سے بھی زیادہ تھی۔ بعض مقامات پر گنتی مکمل ہونے سے قبل ہی ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ انتخاب کے نتیجہ کا اعلان کر دیا گیا۔

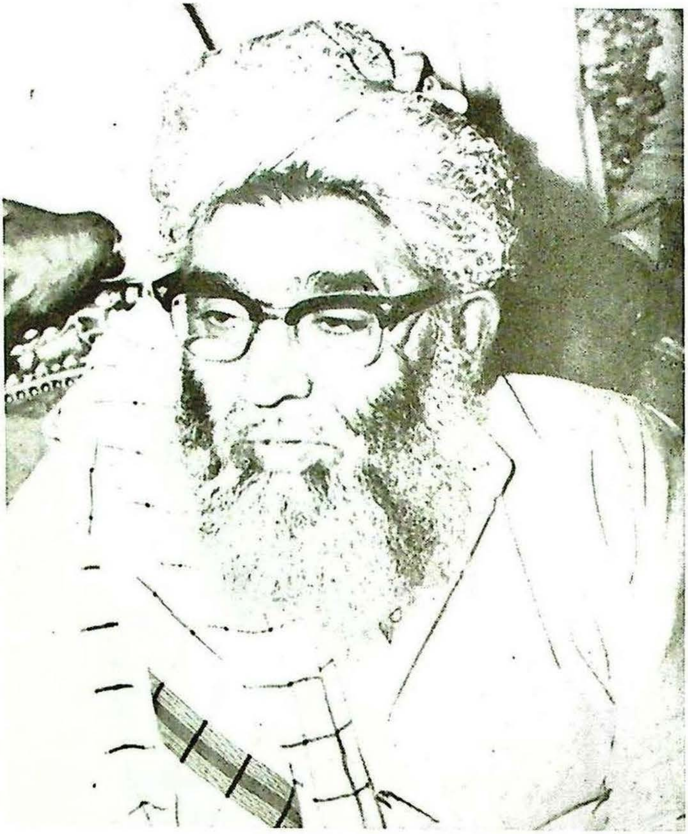

مولانا مفتی محمود۔ صدر پاکستان قومی اتحاد (جمعیت العلمائے اسلام)

www.bhutto.org

پاکستان قومی اتحاد کے فیصلے

محاذ کی مرکزی مجلس عمل نے اس ضمن میں درج ذیل فیصلے کئے:۔

۱۔ اتحاد نے ۷ر مارچ کو منعقد ہونے والے انتخابات کے نتائج کو درست تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور قومی اتحاد کے منتخب نمائندوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ مستعفی ہو جائیں۔

۲۔ فیصلہ کیا گیا کہ ۱۰ر مارچ کو ہونے والے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا جائے اور اپنے امیدواروں کو ہدایت کی کہ وہ ان انتخابات میں حصہ نہ لیں۔ یہ فیصلہ قومی اسمبلی کے انتخابات میں دھاندلیوں کی بنیاد پر کیا گیا۔

۳۔ گیارہ مارچ کو پورے ملک میں احتجاجی ہڑتال کی اپیل کی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ اس کے بعد ملک بھر میں ہمہ گیر احتجاجی تحریک چلائی جائے تاکہ قوم اپنے نمائندے منتخب کرنے کا حق حاصل کر سکے۔

قیوم مسلم لیگ کے صدر عبدالقیوم خان نے بھی اعلان کیا کہ مرکزی اسمبلی کے الیکشن میں دھاندلیوں کے باعث ان کی جماعت صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا بائیکاٹ کرے گی۔ پختون خواہ نیپ کے سربراہ مسٹر محمود اچکزئی نے کوئٹہ سے اعلان کیا کہ ایسی ہی وجوہات کی بناء پر ان کی جماعت بھی صوبائی انتخابات کا بائیکاٹ کرے گی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کی پارٹی کے امیدوار بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئے تھے لیکن نتائج اس کے برعکس نکلے۔ اس جماعت نے بلوچستان سے صوبائی الیکشن میں اپنے بارہ امیدوار نامزد کئے تھے۔ قومی اتحاد نے پہلے ہی بلوچستان سے قومی اور صوبائی اسمبلی کے لئے اپنے امیدوار نامزد نہیں کئے تھے۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے لئے فیصلہ کن موڑ

۸ اور ۹ر مارچ کے دن پیپلز پارٹی کے لئے بڑی آزمائش کے دن تھے۔ حالات کا صحیح تجزیہ کرنے کے لئے، معاملات کو سمجھنے اور جرات مندانہ فیصلہ کرنے یا پھر حقائق کو یکسر فراموش کر کے اپنی ضد پر قائم رہنے کے دو ہی راستے اس کے سامنے تھے۔ وقت بہت تھوڑا تھا کیونکہ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا دن ۱۰ر مارچ۔ ایک بے لاگ کسوٹی کے طور پر پہنچنے ہی والا تھا جبکہ عوام کا رویہ پھر یہ ثابت کر دیتا کہ وہ کس کے ساتھ ہیں کس کا مؤقف درست ہے اور کون غلط ہے؟

لیکن اس نازک اور اہم موقع پر پیپلز پارٹی نے دوبارہ ایک غلط مؤقف اختیار کیا۔ مسٹر بھٹو نے راولپنڈی میں ایک پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ۸ر مارچ کو اپنا یہ فیصلہ سنا دیا کہ

www.bhutto.org

صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات اپنے مقررہ وقت پر ہوں گے۔ انہوں نے قومی اسمبلی کے انتخابات میں دھاندلی کرانے کے الزام کو قطعی طور پر غلط اور بے بنیاد قرار دیا۔ ساتھ ہی اپوزیشن کو یہ دھمکی بھی دے ڈالی کہ ان کی حکومت بدامنی پھیلانے والے عناصر سے نمٹنے کی پوری اہلیت رکھتی ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا کہ دھاندلی کا الزام جھوٹ ہے اور انتخابات بالکل منصفانہ ہوئے ہیں۔ اسی طرح کا بیان مسٹر جتوئی نے بھی جاری کیا۔ الیکشن کو درست قرار دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان کی حکومت بدامنی کی ہر کوشش کو سختی سے کچل دے گی۔ ملک کی تمام اپوزیشن پارٹیاں صوبائی الیکشن کے بائیکاٹ کا اعلان کر چکی تھیں، لیکن پیپلز پارٹی کے کسی راہنما نے اپوزیشن سے گفت و شنید کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اس کے برعکس اب بھی انتخابات کو منصفانہ قرار دینے اور اپوزیشن کو سختی سے کچل دینے کی اپنی اہلیت جتانے ہی پر پورا زور صرف ہوتا رہا۔

صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات

قومی اتحاد کی اپیل کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ صرف قومی اتحاد کے امیدواروں ہی نے نہیں بلکہ پوری قوم نے متحد ہو کر ان انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ پولنگ بوتھ خالی پڑے تھے۔ پیپلز پارٹی کی تمام کوششوں اور فوج طلب کر لینے کے باوجود ووٹر اپنے گھروں سے نکلے ہی نہیں۔ پیپلز پارٹی نے معقولیت کی راہ اختیار کرنے کے بجائے قومی اتحاد کے بعض امیدواروں کو یہ یقین دلا کر توڑنے کی کوشش کی کہ اگر وہ الیکشن میں حصہ لیں تو ان کو کامیاب قرار دے دیا جائے گا لیکن وہ کسی ایک شخص کو بھی توڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

مجموعی ۶۰ ۲ نشستوں میں سے دس بیس کو چھوڑ کر سب کی سب پیپلز پارٹی نے بلا انتخاب جیت لیں۔ اس سے قبل اس کے ساٹھ امیدوار پہلے ہی بلا مقابلہ کامیاب قرار دیئے جا چکے تھے۔ صوبہ سندھ میں اس نے سو فیصد کامیابی حاصل کی۔ پیپلز پارٹی نے بدلے ہوئے حالات کا اندازہ لگانے میں شدید غلطی کی۔ اس کا اندازہ تھا کہ گذشتہ برسوں کی طرح اب بھی طاقت کے استعمال سے اس اٹھتی ہوئی تحریک کو دبایا جا سکتا ہے لیکن اب حالات بالکل بدل چکے تھے۔ حکومت پر قبضہ جمائے رکھنے کے باوجود بہت جلد اسے اپنی بے بسی کا احساس ہونا شروع ہو گیا۔ اس کے باوجود معاملات سے نبرد آزما ہونے کے طریقے میں کسی بہتر تبدیلی کے بجائے اس نے مصنوعی اور نمائشی طریق کار ہی کو اپنائے رکھا۔

جمعہ ۱۱ مارچ...... پہلی ہڑتال

قومی اتحاد نے ۱۱ مارچ کو ملک گیر ہڑتال کی اپیل کی تھی۔ پوری انتظامیہ، سرکاری مشینری اور پیپلز پارٹی نے اس ہڑتال کو ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالی لیکن اس کے باوجود پورے ملک میں قومی

www.bhutto.org

اتحاد کی توقعات سے بڑھ کر ہڑتال کامیاب ہوئی۔ حکومت نے ہر جگہ تشدد سے کام لیا۔ صرف کراچی میں اس روز قومی اتحاد کے دو سو سے زائد کارکنان گرفتار کیے گئے۔ پشاور' لاہور' راولپنڈی' ملتان' حیدر آباد اور دوسرے شہروں میں پولیس نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی پر لاٹھی چارج کیا' آنسو گیس کے گولے پھینکے اور ہر جگہ قومی اتحاد کے راہنماؤں اور کارکنوں کو بڑی تعداد میں گرفتار کیا گیا۔ ان کے گھروں پر چھاپے مارے گئے تاکہ لوگوں میں خوف وہراس پیدا ہو۔ حیدر آباد میں قومی اتحاد کے تین سو کارکن زخمی اور ۹ جاں بحق ہوئے جبکہ پچاس سے زائد گرفتار کیے گئے۔ نواب شاہ میں ۳۳ افراد زخمی' ایک ہلاک اور ۲۸ کارکن گرفتار ہوئے۔ اسی طرح سانگھڑ' سکھر' جیکب آباد اور خیرپور میں وسیع پیمانے پر گرفتاریاں کی گئیں۔ یہ حال اس صوبہ کا تھا جہاں اعلان کے مطابق پیپلز پارٹی نے صوبائی الیکشن میں بزعم خود سو فیصد کامیابی حاصل کی تھی۔

قومی اتحاد نے اپنے لاہور میں منعقد ہونے والے ۱۲ مارچ کے اجلاس میں طے کیا کہ پیر ۱۴ مارچ سے ملک بھر میں بھرپور جدوجہد شروع کی جائے جو مطالبات تسلیم ہونے تک جاری رہے۔ اس اجلاس میں طے کیا گیا کہ تمام شہروں میں اس دن پرامن احتجاجی جلوس نکالے جائیں۔ پشاور کے جلوس کی قیادت مولانا مفتی محمود کریں' راولپنڈی کے جلوس کی قیادت ایئر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان' لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں بیگم نسیم ولی' کراچی میں سردار شیرباز مزاری' غفور احمد اور شاہ فرید الحق اور حیدر آباد میں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی ان جلوسوں کی قیادت کریں۔ قومی اتحاد کا مطالبہ تھا کہ

☆ .....وزیر اعظم بھٹو مستعفی ہوں۔
☆ .....الیکشن کمیشن مستعفی ہو اور اس کی تشکیل نو کی جائے اور
☆ .....فوج اور عدلیہ کی نگرانی میں از سر نو انتخابات کرائے جائیں۔

اب تک پیپلز پارٹی کی جانب سے پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا اس پوری مہم میں پنجاب خاموش ہے لیکن ۱۴ مارچ کے مظاہروں نے ان کی اس خوش فہمی کو بھی ختم کر دیا۔

لاہور میں اتحاد کا پہلا جلوس

قومی اتحاد کے چوٹی کے چھ رہنماؤں کی قیادت میں ایک جلوس پروگرام کے مطابق پیر ۱۴ مارچ کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جب مسجد نیلا گنبد سے نکلا تو ہزارہا افراد نے اس کا والہانہ استقبال کیا۔ جلوس کے شرکاء پرامن تھے اور کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے۔ پولیس کی جانب سے اس موقع پر کوئی مزاحمت نہیں کی گئی۔ لاہور میں یہ پہلا اتنا بڑا پبلک مظاہرہ تھا۔ ایک اندازہ کے مطابق اس جلوس میں تقریباً ایک لاکھ افراد نے شرکت کی۔ اس طرح دوسرے قائدین کی قیادت میں دوسرے بڑے شہروں میں نکلنے

www.bhutto.org

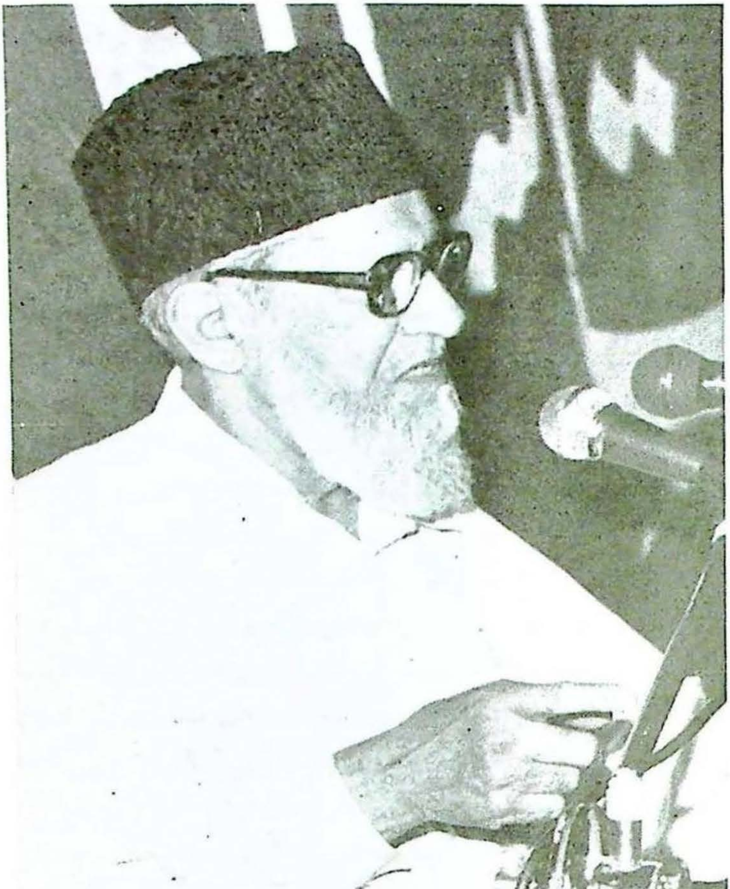

میاں طفیل محمد۔ (جماعت اسلامی)

www.bhutto.org

والے جلوسوں میں بھی عوام نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی۔

ان شہروں کے علاوہ احتجاجی جلوس لائل پور (موجودہ فیصل آباد) بہاولپور' ملتان' گوجرانوالہ' خانیوال' ساہیوال' سیالکوٹ' ڈیرہ اسماعیل خاں' منگورہ' مردان' مالاکنڈ' بنوں' کوئٹہ' تھرپارکر اور سکھر وغیرہ شہروں میں بھی نکلے۔ ان جلوسوں پر بیدردی کے ساتھ لاٹھی چارج کیا گیا' آنسو گیس استعمال کی گئی اور بڑے پیمانے پر گرفتاریاں عمل میں آئیں۔

کراچی میں احتجاجی مہم کا آغاز

طے شدہ پروگرام کے مطابق ہم لوگ ۱۴ مارچ کو دوپہر کے وقت سردار شیرباز مزاری کی رہائش گاہ پر جمع ہوئے۔ پروگرام کے مطابق ہمیں ایک جلوس کی شکل میں ایمپرس مارکیٹ سے قائداعظمؒ کے مزار تک جانا تھا۔ قومی اتحاد نے اپیل کی تھی کہ عوام ایمپرس مارکیٹ میں جمع ہوں تاکہ دو بجے یہ جلوس اپنی منزل کی طرف روانہ ہو سکے۔ یہ ایک پرامن احتجاجی جلوس ہو گا۔ پروگرام کے مطابق سردار مزاری صاحب' شاہ فریدالحق' اتحاد کے دیگر رہنما اور میں گاڑیوں میں سوار ہو کر ایمپرس مارکیٹ کی جانب روانہ ہوئے۔ شہر میں حالات بالکل پرسکون تھے لیکن جیسے ہی ہم لوگ ایمپرس مارکیٹ کے قریب پہنچے' پولیس نے بلاجواز وبلاضرورت اندھادھند آنسو گیس کا استعمال شروع کر دیا۔ دکانیں کھلی تھیں' خریدوفروخت جاری تھی کہ اچانک بھگدڑ مچ گئی۔ہم لوگ گاڑیوں سے اترے لیکن ہر طرف آنسو گیس ہی آنسو گیس تھی۔ ہماری آنکھیں سوج گئیں' کچھ لوگوں نے میرے گرد ایک دائرہ بنالیا اور مجھے کسی نہ کسی طرح بوہری بازار کی ایک گلی میں دوسری منزل کی ایک چھوٹی سی ٹیلرنگ شاپ میں لے گئے۔ بھیگا ہوا کپڑا آنکھوں پر رکھا۔ نیچے پورے علاقے میں پولیس کی حماقت یا کسی سوچی سمجھی سازش کے باعث قومی اتحاد کے کسی فیصلے یا کوشش کے بغیر کراچی میں ایک زبردست عوامی احتجاج کی ابتداء ہو گئی۔ پولیس اور عوام کے درمیان آنکھ مچولی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔ میں تقریباً نصف شب کے قریب گھر واپس پہنچ سکا۔ اس وقت تک مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ سردار صاحب' شاہ صاحب اور دیگر ساتھیوں پر کیا بیتی۔ اگر پولیس اس طرح مزاحمت نہ کرتی تو ایک جلوس ایمپرس مارکیٹ سے شروع ہو کر اپنی منزل پر اختتام پذیر ہو جاتا لیکن پولیس کے تشدد نے کراچی میں احتجاج کی بنیاد رکھ دی اور عوام سیکھ گئے کہ وہ پولیس سے کس طرح نبرد آزما ہو سکتے ہیں۔ اس دن کراچی میں کثیر تعداد میں لوگ گرفتار کئے گئے لیکن یہ تمام چیزیں عوام کے حوصلوں کو مزید مہمیز دے رہی تھیں۔

حکومت اب بھی اپنے سابقہ طریقہ کار کے مطابق ہی اس ملک گیر احتجاج کو بزور دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔ حقائق سے ناواقف مفاد پرست ٹولہ بیان بازی میں مصروف تھا لیکن ایک طرف آزادی کی نوید

سنائی جارہی تھی دوسری جانب روزنامہ صداقت کراچی کو دو ماہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

مسٹر بھٹو کا ٹی وی اور ریڈیو پر قوم سے خطاب

۱۰ر مارچ کو صوبائی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ' ۱۱ر مارچ کی ملک گیر ہڑتال اور پورے ملک میں شروع ہونے والے احتجاجی مظاہرے ایسے واقعات تھے جنہیں نظرانداز کرنا اور جھٹلانا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ جب ۹ر مارچ کو اتحاد نے صوبائی الیکشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تو اسے حقارت کی نظر سے دیکھا گیا۔ مسٹر بھٹو نے قومی اسمبلی کے انتخابات کو بالکل منصفانہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ انہیں اس کی پروا نہیں کہ اپوزیشن اسمبلی میں آتی ہے یا مستعفی ہو جاتی ہے۔ اس وقت ان کا خیال تھا کہ زبردست فتح حاصل کرنے کے بعد وہ اب اس پوزیشن میں ہیں کہ اتحاد کی ہڑتال کی اپیل کو ناکام بنا دیں لیکن جب واقعات نے ان کی توقعات کے بالکل برعکس رخ اختیار کیا تو وہ اس بات پر مجبور ہوئے کہ ہفتہ ۱۲ر مارچ کو قوم سے خطاب کریں۔ اس تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے خطاب میں یہی باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ انتخابات میں دھاندلی اور بے قاعدگی کا الزام غلط ہے۔ اپوزیشن کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور اس کے بعد اپوزیشن کو بات چیت کرنے کی دعوت بھی دے دی گئی۔

مفتی محمود کے نام مسٹر بھٹو کا پہلا خط

اس تقریر کے اگلے دن ۱۳ر مارچ کو مسٹر بھٹو نے مفتی صاحب کو ایک خط تحریر کیا۔ جس میں اپنی ٹیلیویژن اور ریڈیو کی تقریر میں گفت و شنید کی دعوت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اب وہ ان کی جانب سے ردِ عمل کے منتظر ہیں اور اس توقع کا اظہار کیا کہ ملک کے وسیع تر مفاد میں مفتی صاحب کا جواب مثبت ہوگا۔ اپنی جانب سے انہوں نے یقین دلایا کہ یہ بات چیت خلوص کے ساتھ کی جائے گی۔ ○

مسٹر بھٹو کے خطاب اور اس کے بعد ۱۳ر مارچ کے خط کی خوب خوب تشہیر کی گئی ہر جانب سے بیانات کا تانتا بندھ گیا کہ اتحاد اس فراخ دلانہ پیشکش کو قبول کر کے بات چیت کا آغاز کرے اور ملک کو تباہی سے بچائے۔ ہمیں پیپلز پارٹی کے طرز عمل کا طویل تجربہ تھا۔ پیپلز پارٹی اصل معاملہ کو مبہم رکھ کر بات چیت کے گورکھ دھندے کے ذریعے حالات کو پرسکون بنانے کے بعد اپوزیشن کو پسپا کرنا چاہتی تھی تاکہ مرکز اور صوبوں میں جعلی اسمبلیوں کے ذریعے جن میں اس نے تقریباً ۱۰۰ فیصد کامیابی حاصل کر لی تھی پوری قوم کو بے بس بنا کر جو چاہے کر سکے۔ اپنے ۱۳ر مارچ کے پہلے خط ہی میں انہوں نے مفتی صاحب

○ ..... بھٹو کا خط بنام مولانا مفتی محمود۔ انگریزی کے صفحہ نمبر 5 پر دیکھئے

www.bhutto.org

کو صدر پاکستان قومی اتحاد لکھنے سے اجتناب کیا۔ اس خط میں حالیہ الیکشن اور ان میں کی جانے والی دھاندلیوں کا کوئی تذکرہ بھی نہ تھا۔ علاوہ ازیں یہ خط انہوں نے بطور وزیر اعظم پاکستان تحریر کیا تھا۔

مفتی محمود صاحب کو یہ خط پشاور میں ۱۴ر مارچ کو ۲ بجے شب ملا۔ قومی اتحاد میں شامل جماعتوں کے سربراہوں کے اجلاس میں مسٹر بھٹو کے خطاب پر تفصیل سے غور کیا گیا۔ اس اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ کوئی بے مقصد اور لاحاصل بات چیت شروع نہ کی جائے۔ اور اس بات پر اصرار کیا جائے کہ کوئی باہمی گفتگو شروع ہونے سے قبل اس کا موضوع واضح طور پر متعین ہو۔ لٰہذا مفتی صاحب نے ۱۴ر مارچ کو اتحاد کے اس فیصلے سے بھٹو صاحب کو مطلع کر دیا۔ ○

یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مفتی صاحب نے یہ خط صدر پاکستان قومی اتحاد کی حیثیت سے مسٹر بھٹو کو بطور چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی تحریر کیا۔

مفتی صاحب کا یہ جواب پشاور میں ۱۴ر مارچ کو سہ پہر پون بجے بھٹو صاحب کو روانہ کرنے کے لئے گورنر ہاؤس میں دیا گیا۔ اگلے ہی دن بھٹو صاحب نے پھر اس کا جواب مفتی صاحب کو روانہ کر دیا۔ اپنے اس دوسرے خط میں انہوں نے تحریر فرمایا کہ مفتی صاحب کو اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے بات چیت کی جو دعوت دی گئی ہے' وہ بالکل واضح ہے۔ مسٹر بھٹو نے اس خط میں وضاحت کی کہ دستور پاکستان کی حدود کے اندر رہتے ہوئے وہ تمام شکایات کو سننے اور ان کے قانونی ازالے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے مزید تحریر کیا کہ دستور پاکستان کے استحکام کا ضامن ہے اس لئے دستوری حدود سے تجاوز سنگین نتائج کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔

اس جواب نے ہمارے شبہات کو درست ثابت کر دیا۔ ان دنوں حکومت کی جانب سے دستوری ماہرین اور بالخصوص مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ یہ ثابت کر رہے تھے کہ اپوزیشن کے مطالبات دستور پاکستان کے منافی ہیں اور یہ کہ قومی اتحاد کے رہنما آئینی تقاضوں سے بے خبر ہیں۔ ہڑتال کے ذریعے وہ آئین اور جمہوری اداروں کو نقصان پہنچا کر ملک کو کمزور کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔ مسٹر پیرزادہ کا موقف تھا کہ پاکستانی عوام نے مسٹر بھٹو اور ان کی پارٹی کو آئین میں مقرر کردہ جمہوری طریقے سے بھاری اکثریت سے کامیاب بنایا ہے اور آئین کی رو سے قومی اسمبلی کے نتائج منسوخ کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

مسٹر بھٹو نے اپنا دوسرا ۱۵ر مارچ کا خط مفتی صاحب کو بطور صدر پاکستان قومی اتحاد تحریر کیا۔ ○

مسٹر بھٹو اپوزیشن کو بات چیت کی کھلی دعوت دے رہے تھے لیکن ساتھ ہی پس پردہ سازشیں بھی جاری تھیں۔ ان ہی دنوں مسٹر بھٹو اور مسٹر رفیق باجوہ سیکرٹری جنرل پاکستان قومی اتحاد کی ایک خفیہ ملاقات

○..... مولانا مفتی محمود کا خط بنام مسٹر بھٹو۔ انگریزی کے صفحہ نمبر 6 پر دیکھئے

○..... مسٹر بھٹو کا خط بنام مولانا مفتی محمود انگریزی کے صفحہ نمبر 7 پر دیکھئے

www.bhutto.org

کا اہتمام کیا گیا۔ پہلے پہلے مسٹر باجوہ نے کسی ایسی ملاقات سے انکار کیا۔ بعد میں انہوں نے کہا کہ یہ ملاقات انہوں نے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے نہیں بلکہ جمعیت علمائے پاکستان کے نائب صدر کی حیثیت سے کی تھی۔ یہ معاملہ قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کے اجلاس ۱۵ ر مارچ میں زیر غور آیا۔ اس اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا کہ مسٹر باجوہ نے مسٹر بھٹو کے ساتھ حالیہ ملاقات کر کے اتحاد کے طے شدہ اصولوں کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس لئے ان سے کہا جائے کہ وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں۔ مسٹر باجوہ نے ۱۵ ر مارچ کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ ○

۱۶ ر مارچ کے اجلاس میں قومی اتحاد نے مجھے اپنا سیکرٹری جنرل منتخب کر لیا۔

چیف الیکشن کمشنر

احتجاج کی اس زبردست مہم کا چیف الیکشن کمشنر نے بھی نوٹس لیا وہ جانتے تھے کہ الیکشن میں زبردست بدعنوانیوں کا ارتکاب عمل میں آیا ہے۔ ۱۰ ر مارچ کو انہوں نے اسلام آباد میں کہا کہ منصفانہ انتخابات کا انحصار ووٹروں اور عملہ کے ضمیر پر ہے۔ اگر ان دونوں فریقوں کے ضمیر ناکام ہو جائیں تو انہوں نے اعتراف کیا کہ اس کے تدارک کے لئے ان کے پاس کافی اختیارات نہیں ہیں۔ قومی اتحاد شروع ہی سے انہیں مشورہ دے رہا تھا کہ وہ صدر پاکستان سے اپنے لئے مزید اختیارات طلب کریں۔ اب یہ دکھانے کے لئے اگر کسی حلقہ انتخاب میں کی جانے والی دھاندلی ان کے علم میں آتی ہے یا کوئی شکایت انہیں موصول ہوتی ہے تو الیکشن کمیشن فوری کارروائی کرے گا۔ ۱۵ ر مارچ کو کمیشن نے ۲۴ انتخابی حلقوں کے ریکارڈ از خود طلب کر لئے۔ پانچ وفاقی وزراء اور دو صوبائی وزراء کے خلاف شکایات کی سماعت شروع کی گئی۔ ۱۶ ر مارچ کو چیف الیکشن کمشنر کی ہدایت پر قومی اسمبلی کی نشست حلقہ ۷۵ سرگودھا نمبر ۵ کے آٹھ پریذائیڈنگ افسران کے خلاف فوجداری مقدمات درج کئے گئے۔ اس سے بڑھ کر وزیر اعظم کی تجویز پر ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے الیکشن کمیشن کو اختیار دیا گیا کہ وہ کسی بھی حلقہ انتخاب میں زیادتیوں کی سرسری تحقیقات کرانے اور جائز ثبوت کے ساتھ سنگین نوعیت کی بدعنوانیوں کا پتہ لگنے کی صورت میں انتخاب کالعدم قرار دے سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حکومت کی جانب سے یقین دہانی کرائی گئی کہ جن افراد نے انتخابات میں قانون شکنی کی ہے، ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

ان تمام اقدامات اور یقین دہانیوں کا مقصد یہ تھا کہ قومی اسمبلی کے الیکشن میں اگر کہیں کوئی بدعنوانی ہوئی ہے تو وہ کسی کا انفرادی فعل ہے اور اس کے خلاف کارروائی بھی ہو سکتی ہے اور الیکشن کمیشن ایسے شخص کے انتخاب کو کالعدم بھی قرار دے سکتا ہے۔ وہ یہ تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھے کہ یہ بدعنوانی

○ ..... مسٹر رفیق باجوہ کا استعفیٰ انگریزی کے صفحہ نمبر 9 پر دیکھئے

www.bhutto.org

انفرادی نہیں بلکہ ملک گیر اور ہمہ گیر تھی۔ جس نے پورے الیکشن کو محض ایک فریب بنا دیا تھا اور ملک وملت کا مفاد اس میں تھا کہ یہ انتخاب از سر نو کرائے جائیں۔

حکومت قومی احتجاج کو دبانے کے لئے درج ذیل اقدامات کر رہی تھی۔

اول۔ یہ ظاہر کرنا کہ وہ پورے خلوص اور کھلے دل کے ساتھ اپوزیشن سے بات چیت کرنا چاہتی ہے۔گو اس کے نزدیک از سر نو انتخاب کا مطالبہ غیر آئینی ہونے کے باعث زیر گفتگو نہیں آسکتا تھا۔

دوئم۔ احتجاج کو پوری سختی سے کچل دینا۔

سوئم۔ ایسے اقدامات جن سے عوام کو یقین دلایا جاسکے کہ اگر کسی حلقہ انتخاب میں دھاندلی ہوئی ہے تو مجرموں کو سزا ملے گی اور ایسا انتخاب کالعدم قرار دے دیا جائے گا۔

چہارم۔ ان انتخابات کو جلد از جلد ایسا امر واقعہ بنا دینا کہ کوئی چیلنج نہ کر سکے۔

قومی اسمبلی کا اجلاس

ابھی الیکشن کمیشن نے قومی اسمبلی کے انتخابات کے نتائج کا اعلان بھی نہیں کیا تھا کہ صدر مملکت نے ۱۷ ر مارچ کے ایک سرکاری اعلامیہ کے مطابق ۲۶ ر مارچ کو صبح ۱۰ بجے قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا۔ جس میں نو منتخب ممبران کو حلف اٹھانا تھا۔ پیپلز پارٹی کا یہ فیصلہ انتہائی غیر دانشمندانہ تھا۔ تین چار دن میں پورا ملک سراپا احتجاج بن چکا تھا۔ ملک کے کروڑوں باشندوں نے انتخابات میں دھاندلیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ مسٹر بھٹو کا اس کے باوجود اصرار تھا کہ الیکشن منصفانہ ہوئے ہیں۔ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ عوامی اضطراب کی اس لہر پر جلد قابو حاصل کر سکیں گے لیکن تشدد کے نتیجے میں یہ احتجاج مزید پھیلتا گیا۔ ملک کے معروف قانونی ماہرین' ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج' بار کونسلیں' مزدور انجمنیں' تاجر' صنعتکار' چھوٹے بڑے دکاندار سب از سر نو انتخابات کا مطالبہ کر رہے تھے۔ مسٹر بھٹو مجبور ہوئے کہ آہستہ آہستہ اپنے موقف میں تبدیلی کریں بعد میں عوام کے تیور دیکھ کر الیکشن کمیشن اور مسٹر بھٹو کو اقرار کرنا پڑا کہ انفرادی طور پر کہیں کہیں بدعنوانیوں کا ارتکاب ہوا ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ ان کے بعض وزیر الیکشن کے دن خود بندوقیں لئے گھومتے رہے اور وہ ظاہر کر رہے تھے کہ ایسی بے قاعدگیوں کی اصلاح کی جاسکتی ہے لیکن اگر وہ اس وقت حقیقت پسندی اور دور بینی سے کام لیتے تو ان جیسے تجربہ کار سیاسی رہنما کے لئے یہ اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہ ہوتا کہ ان جیسی ساری تدابیر بالکل لاحاصل تھیں اور ان کے لئے بھی زیادہ مناسب یہی تھا کہ قومی مطالبہ کو بلا تاخیر مان لیا جاتا۔

مسٹر بھٹو کا پندرہ مارچ کا خط ۱۶ ر مارچ کو لاہور میں سہ پہر کے وقت ملا جبکہ قومی اتحاد کی جنرل کونسل

www.bhutto.org

کا اجلاس جاری تھا۔ اسی اجلاس میں اس خط پر غور ہوا اور اتحاد کے فیصلوں کے مطابق ۱۷ مارچ کو اس کا ایک تفصیلی جواب تحریر کر دیا گیا۔ اسی خط میں ایک مرتبہ پھر حالات کا جائزہ پیش کیا گیا اور مشورہ دیا گیا کہ وہ قوم کے وسیع تر مفاد میں صحیح فیصلہ کریں۔ اس جواب میں بیان کی ہوئی اہم باتیں درج ذیل ہیں۔

☆..... قومی اسمبلی کے انتخابات میں ایک پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت پورے ملک میں کی جانے والی دھاندلیوں اور بے قاعدگیوں نے اس پورے الیکشن کو ایک فریب میں تبدیل کر دیا لیکن مسٹر بھٹو اس بارے میں اپنی پوزیشن صاف صاف بیان کرنے سے دانستہ طور پر گریز کر رہے ہیں۔

☆..... قومی اتحاد ۷ مارچ کو ہونے والے انتخابات کے ان نتائج کو جن کا اعلان سرکاری افسران اور ذرائع ابلاغ نے کیا تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے کیونکہ اس الیکشن میں انتظامیہ کی مدد سے قومی فیصلوں کو تبدیل اور پامال کیا گیا ہے۔

☆..... ۱۰ مارچ کو قومی اتحاد کی اپیل پر پورے ملک میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا بھرپور بائیکاٹ کیا گیا۔ پورا ملک اس کا عینی شاہد ہے۔ غیر ملکی اور ملکی صحافی اس کے راوی ہیں لیکن اس کے باوجود انتظامیہ کی ڈھٹائی کا عالم یہ ہے کہ اس کی جانب سے اعلان کیا گیا کہ ان انتخابات میں باسٹھ فیصد ووٹروں نے ووٹ ڈالے۔

☆..... ۱۱ مارچ کی ملک گیر ہڑتال نے بغیر کسی اشتباہ کے یہ ثابت کر دیا کہ پاکستانی قوم کے نزدیک ان انتخابات کی کیا حیثیت ہے۔

☆..... ۱۴ مارچ سے شروع ہونے والا ملک گیر احتجاج یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ عوام ۷ اور ۱۰ مارچ کے انتخابی نتائج کو رد کرتے ہیں۔

☆..... ان وجوہات کی بناء پر قومی اتحاد نے اپنی ۱۲ مارچ کو منظور کی جانے والی قرارداد میں مطالبہ کیا تھا کہ آئین کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے از سر نو منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کرائے جائیں۔

☆..... اتحاد نے اس خط میں واضح کیا کہ مبہم اور غیر واضح مذاکرات کی دعوت کا منشاء اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ ایسی لایعنی گفتگو میں شرکت کر کے قومی اتحاد دستور کی اس صریح خلاف ورزی اور شہریوں کے آزادانہ طور پر رائے دینے کے حق کی پامالی کو سند جواز عطا کر دے۔

☆..... عین اس موقع پر جبکہ مذاکرات کی دعوت دی جا رہی ہے، بے گناہ اور پرامن شہریوں کو اندھا دھند طور پر گرفتار کیا جا رہا ہے۔ انہیں بے دردی کے ساتھ

www.bhutto.org

زدوکوب کیا جارہا ہے۔ جبکہ ان کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ اپنا دستوری اور قانونی حق مانگ رہے ہیں۔
ان حقائق کو بیان کرنے کے بعد آخر میں اس توقع کا اظہار کیا گیا کہ وہ عوام کی خواہشات کے مطابق عمل کریں گے۔ ○

۱۶ر مارچ کے اجلاس میں طے کیا گیا کہ قومی اتحاد کے کامیاب ہونے والے نمائندے قومی اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جائیں اور نیز یہ کہ کوئی امیدوار الیکشن کمیشن کو نظرثانی کی کوئی درخواست پیش نہ کرے۔

پاکستان قومی اتحاد کے ۱۷ر مارچ کے خط کا ردعمل

قومی اتحاد نے ملک کے وسیع تر مفاد میں بروقت اور صحیح مشورہ دیا تھا لیکن بدقسمتی سے اس پر عمل کرنے کے بجائے تشدد کی کارروائیوں میں مزید اضافہ ہوگیا۔ بہت بڑے پیمانے پر گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ۱۸ر مارچ کو مولانا مفتی محمود کو پشاور میں گرفتار کیا گیا لیکن چند گھنٹوں کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ قومی اتحاد میں شامل جماعتوں کے کارکنان اور رہنماؤں کی گرفتاریاں تو پہلے سے جاری تھیں۔ اب اتحاد میں شامل جماعتوں کے تقریباً تمام سربراہان کو گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی' ایئر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان' سردار شیرباز مزاری گرفتار کر لئے گئے۔ ان کے علاوہ اسی دن میاں محمود علی قصوری' میاں خورشید محمود قصوری' زاہد سرفراز' بیگم نسیم ولی' چودھری رحمت الٰہی' مولانا حقانی' محمود اعظم فاروقی' میاں محمد شوکت' مسٹر چھاپرا اور محمد عقیل صدیقی کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ ان گرفتاریوں کا مقصد یہ تھا کہ پورے ملک میں قومی اتحاد کے ہر سطح کے رہنما جیلوں میں ٹھونس دیئے جائیں تاکہ ان کی عدم موجودگی میں تحریک سرد پڑ جائے اور عوام خوف زدہ ہو جائیں۔ ان گرفتاریوں کے ساتھ خبروں کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ۱۹ر مارچ کی دوپہر کو مجھے بھی کراچی میں گرفتار کر لیا گیا۔ میں اسی دن اسلام آباد سے کراچی پہنچا تھا۔ پولیس سے بچتا بچاتا ایئرپورٹ سے سیدھا لیاقت آباد گیا بعد میں آرام باغ میں شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ میں شرکت کے بعد جیسے ہی گھر پہنچا پولیس کو گرفتار کرنے کے لئے منتظر پایا۔

گرفتاریوں پر فوری ردعمل

ایک مرتبہ پھر بھٹو صاحب کے اندازے غلط ثابت ہوئے۔ عوام ان گرفتاریوں پر مشتعل ہوگئے اور اگلے دن ۱۹ر مارچ کو تحریک میں ایک نئی جان پڑ گئی۔ کراچی میں یہ ردعمل اس قدر شدید تھا کہ

○ ...... مولانا مفتی محمود کا خط بنام مسٹر بھٹو انگریزی کے صفحہ نمبر 10 پر دیکھئے

www.bhutto.org

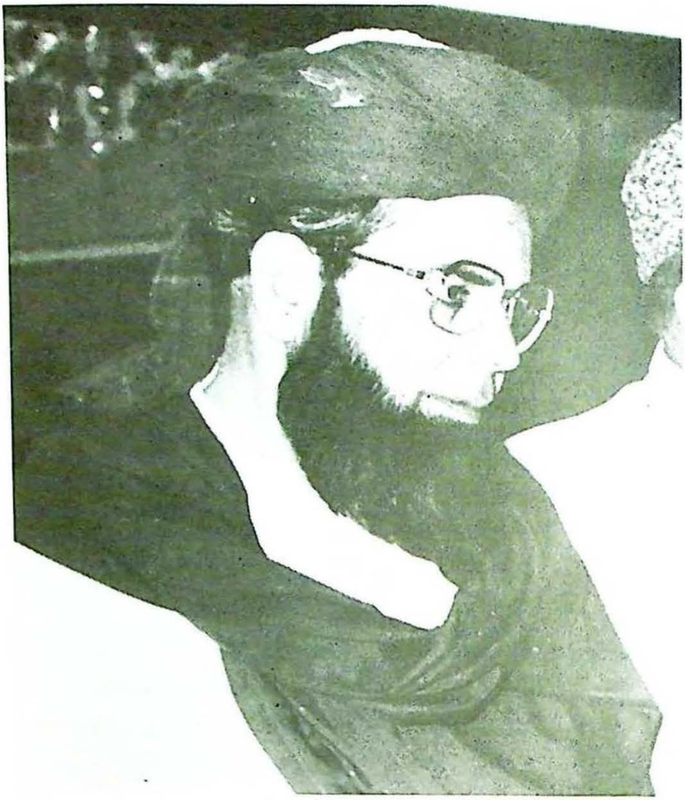

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی۔ (جمعیت علمائے پاکستان)

www.bhutto.org

شہر کے ایک بہت بڑے حصے یعنی لانڈھی‘ کورنگی‘ ماری پور‘ بلدیہ‘ سائٹ‘ شیر شاہ‘ گولی مار‘ پاک کالونی‘ منگھوپیر‘ ناظم آباد‘ اورنگی‘ لیاقت آباد‘ فیڈرل بی ایریا اور نئی کراچی میں کرفیو نافذ کرنا پڑ گیا۔ امن و امان کا کنٹرول فوج کے سپرد کر دیا گیا۔ گھروں سے باہر نکلنا‘ سڑکوں اور گلیوں میں جمع ہونا اور نعرے لگانا ممنوع قرار دیا گیا اور شہریوں کو خبردار کیا گیا کہ کرفیو کی خلاف ورزی پر دیکھتے ہی گولی مار دی جائے گی۔ یہی حال ملک کے دوسرے حصوں کا بھی تھا۔

پیپلز پارٹی اپنے کارکنوں کو مسلح کر رہی تھی۔ لاہور میں فوج نے پیپلز پارٹی کے کارکنان سے اسلحہ برآمد کیا۔

مسٹر بھٹو کا ایک مزید مکتوب

۱۹ مارچ کے اس زبردست احتجاج کے بعد مسٹر بھٹو نے اسی دن پھر ایک خط مفتی صاحب کو روانہ کیا۔ خط کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ ○

○ مسٹر بھٹو نے ایک مرتبہ پھر یقین دہانی کرائی کہ انتخابات سے متعلق جو بھی شکایات ہیں وہ دستور اور قانون کے دائرہ کے اندر ان سے ہر بات کرنے کے لئے آمادہ ہیں

○ انہوں نے وضاحت کی کہ مذاکرات کی یہ دعوت وہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے نہیں دے رہے ہیں کیونکہ الیکشن میں رائے دہندگان نے ان پر پہلے ہی اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔ بلکہ یہ دعوت وہ ملک کے سربراہ کی حیثیت سے دے رہے ہیں تاکہ اگر کوئی جائز شکایات ہوں تو ان کا ازالہ کیا جا سکے۔

○ ۸ مارچ سے قومی اتحاد کی غیر آئینی سرگرمیوں کے باوجود حکومت نے اب تک صبر و تحمل سے کام لیا ہے‘ لیکن اتحاد مسلسل بدامنی اور تشدد کی وارداتوں میں ملوث ہے‘ اس کا یہ رویہ سیاسی استحکام کے منافی ہے۔ اتحاد کے اسی طرز عمل کے باعث اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ملک کے سیاسی اور سماجی ڈھانچے کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

○ اتحاد یہ الزام عائد کرتے وقت کہ دھاندلیوں نے الیکشن کو ایک فریب میں تبدیل کر دیا ہے یہ بات فراموش کر دیتا ہے کہ خود اس کے بہت سے نمائندے بھی الیکشن جیتے ہیں اور خود انہیں بھی بڑی تعداد میں ووٹ ملے ہیں۔ مذاکرات کی یہ

○...... مسٹر بھٹو کا خط بنام مولانا مفتی محمود انگریزی کے صفحہ نمبر 14 پر دیکھئے

www.bhutto.org

دعوت بھی اسی وجہ سے ہے لیکن اتحاد کا طرز عمل حالات کو سدھارنے کی راہ میں حائل ہے۔

○ اتحاد کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ عوام نے الیکشن کے نتائج کو مسترد کر دیا ہے اس کے ثبوت میں جمعہ کی ہڑتال کو کامیابی کی دلیل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جبکہ اس دن تو ویسے بھی کاروباری ادارے بند ہی رہتے ہیں۔

○ یہ بات افسوسناک ہے کہ اتحاد کی جانب سے الیکشن کمیشن کی کارکردگی کو مشتبہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے جبکہ اتحاد کے بہت سے رہنمائے ر مارچ سے قبل ہی یہ اعلان کر چکے تھے کہ اگر وہ الیکشن ہار گئے تو پھر وہ انتخابی نتائج کو قبول کرنے سے انکار کر دیں گے۔ ان کا رویہ یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ ان کے نزدیک جمہوریت اور جمہوری اداروں کی کیا حیثیت ہے۔

○ خط و کتابت میں اتحاد کے قابل اعتراض رویہ کو نظر انداز کرتے ہوئے انتخابی حلقوں میں بدعنوانیوں کی متعین شکایات کی سماعت کے لئے ہائیکورٹ کے مستقل ججوں پر مشتمل الیکشن ٹریبونل قائم کرنے کا معاملہ پہلے ہی سے زیر غور ہے تاکہ جائز شکایات کا فوری ازالہ کیا جاسکے اور میں اسی موضوع پر آپ کو تبادلہ خیال کی دعوت دے رہا ہوں۔

○ حکومت کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرے اس لئے انتشار پھیلانے والے عناصر کو چھوٹ نہیں دی جاسکتی۔ ان فرائض کی ادائیگی میں کئے جانے والے اقدامات کو کسی طرح بھی پر امن شہریوں کی گرفتاری یا ان کے قتل سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ یہ الزام سراسر لغو اور بے بنیاد ہے۔

○ عوام اب تشدد اور بدامنی سے تنگ آچکے ہیں۔ تشدد کے ارتکاب سے وہ مقاصد حاصل نہیں کئے جاسکتے جو مذاکرات کے ذریعہ حاصل ہوسکتے ہیں۔ اس لئے وہ ان کی جانب سے مثبت ردعمل کے منتظر ہیں۔

یہ خط لکھنے کے ساتھ الیکشن میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کے ناموں کے باقاعدہ اعلان کی تیاریاں مکمل ہو رہی تھیں۔ پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی اور خبروں کی اشاعت پر پابندی عائد کرنے کے لئے سنسر شپ کا طریقہ شروع کیا جاچکا تھا تاکہ عوام حقائق سے آشنا نہ ہوسکیں اور صرف حکومت کا نقطہ نظر ہی ان کے سامنے آئے۔

www.bhutto.org

مفتی محمود صاحب کا جواب

مفتی صاحب نے مسٹر بھٹو کے ۱۹ر مارچ کے خط کا ایک مختصر جواب ۲۰ر مارچ کو تحریر کیا جس میں انہوں نے لکھا کہ وہ اس خط کا کوئی جواب قومی اتحاد کے راہنماؤں سے مشورہ کئے بغیر نہیں دے سکتے۔ جن میں سے بیشتر افراد بشمول سیکرٹری جنرل جیلوں میں بند ہیں۔ ان کی فوری رہائی ضروری ہے تاکہ وہ کل ۲۱ر مارچ کو اتحاد کا اجلاس طلب کر سکیں۔ جس میں ۱۹ر مارچ کے خط پر غور کیا جا سکے۔ ○

رہائی کے احکامات

حکومت نے چار افراد کی رہائی کا اعلان کیا تاکہ وہ مفتی صاحب کے طلب کردہ قومی اتحاد کے اجلاس میں شرکت کر سکیں۔ سردار شیرباز خان مزاری' ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان' مولانا شاہ احمد نورانی اور میری رہائی کے احکامات صادر کئے گئے۔ اصغر خان نے کوٹ لکھپت جیل سے رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ ملک محمد قاسم' ملک وزیر علی' مشیر پیش امام اور اشرف خان نے ان سے جیل میں ملاقات کی۔ اصغر خان نے کہا کہ وہ پہلے ہی اپنی رہائی کو ایک مطالبہ پر مشروط کر چکے ہیں۔ اس لئے اس موقف پر قائم رہنا ضروری ہے۔ اپنی نمائندگی کے لئے انہوں نے ملک وزیر علی کو نامزد کیا۔

اس کے ساتھ گرفتاریوں کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ ۲۱ر مارچ کو کراچی سے جنید فاروقی' عابد زبیری اور محمود الحق عثمانی کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان گرفتاریوں اور تشدد کی وارداتوں کے خلاف ۲۱ر مارچ کو کراچی میں ہڑتال کی گئی۔

بھارت کے انتخابات

مارچ کے اسی مہینہ میں بھارت میں بھی الیکشن ہو رہے تھے۔ ان انتخابات میں اندرا کانگریس کو شکست ہوئی اور جنتا پارٹی کو اکثریت حاصل ہو گئی۔ خود بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی اتر پردیش میں اپنے حریف امیدوار راج نرائن سے ۵۵ ہزار ووٹوں سے اور ان کا بیٹا سنجے گاندھی اپنے حریف امیدوار پرتاپ سنگھ سے ۷۵ ہزار ووٹوں سے ہار گئے۔

پاکستان قومی اتحاد کی جنرل کونسل کا اجلاس

مسٹر بھٹو کے تیسرے خط پر غور کرنے کے لئے قومی اتحاد کی جنرل کونسل کا ایک اجلاس لاہور میں ۲۲ر مارچ کو منعقد ہوا۔ مجلس نے طے کیا کہ جو موقف اتحاد نے ۱۲ر مارچ کو اختیار کیا ہے اس میں کوئی

○ ...... مولانا مفتی محمود کا خط بنام مسٹر بھٹو انگریزی کے صفحہ نمبر 19 پر دیکھئے

www.bhutto.org

تبدیلی نہ کی جائے۔ جنرل کونسل نے اپنے ۲۴ ر مارچ کے اجلاس میں جوابی خط کی منظوری دی۔ اس خط میں ایک مرتبہ پھر قومی اتحاد کے موقف کی وضاحت کی گئی۔ یہ خط گو طویل ہے لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

۲۴ ر مارچ...... مسٹر بھٹو کے نام صدر قومی اتحاد کا خط

"آپ کا ۱۹ ر مارچ کا خط مجھے ۲۰ ر مارچ کو سہ پہر میں موصول ہوا۔ میرے رفقاء کی رہائی کے بعد یہ خط قومی اتحاد کی جنرل کونسل کے اجلاس منعقدہ ۲۲ ر مارچ میں زیر غور آیا۔ آپ کے اس خط سے مترشح ہے کہ الیکشن کے بارے میں آپ کے روّیہ میں مزید سختی آ گئی ہے۔ اس ساری خط و کتابت کا منشاء محض یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عوام کو یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ خود آپ تو مذاکرات اور باہمی بات چیت کے ذریعے اس مسئلے کے حل کے خواہاں ہیں جبکہ قومی اتحاد اس راہ میں روڑے اٹکا رہا ہے حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

گفتگو کی دعوت سب سے پہلے آپ نے اپنی ۱۲ ر مارچ کی ایک طویل نشری تقریر میں دی۔ ۹۰ منٹ کی اس تقریر میں حسب عادت قومی اتحاد پر بے بنیاد الزامات عائد کئے گئے اور یہ بات بالکل صاف صاف بتا دی گئی کہ جہاں تک قومی اسمبلی کے انتخابات کا معاملہ ہے وہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ وہ ایک ایسا باب ہے جو بند ہو چکا اور اس موضوع پر کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مذاکرات شروع نہ ہو سکنے کی ذمہ داری پوری کی پوری خود آپ پر عائد ہوتی ہے۔ اتحاد کا مؤقف یہ ہے کہ قومی اسمبلی کے الیکشن دستور اور قانون کے مطابق نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق الیکشن کے نام پر عوام کو فریب دیا گیا۔ اس لئے گفتگو کا اصل موضوع قومی اسمبلی کے انتخابات ہیں جو آپ کے نزدیک ایک طے شدہ معاملہ ہے جسے زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔

آپ نے ۱۳ ر مارچ کے خط میں اپنی نشری تقریر کو مذاکرات کی دعوت سے تعبیر کیا ہے جو درست نہیں۔ کیونکہ اس تقریر میں اتحاد پر بے بنیاد الزامات عائد کرنے کے بعد یہ کہہ کر کہ قومی اسمبلی کے انتخاب کے معاملے کو گفتگو کے لئے دوبارہ کھولا نہیں جا سکتا، آپ نے خود مذاکرات کو ناممکن بنا دیا۔

www.bhutto.org

ان وجوہات کی بناء پر میں نے اپنے ۱۶ر مارچ کے خط میں اس بات کی وضاحت کردی تھی کہ گفتگو کا آغاز صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ اس کا موضوع صاف صاف طور پر متعین ہو جائے۔ اس وقت ہمارا خیال تھا کہ ملک کے وسیع تر مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ اپنے موقف میں تبدیلی کر کے نئے انتخابات کے موضوع پر بات چیت کے لئے تیار ہو جائیں گے لیکن مجھے افسوس ہے کہ ایسا کرنے کے بجائے آپ نے اپنے ۱۵ر مارچ کے خط میں پھر الفاظ کے گورکھ دھندے سے کام لے کر اصل موضوع کو مبہم بنانے کی کوشش جاری رکھی۔ دراصل اس میں آپ نے اپنے سابقہ مؤقف ہی کو پھر دہرایا۔ یہی نہیں بلکہ قومی اتحاد کو مورد الزام ٹھہرایا۔ آپ کا یہ کہنا ہے کہ آپ کسی ایسی تجویز پر بات چیت نہیں کر سکتے جس سے دستور کی خلاف ورزی ہوتی ہو کیونکہ یہ دستور ہی ہے جس سے ملک کو استحکام حاصل ہوتا ہے اور اس کی خلاف ورزی سے ملک کسی بحران سے دوچار ہو جائے گا۔ میں یہاں یہ سوال چھیڑنا نہیں چاہتا کہ خود آپ نے کس حد تک دستور کے احترام کو ملحوظ رکھا ہے اور کہاں تک اپنے کاموں میں دستوری تقاضوں کو پورا کیا ہے لیکن کیا میں آپ سے سوال کر سکتا ہوں کہ ہم نے کب اور کہاں کوئی ایسا مطالبہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے جس سے دستور کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ آپ اس نتیجہ پر کس طرح پہنچے کہ ہمارے مطالبات کو تسلیم کرنا دستور کی خلاف ورزی کے مترادف ہو گا۔ اس خط میں آپ نے دوبارہ جان بوجھ کر موضوع کی وضاحت سے گریز کی راہ اختیار کی اور ایک ایسا رویہ اختیار کیا کہ ہم دباؤ میں آکر خود کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ جو دستوری تقاضوں کے خلاف ہو۔ عوام باخبر ہیں کہ ہماری تمام تر جدوجہد دستور کی بالادستی کے لئے ہے جبکہ آپ نے دستور کی خلاف ورزی کی ہے حالانکہ آپ نے اس کے مطابق کام کرنے اور اس کا تحفظ کرنے کا حلف بھی اٹھایا ہوا ہے۔

آپ کے ۱۵ر مارچ کے خط میں بھی میرے ۱۲ر مارچ کے خط میں اصرار کے باوجود جن موضوعات پر گفتگو مقصود تھی اس کی نشاندہی نہیں کی گئی اس لئے میری جانب سے اس کا مزید کوئی جواب لکھنے کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن پھر بھی میں نے اسے ۱۷ر مارچ کو اتحاد کی جنرل کونسل کے سامنے پیش کر دیا ہم نے اپنے موقف کی

www.bhutto.org

بنا یا گیا۔ منصفانہ انتخابات یہ ثابت کیے دیتے ہیں کہ رائے دہندگان نے بھاری اکثریت سے پیپلز پارٹی کو مسترد کر دیا ہے اور اپنا فیصلہ قومی اتحاد کے حق میں دے دیا ہے لیکن پوری دنیا میں الیکشن میں کی جانے والی دھاندلیوں کو مات کرتے ہوئے اور بد عنوانیوں کے تمام ریکارڈ توڑ کر بد عنوانی کے ذریعہ غیر حقیقی نتائج کا اعلان کیا گیا۔ اسی بناء پر پوری قوم مضطرب ہے' ۱۰ اور ۱۱ مارچ کو ہونے والے واقعات اور اس کے بعد مسلسل عوام کا احتجاج قوم کے جذبات کا مظہر ہیں۔ شاید آپ واحد شخص ہیں جو حالات کا صحیح تجزیہ کرنے سے گریز کر رہے ہیں لیکن یہ خود فریبی حقائق کو تو نہیں جھٹلا سکتی۔
جہاں تک قومی اتحاد کا تعلق ہے میں نے اپنے ۱۷ر مارچ کے خط میں صاف صاف تحریر کر دیا تھا کہ قومی اسمبلی کے نئے انتخابات کرانے کا عوامی مطالبہ درست ہے اور دستور کے مطابق ہے اور اس مطالبہ سے کسی حال میں گریز کی راہ اختیار نہیں کی جا سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اور آپ کی حکومت نے دستور کے تقدس کو پامال کیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ دستوری تقاضوں کے مطابق کام نہیں کئے گئے بلکہ ان کی صریح خلاف ورزی کی جاتی رہی۔ میں آپ سے ایک مرتبہ پھر اپیل کرتا ہوں کہ آزادانہ' منصفانہ اور غیر جانبدارانہ الیکشن کرانے کے قومی مطالبہ کو تسلیم کر لیں۔

اپنے ۱۹ر مارچ کے خط میں اصل موضوع پر گفتگو کرنے پر آمادگی کے اظہار کے بجائے آپ نے پھر الزام تراشی سے کام لیا۔ اپنے ۱۹ر مارچ کے خط کا ہماری جانب سے جواب کا انتظار کئے بغیر آپ نے پوری خط و کتابت اشاعت کے لئے پریس کو جاری کر دی۔ آپ کے اس رویہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس تمام خط و کتابت کا اصل منشاء قومی اتحاد کو مورد الزام ثابت کر کے اس بے پناہ تشدد اور ظلم و ستم کے لئے جواز حاصل کرنا ہے جو آپ کی جانب سے عوام پر کئے جا رہے ہیں۔

آپ نے اپنے ۱۹ر مارچ کے خط میں اصل موضوع کو پھر نظر انداز کیا ہے۔
میں قومی اتحاد کی جانب سے ایک مرتبہ پھر اپنے مؤقف کا اعادہ کرتا ہوں کہ ۷ر مارچ کو قوم کے ساتھ دھوکہ کر کے الیکشن کو محض فریب بنا دیا گیا۔ یہ انتخابات دستوری تقاضوں کے مطابق نہیں ہوئے اس لئے سوائے اس کے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں کہ دستور کے مطابق قومی اسمبلی کے الیکشن از سر نو منعقد کرائے جائیں۔ یہ انتخابات کرانے میں میں کسی طرح بھی دستور کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ معاملہ چند نشستوں کا یا کچھ شکایات کے ازالہ کا نہیں

www.bhutto.org

اپنی تقریروں اور خط و کتابت میں آپ دستور کے ساتھ اپنی وابستگی کے بلند بانگ دعوے تو کرتے ہیں لیکن میں بڑے دکھ سے کہتا ہوں کہ آپ کا عمل آپ کے ان دعوؤں کے خلاف ہے۔ حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آپ کے دور حکومت میں ضمنی انتخابات میں دھاندلی اور غیر قانونی سرگرمیوں کا دور دورہ تھا۔ خود آپ نے متعدد مواقع پر اس کا اعتراف کیا۔ آزاد کشمیر کے بدنام زمانہ الیکشن سے بھی ظاہر ہو گیا تھا کہ خود پاکستان میں اب آپ کس طرح کے الیکشن کرانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔

ان ہی اسباب کی بناء پر اپوزیشن کو پختہ یقین تھا کہ آپ کی حکومت کے زیر نگرانی جو بھی انتخابات ہوں گے وہ منصفانہ ' آزادانہ اور غیر جانبدارانہ نہیں ہو سکتے یہی وجہ تھی کہ اپوزیشن کی جانب سے صحیح انتخابات کی ضمانت کے لئے بار بار جائز مطالبات پیش کئے جاتے رہے لیکن انہیں تسلیم کرنے کے بجائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا اور اپوزیشن پر الزامات عائد کئے جاتے رہے۔

ہم جمہوری عمل میں یقین رکھتے ہیں ہماری خواہش ہے کہ دستور کے مطابق عوام کو اپنی مرضی سے اپنے نمائندے منتخب کرنے کا حق ملے۔ یہی وجہ ہے کہ ۷ رمارچ کے الیکشن میں ہم نے بغیر کسی شرط کے حصہ لیا۔ کیا آپ اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار کر سکتے ہیں کہ گذشتہ پانچ برسوں میں آپ کو اور آپ کی پارٹی کو تو تمام ترمراعات حاصل رہیں جبکہ اپوزیشن کو عوام تک پہنچنے کے حق سے بھی محروم رکھا گیا۔ اپوزیشن کے تمام روزناموں اور جرائد پر پابندی عائد کی گئی۔ آزاد روزناموں اور جرائد پر ایسی پابندیاں عائد کی گئیں جن کی مثال دور غلامی میں بھی نہیں ملتی۔ ریڈیو' ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات حکومت کے حق میں پروپیگنڈہ کرنے اور اپوزیشن کو بدنام کرنے کے لئے وقف تھے۔ متفقہ طور پر منظور کئے جانے والے دستور میں انتہائی ناروا طریقے سے یکطرفہ طور پر تبدیلیاں کی گئیں۔ تاکہ عدلیہ کو غیر مؤثر کیا جا سکے۔ انتظامیہ کے تحت کام کرنے والے ٹربیونل اور خصوصی عدالتوں کا قیام عمل میں آیا۔ عوام کے حقوق اور آزادیوں کو سلب کیا گیا۔ اپوزیشن کے راہنماؤں اور کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ سیاسی قتل اور اغواء روزمرہ کا معمول بن گئے۔

www.bhutto.org

ڈیفنس آف پاکستان رولز کو اپوزیشن کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے استعمال کیا گیا۔ وکلاء، ٹیچرز، طلباء اور کسانوں پر غیرانسانی تشدد روا رکھا گیا۔ پولیس فائرنگ کے ذریعے صنعتی مزدوروں کا قتل عام کیا گیا۔ اپوزیشن سے متعلق افراد کے اہل خانہ حتیٰ کہ خواتین کو بھی جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا۔ سرکاری ملازمین میں عدم تحفظ کا احساس پیدا کیا گیا۔ ہنگامی حالت کے نفاذ کے ذریعہ عوام کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا۔ تقریباً پورا ملک دفعہ ۱۴۴ کے شکنجے میں ہمہ وقت جکڑا رہا۔ بلوچستان کے لوگ گذشتہ چار برسوں سے آپ کی حکومت کی جانب سے مسلط کئے جانے والے خوف وہراس کے عالم میں اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور کردیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہاں کسی الیکشن مہم کا امکان نہ ہونے کے باعث قومی اتحاد اس صوبے میں الیکشن میں حصہ نہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ اسی طرح آپ کی حکومت نے دیر اور سوات کے عوام کو بھی شدید ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔

بہرحال ان تمام چیزوں کے باوجود ہم نے الیکشن میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ الیکشن کے اعلان کے ساتھ آپ نے اس یقین دہانی کا اعادہ کیا کہ الیکشن کو منصفانہ بنانے کے لئے تمام ممکن اقدامات کئے جائیں گے۔

اپنے سابقہ تجربے کی روشنی میں آپ کی زبانی یقین دہانی آزادانہ انتخاب کی ضمانت قرار نہیں دی جا سکتی تھی اس لئے ہم بار بار آپ پر ایسے اقدامات کرنے کی ضرورت پر زور دیتے رہے جو عوام میں اتحاد پیدا کرنے اور بدعنوانیوں اور بے قاعدگیوں کا سدباب کرنے کے لئے ضروری تھے۔ جنوری اور فروری ۱۹۷۷ء میں اپوزیشن نے پوری صراحت کے ساتھ دو تجاویز آپ کے سامنے پیش کیں۔

- پہلی یہ کہ چیف الیکشن کمشنر کو ایسے معقول قانونی اور مالی اختیارات دیئے جائیں جن کی موجودگی میں وہ منصفانہ الیکشن کرانے کی اپنی دستوری ذمہ داری بطریق احسن پوری کر سکیں لیکن یہاں میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ عوامی نمائندگی کے قانون میں اپوزیشن کی جانب سے پیش کی جانے والی تمام ترامیم کو رد کر دیا گیا اور باہمی سمجھوتہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس قانون کو عجلت کے ساتھ منظور کیا گیا۔

- دوسری یہ کہ دستور کی شق ۲۴۵ کے تحت الیکشن کمیشن کو اس بات کا اختیار دیا جائے اور اگر وہ آزادانہ ...کی خاطر افواج پاکستان کو

www.bhutto.org

متعین کرنا ضروری خیال کرے تو صدر پاکستان سے اس کی درخواست کر سکے۔

اب پورے ملک میں بڑے پیمانے پر الیکشن میں دھاندلیوں کے ارتکاب کے بعد آپ فراخدلی کے ساتھ آرڈیننس کے ذریعے چیف الیکشن کمشنر کو مزید اختیارات مرحمت فرمار ہے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ مناسب موقع پر ایسا نہیں کیا گیا کیونکہ اس وقت تو آپ نے الیکشن میں بدعنوانیوں کے ارتکاب کا تہیہ کر لیا تھا۔

اپوزیشن کے نمائندوں کے کاغذات نامزدگی داخل کرنے میں رکاوٹیں ڈالنے اور جو افراد حکمران جماعت کے اہم افراد کے خلاف الیکشن لڑنا چاہتے تھے ان کا اور ان کے نام تجویز کرنے والوں کے اغواء نے آپ کے منصفانہ الیکشن کرانے کے تمام دعوؤں کی قلعی کھول دی۔ وزیر اعظم اور چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کے بلامقابلہ کامیاب قرار دیئے جانے والے اعلانات غیر قانونی تھے۔ اس طرح الیکشن کے بالکل آغاز ہی سے انہیں دھاندلیوں کا مرتکب بنانے کا کام شروع کر دیا گیا

انتخابی مہم کے دوران قومی خزانہ اور سرکاری سہولتیں جیسے ٹرانسپورٹ ' سرکاری ملازمتیں ' قومی ادارے ' ریڈیو ' ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات بے دریغ پیپلز پارٹی کے لئے استعمال ہوتے رہے۔ لاہور ہائیکورٹ کے واضح فیصلے کے بعد بھی ریڈیو اور ٹی وی پیپلز پارٹی کے ترجمان ہی کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ پرائم منسٹر ہاؤس عملاً پیپلز پارٹی کے انتخابی دفتر کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ پیپلز پارٹی کے گشتی مراسلوں کو بھیجنے کے لئے بھی سروس اسٹیمپ استعمال کئے جارہے تھے۔ ان سب کے خلاف ہمارے احتجاج پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ کیا میں آپ کو یاد دلاؤں کہ آپ کا یہ رویہ اس حلف کے صریحاً منافی تھا جو آپ نے اپنے عہدے پر قائم ہوتے وقت اٹھایا تھا۔

الیکشن کی تاریخوں کے اعلان کے بعد بھی اپنے من مانے نتائج حاصل کرنے کی خاطر سرکاری ملازمین کی ایک بڑی تعداد کے تبادلے کئے گئے۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار کھلے عام دعویٰ کر رہے تھے کہ عوام ووٹ خواہ کسی کو دیں بہرحال فتح ان ہی کی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے امیدوار الیکشن مہم میں کچھ زیادہ سرگرم نہیں دکھائی دیتے تھے۔ آپ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اپنے جلسے اور جلوسوں میں حاضری دکھانے کے لئے خود آپ نے کیا طریقے اختیار کئے تھے۔ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے قوم بھی ان طریقوں سے باخبر ہے۔

www.bhutto.org

الیکشن کے اعلان کے وقت بہت سے اپوزیشن لیڈر جیلوں میں تھے اور بہت سے دوسروں کو عین الیکشن کے دوران گرفتار کیا گیا۔ ریڈیو اور ٹی وی مسلسل اپوزیشن کی کردار کشی میں مصروف تھے اور اس زہرافشانی اور دروغ گوئی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔

آپ کیسے ہی حسین الفاظ کے جامہ میں اس بات کو چھپانے کی کوشش کریں لیکن بہرحال یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ ملک گیر انتخابی بدعنوانیوں' بے قاعدگیوں اور آزادانہ طور پر سرزد کی جانے والی قانونی خلاف ورزیوں نے ۷ر مارچ کو قومی اسمبلی کے الیکشن کو ایک فریب میں تبدیل کر دیا۔ الیکشن کمیشن کے تینوں ممبران نے ۱۲ر مارچ کی ایک پریس کانفرنس میں اعتراف کیا کہ الیکشن کے بارے میں بدعنوانیوں اور غیر قانونی حرکات سے متعلق جو شکایات پورے ملک سے انہیں ۷ر مارچ کو موصول ہوئیں ان کا انبار لگ گیا۔ اس کے علاوہ چیف الیکشن کمشنر نے اپنے ۱۹ر مارچ کے مکتوب میں آپ کو آگاہ کیا کہ انہیں پورے ملک سے بہت بڑی تعداد میں الیکشن میں کی جانے والی قانون کی صریح خلاف ورزیوں' شدید بدعنوانیوں اور انتخابی نتائج کو تبدیل کرنے کی شکایات ملی ہیں۔ اپنی نشری تقریر میں آپ نے خود بھی اپنی پارٹی کے کارکنان اور بعض وزیروں کے الیکشن کے دوران بدعنوانیوں میں ملوث ہونے کا تذکرہ کیا۔ الیکشن کمیشن کا خود اپنے طور پر بعض انتخابی حلقوں کا ریکارڈ طلب کرنا بھی ان بدعنوانیوں کی تصدیق کرتا ہے۔ الیکشن کمیشن نے آخر کار یہ اعتراف کر ہی لیا کہ وہ انتخابی بدعنوانیوں اور بے قاعدگیوں کا سدباب کرنے میں بے بس تھا اس کے علاوہ کروڑوں افراد بھی ان تمام بدعنوانیوں کے عینی شاہد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج پوری قوم کامل یکجہتی کے ساتھ احتجاج کر رہی ہے۔

پاکستانی عوام کا یہ ناقابل تنسیخ حق ہے کہ وہ اپنی آزاد مرضی سے اپنے نمائندوں کا انتخاب کریں۔ ۷ر مارچ کو آپ اور آپ کے رفقاء نے اپنی پوزیشن کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اور دستور اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انتظامیہ اور پولیس کو مجبور کیا کہ وہ آپ کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے اور آپ کے ذاتی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے انتخابی بدعنوانیوں کے ارتکاب میں تعاون کرے۔ یہ بدعنوانیاں اتنے بڑے پیمانے پر کی گئیں کہ الیکشن کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔ عوام کا یہ مطالبہ بالکل حق بجانب ہے کہ قومی اسمبلی کے انتخابات بلا تاخیر کرائے جائیں۔

www.bhutto.org

آپ کی جانب سے یہ بات انتہائی غیر منصفانہ ہے کہ آپ نے اپنے ۱۹ رمارچ کے خط میں اپوزیشن پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ ۸ رمارچ سے غیر دستوری سرگرمیوں میں ملوث ہے اور یہ کہ آپ انتہائی صبروتحمل کا مظاہرہ فرما رہے ہیں۔ ہماری تحریک پرامن اور قانون کے دائرے کے اندر ہے لیکن آپ کے حکم سے اِس تحریک کو پولیس اور فیڈرل سکیورٹی فورس کے ذریعہ غیر انسانی تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے سینکڑوں بے گناہ شہری ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہزاروں شدید طور پر زخمی ہیں' جیلیں اتحاد کے کارکنان سے بھر گئی ہیں۔ باعزت شہریوں کو بھرے بازاروں میں برہنہ کر کے زدوکوب کیا جارہا ہے' ایک ایسی تباہ کن آنسو گیس جس کا استعمال اس سے قبل کبھی پاکستان میں نہیں کیا گیا اندھا دھند شہریوں کے خلاف استعمال کی جارہی ہے۔ بچوں اور عورتوں تک پر فائرنگ کی جارہی ہے۔ ابھی حال ہی میں ہمارے علم میں آیا ہے کہ لسانی اور علاقائی تعصبات کو ہوا دینے کی سازش کی جارہی ہے۔ اتحاد کے راہنماؤں کو وجہ بتائے بغیر گرفتار کیا جارہا ہے لیکن اس سب کے باوجود آپ کا خیال ہے کہ آپ صبروتحمل سے کام لے رہے ہیں میں یہاں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ آپ کی جانب سے اشتعال انگیز رویئے کے باوجود اب تک ہم نے اپنی تحریک کو پرامن اور قانون کے دائرے میں محدود رکھا ہے۔

جہاں تک آپ کے اس الزام کا تعلق ہے کہ گرانی کی ذمہ داری قومی اتحاد پر عائد ہوتی ہے تو آپ کی جانب سے یہ کوئی نیا الزام نہیں ہے۔ اس سے قبل بھی آپ ہمیں قیمتوں میں اضافے کا ذمہ دار قرار دیتے رہے ہیں۔ مجھے احساس ہے کہ آپ کے لئے یہ تسلیم کرنا بہت مشکل ہے کہ موجودہ معاشی بدحالی کی ذمہ داری آپ کی غلط اور ناقص اقتصادی پالیسیوں' آپ کے دور میں کرپشن کے فروغ' آپ کی پرتعیش زندگی اور قومی دولت کو غیر نفع بخش منصوبوں پر ضائع کرنے پر عائد ہوتی ہے۔ یہاں یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ قومی خزانہ کا کتنا حصہ آپ نے پیپلز پارٹی کی الیکشن مہم میں صرف کیا ہے اور دستور کی کون سی شق آپ کو اس بات کی اجازت دیتی تھی کہ آپ اپنی پارٹی کے مفاد کے لئے مملکت کے وسائل استعمال کریں۔ کاش آپ الزام تراشی سے پرہیز کریں' حقائق کو تسلیم کریں' اصل مسئلہ کو سمجھیں اور اپنی صلاحیتیں اس طور پر صرف کریں کہ قوم کو موجودہ بحران سے نکالا جاسکے۔ عوام کے ساتھ جو ناانصافی کی گئی اس کے ازالہ کا جو طریقہ آپ تجویز فرمارہے ہیں وہ قوم

www.bhutto.org

کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے مسئلہ چند یا بہت سی نشستوں سے متعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان نشستوں سے بھی دستبردار ہو گئے ہیں۔ جن میں اعلانات کے مطابق ہمیں کامیاب قرار دیا گیا ہے۔ اصل معاملہ پوری قومی اسمبلی کے لئے انتخابات کا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا تعلق عوام کے اس حق سے ہے کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے نمائندوں کا انتخاب کر سکیں۔

دوبارہ انتخاب کرانا صرف قومی اتحاد ہی کا مطالبہ نہیں ہے بلکہ پوری قوم کا مطالبہ ہے۔ اس کی توثیق تمام وکلاء کی تنظیموں نے کی ہے۔ صنعتی مزدور اس کے حق میں آواز بلند کر رہے ہیں اقلیتوں کا بھی یہی مطالبہ ہے۔ نامور ماہرین قانون اسی کی حمایت کر رہے ہیں۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ دستور کی بالادستی' ملکی استحکام' جمہوری اقدار کے فروغ اور معاشی خوشحالی کی خاطر آپ اپنے مؤقف میں مناسب تبدیلی پیدا کریں تاکہ ملک اس بحران سے نکل سکے۔ جس میں آپ نے اسے مبتلا کیا ہے۔

آپ کے خط موصول ہونے کے ساتھ مجھے پورے ملک سے ایسی اطلاعات بھی ملی ہیں کہ پولیس اور فیڈرل سکیورٹی فورس کی جانب سے تشدد کی وارداتوں میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ خطوط کی ترسیل کے ساتھ ہی آپ اپنے کارندوں کو عوام پر مزید ظلم ڈھانے کے احکامات کیوں صادر کرتے ہیں۔

پاکستان قومی اتحاد کا مؤقف صاف ہے اگر آپ ہمارے ۱۲ر مارچ کے مطالبے کو مان لیں یعنی آپ کا وزیر اعظم کے عہدے سے مستعفی ہونا' الیکشن کمیشن کی تشکیلِ نو اور اس کو ایسے اختیارات کی تفویض جن کی موجودگی میں وہ منصفانہ انتخابات کرا سکے اور عدلیہ اور فوج کی نگرانی میں نئے انتخابات ہونا۔ تو ہم آپ سے ہر وقت اور کسی جگہ بھی مذاکرات کے لئے تیار ہیں تاکہ اس بارے میں گفتگو ہو سکے کہ دستور کے اندر رہتے ہوئے ان مطالبات کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان مطالبات کو روبہ عمل لانے کے لئے دستور میں کسی ترمیم کی حاجت نہیں ہو گی۔

میں اپنے اس خط کو اشاعت کے لئے جاری کر رہا ہوں کیونکہ آپ نے اپنے ۱۹ر مارچ کے خط کو ہمارے جواب کا انتظار کئے بغیر مشتہر کر دیا تھا۔ ○

○ ...... مولانا مفتی محمود کا خط بنام مسٹر بھٹو انگریزی کے صفحہ نمبر 20 پر دیکھئے

www.bhutto.org

صدر پاکستان کو خط

۲۴ر مارچ ہی کو ایک خط صدر پاکستان چودھری فضل الٰہی کو روانہ کیا گیا جس کے ساتھ اس خط کی ایک نقل بھی صدر مملکت کو روانہ کی جو مسٹر بھٹو کو ان کے ۱۹ر مارچ کے خط کے جواب میں اتحاد کی جانب سے تحریر کیا گیا۔ اس خط کے ضروری حصوں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ ○

"اس خط کے ساتھ میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو روانہ کئے ہوئے اپنے خط مورخہ ۲۴ر مارچ کی ایک نقل منسلک کر رہا ہوں۔ انتخابات کے موقع پر کی جانے والی دھاندلیوں' جبر و تشدد' ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے مملکت کے وسائل کا بے دریغ استعمال اور دھاندلیوں کے خلاف پر امن تحریک کو قوت کے ساتھ کچل دینے کی پالیسی نے عوام کی جان و مال کو خطرہ سے دوچار کر دیا ہے۔ ایسی قومی اسمبلی کو طلب کرنا جس میں دھوکہ دہی کے ساتھ انتخابی نتائج کو بدلا گیا ہو دستور کے ساتھ تمسخر کے مترادف ہے۔

اس سنگین صورتحال سے دستوری طور پر نبرد آزما ہونے کے لئے یہی چارہ باقی رہ جاتا ہے کہ آپ اپنی دستوری ذمہ داری کو پورا کریں۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے از سرِ نو انتخابات کرائیں اور اس امر کا اہتمام کریں کہ یہ انتخابات صحیح معنوں میں آزادانہ' منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہوں اور یہ کہ دستور کے مطابق بدعنوانیوں کا سدباب کیا جا سکے۔ مسٹر بھٹو اور ان کی کابینہ نے اپنی سرکاری پوزیشن کا ایسا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے کہ اب ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح موجودہ الیکشن کمیشن بھی اپنی دستوری ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام ثابت ہو گیا ہے۔"

عوام جو اپنے اس دستوری حق کا مطالبہ کر رہے ہیں انہیں سختی کے ساتھ کچلا جا رہا ہے۔ مسٹر بھٹو یہ سب اس لئے کر رہے ہیں کہ وہ اقتدار پر قابض رہیں۔ وہ دستور کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ۸ر مارچ سے وہ ملک کے وزیر اعظم کے عہدہ پر قائم رہنے کے حق سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ دستور کے تحت اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے آپ جلد از جلد آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کرانے کا حکم صادر کریں۔ میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ موجودہ بحران سے نکلنے کا صرف یہی واحد راستہ ہے جس پر عمل کرتے ہوئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین محفوظ رہ سکتا ہے۔

○ ...... مولانا مفتی محمود کا خط بنام صدر پاکستان انگریزی کے صفحہ نمبر 27 پر دیکھئے

www.bhutto.org

مسٹر بھٹو کی جانب سے مفتی صاحب کے ۲۴ر مارچ کے خط کا جواب لاٹھی، گولی اور گرفتاریوں کی زبان میں دیا گیا۔ البتہ صدر مملکت نے ۲۷ر مارچ کو مفتی صاحب کے خط کا جواب تحریر کیا۔ صدر مملکت کو خط محض اتمام حجت کے لئے تحریر کیا گیا تھا کیونکہ ہمیں معلوم تھا کہ صدر مملکت اس بارے میں بے بس ہیں اور فیصلہ کرنے کا کلی اختیار صرف بھٹو صاحب کو حاصل ہے۔

صدر مملکت کے خط کا ترجمہ جو انہوں نے مفتی صاحب کو ان کے ۲۴ر مارچ کے خط کے جواب میں لکھا ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

> "مجھے آپ کا ۲۴ر مارچ کا خط ملا اس خط میں آپ نے جو مشورہ دیا ہے وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے سراسر منافی ہے۔ جس کے تحفظ کا میں نے حلف اٹھایا ہے۔ یہ دستور آپ کی شرکت اور مکمل رضامندی کے نتیجے میں منظور کیا گیا تھا اس لئے مجھے حیرت ہے کہ اب آپ اس دستور کو نظر انداز کرنے اور پس پشت ڈالنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔
>
> وزیر اعظم نے نہ صرف یہ کہ آپ کو مذاکرات کی دعوت دی ہے بلکہ ضروری قانون سازی کے ذریعے ایسے اقدامات بھی اٹھائے ہیں جن کے ذریعے آپ کی جائز شکایات کا قانونی طور پر ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ وزیر اعظم کی اس مناسب پیشکش کو رد کرنے اور جمہوری اداروں کے وقار کو ملحوظ نہ رکھنے سے پاکستانی عوام کو غیر ضروری مشکلات سے دوچار کرنے کے ہم معنی ہو گا۔ میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ اس حقیقت کو فراموش نہ کریں کہ ربع صدی کے سیاسی عدم استحکام کے بعد پاکستان کا دستور مدون کیا جا سکا ہے اور مملکت پاکستان کے براہ راست منتخب کئے ہوئے نمائندوں نے متفقہ طور پر اسے منظور کیا۔ اس دستور سے تجاوز اور اسے نظر انداز کرنے کا نتیجہ بدامنی اور افراتفری کے علاوہ کچھ اور نہ ہو گا"۔

سپریم کورٹ کے سابق جج جناب جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس ۲۱ر مارچ کو لاہور میں اپنی یہ ماہرانہ رائے دے چکے تھے کہ انتخابات کو کالعدم قرار دینے کے لئے دستور میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔

انتخابی نتائج کا باقاعدہ اعلان

قومی اتحاد کی تمام پر خلوص کوششوں کے باوجود حکومت اپنی اختیار کردہ غلط روش پر مسلسل پیش قدمی کرتی جا رہی تھی۔ ۲۱ر مارچ کو الیکشن کمیشن نے انتخابات کے نتائج کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔ گو وہ

www.bhutto.org

خود ان کے مشکوک ہونے کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کر چکے تھے۔اس اعلان کے موقع پر الیکشن کمیشن کی جانب سے بھی یقین دلایا گیا کہ جن حلقہ ہائے انتخابات سے غیر قانونی حرکتوں سے متعلق سنگین شکایات موصول ہوں گی ان کے بارے میں تحقیقات کر کے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔

قومی اسمبلی کا اجلاس

انتخابات کے نتائج کے باقاعدہ اعلان سے قبل ہی قومی اسمبلی کا اجلاس ۲۶ر مارچ کو طلب کیا جا چکا تھا یہ ایک غیر دستوری اعلان تھا' مفتی صاحب کو ۱۹ر مارچ کو گرفتار کیا گیا اور چند گھنٹے وارسک ریسٹ ہاؤس میں رکھ کر رہا کر دیا گیا۔ اپنی رہائی کے موقع پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کر کے مسٹر بھٹو نے مذاکرات کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ قومی اتحاد نے فیصلہ کیا کہ ۲۶ر مارچ کو پورے ملک میں اس فیصلہ کے خلاف ہڑتال کی جائے۔

مارچ کے آخری ہفتے میں متعدد مقامات پر فوج طلب کی جا چکی تھی۔ کرفیو کا دائرہ وسیع تر ہو رہا تھا حکومت کی جانب سے احتجاج کو سختی کے ساتھ کچل دینے کے اعلانات کا سلسلہ جاری تھا۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ نے حکم جاری کیا کہ تحریک میں حصہ لینے والے افراد کو دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ ایسے ہی بیانات دوسرے صوبوں کے وزرائے اعلیٰ نے بھی جاری کئے۔ کراچی کے ایک اسپتال میں ایک ۸ سالہ بچے کی لاش لائی گئی جو پیٹ میں گولی لگنے سے ہلاک ہوا تھا۔ لاہور' گوجرانوالہ' لائل پور (موجودہ فیصل آباد) 'کوئٹہ' نواب شاہ' حیدر آباد حتیٰ کہ بھکر اور چونیاں جیسے چھوٹے علاقوں' کراچی اور سرحد سے بھی بڑے پیمانہ پر شہریوں کے زخمی ہونے اور ہلاک ہونے کی خبریں مل رہی تھیں جن میں بچے اور بوڑھے بھی شامل تھے۔

وکلاء کا تاریخی جلوس

الیکشن میں دھاندلیوں اور تشدد کے واقعات کے خلاف لاہور کے وکلاء نے ۲۵ر مارچ کو ایک جلوس نکالنے کا اعلان کیا۔ لیکن اس اعلان شدہ جلوس کے نکلنے سے قبل اچانک لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر عامر اے رضا' رانا عبدالرحیم' رکن پنجاب بار کونسل کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان گرفتاریوں سے وکلاء میں شدید ردعمل ہوا۔ حکومت کا خیال تھا کہ ان گرفتاریوں سے خوفزدہ ہو کر جلوس نکالنے کا ارادہ ترک کر دیا جائے گا۔ لیکن اس کے برعکس ایک ہزار کے لگ بھگ وکلاء کا جلوس مسٹر حکم علی قریشی صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن اور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کے نائب صدر مسٹر شیر عالم کی قیادت میں نکلا جو مال روڈ پر گشت کرتا ہوا پنجاب اسمبلی کی عمارت پر ختم ہوا۔ ڈیڑھ میل لمبے راستے میں ہزارہا افراد نے اس جلوس کا خیر مقدم کیا' پھول نچھاور کئے اور ان کے ساتھ نعرے لگائے۔

www.bhutto.org

بیگم نسیم ولی خاں۔ (نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی)

www.bhutto.org

وکلاء نے اپنے فیصلے کا اعلان کیا کہ جب تک ان کے عہدیداران کو رہا نہیں کیا جاتا وہ عدالتوں کا بائیکاٹ کریں گے۔ان کا مطالبہ تھا کہ جعلی اسمبلیاں قابل قبول نہیں اس لئے نئے انتخابات کرائے جائیں۔ ملک کی سب سے بڑی وکلاء کی تنظیم کا یہ مظاہرہ پیپلز پارٹی کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونا چاہئے تھا۔

ملک گیر گرفتاریاں

۲۵ر مارچ کو قومی اتحاد کے صف اول کے رہنماؤں کو گرفتار کر لیا گیا۔ لاہور سے مولانا مفتی محمود' میاں طفیل محمد' ملک محمد قاسم اور مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ کراچی سے سردار شیرباز مزاری' مولانا شاہ احمد نورانی' شاہ فریدالحق' سید منور حسن' ظہور الحسن بھوپالی' حاجی حنیف طیب' دوست محمد فیضی' مولانا زکریا' ڈاکٹر مبین اختر' مولانا غلام محمد شاہ جیلانی گرفتار ہوئے۔ پشاور سے بیگم نسیم ولی خاں اور غلام احمد بلور' سیالکوٹ سے خواجہ محمد صفدر اور محمد ادریس باجوہ' ملتان سے مولانا حامد علی خاں' شیخ خضر حیات' شیخ عبدالمجید' احمد خان ڈرانی اور ولایت حسین گردیزی' حیدر آباد سے رسول بخش تالپور' میاں محمد شوکت' سرحد سے صاحبزادہ صفی اللہ' مولانا صدر الشہید' مولوی احمد جان اور خواتین کے جلوس میں شرکت کے لئے جاتے ہوئے بیگم اصغر خاں اور بیگم گوہر ایوب کو گرفتار کر لیا گیا۔

نام نہاد قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس

اس طرح پورے ملک سے اپوزیشن کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کرنے کے بعد ۲۶ر مارچ کو اس قومی اسمبلی کا باقاعدہ اجلاس منعقد کر ہی ڈالا گیا جسے پوری قوم تسلیم کرنے سے انکاری تھی۔ اس اجلاس میں قومی اتحاد کے کسی منتخب ممبر نے شرکت نہیں کی۔ ۱۶۱ ممبران اس میں شریک ہوئے جس میں ۱۵۳ پیپلز پارٹی کے اور بقیہ ۸ قبائلی علاقوں کے ممبران تھے۔ اس اجلاس میں مسٹر معراج خالد کو اسپیکر کے عہدہ کے لئے چنا گیا۔ خواتین کی مخصوص نشستوں کے انتخاب میں بیگم نصرت بھٹو بھی قومی اسمبلی کی ممبر بن گئیں۔ یہ اجلاس تین گھنٹے جاری رہا اس میں مسٹر بھٹو نے پھر اپوزیشن کو مذاکرات کی دعوت دی لیکن وہ اپنی پرانی منطق پر ابھی تک قائم تھے ایک طرف ان کا اصرار تھا کہ سیاسی اختلافات صرف مذاکرات ہی سے طے ہو سکتے ہیں۔ وہ جمہوری عمل اور جمہوری اداروں کے فروغ کی ضرورت پر زور دیتے لیکن یہ تسلیم کرنے کے بجائے کہ ۷ مارچ کو جمہوری عمل اور جمہوری اداروں دونوں کو پامال کیا گیا۔ دھاندلی کے ذریعہ وجود میں آئی ہوئی جعلی اسمبلی کو ملک کے سیاسی ارتقاء کے لئے سنگ میل قرار دے رہے تھے اور قومی اتحاد کے معتدل مطالبے کو سرکش' احمقانہ جھگڑے' غیر معقولیت اور تصادم کی پالیسی سے تعبیر کر رہے تھے۔

www.bhutto.org

وزیر اعظم کا انتخاب

۲۸ر مارچ کے اجلاس میں قومی اسمبلی کے ۱۶۸ ارکان نے متفقہ طور پر مسٹر بھٹو کو آئندہ پانچ سال کے لئے ملک کا وزیر اعظم چن لیا۔ اس موقع پر مسٹر بھٹو نے اپنی تقریر میں اپوزیشن کو دوبارہ مذاکرات کی دعوت دی اور ساتھ ہی اپنے اس فیصلے کا اعلان کیا کہ موجودہ قومی اسمبلی کو اپنی میعاد ختم ہونے سے پہلے نہیں توڑا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر اپوزیشن اسمبلی کے اجلاس میں شرکت پر آمادہ ہو جائے تو وہ درج ذیل فیصلے کرنے پر آمادہ ہیں۔

- ہنگامی حالات کا خاتمہ
- تمام سیاسی قیدیوں اور ڈی پی آر کے تحت گرفتار شدگان کی رہائی
- اس امر کی یقین دہانی کہ آئندہ کسی صنعت یا ادارے کو قومی ملکیت میں نہیں لیا جائے گا۔
- صحافت کو مزید آزادی کے احکامات
- انتخابی عذرداریوں کے فیصلوں کی دو تین ماہ کے اندر تکمیل
- قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق بنانے کے لئے ایک کمیشن کی تشکیل

مسٹر بھٹو اس بات سے ناواقف تو نہیں تھے کہ ۲۵ر مارچ کو قومی اتحاد کے رہنماؤں کی گرفتاریوں کے باوجود ۲۶ر مارچ کو پورے ملک میں ہڑتال ہوئی تھی۔ عوام کے نزدیک ان اسمبلیوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ تشدد' تحریک کو دبانے کے بجائے مزید فروغ دے رہا تھا۔ ان کی حکمت' دانش مندی اور دور بینی کا تقاضا تو یہی تھا کہ وہ حالات کا صحیح اندازہ لگانے کے بعد اس مرحلے پر نئے انتخابات کیلئے اپنی آمادگی کا اظہار کر دیتے لیکن اقتدار کی کشش نے انہیں صحیح اور بروقت فیصلہ کرنے سے محروم رکھا۔

خدایا کیا قیامت ہے کہ باوصفِ خردمندی
ہوس کے معرکے میں دل کی نادانی نہیں جاتی

کراچی میں وکلاء کا جلوس

۳۰ر مارچ کو کراچی میں وکلاء کا ایک بہت بڑا جلوس کراچی بار ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر نظام احمد کی قیادت میں نکلا۔ کراچی کے عوام نے دورویہ سڑکوں پر کھڑے ہو کر اس جلوس کا خیر مقدم کیا۔ یہ جلوس کراچی ہائیکورٹ کی عمارت پر اختتام پذیر ہوا جہاں ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر نسیم اے فاروقی اور دیگر ممبران نے اس جلوس کا خیر مقدم کیا۔ قانون کے معزز پیشے سے تعلق رکھنے والے ان تمام

www.bhutto.org

ماہرین کا مطالبہ بھی یہی تھا کہ از سر نو آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرائے جائیں۔

پورے ملک میں تحریک زور پکڑتی جا رہی تھی اور اسی مناسبت سے حکومت کی جانب سے کی جانے والی سختیوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ قومی اتحاد کے کارکنوں کو قتل 'اقدام قتل' چوری اور ڈکیتی کے الزامات میں ملوث کیا جا رہا تھا۔ آنسو گیس کا ایسا بے دریغ استعمال کیا گیا کہ اس کا پورا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ زخمیوں اور گرفتار شدگان کی تعداد مسلسل بڑھ رہی تھی۔ اس دن خبر آئی کہ شجاع آباد میں پولیس کی فائرنگ سے دو شہری ہلاک ہو گئے۔ مولانا غلام علی اوکاڑوی اور ملک اکبر ساقی کی گرفتاری کی اطلاع بھی ملی۔

وفاقی کابینہ

۳۰ مارچ کو ۲۱ رکنی وفاقی کابینہ کے وزراء نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا یہ سب ابھی تک اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ان کا فریب چل جائے گا اور وہ قوت کے استعمال کے ذریعے حالات پر جلد قابو پا لیں گے۔ ان ہی دنوں روزانہ اخبارات میں کاغذی تنظیموں کے نام سے صفحہ اول پر حکومت کے حق میں بڑے بڑے اشتہارات شائع کئے جا رہے تھے۔ جعلی ناموں سے قومی اتحاد کے خلاف بیانات کا تانتا بندھا ہوا تھا۔

ع دانائوں کی اس نادانی کو کیا کہیے

سندھ اسمبلی کا اجلاس

قومی اسمبلی کے انتخابات میں تو دھاندلی کا رونا تھا لیکن صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات تو سرے سے ہوئے ہی نہیں تھے۔ ۱۰ مارچ کو قوم نے ان انتخابات کا ایسا مکمل بائیکاٹ کیا تھا کہ خود پیپلز پارٹی کا کوئی فرد بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن ہٹ دھرمی اور جمہوریت کشی کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے سندھ کی صوبائی اسمبلی کا اجلاس ۳۰ مارچ کو طلب کر لیا گیا۔ اس اجلاس میں ۹۹ ممبران نے رکنیت کا حلف اٹھایا اور اسی شام مسٹر جتوئی نے سندھ کے وزیر اعلیٰ کے عہدہ کا حلف اٹھایا جنہیں الیکشن میں بلا مقابلہ کامیاب قرار دیا گیا تھا۔

الیکشن کمیشن

اس دوران میں الیکشن کمیشن کی کارگزاری کی خبریں مسلسل اخبارات میں شائع ہو رہی تھیں۔ کئی انتخابی حلقوں کے نتائج کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ متعدد افسران کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کی گئی۔ ان رودادوں کی اشاعت کا مقصد یہ بتانا تھا کہ اگر انتخابات میں کہیں کوئی بد عنوانی ہوئی بھی ہے تو الیکشن

www.bhutto.org

بیگم نصرت بھٹو۔ (سابق ممبر قومی اسمبلی)

www.bhutto.org

کمیشن ان عذر داریوں کی سماعت میں مشغول ہے اور اس طرح ان کا مداوا ہو سکتا ہے۔
تین ہفتوں کے زبردست احتجاج کے باوجود جس میں سوسائٹی کا ہر طبقہ حتیٰ کہ خواتین بھی شامل تھیں حکومت یہ تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں تھی کہ مسئلہ کا واحد قابل قبول حل صرف اور صرف از سر نو انتخابات کرانا ہے۔ اس نے صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس بھی طلب کر لئے جبکہ ان کے انتخابات تو ہوئے ہی نہیں تھے۔ قومی اتحاد کی عوامی مقبولیت کے باعث پیپلز پارٹی اپنی خود اعتمادی سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی اور اس جائز مطالبہ کو تسلیم کرنے سے انکار کی اصل وجہ یہ تھی کہ اسے نئے اور منصفانہ انتخابات میں اپنی کامیابی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا تھا۔

صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس اور صوبائی حکومتیں

صوبہ بلوچستان میں ۳ر اپریل، سرحد میں ۶ر اپریل اور پنجاب میں ۹ر اپریل کو صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس طلب کر لئے گئے تاکہ مرکز اور سندھ کے بعد ان بقیہ تین صوبوں میں بھی نئی حکومتوں کی تشکیل کی رسم ادا کی جاسکے۔ ان اسمبلیوں کے اجلاس کے موقعوں پر مسٹر بھٹو خود کوئٹہ، پشاور اور لاہور گئے۔ تینوں جگہ ممبران اسمبلی سے خطاب کیا۔ وہ ابھی تک اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ ان طریقوں سے ان ناجائز اسمبلیوں اور صوبائی حکومتوں کو تقویت مل جائے گی اور ان کا قبضہ پکا ہو جائے گا۔ وہ اس بارے میں ابھی تک یا تو عوام کے جذبات سے ناواقف تھے یا جان بوجھ کر انہیں یہ سوچ کر نظر انداز کر رہے تھے کہ یہ جذبات چند دنوں میں خود ہی سرد پڑ جائیں گے۔ کراچی میں صنعتکاروں کے ایک ۳۶ رکنی وفد نے مسٹر بھٹو سے ملاقات کی۔ اس وفد سے باتیں کرتے ہوئے مسٹر بھٹو نے کہا کہ انتخابات میں کوئی دھاندلی نہیں ہوئی ہے اور یہ کہ عوام نے انہیں پانچ سال کے لئے اقتدار سونپا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اپوزیشن اسمبلی میں شرکت نہ کر کے غداری کی مرتکب ہو رہی ہے۔ انہوں نے وارننگ دی کہ اگر یہ غیر حاضری جاری رہی تو اپوزیشن کی نشستوں کو خالی قرار دے کر ضمنی انتخابات کرائے جائیں گے۔ چیف منسٹر ہاؤس میں سندھ کی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر بھٹو نے کہا کہ کراچی کے عوام بہت جلد حزب اختلاف کے کھیل کو سمجھ جائیں گے اور انہیں احساس ہو جائے گا کہ توڑ پھوڑ اور تشدد سے عوام اور قوم کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ انہوں نے ان مواقع پر یہ وضاحت کی کہ اپوزیشن کو جو مذاکرات کی دعوت دی گئی ہے وہ مناسب وقت تک ہی برقرار رہ سکتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر اپوزیشن بات چیت پر آمادہ ہوتی ہے تو ڈی پی آر اور ہنگامی حالت ختم کرنے پر غور کیا جاسکتا ہے۔ مسٹر بھٹو ان لا حاصل اقدامات سے بپھرے ہوئے عوام کے جذبات کو مزید مشتعل کر رہے تھے اور حقائق کو اس طرح جھٹلا کر خود اپنے آپ کو فریب دے رہے تھے۔

www.bhutto.org

پاکستان قومی اتحاد

پاکستان قومی اتحاد کے صف اول کے تمام رہنما مارچ کے اواخر ہی میں گرفتار کر لئے گئے تھے۔ اتحاد کی جنرل کونسل کا ایک اجلاس یکم اپریل کو لاہور میں منعقد ہوا جس میں نوابزادہ نصراللہ خاں قائم مقام صدر، ملک وزیر علی قائم مقام جنرل سیکرٹری، مسٹر عبدالحمید بٹ چیئرمین مالیاتی کمیٹی اور مسٹر ابو سعید انور چیئرمین انفارمیشن کمیٹی منتخب ہوئے۔ اتحاد کے ہزار ہا رہنماؤں اور کارکنان کی گرفتاری سے ملک میں کسی جگہ کوئی خلاء رونما نہیں ہوا۔ گرفتاریوں کے بعد دوسرے افراد فوراً ہی ذمہ داریاں سنبھال لیتے اور حکومت کی جانب سے کئے جانے والے مظالم اور تشدد کی وارداتیں تحریک کو مزید بڑھانے کا سبب بن جاتیں۔

احتجاجی تحریک

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تحریک کا دائرہ وسیع تر ہوتا جارہا تھا۔ قومی زندگی کا ہر شعبہ اس میں اپنا نمایاں کردار ادا کر رہا تھا۔

لاہور میں پنجاب یونین آف جرنلسٹس نے اپنے سیکرٹری جنرل مسٹر نثار عثمانی اور دوسرے عہدیداروں کی قیادت میں پولیس کے بڑھتے ہوئے تشدد کے خلاف ایک جلوس نکالا اور ۲ گھنٹے کی ہڑتال کی۔ اس جلوس کے موقع پر بھی عوام ایک بہت بڑی تعداد میں سڑکوں پر دونوں جانب کھڑے تھے جنھوں نے جلوس کے شرکاء پر گل پاشی کی اور انہیں ہار پہنائے۔

اس طرح پنجاب اسٹوڈنٹس کونسل کے چیئرمین نے اِتحاد کے مطالبات کی حمایت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ تعلیمی ادارے بلاتاخیر کھولے جائیں۔ علماء کونسل پاکستان کے زیر اہتمام علماء، مشائخ، خطباء اور دینی مدارس کے طلبہ کے جلوس متعدد شہروں میں نکلے۔ ان سب کی جانب سے بھی قومی اتحاد کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا گیا۔ نیز ان کی جانب سے یہ اعلان بھی ہوئے کہ انہوں نے اپنے ووٹ پیپلز پارٹی کے حق میں استعمال نہیں کئے ہیں۔ بھیرہ جیسے ایک چھوٹے سے مقام پر بھی صاحبزادہ پیر محمد کرم شاہ کی قیادت میں ایک بہت بڑا جلوس نکلا۔ خواتین نے اپنے مکانوں کی چھتوں پر سے اس جلوس پر پھول نچھاور کئے۔

خواتین کی جانب سے احتجاج

مسٹر بھٹو کا دعویٰ تھا کہ خواتین کی اکثریت نے انہیں ووٹ دیئے ہیں لیکن حالات نے اس دعویٰ کی بھی تردید کر دی۔ پولیس اور ایف ایس ایف (F.S.F) کے مظالم کے باوجود پورے ملک میں خواتین

www.bhutto.org

کے بہت بڑے بڑے جلوس قومی اتحاد کی حمایت میں نکلے۔ زنانہ پولیس جسے خصوصی طور پر تشکیل دیا گیا تھا ان جلوسوں کو لاٹھی چارج اور آنسو گیس کا نشانہ بناتی جبکہ خواتین کی گودوں میں معصوم بچے بھی ہوتے۔ زخمی اور گرفتار خواتین کی تعداد بھی ہزاروں تک پہنچ گئی۔

بیرون ملک رہائش پذیر پاکستانی بھی اس تشدد کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے نئے انتخابات کرانے کا مطالبہ کر رہے تھے لندن میں پاکستانیوں نے دو گھنٹے تک پاکستانی سفارتخانے پر قبضہ جمائے رکھا۔

قومی اتحاد کے لیڈروں کے جیلوں میں نظر بند ہونے کے باوجود احتجاجی تحریک میں وسعت اور شدت آتی جا رہی تھی۔ الیکشن میں دھاندلی کے زخم ابھی ہرے تھے اور پولیس اور سکیورٹی فورسز کی سختی عوام کے غم و غصہ کو مزید بڑھا رہی تھی پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ شہری ' وکلاء ' صحافی ' علماء ' مشائخ ' طلبہ اور خواتین مسلسل اپنے آپ کو رضا کارانہ گرفتاری کے لئے پیش کر رہے تھے۔ اب تک تقریباً تین ہفتے کی احتجاجی تحریک میں سینکڑوں افراد شہید اور ہزاروں زخمی ہو چکے تھے۔ لگ بھگ ۵۰ ہزار افراد جیلوں میں بند تھے برِ صغیر کی سیاسی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ رائے عامہ کا ایک سیلاب تھا جو امنڈا پڑ رہا تھا اور حکومت کی جانب سے اس کے خلاف بند باندھنے کی ہر کوشش ناکام ثابت ہو رہی تھی۔ اس واضح صورتحال کے باوجود حکومت گرفتاریوں اور تشدد کی پالیسی پر قائم تھی۔ پورے ملک سے گرفتاریوں کی خبریں آ رہی تھیں۔ بہاولپور سے مسٹر تابش الوری اور دوسرے چالیس افراد پکڑے گئے۔ فیصل آباد سے مسٹر طفیل احمد ضیاء اور مسٹر شفیق احمد بٹ ' سوات سے شہزادہ اورنگ زیب ' سابق والئی سوات جو چند دن قبل ہی تحریک استقلال میں شامل ہوئے تھے۔ لاہور سے مسٹر بارک اللہ ایڈووکیٹ ' مولانا احسان الٰہی ظہیر ' مولانا سلیم قادری ' پیر سید ابرار شاہ اور مولانا گلزار احمد مظاہری کی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔

اپریل کے پہلے ہفتے میں تحریک دور دراز دیہاتوں تک پھیل گئی۔ بڑے شہروں کے علاوہ اب چھوٹے شہروں ' قصبوں اور دیہاتوں میں بھی جلوسوں کا اہتمام روزمرہ کا معمول بن چکا تھا۔ سرائے سدھو ' خانیوال ' مظفر گڑھ ' علی پور ' احمد پور شرقیہ ' چنیوٹ ' گوجرہ ' میانوالی ' شیخوپورہ ' بھیرہ ' میاں چنوں ' ہارون آباد ' جیکب آباد ' جہانیاں ' تونسہ شریف ' منڈی بہاؤالدین ' جوہر آباد ' چشتیاں ' بہاولنگر ' فورٹ عباس ' سرگودھا ' گکھڑ ' جھنگ ' لیہ ' وہاڑی ' رحیم یار خاں ' لودھراں ' صادق آباد ' خوشاب ' کبیر والا ' ہنچن آباد ' بھلوال وغیرہ...... کچھ نام ہیں۔ ہر قصبے اور شہر سے جلوس نکل رہے تھے اور تحریک کے حامی رضا کارانہ طور پر گرفتاریاں پیش کر رہے تھے۔ پولیس ان جلوسوں کو منتشر کرنے کیلئے بیدردی سے لاٹھی چارج کرتی اور آنسو گیس استعمال کرتی تھی لیکن عوام کے جذبات کا عالم یہ تھا کہ وہ سینے کھول کر مسلح

پولیس کے سامنے آجاتے اور "مارو مارو.... گولی مارو" کے نعرے لگاتے۔

اذانیں

یہ احتجاج کا ایک نیا اور بڑا ہی مؤثر طریقہ تھا۔ علماء کی اپیل پر پورے ملک میں شہری اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر اذانیں دیتے۔ پوری فضا اذانوں کی آواز سے گونج رہی تھی۔ حکومت نے اس "جرم" پر بھی جگہ جگہ لوگوں کو گرفتار کیا۔

جیلوں میں سلوک

جیل میں قومی اتحاد کے کارکنوں کے ساتھ اخلاقی مجرموں جیسا سلوک کیا جاتا انہیں مجبور کیا جاتا کہ وہ روایتی "مشقت" کے کام کریں۔ انہیں اپنے لواحقین سے ملنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ زخمیوں کے علاج کا مناسب بندوبست نہیں کیا جاتا' شکایت کرنے پر ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا۔ ان شکایات کے باعث جیلوں میں قومی اتحاد کے گرفتار شدگان جگہ جگہ بھوک ہڑتال کرنے پر مجبور ہوگئے۔ ۱۲ر مارچ سے شروع ہو کر اپریل کے پہلے ہفتے تک تحریک پورے ملک میں پھیل چکی تھی' معاشرہ کا ہر طبقہ اس میں براہ راست حصہ لے رہا تھا۔ ہر طرح کی قربانیاں پیش کر رہا تھا لیکن اس کے باوجود مسٹر بھٹو حقیقت کو جھٹلائے ہی جا رہے تھے۔ ۱۴ر اپریل کو انہوں نے کوئٹہ میں کہا کہ چند افراد کی سرگرمیاں انہیں خائف نہیں کر سکتیں۔

ممبران اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے پھر اپنے اس دعوٰی کو دہرایا کہ انہیں عوام کی تائید اور حمایت حاصل ہے۔ حیرت ہے کہ وہ نوشتہ دیوار پڑھنے سے کیوں گریز کر رہے تھے؟ انہیں ابھی تک حالات کی نزاکت کا احساس نہیں ہوا تھا' وہ ان اسباب پر سنجیدگی سے غور کرنے کیلئے ابھی تک تیار نہ تھے جن کے باعث ملک اس نازک صورتحال سے دوچار ہو گیا تھا۔ ایک طرف پورا ملک انتخابی دھاندلیوں کے خلاف سراپا احتجاج تھا اور دوسری طرف مسٹر بھٹو کا مسلسل اصرار کہ الیکشن میں کہیں دھاندلی نہیں ہوئی اور مرکز اور صوبوں کے منصفانہ انتخابات کے نتیجے میں انہیں اکثریت حاصل ہوئی ہے، ناقابل فہم تھا۔ کاش وہ اس مرحلے پر بھی سوچ لیتے کہ ۷ مارچ کی دھاندلیاں کروڑوں افراد کے سامنے ہوئی تھیں۔ ۱۰ر مارچ کو پولنگ اسٹیشنوں پر اڑتی ہوئی خاک سارے ملک کی آبادی نے دیکھی تھی پھر پورے ملک پر محیط تحریک جو چھوٹے چھوٹے قصبوں تک پھیل چکی تھی ایسی ملک گیر تحریک اپوزیشن کے بھڑکانے سے تو بپا نہیں ہو سکتی تھی۔ اسے ناقابل التفات سمجھنا اور سنجیدگی کے ساتھ اصلاح کے لئے مخلص اور معزز شہریوں کی ہر اپیل کو مسترد کرنا مسٹر بھٹو جیسے مرتبہ کے انسان سے متوقع نہیں تھا۔ اگر مسٹر بھٹو سنجیدگی سے اس مشورہ پر غور

www.bhutto.org

کرتے جو انہیں یکم اپریل کو مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے دیا تھا تو شاید حالات ایک بہتر رخ اختیار کر لیتے لیکن وہ مسلسل اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ اس عوامی ریلے کو ختم کر دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

۹ر اپریل ۱۹۷۷ء

ملک گیر احتجاج کو نظرانداز کرتے ہوئے ۹ر اپریل کو پنجاب کی صوبائی اسمبلی کا پہلا اجلاس منعقد ہونا تھا۔ قومی اتحاد نے اپیل کی کہ اس دن لاہور میں زبردست احتجاجی مظاہرے کئے جائیں اور عوام اس جعلی اسمبلی کے خلاف احتجاج کے لئے اسمبلی بلڈنگ کے سامنے مظاہرہ کریں۔ اس روز پورے لاہور شہر کو پولیس، فیڈرل سکیورٹی فورس (B.B.C) اور فوج نے اپنے محاصرے میں لے لیا۔ قریبی مقامات اور شہروں سے جو لوگ مظاہرے میں حصہ لینے کیلئے لاہور آ رہے تھے انہیں راستہ ہی میں روک دیا گیا اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ زبردست مزاحمت کے باوجود لاہور میں جگہ جگہ جلوس نکالے گئے اور عوام نے پرامن مظاہرہ کرنے کیلئے اسمبلی بلڈنگ کی جانب پیش قدمی شروع کی۔ اس دن حکومت نے ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ انتہائی بیدردی کے ساتھ نہتے، معزز شہریوں کو پیٹ پیٹ کر لہولہان کر دیا گیا۔ آنسو گیس کا بے دریغ استعمال کیا گیا۔ پرامن مظاہرین پر فائرنگ کی گئی اس دن صرف لاہور شہر میں متعدد افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ لاہور ہائی کورٹ کے اندر باہر سے فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں دو افراد موقع پر ہلاک اور بہت سے لوگ زخمی ہو گئے! اس تشدد کے خلاف لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن اور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ہزاروں وکلاء پر مشتمل ایک جلوس ۱۱ر اپریل کو نکالا گیا۔ شرکاء اپنے بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھے ہوئے تھے۔ ہائی کورٹ کے احاطے کے اندر باہر سے فائرنگ ایک انتہائی سنگین معاملہ تھا۔ اس واقعہ کے خلاف احتجاج کے طور پر لاہور ہائیکورٹ بار کی جنرل باڈی نے فیصلہ کیا کہ پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی کی بار کی رکنیت ختم کر دی جائے اور سرکاری پارٹی کے اراکین کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے۔ جنرل باڈی نے جن اراکین بار کی رکنیت ختم کی ان میں وفاقی وزیر میاں یاسین وٹو، ملک معراج خالد، شیخ رشید، صوبائی وزیر مسٹر اعتزاز احسن اور ایڈووکیٹ جنرل پنجاب دوست محمد اعوان بھی شامل تھے۔

پاکستان پیپلز پارٹی سے استعفے

انتخابات کے بعد تو مبارک سلامت کا دور تھا۔ اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے الیکشن جیتنے پر مبارکبادیں پیش کی جا رہی تھیں لیکن ایک مہینہ گزرنے سے قبل ہی حالات اس درجہ تبدیل ہو گئے کہ اب نمایاں افراد پیپلز پارٹی چھوڑنے پر مجبور ہونے لگے۔ ۱۲ر اپریل کو پیپلز پارٹی کے سردار احمد علی جو قصور

خان محمد اشرف خاں ۔ (خاکسار تحریک)

www.bhutto.org

سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب قرار دیئے گئے تھے ، اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے اور ساتھ ہی انہوں نے مسٹر بھٹو کو مشورہ دیا کہ قومی اتحاد کے مطالبات حق بجانب ہیں انہیں منظور کیا جائے اور از سر نو غیر جانبدارانہ اور آزادانہ انتخابات کرائے جائیں۔ اگلے دن ۱۴ اپریل کو عبدالحفیظ کاردار صوبائی اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے وہ لاہور سے منتخب قرار دیئے گئے تھے لیکن انہوں نے یہ کہہ کر استعفیٰ دے دیا کہ حزب اختلاف نے اس انتخاب میں حصہ نہیں لیا تھا لہٰذا وہ خود کو صحیح معنوں میں نمائندہ نہیں سمجھتے ساتھ ہی وہ پیپلز پارٹی سے بھی مستعفی ہو گئے۔ اسی روز ڈاکٹر مبشر حسن نے پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل کے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا۔ اسی طرح محمد اشرف بھٹی اور چودھری عید محمد پنجاب اسمبلی کی رکنیت اور پیپلز پارٹی سے مستعفی ہوئے۔ عزیز فاروقی نے بھی سندھ اسمبلی کی رکنیت اور پیپلز پارٹی سے اپنے استعفیٰ کا اعلان کیا۔

اس کے بعد پنجاب کے ایک سابق وزیر مسٹر نصر اللہ دریشک کے علاوہ دیوان غلام عباس بخاری اور ذوالفقار علی کھوسہ جو پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے مستعفی ہو گئے اور ان تینوں اصحاب نے بھی مطالبہ کیا کہ انتخابات دوبارہ کرائے جائیں۔ پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی سردار شوکت حیات نے مسٹر بھٹو کو مشورہ دیا کہ وہ انٹیلی جنس کی فراہم کردہ بے بنیاد اطلاعات پر انحصار کرنا چھوڑ دیں ساتھ ہی سردار شوکت حیات، سردار بلخ شیر مزاری اور امیر عبداللہ خاں روکڑی بھی قومی اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے۔

یہی نہیں اسپین میں پاکستان کے سفیر ایئر مارشل عبدالرحیم احتجاجاً مستعفی ہو گئے وہ فضائیہ کے سربراہ بھی رہ چکے تھے انہوں نے ایک تار میں اپنے استعفیٰ کی وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں ظالمانہ اور غیر منصفانہ نظام مسلط کر دیا گیا ہے، جمہوریت کو مذاق بنا دیا گیا ہے اور عوام سے جو وعدے کئے گئے تھے ان کو پورا نہیں کیا گیا اس لئے وہ مستعفی ہونے پر مجبور ہیں۔ پاکستانی سفیر متعینہ یونان جنرل (ریٹائرڈ) گل حسن بھی اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

یحییٰ بختیار کا فارمولا

ان تمام واقعات کے باوجود جو آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہو سکتے تھے حکومت مسائل کو حل کرنے کے لئے شاہراہ پر پیش قدمی کے بجائے پگڈنڈیوں میں بھٹکنے کو ترجیح دے رہی تھی۔ ملک گیر واضح اور حق بجانب مطالبے کو کھلے دل سے تسلیم کرنے کے بجائے اب بھی کوشش یہی تھی کہ عوام و خواص کی توجہ اصل موضوع سے ہٹا کر کسی اور جانب مبذول کر دی جائے۔ اسی مقصد کے پیش نظر اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار صاحب نے یہ فارمولا پیش کیا کہ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات از سر نو کرائے جائیں۔ اگر ان انتخابات میں قومی اتحاد چاروں صوبائی اسمبلیوں میں واضح اکثریت حاصل کر لے تو پھر قومی اسمبلی کے

www.bhutto.org

انتخابات بھی دوبارہ منعقد کرا لئے جائیں۔ یہ تجویز اس سے پہلے مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ بھی پیش کر چکے تھے۔ مسٹر بھٹو نے بھی اس سے اپنے اتفاق کا اظہار کیا۔ پیپلز پارٹی کی جانب سے یہ تجویز پوری قوم کو ایک مغالطہ دینے کیلئے تھی۔ قومی اتحاد نے اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا اور پھر زور دیا کہ مزید وقت ضائع کئے بغیر مسٹر بھٹو قوم کے اصل مطالبہ کو تسلیم کر لیں لیکن مسٹر بھٹو کے رویہ میں ابھی تک تبدیلی کے کوئی آثار نمودار نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے وسط اپریل میں بی بی سی (BBC) کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ان کا ضمیر مطمئن ہے۔ انہیں دو تہائی اکثریت حاصل ہے اور اگر حالات کو معمول پر لانے کے لئے فوج طلب کرنے کی ضرورت پیش آئی تو وہ اس میں تامل نہیں کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار وہ ایک ایسے موقع پر کر رہے تھے جب ۹ ر اپریل کو صوبائی اسمبلی کے گردو پیش قومی اتحاد کے زبردست مظاہرے نے سارا نقشہ زیر و زبر کر دیا تھا۔ پورے ملک میں لاہور میں پولیس فائرنگ سے جاں بحق ہونے والوں کے لئے قرآن خوانیاں ہو رہی تھیں، احتجاجی مظاہرے ہو رہے تھے اور یوم احتجاج منایا جا رہا تھا۔ کراچی میں لاہور کے شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے والوں پر فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں تین افراد شہید ہو گئے۔ ۱۵ ر اپریل کو پورے ملک میں ہڑتال کی گئی۔ اسلام آباد میں پہلا خواتین کا جلوس نکلا جس میں ہزاروں خواتین نے شرکت کی۔ ان دھاندلیوں کے خلاف لاہور میں لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام آل پاکستان لائیرز کنونشن منعقد ہوا جس میں ملک کے ہزاروں وکلاء نے شرکت کی اور اس میں قومی اتحاد کے مطالبات کی مکمل حمایت کی گئی۔

مسٹر بھٹو اپنی سیاسی زندگی کی سب سے سنگین آزمائش سے دوچار تھے۔ ان کی جانب سے درست فکر اور درست اقدام کی توقع تھی۔ ملک جس بحران سے گزر رہا تھا وہ خود ان کا پیدا کیا ہوا تھا۔ وہ اپنی صلاحیت اور ذہانت کے صحیح استعمال سے اس پر قابو پا سکتے تھے لیکن بدقسمتی سے یہ صلاحیتیں وہ خود اپنے خلاف استعمال کر رہے تھے۔ مسٹر بھٹو ایک فعال سیاسی شخصیت تھے۔ ان کے شایان شان تو یہی بات تھی کہ وہ از سر نو انتخابات کے مطالبے کو تسلیم کر کے سیاسی مسئلہ کو سیاسی طور پر حل کرتے لیکن قومی مطالبے کو دبانے کیلئے وہ پولیس، سکیورٹی فورسز، افسر شاہی اور فوج پر تکیہ کرتے رہے اور اس طرح پانچ ہفتے ضائع کر دیئے جس کے دوران وہ عوام اور خود اپنے ساتھیوں سے دور ہوتے چلے گئے اور حالات پر غیر سیاسی عناصر کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔ سابق سیکرٹری جنرل پیپلز پارٹی مسٹر خورشید حسن میر، سابق ڈپٹی سیکرٹری جنرل پنجاب تاج محمد لنگاہ اور سابق رکن صوبائی اسمبلی مسٹر عبدالحفیظ کاردار نے مشترکہ اپیل کی کہ پیپلز پارٹی کے کارکنان اپنی قیادت کے عوام دشمن اور غیر جمہوری اقدامات سے لاتعلقی کا اظہار کریں اور قومی اتحاد کے مطالبات کی حمایت کریں۔ اس کے علاوہ پیپلز پارٹی کے سات ارکان قومی اسمبلی نے ۱۶ ر اپریل کو مسٹر بھٹو سے ملاقات کی اور مشورہ دیا کہ تشدد اور خون خرابے کو ختم کرنے کیلئے از سر نو

انتخابات کرائے جائیں اور موجودہ بحران کا سیاسی حل تلاش کیا جائے۔

حالات کی سنگینی کے پیش نظر ۱۵ اپریل کو مسٹر بھٹو مولانا مودودی صاحب سے ملاقات کیلئے ان کی قیامگاہ تشریف لے گئے۔ یہ ملاقات ۹ بجے شب سے سوا دس بجے تک جاری رہی۔ مولانا مودودی صاحب نے اس وقت جاری کردہ ایک اخباری بیان میں بتایا کہ انہوں نے بھٹو صاحب کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں۔ ایک عبوری حکومت بنائی جائے جس کے زیر اہتمام عدلیہ اور فوج کی نگرانی میں از سرنو انتخابات کرائے جائیں۔

لیکن ان تمام حقائق کے باوجود حکومت ہنوز سینیٹ کے انتخابات ' بلدیات کے الیکشن اور الیکشن کمیشن کی کارگزاری پر بھروسہ کئے بیٹھی تھی لیکن الیکشن کمیشن کے فیصلے اور شکایات کی سماعت کے دوران دھاندلیوں کے واقعات قومی اتحاد کے اس مؤقف کو تقویت پہنچانے کا باعث بن رہے تھے کہ ان انتخابات میں دھاندلیوں نے پورے الیکشن کو بے معنی بنا دیا ہے۔ مثلاً ملتان کی قومی اسمبلی کی ایک نشست سے سابق وفاقی وزیر اور ڈپٹی سیکرٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی سید ناصر علی رضوی کامیاب قرار دیئے گئے تھے۔ ایک سرکاری رپورٹ کے مطابق دوبارہ گنتی کے نتیجے میں معلوم ہوا کہ ایک لاکھ ۴ ہزار بیلٹ پیپروں پر سرکاری مہر نہیں لگی ہوئی تھی۔ ۲۶ ہزار بیلٹ پیپروں کے کاؤنٹر فائل پر ووٹروں کے مکمل کوائف درج نہیں تھے۔ چھ ہزار بیلٹ پیپروں کے کاؤنٹر فائل بالکل خالی تھے حتیٰ کہ ان پر پریذائیڈنگ افسروں کے دستخط بھی نہیں تھے۔ اتحاد نے اپنے فیصلے کے مطابق الیکشن کمیشن کی ان تمام کارروائیوں میں کوئی دلچسپی نہیں لی اور ان کا بائیکاٹ کیا لیکن اپنی پارٹی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل کے الیکشن میں سوا لاکھ سے زائد بوگس ووٹوں کے بھگتائے جانے کے بعد کس منہ سے یہ کہا جا سکتا تھا کہ انتخابات میں دھاندلی نہیں ہوئی ہے۔ الیکشن کمیشن نے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعلیٰ سرحد کے خلاف فیصلے دیئے لیکن اس کے باوجود وہ انتظامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ الیکشن کمیشن کے روبرو لاہور میں ۱۷ اپریل کو اپنا بیان دیتے ہوئے ایک پریذائیڈنگ افسر نے کہا کہ قصور کے مجسٹریٹ نے ان سے کہا تھا کہ حکومت پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو کامیاب کرانا چاہتی ہے۔

ان تمام چیزوں کے باوجود حکومت نے اپنی حکمت عملی میں کوئی خوشگوار تبدیلی پیدا کرنے کی کسی ضرورت کا احساس نہیں کیا بلکہ اس کا رویہ مزید سخت ہوتا گیا اور احتجاجی تحریک کو زیادہ قوت کے ساتھ دبانے کے انتظامات کئے جانے لگے۔ لاہور اور کراچی میں ۱۵ اپریل کو قومی اتحاد کے جلوسوں پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے فائرنگ کی۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے ۱۶ اپریل کو اعلان کیا کہ ڈی ایس پی کے عہدہ تک پولیس کے تمام عملہ کو دو دو ماہ کی اضافی تنخواہ دی جائے گی۔ ایسا ہی اعلان سرحد کے وزیر اعلیٰ محمد اقبال خاں جدون نے بھی کیا۔ گویا بے گناہ شہریوں پر ظلم ڈھانے کا یہ انعام دے کر پولیس کو مزید تشدد کیلئے آمادہ کرنے

www.bhutto.org

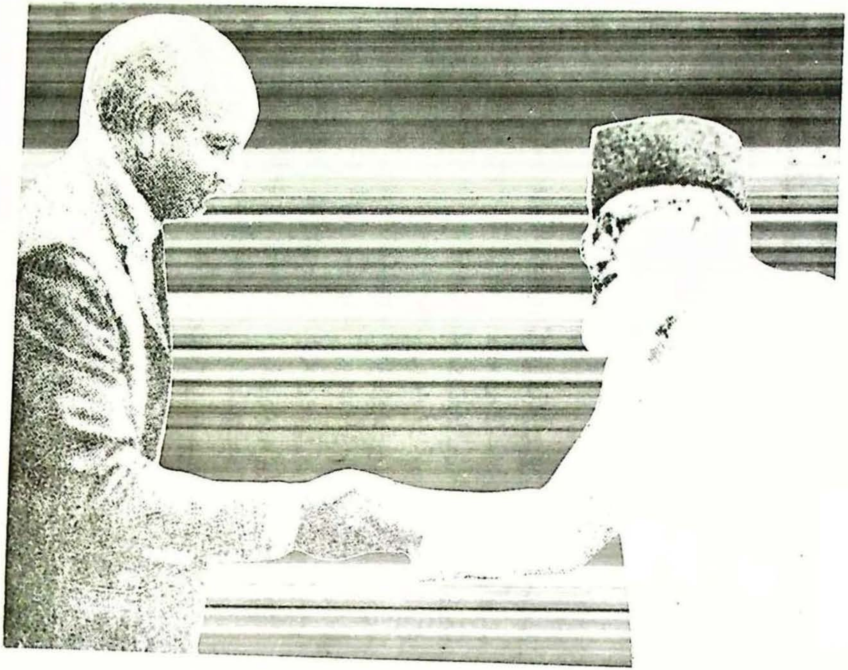

مولانا سید مودودی۔ ذوالفقار علی بھٹو (بانی جماعت اسلامی۔ بانی پاکستان پیپلز پارٹی)

www.bhutto.org

کی ایک کوشش تھی۔ صوبائی حکومتوں کا یہ اقدام شہریوں کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف تھا۔ پولیس کے مظالم کا حال یہ تھا کہ جام پور جیسے چھوٹے شہر میں پولیس فائرنگ سے قومی اتحاد کے تین افراد جاں بحق ہوگئے۔ سرگودھا میں پولیس لاٹھی چارج سے ۵۰ افراد زخمی ہوئے ——— بیسیوں دوسرے شہروں میں پولیس اسی طرح طاقت کا بے پناہ استعمال کر رہی تھی، تشدد کے اس دور میں عوام بھی احتجاج کے نت نئے طریقے اختیار کر رہے تھے۔

۱۶ر اپریل کو بہاولنگر میں گدھوں پر مشتمل ایک جلوس نکالا گیا جس کو پولیس نے شدید لاٹھی چارج کر کے منتشر کر دیا۔ عوام کی ہمت کو پست کرنے کیلئے حکومت کی جانب سے اعلان کیا گیا کہ اگر پولیس اور سکیورٹی فورسز ناکام ہوگئے تو سول انتظامیہ کی مدد کیلئے فوج کو طلب کر لیا جائے گا۔

اسلامی نظام کے قیام کے مسٹر بھٹو کے اعلان

قومی اتحاد کی تحریک دوبارہ انتخابات اور نظام مصطفیٰ کے قیام کیلئے تھی۔ اس ضمن میں مسٹر بھٹو نے لاہور میں ۱۷ر اپریل کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ کئی دن سے یہ خبریں شائع ہو رہی تھیں کہ وہ اس پریس کانفرنس میں نہایت اہم اعلانات کریں گے۔ پوری قوم اس کی منتظر تھی۔ عام خیال یہی تھا کہ حالات کی سنگینی کے پیش نظر مسٹر بھٹو قومی مطالبات مان لیں گے اور قومی اتحاد سے مذاکرات شروع ہو سکیں گے۔ لیکن انہوں نے اس پریس کانفرنس میں دوٹوک الفاظ میں اعلان کیا کہ وہ آئینی، قانونی اور اخلاقی طور پر ملک کے وزیراعظم منتخب ہوئے ہیں اس لئے ان کے مستعفی ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

البتہ عوام کے دل جیتنے کیلئے انہوں نے پاکستان میں فوری طور پر قرآن وسنت کے مطابق اسلام کا نظام شریعت نافذ کرنے کا اعلان کیا۔ شراب نوشی اور قماربازی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اس اعلان کے فوراً بعد ملک بھر میں تمام شراب خانے، شراب کی دکانیں، جوئے کے اڈے اور تمام نائٹ کلب بند کر دیئے گئے۔ اخبارات میں شراب کی دکانوں کے فوٹو شائع ہوئے جنہیں حکومت نے سربمہر کر دیا تھا۔ مسٹر بھٹو نے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل جدید کا اعلان بھی کیا تاکہ یہ دوماہ میں قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق بنانے کیلئے اپنی تجاویز پیش کر سکے۔ کونسل کی صدارت کیلئے مسٹر بھٹو نے مولانا مودودی صاحب کا نام پیش کیا اور مولانا مفتی محمود، شاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا احتشام الحق تھانوی اور کسی شیعہ عالم کو اس کی رکنیت قبول کرنے کیلئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ ایمرجنسی ختم کرنے کے لئے وہ اصولی طور پر تیار ہیں۔ گو مسٹر بھٹو کا خیال تو یہی ہوگا کہ ان کے ان اعلانات کو عوام میں مقبولیت حاصل ہو جائے گی اور اسلامی نظام نافذ کر کے ان اقدامات کے باعث قومی اتحاد کی تحریک کے غبارے سے ہوا نکل جائے گی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اعلانات عوامی توقعات کے مطابق نہیں تھے اور ملک کے کسی گوشہ میں بھی ان کو کوئی پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی۔

www.bhutto.org

قومی اتحاد کی جنرل کونسل کا ہنگامی اجلاس

اس پریس کانفرنس کے اعلانات پر غور کرنے کیلئے قومی اتحاد کی جنرل کونسل کا ایک اجلاس اس روز ۱۷ر اپریل کو لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کئے جانے والے فیصلوں کا اعلان ۱۸ر اپریل کو ایک پریس کانفرنس میں کیا گیا۔ قومی اتحاد نے مسٹر بھٹو کے سیاسی فارمولے کو کلی طور پر مسترد کر دیا۔ اتحاد نے پھر وضاحت کی کہ پوری قوم کا موقف یہ ہے کہ موجودہ اسمبلیاں غیر قانونی ہیں اور یہ کہ وہ مسٹر بھٹو کو ملک کا آئینی اور قانونی وزیر اعظم تسلیم نہیں کرتے۔

مزید گرفتاریاں

۲۴ر اپریل کو قومی اتحاد کے قائم مقام صدر نوابزادہ نصراللہ خاں، نائب صدر مولانا جان محمد عباسی اور سیکرٹری جنرل ملک وزیر علی ڈی پی آر کے تحت گرفتار کر لئے گئے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر، مسٹر ایم انور بار ایٹ لاء اور مسٹر ایس ایم ظفر بھی گرفتار کر لئے گئے۔ اب قومی اتحاد کے سارے لیڈر جیلوں میں بند تھے۔ ان تجربہ کار اور معتدل رہنماؤں کی گرفتاری کے بعد تحریک اب عملاً خود عوام کے اپنے ہاتھوں میں تھی۔ پورے ملک میں تحریک اتنی شدت سے اُٹھی کہ کراچی، حیدر آباد اور لاہور میں مارشل لاء نافذ کرنے کی نوبت آ گئی۔ بھلوال میں بھی فوج طلب کر لی گئی۔ لائل پور (موجودہ فیصل آباد) سیالکوٹ، بہاولنگر اور متعدد دوسرے شہروں میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ یہ غالباً ملک کی تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ کرفیو کے باعث ۲۳ر اور ۲۴ر اپریل کو لاہور میں اخبارات بھی شائع نہ ہو سکے۔ اخبارات پر سنسر عائد کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ قومی اتحاد کی تحریک سے متعلق کوئی خبر، فوٹو، کارٹون یا خاکہ پیشگی اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جا سکتا۔ اس حکم کے بعد اخبارات میں بہت سے کالم سادہ ہوتے جس سے ظاہر ہوتا کہ سنسر نے کسی خبر کی اشاعت کو روک دیا اس لئے اخبار میں وہ جگہ خالی چھوڑ دی گئی۔ حکومت سنسر عائد کرتے ہوئے غالباً اس حقیقت سے بے خبر تھی کہ غیر ملکی نشریاتی اداروں پر تو اس کا حکم نہیں چل سکتا۔ اپنے ملک کے ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات سے خبریں نہ ملنے کے باعث عوام بیرونی نشریات سننے اور ان پر انحصار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ عوام اب حد درجہ برافروختہ اور مشتعل تھے۔ وہ سر دھڑ کی بازی لگا چکے تھے۔ لاٹھی چارج، آنسو گیس، گرفتاریاں، تشدد، کرفیو اور مارشل لاء عوامی جذبات پر قابو پانے میں ناکام ثابت ہو چکے تھے لیکن حکومت اب بھی کمزور اور ناقابل اعتماد سہاروں پر بھروسہ کر کے اپنی غلطیوں کی فہرست میں اضافہ کئے جا رہی تھی۔

www.bhutto.org

سینٹ کے انتخابات

حکمراں شاید سب کے سب کسی اور ہی فضاء میں رہتے ہیں۔ ایک طرف تو پورے ملک میں اسمبلیوں کے خلاف شدید ترین تحریک چل رہی تھی یہاں تک کہ خود مسٹر بھٹو اور ان کے رفقاء صوبائی اسمبلیوں کے از سر نو انتخاب کی پیشکش کر چکے تھے لیکن عین اس زمانہ میں صوبائی اسمبلیوں سے سینیٹ کے انتخابات مکمل کرا لئے گئے۔ جنرل ٹکا خان بھی بلا مقابلہ سینٹر منتخب قرار دیئے گئے۔ حکومت کے اس نوعیت کے اقدامات اس کے ذہنی دیوالیہ پن کو ظاہر کرنے کے علاوہ اس بات کی نشاندہی بھی کر رہے تھے کہ قومی اتحاد کو اس کے ساتھ معاملات طے کرنے میں بہت ہی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہئے کیونکہ وہ اخلاص کے ساتھ مسائل حل کرنے کے بجائے حربوں سے کام لے کر اتحاد کو ناکام بنانے کی کوشش کرے گی

مذاکرات کی ابتداء

مسٹر بھٹو نے اپنی ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ وہ اپوزیشن کے رہنماؤں کو ایک جگہ اکٹھا کرنا چاہتے ہیں ملک کے حالات نے ان پر واضح کر دیا تھا کہ اب اس تحریک کو قوت سے دبانا ممکن نہیں اور ان کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ مسائل کا سیاسی حل تلاش کیا جائے، لیکن اب بھی وہ واضح اور دوٹوک پالیسی اپنانے سے گریز کر رہے تھے۔ ان دنوں ان کے قول اور فعل میں بڑا اتار چڑھاؤ تھا جس سے محسوس ہوتا تھا کہ کبھی ایک فیصلہ کرتے ہیں اور کبھی دوسرا اس طرح سے معاملات الجھ رہے تھے اور فریقین میں بے اعتمادی کی فضا بڑھتی جا رہی تھی۔ مسٹر بھٹو نے ۲۳ر اپریل کو مولانا مفتی محمود صاحب سے ایک طویل ملاقات کی جو تقریباً ڈھائی گھنٹے جاری رہی۔ یہ وہی زمانہ ہے جبکہ پاکستان کے تمام چھوٹے بڑے شہر مارشل لاء یا کرفیو کی زد میں تھے اس ملاقات میں بھٹو صاحب نے ایک سیاسی تصفیہ کے لئے اپنی خواہش کا اظہار کیا اور یقین دلایا کہ اگر قومی اتحاد کی طرف سے قومی اسمبلی کے دوبارہ انتخابات کا مطالبہ باضابطہ طور پر پیش ہو تو وہ اسے منظور کر لیں گے۔ مفتی صاحب نے محاذ کے دوسرے رہنماؤں سے مشورہ اور قانونی مشیروں سے ملاقات کی ضرورت کا اظہار کیا۔

۲۴ر اپریل کو رات کے آخری حصہ میں کراچی جیل میں عملہ نے مجھے بیدار کیا اور مجھے ڈیوڑھی تک لے جایا گیا وہاں دفتر میں ہوم سیکرٹری اور سپرنٹنڈنٹ جیل موجود تھے انہوں نے بتایا کہ کراچی جیل سے تمہیں ابھی کسی دوسری جگہ منتقل کرنا ہے جس کی کوئی تفصیل مجھے نہیں بتائی گئی۔ اس کی خبر آناً فاناً پوری جیل میں پھیل گئی۔ کراچی جیل اس وقت قومی اتحاد کے کارکنوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ پریشان تھے کہ اس وقت مجھے دفتر کیوں لے جایا گیا ہے۔ جب میں واپس آیا تو تمام رہنماؤں کو بیدار اور احاطہ میں جمع پایا۔ میں نے انہیں بتایا کہ مجھے یہاں سے منتقل کیا جا رہا ہے۔ ساتھیوں نے جیل کے حکام پر زور دیا کہ بتایا جائے کہ مجھے

www.bhutto.org

کہاں اور کیوں لے جایا جارہا ہے۔ چوہدری ظہور الٰہی مرحوم شدید غصہ میں تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔ میں نے منت سماجت کر کے بمشکل چوہدری صاحب اور دوسرے احباب کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ مجھے جانے دیں۔ اللہ کی مرضی کے بغیر وہ مجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے۔

سہالہ کیمپ جیل

کراچی سے مجھے سہالہ کیمپ جیل منتقل کیا گیا۔ مولانا مفتی محمود صاحب وہاں پہلے سے موجود تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی 'نوابزادہ نصر اللہ خان' میاں طفیل محمد' سردار شیر باز خاں مزاری 'ملک محمد قاسم' مولانا جان محمد عباسی اور بیگم نسیم ولی کو بھی مختلف جیلوں سے سہالہ منتقل کر دیا گیا۔ ۲۷ر اپریل کو اصغر خاں صاحب اور ۲۸ر اپریل کو سردار عبد القیوم بھی آ گئے۔ سردار صاحب اس سے پہلے نظر بندی کی حالت میں مسٹر بھٹو سے پرائم منسٹر ہاؤس میں ملاقات کر چکے تھے۔

۲۷ر اپریل کو پیر صاحب پگاڑا نے مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کے ساتھ سہالہ آ کر سب سے ملاقات کی اور تبادلہ خیال کیا۔ خرابی بسیار کے بعد مسٹر بھٹو اصل مسئلہ پر بات چیت کے لئے پہلی مرتبہ اپنا عندیہ دے رہے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ قانونی مشورہ کرنے کے لئے وہ اتحاد کے قانونی مشیروں کو سہالہ ہم سے ملنے کی اجازت دے دیں۔ انہوں نے اس پر اپنی رضامندی بھی ظاہر کر دی لیکن ہمارے بار بار کے اصرار کے باوجود صرف بیرسٹر ظہور الحق کو اس کی اجازت دی گئی۔

سات ہفتے کی عوامی تحریک نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ حکومت اپنی ضد پر قائم تھی۔ اتحاد کے رہنما اور کارکنان جیلوں میں بند تھے اور تحریک بڑھتی جا رہی تھی۔ دوست ممالک بالخصوص مسلم ممالک اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتے تھے۔ اس معاملہ میں پیش قدمی شاہ خالد اور ولی عہد شہزادہ فہد کی جانب سے ہوئی۔ الشیخ ریاض الخطیب پاکستان میں سعودی سفیر تھے' وہ علالت کے باعث علاج اور آرام کے لئے ان دنوں سعودی عرب گئے ہوئے تھے اپنی علالت کے باوجود ریاض الخطیب صاحب شاہ خالد اور شہزادہ فہد کے پیغامات لے کر پاکستان تشریف لائے۔ انہوں نے پہلے مسٹر بھٹو سے ملاقات کی اور بعد میں سہالہ آ کر ہم لوگوں سے ملے۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کی موجودہ صورتحال پر سعودی عرب میں تشویش اور اضطراب ہے۔ معاملات کو خوش اسلوبی کے ساتھ طے کرنے کے لئے انہوں نے شاہ خالد اور شہزادہ فہد جیسی محترم ہستیوں کی جانب سے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنے کی پیشکش کی۔ مفتی صاحب نے ہم سب کی نمائندگی کرتے ہوئے شاہ خالد اور شہزادہ فہد کی ذاتی دلچسپی اور ہمدردی کے جذبات کا شکریہ ادا کیا اور اپنے موقف سے آگاہ کیا اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

www.bhutto.org

اسی طرح متحدہ عرب امارات کے وزیر خارجہ احمد الخلیفہ .السویدی ' امارات کے صدر شیخ زید بن سلطان النہیان کا ایک پیغام لے کر اسلام آباد پہنچے۔ انہوں نے پہلے مسٹر بھٹو سے ملاقات کی اور بعد میں سہالہ تشریف لائے۔ وزیر خارجہ نے ایک سیاسی سمجھوتے کی ضرورت پر زور دیا اور فرمایا کہ اگر فریقین کے مابین کوئی معاہدہ ہو جائے تو متحدہ عرب امارات کی جانب سے اس پر عمل کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ مفتی صاحب نے ان کا بھی شکریہ ادا کیا۔انہیں اپنے مؤقف سے آگاہ کیا اور کہا کہ قومی اتحاد عوام کے مطالبات کی تکمیل اور بنیادی حقوق کی بحالی کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا۔ وزیر خارجہ کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرائی گئی کہ ایک طرف تو بھٹو صاحب پاکستان کے دوست اور برادر ملکوں کے سربراہوں کو اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور دوسری طرف اپنی تقریروں میں قومی اتحاد پر جھوٹے اور بے بنیاد الزامات عائد کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سیاسی تصفیہ کے بارے میں مخلص اور سنجیدہ نہیں ہیں۔
قومی اتحاد کے رہنماؤں کی سہالہ منتقلی ' مسٹر بھٹو کا مفتی صاحب اور سردار قیوم سے ملاقات کرنا اور محترم برادر ممالک کی سفارتی کوششوں سے سیاسی تصفیہ کی کچھ امید تو بہرحال نظر آئی تھی۔ پیر صاحب پگاڑا نے جو اس وقت محاذ کے قائم مقام صدر تھے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی جانب سے معقول طرز عمل اختیار کیا گیا تو اتحاد کے رویہ میں بھی نرمی آئے گی۔ اس دوران میں ایک معروف صحافی مسٹر مظہر علی خاں نے بھی مفتی محمود اور سردار قیوم سے ملاقاتیں کیں ' ان تمام باتوں سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ مسٹر بھٹو اب مثبت بات چیت کیلئے ذہنًا آمادہ ہو چکے ہیں اس ڈیڑھ ماہ کے عرصے میں پورا ملک اپنی زندگی کے شدید ترین بحران سے دوچار تھا۔ اب تک سینکڑوں افراد جان بحق ہو چکے تھے اور ہزارہا زخمی ' جیلیں اتحاد کے کارکنوں سے بھری پڑی تھیں۔ کاروبار بند تھا اور اس طرح اربوں روپے کا نقصان ہو رہا تھا قوت کا استعمال تحریک کو دبانے میں ناکام ثابت ہو چکا تھا۔ برادر مسلم ممالک قابل قبول حل تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ حکومت عوام کے جائز احتجاج کو دبانے کے لئے فوج کا بے جا استعمال کر رہی تھی لیکن جزوی مارشل لاء اور کرفیو کے نفاذ کے باوجود تحریک بڑھتی ہی جا رہی تھی۔
اس پس منظر میں مسٹر بھٹو نے اپنے بے جا اصرار کو ترک کر کے قومی اسمبلی کے انتخابات پر گفت و شنید کرنے پر اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا۔ چار چھ ہفتوں کے بعد اخبارات میں ایسی خبریں آنا شروع ہوئیں کہ قومی اتحاد اور مسٹر بھٹو کے درمیان ڈیڈ لاک ختم ہونے اور مذاکرات شروع ہونے کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں۔ ملک میں کوئی بھی خوشی سے اس بحران کو طول دینا نہیں چاہتا تھا اور کسی مناسب تصفیہ پر پہنچنا ہی اتحاد کا مقصد بھی تھا۔

مولانا مفتی محمود۔ ذوالفقار علی بھٹو (صدر پاکستان قومی اتحاد۔ وزیر اعظم پاکستان)

www.bhutto.org

فوجی سربراہوں کا مشترکہ اعلان

۲۷ر اپریل کو عین اس وقت جبکہ مذاکرات کے لئے کچھ نہ کچھ پیش رفت ہو رہی تھی راولپنڈی سے فوجی سربراہوں نے ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا۔ جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین جنرل محمد شریف' بری فوج کے سربراہ جنرل محمد ضیاء الحق' بحریہ کے سربراہ ایڈمرل محمد شریف اور پاک فضائیہ کے سربراہ ایئر مارشل ذوالفقار علی خان نے اپنے مشترکہ اعلامیہ میں کہا کہ تینوں مسلح افواج موجودہ قانونی حکومت کی مکمل حمایت کرتی ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ مسلح افواج کے کردار کے بارے میں کسی کو غلط فہمی نہیں رہنی چاہئے انہوں نے اپنے اس عزم کا اعادہ کیا کہ ملک کی مسلح افواج حکومت کی طرف سے عائد کردہ آئینی ذمہ داریوں اور فرائض سے عہدہ برآ ہوں گی۔ یہ مشترکہ بیان تو اخبارات میں شائع ہوا لیکن مسٹر بھٹو کو افواج کے سربراہوں نے اپنی ملاقات میں جس تعاون کا یقین دلایا ہوگا اس کا قیاس کرنا کچھ زیادہ مشکل بات نہیں۔ اس ایک بیان نے حالات کا رخ پھر تبدیل کر دیا اور مسٹر بھٹو نے اپنی لائن تبدیل کر لی۔

مسٹر بھٹو کا تعریفی خط

افواج پاکستان کی جانب سے حکومت وقت کی مکمل حمایت کرنے کی اس کھلی یقین دہانی نے مسٹر بھٹو کو ایک نیا حوصلہ بخش دیا۔ انہوں نے اس مشترکہ اعلان سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قومی اتحاد کی ملک گیر تحریک کو دبانے کے لئے فوج اپنا بھرپور کردار ادا کرے گی کیونکہ افواج پاکستان ان کی حکومت کو قانونی اور آئینی حکومت تسلیم کرتی ہیں۔ مسٹر بھٹو اس مشترکہ اعلان اور اپنی حمایت کی یقین دہانی سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ انہوں نے 4ر مئی کو جنرل محمد ضیاء الحق کے نام ایک تعریفی خط تحریر کیا۔ اس پورے خط سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ باہمی مذاکرات کے ذریعہ مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے بجائے اب ان کا انحصار فوج کے تعاون پر ہوگیا۔ مسٹر بھٹو کے اس خط کا ترجمہ ذیل میں درج ہے:۔

پرائم منسٹر ہاؤس

راولپنڈی

4ر مئی 1977ء

مائی ڈیئر ضیاء!

میں آپ کی وفاداری' احساس ذمہ داری اور جذبۂ حب الوطنی کی تعریف کرتا

ہوں جس کا مظاہرہ آپ نے ایک مشترکہ بیان جاری فرما کر کیا ہے جس میں بیرونی حملہ اور عالمی تخریب کاری کے خلاف ملک کی سالمیت کے تحفظ کے لئے افواج پاکستان کی مکمل حمایت کا یقین دلایا ہے۔

اگر کسی وقت کوئی عنصر یا عناصر کا مجموعہ ملک کی بقاء یا اس کے استحکام کے لئے خطرہ بن جائے تو ایسے موقع پر افواج آزاد ملک کی حفاظت کرتی ہیں۔ یہ عناصر اندرونی بھی ہو سکتے ہیں اور بیرونی بھی۔

کسی قوم میں تحفظ کا یقین پیدا کرنے کا سب سے اہم ذریعہ افواج کی اپنی فرائض سے لگن اور ان میں یک سوئی کا پایا جانا ہے۔ ان کی پیشہ ورانہ مہارت ان کے اندر کسی نازک گھڑی میں نظم وضبط کے ساتھ فوری کارروائی کرنے کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے۔

آپ کے اس اقدام نے دوسرے تمام سرکاری ملازمین کے لئے بھی اپنے فرائض کو قانون اور ملک کے مقدس آئین کے مطابق بحسن وخوبی انجام دینے کے لئے ایک بہترین مثال قائم کر دی ہے۔

اس وقت ملک جن سیاسی مسائل سے دوچار ہے ان کے حل کے لئے میں نے کچھ اقدامات کئے ہیں۔ مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یقین اور ہوش مندی سے کام لیتے ہوئے تمام مسائل آئینی طریقوں کے مطابق حل ہو جائیں گے۔ معاملہ صرف یہ ہے کہ اس میں کتنا وقت صرف ہوتا ہے۔ پاکستان کو یقین ہے کہ اس وقت تک ہر سرکاری کارندہ اپنے فرائض قانون کے مطابق انجام دے گا۔

مہربانی فرما کر اپنے تحت کام کرنے والے تمام فوجیوں تک میرا یہ احساس پہنچا دیجئے کہ میں ان کے مثالی ڈسپلن، حب الوطنی اور ثابت قدمی کا مداح ہوں جس کا مظاہرہ انہوں نے اپنی آئینی ذمہ داریاں ادا کرتے وقت کیا ہے۔"

نیک جذبات کے ساتھ

آپ کا مخلص

ذوالفقار علی بھٹو

جنرل ایم ضیاء الحق

چیف آف دی آرمی سٹاف

جنرل ہیڈ کوارٹرز

راولپنڈی

بھٹو کا خط بنام جنرل ضیاء۔ انگریزی کے صفحہ 81 پر دیکھئے

www.bhutto.org

بھٹو صاحب کی خواہش کے مطابق جنرل ضیاء الحق نے ان کے خط کی نقل جنرل اقبال کو ان کی اطلاع اور مناسب حلقوں تک اسے پہنچانے کیلئے ارسال کر دی۔ جنرل ضیاء کے اس خط کا ترجمہ درج ذیل ہے:

مائی ڈیئر اقبال!

میں پرائم منسٹر کے خط کی ایک نقل جو انہوں نے مجھے 4 رمئی کو تحریر کیا ہے آپ کی اطلاع اور مناسب حلقوں تک اسے پہنچانے کے لئے منسلک کر رہا ہوں۔

مجھے توقع ہے کہ ہم موجودہ بحران پر جلد قابو پالیں گے اور اس ساری صورت حال سے لاتعلق ہوئے بغیر۔ میں دیانت داری کے ساتھ یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ صورت حال میں فوج کی اعلیٰ کارکردگی کا سہرا آپ کے' آپ کے کمانڈرز' آفیسرز' جی سی اوز اور دیگر افراد کے سر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ آپ موجودہ بحران سے بے داغ ہی نہیں بلکہ کامیابی کے ساتھ نکلیں گے۔

میں یہ خط صرف کور کمانڈرز کے نام روانہ کر رہا ہوں۔

احترام کے ساتھ

آپ کا مخلص

جنرل

(ایم ضیاء الحق)

مسٹر بھٹو کی غلط فہمی

افواج پاکستان کے واضح مؤقف اور ان خطوط نے مذاکرات کی راہ پھر مسدود کر دی۔ مسٹر بھٹو اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ اگر انہیں سول اور فوجی بیورو کریسی کی مکمل حمایت حاصل ہے تو موجودہ تحریک وقت گذرنے کے ساتھ خود بخود دم توڑ دے گی اور جبکہ فوج ان کی حکومت کو قانونی اور آئینی تسلیم کرتے ہوئے اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلا رہی ہے تو پھر قومی اتحاد سے مذاکرات کی کوئی حاجت نہیں۔

مسٹر بھٹو کا پارلیمانی پارٹی سے خطاب

۲۷ر اپریل کو مسٹر بھٹو نے پیپلز پارٹی کی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کیا اور اپنے حالیہ رویے کو تبدیل کرتے ہوئے وضاحت کی کہ وہ اپنے سابقہ مؤقف پر قائم ہیں اور یہ کہ انہوں نے قومی اتحاد کو کوئی نئی تجویز پیش نہیں کی ہے گو پچھلے چند دنوں میں وہ قومی اسمبلی کے نئے انتخابات پر گفتگو کرنے کے لئے اپنی آمادگی ظاہر کر چکے تھے۔

جنرل ضیاء کا خط بنام جنرل اقبال۔ انگریزی کے صفحہ 82 پر دیکھئے

www.bhutto.org

فوجی سربراہوں نے حکومت کی حمایت میں مشترکہ بیان ایک ایسے وقت جاری کیا جبکہ کچھ دن قبل مسٹر بھٹو ۱۷ اپریل کو لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں اپنے اوپر فوج کی جانب سے کسی دباؤ کی تردید کر چکے تھے۔ ایک غیر ملکی نامہ نگار کے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ فوج کی جانب سے ان پر کوئی دباؤ نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ آخری شخص ہوں گے جس پر اس طرح کا دباؤ ڈالا جائے اور وہ اسے برداشت کر لے۔ انہوں نے کہا کہ اگر انہیں پتہ چلے کہ فوج کا اس قسم کا طرز عمل ہے تو وہ ذمہ دار افراد کے خلاف ایسا اقدام کریں گے جیسا کہ انہوں نے سردار شوکت حیات کے خلاف کیا تھا۔ ایک ایسی حکومت جس کا آئینی اور قانونی ہونا متنازعہ تھا جو فوج کو شہریوں کے خون ناحق کے لئے غلط طور پر استعمال کر رہی تھی افواج پاکستان کی جانب سے اس کی اس کھلی مشترکہ حمایت کا اعلان ناقابل فہم تھا۔ ایک ایسے نازک مرحلہ پر اس سے یہ توقع کوئی بے محل، غیر قانونی اور ملک کے مجموعی مفاد کے خلاف نہیں تھی کہ فوج بھی اس بحران کو حل کرنے میں اپنا موثر کردار ادا کرے گی۔ لیکن اس کے مشترکہ بیان نے حکومت کو مفاہمت کی راہ سے ہٹا کر زیادہ جبری بنا دیا اور باہمی تصفیہ کے امکانات جو کچھ کچھ نظر آنے لگے تھے پھر معدوم ہو گئے۔

ان ہی دنوں سینیٹ نے فوج کے ترمیمی بل کی منظوری دی جس کی رو سے مسلح افواج کو ان علاقوں میں جہاں اسے سول انتظامیہ کی مدد کرنے کے لئے طلب کیا جا چکا ہو کرفیو لگانے اور اسے نافذ کرنے کے وسیع اختیارات دیئے گئے۔ اس طرح دیکھنے والی آنکھیں دیکھ سکتی تھی کہ ملک جزوی مارشل لاء سے کُلی مارشل لاء کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔

سندھ ہائی کورٹ میں آئینی درخواست

کرفیو کی خلاف ورزی پر گولی مار دینے کی ہدایت، مارشل لاء کے نفاذ اور اس کے تحت کئے جانے والے اقدامات اور لیاقت آباد میں شہریوں پر کی جانے والی تشدد کی کارروائیوں کو چیلنج کرنے کے لئے مسٹر نیاز احمد ایڈووکیٹ نے سندھ ہائی کورٹ میں ایک آئینی درخواست پیش کی۔ فل بینچ نے اسکی سماعت کی اس مقدمہ میں معاونت کے لئے عدالت نے مسٹر اے کے بروہی، مسٹر شریف الدین پیرزادہ، مسٹر خالد ایم اسحاق، مسٹر علی احمد فضیل، مسٹر محمد علی سعید، مسٹر محمد حیات جونیجو اور مسٹر نظام احمد کو طلب کیا۔

احتجاجی تحریک کو دبانے میں مکمل ناکامی کے باوجود فوجی سربراہان کے اعلان کی وجہ سے مسٹر بھٹو میں پھر یہ اعتماد پیدا ہو گیا کہ اب وہ اس پر قابو پا سکیں گے۔ اب وہ فوج کے تعاون سے قومی اتحاد کو کچل دینے کی راہ پر چل پڑے تھے۔ آنے والے دنوں میں قوت کے بے رحمانہ استعمال کا جو منصوبہ ان کے پیش نظر تھا اس کا جواز حاصل کرنے کے لئے سینیٹ اور قومی اسمبلی کے مشترکہ اجلاس کے سامنے انہوں نے ۲۸ اپریل کو ایک جذباتی تقریر کی۔

www.bhutto.org

پارلیمینٹ سے مسٹر بھٹو کا خطاب

مسٹر بھٹو قومی اتحاد کے رہنماؤں کو مختلف جیلوں سے لاکر سہالہ کیمپ جیل میں منتقل کر چکے تھے۔ بات چیت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ لیکن مذکورہ واقعہ کی بناء پر انہوں نے اپنی لائن تبدیل کر لی اور ۲۸ر اپریل کو اچانک پارلیمینٹ سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ تحریک کا مقصد ملک کو ختم کرنا ہے اور موجودہ سیاسی بحران پاکستان کی بقاء اور سالمیت کے خلاف ایک ملک کی طرف سے بڑی خوفناک بین الاقوامی سازش کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے نہایت جذباتی انداز اور گرجدار آواز میں کہا کہ وہ کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

انہوں نے کہا کہ سازشوں اور بحرانوں سے انہیں خوفزدہ نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ان کے خلاف سازشوں کی ضرورت اس لئے پیش آئی کیونکہ ان کی قیادت میں پاکستان عالم اسلام کے استحکام اور پاکستان کی یکجہتی کیلئے فعال کردار ادا کر رہا ہے۔ انہوں نے یاد دلایا کہ یہ وہی تھے جنھوں نے اسلامی سربراہ کانفرنس منعقد کی، عربوں کو واضح طور پر اپنی کلی حمایت کا یقین دلایا اور باور کرایا کہ پاکستان کا سپاہی اسلام کا سپاہی ہے اور وہ مکمل طور پر اپنے عرب بھائیوں کے ساتھ ہے۔ اس بین الاقوامی سازش کا انکشاف کرتے ہوئے انہوں نے "ہاتھی" کو موضوع بنایا اور نام لئے بغیر امریکہ کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ انہوں نے کہا اس خطرناک سازش کو کامیاب بنانے کے لئے بیرونی کرنسی پانی کی طرح بہائی جا رہی ہے۔ لوگوں کو بھاری رشوتیں دی گئی ہیں جس کے باعث کراچی میں ڈالر کی قیمت گر گئی ہے۔ اس خطاب میں انہوں نے امریکہ کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا ذمہ دار ٹھہرایا انہوں نے کہا کہ قومی اتحاد خارجی طاقتوں خصوصاً امریکہ کا ایجنٹ ہے۔

مسٹر بھٹو کا ڈرامائی دورہ

۳۰ر اپریل کو مسٹر بھٹو نے بالکل ڈرامائی طور پر شام پانچ بجے ایک کھلی جیپ میں پنڈی کا دورہ کیا۔ صدر کے علاقہ میں امریکی سینٹر کے قریب کراسنگ پر ایک میگافون کے ذریعے انہوں نے حاضرین سے خطاب کیا۔ پولیس کی پانچ چھ گاڑیاں مسٹر بھٹو کے ساتھ تھیں۔ اس تقریر میں انہوں نے کہا کہ وہ بات چیت کے لئے تو آمادہ ہیں لیکن وہ دستور اور قومی اداروں کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ اگر معاملہ صرف ان کی ذات کے متعلق ہوتا تو وہ دستبردار ہو جاتے لیکن اصل معاملہ پاکستان کی بقاء اور سالمیت کا ہے جس پر کوئی سودا نہیں ہو سکتا۔ مسٹر بھٹو نے اپنے خطاب میں حاضرین کو آگاہ کیا کہ ۲۸ر اپریل کو جو تقریر انہوں نے پارلیمینٹ میں کی تھی اس کے متعلق امریکی وزیر خارجہ سائرس وانس کا ایک خط انہیں ملا ہے جس میں امریکہ نے پاکستان کو خاموشی کے ساتھ مذاکرات کی دعوت دی ہے۔ وزیر خارجہ کا خط مسٹر بھٹو نے لوگوں کو دکھایا اور کہا کہ وہ اس خط کا جواب آج ہی تحریر کر دیں گے۔ اس دورہ

کامقصد اپنی خود اعتمادی کا اظہار تھا اور امریکی وزیر خارجہ کے خط کے حوالے کا مقصد اپنے اس الزام کا مزید ثبوت پیش کرنا تھا کہ موجودہ تحریک امریکہ کی ایک سازش کا کرشمہ ہے۔

مسٹر بھٹو اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ پارلیمینٹ کے سامنے ان کی ۲۸ اپریل کی تقریر قومی احتجاج کو حرف غلط کی طرح مٹا دے گی اور عوام خود قومی اتحاد کی قیادت کے خلاف صف آراء ہو جائیں گے۔ حیرت ہے کہ اب تک وہ کس خلاء میں بس رہے تھے۔ عورتیں' بچے' مرد' بوڑھے' جوان اور معاشرہ سے ہر ہر طبقہ براہ راست تحریک میں شامل تھا۔ عوام مظالم سہہ رہے تھے اور بے پناہ جانی اور مالی قربانیاں دے رہے تھے۔ پھر کس بنیاد پر یہ توقع کی جا رہی تھی کہ پاکستان کے باشعور شہری اس عوامی احتجاج اور تحریک کو ایک بین الاقوامی سازش قرار دینے کے الزام کو قبول کر لیں گے۔ اس تقریر کا بالکل الٹا اثر یہ ہوا کہ تحریک میں مزید شدت پیدا ہو گئی۔

لانگ مارچ

قومی اتحاد نے اپیل کی تھی کہ پورے ملک سے عوام ۳۰ ر اپریل کو راولپنڈی کی طرف لانگ مارچ کریں تاکہ وہاں زبردست مظاہرہ کیا جائے۔ اتحاد کی اپیل پر عوام دور دراز کے علاقوں سے پنڈی کی طرف عازم سفر ہوئے لیکن صبح ہی سے پولیس اور فوج نے پورے شہر پنڈی کا محاصرہ کر لیا اور شہر کی جانب آنے والے تمام راستے بند کر دیئے۔ میرے دو لڑکے طارق اور خالد بھی کراچی سے پنڈی پہنچے اور پولیس سے بچتے بچاتے شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے - لوگ صبح ۹ بجے ہی سے سڑکوں پر جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ پولیس' ایف ایس ایف اور دوسری آرمڈ فورسز نے بیدردی اور بے رحمی کے ساتھ مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا' آنسو گیس استعمال کی اور بڑی تعداد میں لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ سینکڑوں لوگ زخمی ہوئے اور شام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہ تھا عوام کی جانب سے مسٹر بھٹو کی ۲۸ ر اپریل کی تقریر کا عملی جواب۔

مسٹر بھٹو کی پیر صاحب پگارا سے ملاقات

پیر صاحب پگاڑا انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل راولپنڈی میں نظر بند تھے۔ ۳۰ ر اپریل کو مسٹر بھٹو ان سے ملنے کیلئے ہوٹل ان کے کمرہ میں تشریف لے گئے اور پیر صاحب سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات تقریباً پچاس منٹ تک جاری رہی۔ مسٹر بھٹو نے بعد میں کہا کہ ان کی پیر صاحب کے ساتھ یہ ایک نجی ملاقات تھی۔

اقتدار پر فائز ہونے کے بعد مسٹر بھٹو کے نارو ارویہ کے باعث پیر صاحب ان سے بہت شاکی تھے اور دونوں کے درمیان تعلقات میں کشیدگی تھی۔ مسٹر بھٹو کی اس ملاقات کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ وہ اس کی تلافی کر کے اس کشیدگی کو کم کریں اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ قومی اتحاد اور ان کے درمیان مذاکرات کی راہ ہموار ہو سکے۔ بھٹو صاحب نے پیر صاحب سے کہا کہ مذاکرات کے لئے قومی اتحاد خود اپنی تجاویز پیش

www.bhutto.org

کر دے۔ وہ اس بات پر بھی رضامند ہوگئے کہ اتحاد کے رہنماؤں کو سہالہ کیمپ جیل میں اپنی مرضی کے وکلاء سے ملاقات کی سہولت فراہم کر دی جائے۔

سول اور فوجی بیورو کریسی پر تکیہ کرتے ہوئے مسٹر بھٹو نے اصل مسئلہ پر گفتگو کرنے پر آمادگی کے بعد انکار کی جو روش اختیار کی تھی اس میں کامیابی نہ ہونے پر پیر صاحب کے ساتھ یہ ملاقات پھر اسی سلسلہ کو دوبارہ شروع کرنے کی جانب ایک قدم تھا۔ مئی کے مہینہ میں اس جانب کچھ پیش رفت ہوئی۔

یوم مئی

یکم مئی کو مزدوروں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ پورے ملک میں محنت کشوں کے جلسے اور جلوس ہوتے ہیں۔ پیپلز پارٹی اپنے دور حکومت میں یہ دن منانے کے لئے خصوصی انتظامات کرتی رہی تھی۔ لیکن اس سال کراچی ' حیدر آباد ' لاہور اور راولپنڈی میں ان جلسے جلوسوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ یہ شہر قومی اتحاد کی تحریک کے مضبوط مراکز بن چکے تھے لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت نے طے کیا کہ دوسرے شہروں میں اس دن کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مزدوروں کے جلسے اور جلوسوں کا اہتمام کیا جائے جو دراصل قومی اتحاد کے خلاف جوابی مظاہروں کی جگہ لے لیں۔ کم و بیش تمام مرکزی اور صوبائی وزراء اپنے اپنے حلقۂ انتخاب میں چلے گئے تاکہ وہ خود یکم مئی کے جلسوں اور جلوسوں میں شرکت کریں۔ پوری انتظامی مشینری ان کی مدد پر تھی۔ ملتان جہاں قومی اتحاد کی تحریک کا خاصا زور تھا وہاں وفاقی وزیر صنعت مخدوم حامد رضا گیلانی ' قومی اسمبلی کے رکن مخدوم سجاد حسین قریشی اور سینیٹر بابو فیروز الدین انصاری وہاں پہنچے۔ انہوں نے یکم مئی کے جلوس میں شرکت کی جو عوام سے زیادہ باوردی پولیس والوں کا جلوس معلوم ہوتا تھا جگہ جگہ جلسے بھی منعقد کئے گئے۔ ان جلسوں میں کی گئی تقریروں کا مرکزی مضمون یہی تھا کہ قائد عوام نے بین الاقوامی سازش کو ناکام بنا کر ملک کا سیاسی مسئلہ حل کر دیا ہے۔ حکومت کا یہ اقدام بھی قطعی طور پر ناکام ہو گیا۔ عوام نے ان جلسوں اور جلوسوں میں قومی اتحاد کے حق میں نعرے لگائے اور کئی شہروں میں آپس میں جھڑپیں بھی ہوئیں۔ پیپلز پارٹی کے رہنما عوام میں بغیر پولیس کی حفاظت کے آنے کی ہمت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ پولیس کے تشدد کے باعث عام شہریوں میں ان کے خلاف ایسے جذبات پیدا ہو چکے تھے کہ پیپلز پارٹی کے متعدد رہنماؤں کو اپنے رہائشی مکانات چھوڑ کر دوسری جگہوں پر منتقل ہونا پڑا۔

سیاسی تصفیہ کے لئے تجاویز

قومی اتحاد کے رہنماؤں نے جواب سہالہ کیمپ جیل میں ایک جگہ جمع ہو گئے تھے سیاسی سمجھوتے کے لئے اپنی تجاویز مرتب کیں۔ مفتی محمود صاحب نے بھٹو صاحب کے ملٹری سیکرٹری کو پیغام دیا کہ آپ بھٹو صاحب سے ان تجاویز پر گفتگو کر لیں تاکہ ان پر عملدر آمد کرنے کے لئے تفصیلات باہمی مذاکرات میں طے پا سکیں چنانچہ یہ طے پا گیا کہ بھٹو صاحب یکم مئی کو سہالہ آئیں گے لیکن اس دن ڈاکٹروں کے مشورہ

www.bhutto.org

کے مطابق مفتی صاحب اپنی علالت کے باعث اسپتال منتقل کر دیئے گئے اور اس طرح یکم مئی کی یہ مجوزہ ملاقات نہیں ہو سکی۔

۲ر مئی کی شام کو بھٹو صاحب کمبائنڈ ملٹری اسپتال راولپنڈی میں مفتی محمود صاحب سے ملے اور پھر ایک نئی تجویز پیش کی کہ قومی اسمبلی کے انتخابات کے بارے میں قومی اتحاد پہلے ان کے وزراء سے بات چیت کرے۔ مفتی صاحب نے ان پر واضح کر دیا کہ گفت و شنید ان کے وزراء سے نہیں بلکہ صرف ان ہی کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔

حکومت کے بڑھتے ہوئے تشدد کے باعث تحریک میں مزید شدت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ حکومت کی بار بار کی یقین دہانیوں کے باوجود تعلیمی ادارے بند پڑے تھے۔ امتحانات کی تاریخ میں مسلسل توسیع کی جا رہی تھی۔ مذاکرات کے لئے فضا کو خوشگوار بنانے کے بجائے حکومت نے حکم دیا کہ طلبہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ہاسٹل خالی کر دیں۔ خواتین رہنماؤں کو نظر بند کیا گیا۔ قدرتی طور پر اس کا ملک گیر ردعمل ہوا حتیٰ کہ متعدد شہروں میں پھر کرفیو کے نفاذ کی نوبت آ گئی۔

سہالہ کیمپ جیل میں ہمارے لئے باہر کی دنیا سے رابطہ کا واحد ذریعہ پیر صاحب پگاڑا تھے جن کی نظر بندی یکم مئی کو ڈیڑھ بجے دن ختم کر دی گئی تھی۔ پیر صاحب اسی دن سہالہ تشریف لائے اور اس طرح باہمی مشورہ ممکن ہو سکا۔

سعودی سفیر ریاض الخطیب اپنی علالت اور کمزوری کے باوجود ملک کے ایک بہترین خیر خواہ تھے اور ہمدرد کی حیثیت سے سرگرم عمل تھے۔ وہ سہالہ میں نظر بند رہنماؤں سے اسپتال میں مفتی صاحب سے اور بھٹو صاحب سے برابر ملتے رہے تاکہ مذاکرات بلا تاخیر شروع ہو سکیں۔

وہ ۲ر مئی کو بھی رات ساڑھے ۸ بجے سہالہ تشریف لائے اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بات چیت کی۔ وہ یہ کام انتہائی اخلاص کے ساتھ کر رہے تھے جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ ۳ر مئی کو مفتی صاحب اسپتال سے باہمی مشورہ کی خاطر سہالہ تشریف لائے گفتگو میں پھر یہی طے پایا کہ وزراء سے بات چیت لاحاصل اور وقت کا ضیاع ہے اسی لئے بھٹو صاحب کو یہ پیغام بھیج دیا جائے کہ ہم ان کے وزراء سے نہیں بلکہ خود ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تاخیری حربے اس لئے استعمال کئے جا رہے تھے کہ بات چیت کے لایعنی گورکھ دھندے میں قومی اتحاد کو الجھا کر پولیس، سیکورٹی فورسز، مارشل لاء، خانہ ساز افواہوں اور جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعہ دبا دیا جائے۔ اسی لئے طے پایا کہ بھٹو صاحب کو یہ پیغام بھی دیدیا جائے کہ تحریک کے بنیادی مقاصد اب قومی مطالبات کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اب اگر وہ اصولاً انہیں تسلیم کرتے ہیں تو ہم کسی بے موقعہ اور بے سود مذاکرات کیلئے آمادہ نہیں ہیں۔

اصغر خاں کا پیغام

۴ر مئی کو اصغر خاں نے مسلح افواج کے چیف آف سٹاف اور پاکستان کی دفاعی سروسز کے افسران

www.bhutto.org

کے نام اپنے دستخطوں کے ساتھ ایک پیغام میں ان پر زور دیا کہ پاکستان کی علاقائی سالمیت کا دفاع ان پر فرض ہے لیکن انہیں قانونی اور غیر قانونی احکامات میں تمیز کرنا چاہئے اور انہیں ان کے بقول غیر قانونی حکومت کی حمایت نہیں کرنی چاہئے۔ انہوں نے اپنے پیغام میں مزید کہا کہ انتخابات کے دوران دھاندلی اس سنگین اور بھونڈے طریقے پر روا رکھی گئی کہ رائے دہندگان کی جانب سے حکومت کے محاسبہ کے اصول کی بھی نفی کر دی گئی۔ اندریں حالات فوج کی کارروائی ایک فرد کو تحفظ دینے اور اس کی حمایت کرنے کے مترادف ہے۔

حکومت کی جانب سے اصغر خاں کے اس بیان پر بھی بڑی لے دے کی گئی۔ اس کے جواب میں وزارت دفاع کے ایک ترجمان نے وضاحت کی کہ افواج کسی فرد کی نہیں بلکہ ملک اور آئین کی وفادار ہیں ان کا فرض ہے کہ جب انہیں سول انتظامیہ کی مدد کیلئے طلب کیا جائے تو وہ اس کی مدد کو پہنچیں۔

میرے علم کی حد تک اصغر خاں نے یہ پیغام بھیجتے وقت قومی اتحاد کو اعتماد میں نہیں لیا تھا۔ ○

۴ر مئی کو لیبیا کے وزیر خارجہ علی الطریقی نے اسلام آباد میں مسٹر بھٹو سے ملاقات کی۔ اپنے ملک کے سربراہ کرنل معمر قذافی کا ایک پیغام انہیں پہنچایا۔ اسی دن وہ مفتی محمود صاحب سے بھی اسپتال میں ملے اور مسائل کے حل کے لئے سیاسی تصفیہ کی ضرورت پر زور دیا۔

سیاسی تصفیہ کے لئے قومی اتحاد کی تجاویز

قومی اتحاد کے فیصلے کے مطابق مفتی صاحب نے یہ تجاویز بھٹو صاحب کو ان کے سیکرٹری کے ذریعے ۳ر مئی ۱۹۷۷ء کو پہنچا دیں۔ مفتی صاحب کو بتایا گیا کہ ان تجاویز پر بھٹو صاحب کا جواب انہیں کل تک مل جائے گا۔ ان تجاویز کے اہم نکات ذیل میں درج ہیں۔ ○

۱۔ مسٹر بھٹو کا مستعفی ہونا

۲۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو توڑ کر نئے انتخابات کا اعلان

۳۔ انتخابات کو آزادانہ اور منصفانہ بنانے کے لئے فوری اور ضروری اقدامات

۴۔ الیکشن کمیشن کی تشکیل نو اور اس کے اختیارات میں اضافہ

۵۔ پاکستان اور آزاد کشمیر میں مطلوبہ انتظامات کا اہتمام

قومی اتحاد نے وضاحت کر دی تھی کہ اگر از سر نو الیکشن کرانے کے مطالبے کو تسلیم کر لیا جائے تو اتحاد مذاکرات میں نرم اور لچک دار رویہ اختیار کرے گا۔ ان تجاویز پر مسٹر بھٹو کی جانب سے کسی قسم کا رد عمل نہ ملنے کے باعث ۶ر مئی کو یہ تجاویز پریس کو جاری کر دی گئیں۔

○..... ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خاں کا خط انگریزی کے صفحہ نمبر 29 پر دیکھئے

○..... سیاسی سمجھوتہ کے لئے پاکستان قومی اتحاد کی تجاویز انگریزی کے صفحہ نمبر 31 پر دیکھئے

www.bhutto.org

یہ تجاویز ملنے کے بعد حکومت کے رویہ میں مزید سختی پیدا ہو گئی۔ گرفتاریوں کا نیا سلسلہ شروع ہوا۔ اتحاد سے متعلق افراد کے ٹیلی فون مختلف بہانوں سے کاٹ دیئے گئے۔ تمام سرکاری ذرائع ابلاغ سے اتحاد کے رہنماؤں کی کردار کشی کی مہم تیز کر دی گئی۔ انہیں وطن دشمن اور غیر ملکی ایجنٹ قرار دیا جا رہا تھا لیکن لوگ حیران تھے کہ اگر فی الحقیقت وہ ایسے ہی ہیں تو ان کا مقام تختہ دار ہے نہ کہ مذاکرات کی میز۔ حکومت کے پھر اس الٹی سمت میں اقدامات کی وجہ سے عوام کے جذبات بھڑک اٹھے۔ وفاقی دارالحکومت کی حدود میں جلسے، جلوس اور اجتماعات پر پابندی عائد کر دی گئی۔ کراچی اور حیدر آباد میں تمام تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے اور کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ لاہور میں تا حکم ثانی کرفیو نافذ کرنے کی نوبت آ گئی۔ عوامی تحریک کے اس تناظر میں بھٹو صاحب کی اس بات پر کون یقین کر سکتا تھا کہ انتخابات میں صرف پندرہ کے لگ بھگ نشستوں پر بد دیانتی ہوئی ہے جن میں تین چار پر ان کی جانب سے اور بقیہ پر قومی اتحاد کی جانب سے دھاندلی ہوئی ہے۔

بھٹو صاحب کے روّیہ میں بار بار تبدیلی آنے کے باعث مئی کے پہلے دو ہفتے قیامت کے بیتے۔ مارشل لاء اور کرفیو کے نفاذ کے باوجود تحریک اب کسی کے قابو میں نہیں تھی۔ جمعہ ۶ر مئی کو لاہور میں کرفیو نافذ تھا لیکن کرفیو میں وقفہ کے دوران عوام نے جلوس نکالا اور فائرنگ سے دو افراد جاں بحق اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ مولانا مودودی اپنی قریبی مسجد میں اپنے صاحبزادے کے ساتھ گاڑی میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جا رہے تھے لیکن انہیں روک دیا گیا اور اس طرح وہ نماز جمعہ ادا نہ کر سکے۔ قومی اتحاد کے لاہور کے دفتر پر پولیس نے چھاپہ مارا اور وہاں موجود رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتار ہونے والوں میں میاں محمود علی قصوری، رانا خداداد خاں، چوہدری محمد اسلم سلیمی، حبیب جالب، مولانا سلیم اللہ خاں، مولانا محمد اجمل، ملک محمد اکبر ساقی اور بہت سے دوسرے افراد شامل تھے۔

۹ر مئی کو پورے ملک میں اس تشدد کے خلاف ہڑتالیں ہوئیں۔ احتجاجی مظاہرے ہوئے اور جلسے منعقد کئے گئے۔ اس دن میرپور خاص میں پولیس فائرنگ سے ایک شخص ہلاک اور چالیس زخمی ہوئے۔ خواتین کے جلوس کو منتشر کرنے کے لئے پولیس نے انہیں رائفل کے کندوں سے زدو کوب کیا جس کے نتیجے میں ایک خاتون کا بعد میں انتقال ہو گیا۔ اسی طرح حیدر آباد اور لاہور میں بھی خواتین کے جلوس کو منتشر کیا گیا۔ لاہور میں فائرنگ سے پندرہ افراد زخمی ہوئے۔ میلسی میں اتحاد کے تیرہ کارکن جیسے ہی ضمانت پر رہا ہوئے انہیں ریل گاڑی کا ایک انجن اغوا کرنے کے الزام میں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ ۱۲ر مئی کو پولیس فائرنگ سے کراچی میں ایک شخص ہلاک ہوا۔ ۱۳ر مئی کو ملتان میں پولیس فائرنگ سے مزید دو افراد ہلاک ہوئے اور ۱۴۔ مئی کو ملتان شہر فوج کے حوالے کر دیا گیا۔ ۸ر مئی کو خبر شائع ہوئی کہ چیف الیکشن کمشنر مسٹر سجاد احمد جان طویل رخصت پر اپنے طبی معائنہ کے لئے بیرون ملک جا رہے ہیں۔ بعد میں

www.bhutto.org

الیکشن کمیشن کے سیکرٹری مسٹر اے زیڈ فاروقی بھی چھٹی پر چلے گئے۔ یہ افراد الیکشن میں کی جانے والی بد عنوانیوں سے بخوبی واقف تھے اور غالباً ان کے ضمیر پر اس کا ایسا بوجھ تھا جو آخر کار ان کی برداشت سے باہر ہو گیا۔

اس فیصلہ کن موڑ پر جنرل محمد ضیاء الحق نے برّی فوج کے سربراہ کی حیثیت سے اپنی تمام یونٹوں کو پاک آرمی کی آئینی ذمہ داریوں سے متعلق ایک تفصیلی حکم نامہ 7 ر مئی کو جاری کیا جس کا اختتام ان باتوں پر ہوا۔

" 1۔ موجودہ واقعات 1971ء سے بالکل مختلف ہیں۔ اس لئے ان کا تجزیہ آج کے اصل حقائق پر کیا جائے۔

2۔ فوج تیسرا فریق نہیں ہے۔ یہ حکومت کا اہم اور مؤثر جزو ہے۔ اس کی کوئی سیاسی وابستگیاں نہیں ہیں۔ اس کی وفاداری آئین کے ساتھ ہے اور اس بناء پر وہ حکومت وقت کو ضروری قوت بہم پہنچاتی ہے۔

3۔ آئین کی حدود کے اندر فوج کو ایک کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ جب اسے یہ کردار ادا کرنے کے لئے طلب کیا جائے تو لازمی ہے کہ وہ اپنا فرض اعتماد اور غیر جانبداری کے ساتھ پوری سُرعت کے ساتھ انجام دے۔

4۔ سپاہی خوش نما نعروں سے متاثر نہ ہوں۔ ہمیں عملی سیاست سے بلند رہنا چاہئے۔

5۔ سیاست میں ملوّث ہوئے بغیر سپاہیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ملک میں رونما ہونے والے روزمرہ کے حالات سے خود کو مطلع رکھیں۔ ایسا کرنے سے افواہوں کے انسداد میں مدد ملے گی۔

6۔ اندرونی اختلافات بیرونی جارحیت کو دعوت دیتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی صفوں میں مکمل ہم آہنگی قائم رکھیں۔

7۔ آرمی' پولیس اور ایف ایس ایف: امن و امان قائم رکھنا پولیس اور ایف ایس ایف کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ فوج صرف اس وقت آتی ہے جبکہ یہ دو ادارے اس مقصد کے حصول میں ناکام ہو جائیں۔ بہرحال جب بھی یہ ذمہ داری ہمارے سپرد کی جائے' ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم ایک لائق سپاہی کی حیثیت سے اپنے اس فرض کو انجام دیں۔

8۔ حکومت کی قانونی حیثیت: حکومت کی قانونی حیثیت کے بارے میں فوج کو جج نہیں بننا چاہئے۔ فوج کو اتفاق رائے سے منظور کئے ہوئے ملکی آئین کی پابندی کرنا ہے۔ ان امور کا فیصلہ کرنے کے لئے دوسرے بہت سے قانونی ادارے موجود

www.bhutto.org

ہیں۔ یہ فیصلہ ان اداروں ہی کو کرنے دیں جو آئین کی رو سے ایسا کرنے کے مجاز ہیں"

مسٹر بھٹو کا رد عمل

مسٹر بھٹو کی ذہانت' سیاسی تجربہ اور معاملہ فہمی سے توقع تھی کہ ان کی دوررس نگاہیں حقیقت کی تہہ تک پہنچنے میں غلطی نہیں کریں گی اور یہ کہ وہ فوج کی جانب سے ان کی حکومت کو قانونی اور آئینی قرار دینے اور طلب کرنے پر سرعت کے ساتھ اس کے احکام کی بجا آوری کی یقین دہانیوں سے متاثر ہو کر وہ مذاکرات کی راہ کھوٹی کر کے پولیس' ایف ایس ایف اور فوج کے تعاون پر کلی انحصار کرنے کی غلطی کے مرتکب نہیں ہوں گے لیکن افسوس کہ تعاون کی اس غیر مشروط یقین دہانی نے ان کی سوچ کے انداز بدل دیئے۔ بظاہر انہوں نے مذاکرات کے امکان کو قطعی طور پر مسترد تو نہیں کیا لیکن وہ انہیں بلا غیر ضروری تاخیر جلد نتیجہ خیز بنانے کے بجائے مذاکرات کو الجھانے اور طول دینے کی پالیسی پر گامزن ہو گئے۔ ان کی اس سوچ نے ان سے وہ یکسوئی چھین لی جو مسائل کے حل کے لئے اس وقت سب سے زیادہ ضروری تھی"

پورا ملک آگ اور خون میں نہا رہا تھا۔ حالات پر قابو پانے کے لئے فوری اور درست فیصلے کی ضرورت تھی لیکن اس نازک مرحلے پر بھی مسٹر بھٹو بیک وقت دو متضاد راستوں پر گامزن تھے۔ انہوں نے ۸ر مئی کو لاہور میں کہا کہ قومی اتحاد کے ۳۲ نکات پر وہ غور کر رہے ہیں اور ان مطالبات پر اتفاق رائے کا امکان موجود ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ وہ اپنے پانچ وفاقی وزراء کو ہدایت کر رہے ہیں کہ وہ سہالہ جا کر قومی اتحاد کے رہنماؤں سے بات چیت کریں حالانکہ مفتی صاحب بالکل واضح طور پر بھٹو صاحب کو بتا چکے تھے کہ ان کے وزراء سے گفتگو نہیں کی جائے گی۔

گفتگو کے امکان کے اظہار کے ساتھ ۸ر مئی ہی کو پنجاب کی کابینہ میں آٹھ نئے وزیروں کا اضافہ کیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ عنقریب وزراء کی تعداد میں مزید اضافہ کیا جائیگا۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ ملک کے دوسرے صوبوں کی طرح پنجاب میں بھی کاروبار زندگی معطل تھا بڑے شہر مارشل لاء اور کرفیو کی زد میں تھے۔ تعلیمی ادارے بند پڑے تھے لیکن جن اسمبلیوں کے خلاف احتجاج کیا جا رہا تھا حکمرانوں کی رائے میں محض وزراء کی تعداد میں اضافے انہیں سند جواز دے کر قومی تحریک کو سبوتاژ کر سکتے تھے۔

۱۰ر مئی سے قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا گیا۔ ۱۱ر مئی کو مسٹر بھٹو نے مفتی صاحب سے ایک اہم ملاقات کی۔ اسی دن مفتی صاحب نے قومی اتحاد کے دوسرے رہنماؤں کو اس بات چیت سے آگاہ کیا اور اس پر باہمی مشورہ ہوا۔ گفتگو کے بعد طے پایا کہ بھٹو صاحب کو قومی اتحاد کی رائے سے تحریری طور پر مطلع کر دیا جائے۔ چنانچہ مفتی صاحب نے ۱۲ر مئی کو جو خط بھٹو صاحب کو روانہ کیا اس کا

www.bhutto.org

ترجمہ درج ذیل ہے۔ ○

سہالہ کیمپ جیل
۱۲۔ مئی ۱۹۷۷ء
ڈیئر مسٹر بھٹو!

آپ کو یاد ہو گا کہ ۱۱ر مئی کو آپ کی سہالہ تشریف آوری کے موقع پر میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد ہی آپ کو مطلع کر سکتا ہوں کہ ہمارے مابین مزید مذاکرات کیا موجودہ سیاسی تعطل کو حل کرنے میں مفید ثابت ہو سکتے ہیں یا نہیں لہٰذا آپ کے مؤقف سے میں نے سہالہ کیمپ جیل میں موجود اپنے ساتھیوں کو آگاہ کیا جو باتیں آپ نے فرمائی تھیں ان کا لب لباب یہ ہے کہ

(الف) موجودہ داخلی اور خارجی حالات اس بات کیلئے سازگار نہیں ہیں کہ ملک میں نئے انتخابات کرائے جائیں۔

(ب) لیکن اپنی اس رائے کے باوجود کہ قومی اسمبلی کے انتخابات کے لئے فضا سازگار نہیں ہے آپ سیاسی گفت و شنید جاری رکھنے کے خواہش مند ہیں۔

آج کی میٹنگ میں ہم نے آپ کے خیالات پر پوری تفصیل کے ساتھ غور کیا۔ لیکن ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ ملک کو درپیش سیاسی مسئلہ کے تعین اور اس کو حل کرنے کی تدابیر میں آپ کے اور قوم کے درمیان اب واضح فرق پایا جاتا ہے لہٰذا اب بے نتیجہ ملاقاتوں سے کوئی مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔

اپنی اس رائے کا اظہار کرتے ہوئے میں آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ اپنی ایک پریس کانفرنس میں ۷ر مارچ کے الیکشن میں اپنے وزراء' سرکاری حکام اور ساتھیوں کی جانب سے کی جانے والی بے ضابطگیوں کو آپ خود بھی تسلیم کر چکے ہیں اس کے علاوہ میں آپ کی توجہ اے پی پی (A.P.P) کی ایک رپورٹ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں جو کراچی کے ایک گجراتی روزنامہ "ملت" میں مورخہ ۶ر مئی کو شائع ہوئی تھی جس میں چیف الیکشن کمشنر سے منسوب یہ بیان موجود ہے کہ "دھاندلیوں کا ارتکاب اتنے بڑے پیمانے پر کیا گیا ہے کہ کچھ نشستوں کے معاملات کی چھان بین سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا اور مسئلے کا واحد حل ملک میں از سر نو انتخابات کرانا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعد میں اس جاری شدہ خبر کو واپس لے لیا گیا جس کی وجہ سے یہ ملک کے دوسرے روزناموں میں شائع نہ ہو سکی۔ میں انتہائی

○ ...... مولانا مفتی محمود کا خط بنام مسٹر بھٹو انگریزی کے صفحہ نمبر 34 پر دیکھئے

www.bhutto.org

دکھ کے ساتھ آپ کو یہ بھی یاد دلاتا ہوں کہ آپ نے ۲۸ اپریل کو اپنی قومی اسمبلی کے خطاب میں انتہائی اشتعال انگیز اور بے بنیاد الزامات عائد کرتے ہوئے پاکستان قومی اتحاد کو ایک بین الاقوامی سازش میں ملوث قرار دیا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ گزشتہ تین ہفتوں سے آپ موجودہ صورتحال پر اپنے کرب کا اظہار کر رہے ہیں اور مسائل کو حل کرنے کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں لیکن ساتھ ہی آپ کی حکومت ہزارہا افراد کو جن میں خواتین بھی شامل ہیں جیلوں میں ٹھونس رہی ہے۔ انہیں بے عزت کر رہی ہے اور امن و امان قائم کرنے والی یہ نام نہاد ایجنسیاں بڑی تعداد میں بے گناہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کے گناہ کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ آج سے دو دن قبل میرپور خاص میں ایک خاتون کو بندوق کے کندوں سے مار مار کر ہلاک کرنے کا کام ایک ایسی حکومت انجام نہیں دے سکتی جو مسائل کو بات چیت کے ذریعے حل کرنے کی خواہش مند ہو۔ یہ بات افسوسناک ہے کہ عوام کے جذبات کا احترام کرنے کے بجائے آپ نے اس معاملہ کو اپنی ذاتی انا کا مسئلہ بنا کر اپنے ہم وطنوں کو لاتعداد مسائل سے دوچار کر دیا ہے۔

آپ کی حکومت کی ان تمام ہتک آمیز اور اشتعال انگیز کارروائیوں کے باوجود اور اپنے ملک کے ان لاکھوں شہریوں کے جذبات کے برعکس جو آپ کی نام نہاد امن و امان قائم کرنے والی ایجنسیوں کے ہاتھوں گولیوں اور لاٹھیوں کا نشانہ بن رہے ہیں میں نے اس امید پر آپ سے ملنے پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا تھا کہ شاید اس طرح موجودہ تعطل کا کوئی فوری اور آبرومندانہ حل تلاش کرنے کی راہ ہموار ہو سکے۔ میں نے یہ اقدام پوری نیک نیتی کے ساتھ کسی بناوٹی پندار یا ذاتی وقار کے احساس سے بلند تر ہو کر کیا تھا۔ میں نے یہ اس امید پر کیا تھا کہ بہتر سوجھ بوجھ سے کام لیتے ہوئے ملک کو مزید خون خرابے اور نقصان سے بچایا جا سکے گا۔ بدقسمتی سے میری یہ توقع پوری نہ ہو سکی اور اب میں اور میرے رفقاء یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہیں کہ آپ باہمی گفت و شنید کے امکان کو صرف اس مقصد کیلئے ظاہر کر رہے ہیں کہ اس دوران میں ناانصافی کے خلاف عوامی تحریک خود بخود دم توڑ دے۔

ان وجوہات کی بناء پر میں افسوس کے ساتھ آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اب آپ سے ملاقات کرنے سے معذور ہوں اور اس وقت تک آپ سے کوئی بات چیت شروع نہیں کی جا سکتی جب تک کہ آپ ہمارے ان تین بنیادی نکات پر جن سے پہلے ہی ہم آپ کو آگاہ کر چکے ہیں اپنی رضامندی کا اظہار نہ کر دیں۔

www.bhutto.org

مجھے توقع ہے کہ آپ کی ذہانت اس طریق کار کو اپنانے کی افادیت آپ پر واضح کردے گی۔ ہماری رائے میں یہ وہ واحد راستہ ہے جس پر گامزن ہو کر ہم ملک کو درپیش مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔

آپ کا مخلص
مفتی محمود
صدر پاکستان قومی اتحاد

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو
پرائم منسٹر ہاؤس
راولپنڈی

خط میں جن تین بنیادی نکات کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ مسٹر بھٹو کا وزیر اعظم کے عہدے سے مستعفی ہونا۔
۲۔ الیکشن کمیشن کی تشکیل نو
۳۔ قومی اسمبلی کو کالعدم قرار دے کر نئے انتخابات کرانا

ریفرنڈم کرانے کا اعلان

۱۲ر مئی کا خط ملنے کے بعد بھٹو صاحب نے ۱۳ر مئی کو قومی اسمبلی کے ایک خصوصی اجلاس سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن نے ان کے ساتھ مذاکرات کرنے سے قطعی انکار کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ موجودہ سنگین بحران کو ختم کرنے کی کوئی راہ نکالی جائے۔ انہوں نے جذباتی انداز میں کہا کہ وہ محب وطن ہیں، اپنی قربانی دے سکتے ہیں لیکن ایوان کو قربان نہیں کر سکتے۔ انہوں نے ایوان کو اپنے فیصلے سے مطلع کیا کہ وہ انتخابات میں شکست کھانے والے اقلیتی گروپ کا حکم ماننے کے بجائے عوام کے پاس جائیں گے اور ان کا فیصلہ حاصل کریں گے۔ انہوں نے بتایا کہ آئین میں ایک عبوری ترمیم کے بعد ملک بھر میں اس مسئلہ پر ریفرنڈم کرایا جائے گا کہ عوام کو انہیں برسر اقتدار رکھنا منظور ہے یا نہیں۔

بھٹو صاحب نے حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے پھر ایک غلط قدم اٹھایا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ تاثر دیا گویا کہ پوری تحریک ان کی ذات کے خلاف ہے۔ اب تک وہ تحریک کی شدت اور عوام کے جذبات و احساسات کا صحیح ادراک نہیں کر سکے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ریفرنڈم کے اعلان کے نتیجے میں تمام دوسرے نعرے دب جائیں گے۔ ایک مرتبہ پھر ایک مخصوص گروہ کی طرف سے اس تجویز کی شان میں قصیدے پڑھے گئے لیکن پوری قوم نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ ریفرنڈم کرانے کی خاطر ۱۶ر مئی کو پارلیمینٹ کے دونوں ایوانوں نے متفقہ طور پر آئین میں ساتویں ترمیم کا بل منظور کر لیا۔ ترمیم میں کہا گیا

www.bhutto.org

کہ اگر ریفرنڈم میں بھٹو صاحب مجموعی طور پر ڈالے گئے ووٹوں کا نصف حاصل نہ کر سکے تو سمجھا جائے گا کہ وہ مستعفی ہو گئے ہیں۔ جس وقت یہ ترمیمی بل منظور ہوا اس وقت تقریباً ایک لاکھ افراد جیلوں میں تھے اور قومی اتحاد کے تمام رہنماؤں کے نظر بند ہونے کے باوجود تحریک روز بروز زور پکڑتی جا رہی تھی۔ کاش اس موقع پر بھٹو صاحب ۱۲ر مئی کے مفتی صاحب کے خط پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے اور ایسا ناد انی کا قدم اٹھانے کے بجائے بامقصد مذاکرات کی راہ اختیار کرتے۔

۱۴ر مئی کو پارلیمینٹ نے متفقہ طور پر مسٹر بھٹو پر مکمل اعتماد کی ایک قرار داد منظور کی۔ حیرت ہے کہ بھٹو صاحب کیسے کمزور اور بودے سہاروں پر تکیہ کر رہے تھے۔

۱۳ر مئی کی رات

پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ۱۳ر مئی کی رات ایک بڑی اندھیری رات تھی۔ سہالہ کیمپ جیل میں موجود افراد کو تقریباً آدھی رات کے وقت بیدار کر کے حکم دیا گیا کہ فوراً ہی دوسری جیلوں میں منتقل ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔ کچھ کپڑے دھلنے کے لئے دیئے گئے تھے۔ بھیگے ہوئے کپڑوں کا ڈھیر سامنے ڈال دیا گیا کہ اس میں سے اپنے کپڑے تلاش کر لیں۔ پولیس کی بہت سی گاڑیاں مسلح عملے کے ساتھ آ گئیں۔ مفتی صاحب تو سہالہ ہی میں رہے لیکن دوسرے تمام اصحاب کو رات ہی میں مختلف جیلوں کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ مجھے پہلے کراچی لایا گیا اس کے بعد گاڑیوں میں حیدر آباد کی جانب روانہ ہوئے۔ جس جیپ میں مجھے بٹھایا گیا اس کے اوپر چھت نہیں تھی اور مئی کے مہینے کی کڑاکے کی دھوپ، کراچی اور حیدر آباد کے راستے کے وسط میں ایک ہوٹل ہے میں نے پولیس کے افراد سے کہا یہاں چائے پینے کے لئے ٹھہر جائیں غالباً وہ خود بھی بھوکے تھے آمادہ ہو گئے۔ ہوٹل کے ایک نوجوان سندھی مالک نے خود اپنی نگرانی میں چائے وغیرہ کا اہتمام کیا۔ میں نے بیرے سے بل لانے کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ صاحب نے پیسے لینے سے منع کر دیا ہے۔ میں خود ان کے پاس گیا منت سماجت کی کہ جو کچھ ہم نے کھایا پیا ہے اس کی قیمت لے لیں۔ لیکن وہ کسی طرح اس پر آمادہ نہیں ہوئے پھر میں نے کہا کہ اچھا جو میں نے کھایا اس کے پیسے نہ لیں لیکن کم از کم دوسرے تقریباً ایک درجن پولیس کے افراد جو میرے ساتھ ہیں ان کا بل تو مجھے ادا کرنے دیں لیکن انہوں نے جواب دیا کہ نہیں جب تم ایک آزاد شہری کی حیثیت سے کبھی یہاں آؤ تو بل ادا کر دینا۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا ان کے حق میں دعا کی اور ڈھارس بندھی کہ ہمارے وطن عزیز میں کیسے کیسے مخلص، بے غرض اور نڈر افراد موجود ہیں۔

گاڑیاں پھر روانہ ہوئیں۔ میرے دریافت کرنے کے باوجود یہ نہیں بتایا جا رہا تھا کہ مجھے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ ہو سکتا ہے کہ حیدر آباد جیل جانا ہو لیکن حیدر آباد کے قریب پہنچ کر گاڑیاں دادو کی سڑک پر مڑ گئیں اب رات ہو چکی تھی ہم دادو جیل کے سامنے کھڑے تھے۔ وہاں کا عملہ

ہمارا منتظر تھا۔ جیل سپرنٹنڈنٹ کے چہرہ سے پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ معلوم نہیں انہیں کیا احکامات ملے تھے۔ کاغذی کارروائی پوری ہونے کے بعد مجھے جیل کے اندر ایک احاطہ میں ایک چھوٹی سی تاریک کوٹھڑی میں مقفل کر دیا گیا۔ باہر کی دنیا سے رابطہ بالکل کٹ گیا۔ یہ قید تنہائی تھی صبح شام جو روٹی دیتے وہ بھی پرانے اخبار کے کاغذ میں لپٹی ہوئی' قید تنہائی کا ایک ایک لمحہ کس مشکل سے گذرتا ہے اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس منزل سے گذر چکے ہوں۔ میرے بار بار اصرار پر تیسرے دن مجھے قرآن کریم مہیا کیا گیا' اللہ کی مدد شامل حال ہو تو سختیوں کے دن بھی بہت جلد کٹ جاتے ہیں۔ ان دنوں انسانوں کی صورت تو کیا آواز سننے کے لئے بھی کان ترس گئے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اصغر خاں کو ساہیوال' میاں طفیل محمد صاحب کو بہاولپور' نوابزادہ نصر اللہ خاں کو میانوالی' مولانا جان محمد عباسی کو کوٹ لکھپت' مولانا شاہ احمد نورانی کو گڑھی خیرو' سردار قیوم کو راولپنڈی اور بیگم نسیم ولی کو ہزارہ لے جایا گیا۔

پیر صاحب پگاڑا کو پنڈی میں ان کی اقامت گاہ پر پیر ۱۵ ر مئی سے تین دن کے لئے نظر بند کر دیا گیا۔ ان خبروں سے پورے ملک میں اور خاص طور پر سانگھڑ میں شدید رد عمل ہوا۔ ۱۷ ر مئی کو قومی اتحاد کے ایک جلوس پر گھات لگا کر فائرنگ کی گئی جس کے نتیجہ میں چار افراد ہلاک اور چوبیس اشخاص شدید طور پر زخمی ہو گئے۔ سیالکوٹ میں بھی چار افراد جاں بحق اور سولہ زخمی ہو گئے۔ سکھر میں دوبارہ کرفیو نافذ کرنا پڑا۔ ملتان جیل میں تقریباً ستر قیدیوں نے تشدد کے خلاف بھوک ہڑتال کر دی۔ اسی طرح لاہور' حیدر آباد اور کراچی میں دوبارہ کرفیو نافذ کرنا پڑا۔ پولیس پھر جلسے اور جلوسوں پر لاٹھی چارج کر رہی تھی اور آنسو گیس استعمال کر رہی تھی۔ اس طرح حکومت کا ریفرنڈم کا حربہ بھی قطعی طور پر ناکام ثابت ہو گیا۔ تمام رہنماؤں کے دور دراز علاقوں میں جیلوں میں بند ہونے کے باوجود تحریک ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

کرنسی نوٹوں پر نعرے

عوام کی ذہانت احتجاج کرنے کے نت نئے طریقے وضع کر رہی تھی۔ کرنسی نوٹوں پر قومی اتحاد کے حق میں نعرے لکھے جانے لگے اور یہ طریقہ پورے ملک میں پھیل گیا۔ حکومت کی جانب سے بار بار اعلان ہوتا رہا کہ کرنسی نوٹوں پر نعرے لکھنا غیر قانونی ہے لیکن اگر دکانداروں اور صارفین دونوں میں ایسے نوٹ مقبول اور قابل قبول ہوں تو حکومت کے اعلانات کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔

باہمی گفتگو کے لئے دوبارہ امکانات کا جائزہ

چند ہی دنوں میں مسٹر بھٹو کو بخوبی اندازہ ہو گیا کہ ریفرنڈم کی تجویز کو عوام نے رد کر دیا ہے اور ملک گیر ایجی ٹیشن پر لاٹھیوں' گولیوں اور آنسو گیس کے ذریعہ قابو پانا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ریفرنڈم کی تجویز کو چھوڑ کر پھر مذاکرات کی جانب کوششوں کا آغاز ہوا۔

www.bhutto.org

برادر مسلم ممالک کی مساعی بھی جاری تھیں۔ کویت کے وزیر خارجہ شیخ صباح الاحمد الجابر الصباح نے مسٹر بھٹو سے ملاقات کی اور انہیں امیر کویت کا ایک پیغام پہنچایا۔ ۱۵ر مئی کو پیر صاحب پگاڑا کو اپنی قیام گاہ سے ریسٹ ہاؤس لایا گیا جہاں ان کی ملاقات کویت کے وزیر خارجہ سے ہوئی اور پھر یہ دونوں اصحاب سہالہ جا کر مفتی محمود صاحب سے ملے۔ کویت کے وزیر خارجہ نے بھی پاکستان کے حالات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے باہمی مفاہمت کی ضرورت پر زور دیا۔ مفتی صاحب نے قومی اتحاد کے مؤقف سے انہیں آگاہ کیا۔ ۱۷ر مئی کو نوابزادہ نصراللہ کو جیل سے پھر سہالہ منتقل کر دیا گیا۔ ۱۸ر مئی کو بھٹو صاحب اپنے تین وزیروں کے ساتھ سہالہ آئے اور مفتی صاحب سے ملاقات کی۔ اس موقع پر بھٹو صاحب نے مذاکرات شروع کرنے کو اصولاً منظور کر لیا۔ ۱۸ مئی کو سردار قیوم خاں کو بھی پنڈی جیل سے سہالہ منتقل کر دیا گیا۔ ۱۹ر مئی کو سردار قیوم سہالہ کیمپ جیل سے رہا کر دیئے گئے اور وہ اپنے نئے مشن پر روانہ ہوئے۔

گفت و شنید کے لئے یہ مثبت اقدامات کئے جا رہے تھے لیکن ساتھ ہی تشدد میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ مئی کے تیسرے اور چوتھے ہفتوں میں بڑے بڑے شہروں میں کرفیو نافذ تھا اور گرفتاریوں کا سلسلہ جاری تھا۔

الیکشن کمیشن کے اختیارات میں کمی

الیکشن کمیشن کو انتخابی معاملات کی چھان بین کر کے ساٹھ یوم کے اندر فیصلہ صادر کرنے کے اختیارات دیئے گئے تھے لیکن انہی دنوں ایک آرڈیننس کے ذریعے یہ اختیارات واپس لے لئے گئے جبکہ کمیشن مسٹر یحییٰ بختیار سمیت بہت سے انتخابی حلقوں میں دھاندلی کی تحقیقات میں مصروف تھا۔ حکومت کی یہ دو عملی بار بار معاملات کو پیچیدہ اور مشتبہ بنانے کا سبب بنتی۔

ملک کے حالات سے بالکل بے خبر میں دادو جیل کی ایک کوٹھڑی میں مقید تھا۔ میری کوٹھڑی ایک ایسی جگہ تھی جہاں دوسرے قیدیوں کا گزر تو کیا ان کی آواز بھی نہیں سنائی دیتی تھی ۲۰ر مئی دن کے وقت جیل سپرنٹنڈنٹ آئے اور مجھ سے چلنے کے لئے کہا۔ میں نے کہا کچھ وقت دیں تاکہ میں روانگی کے لئے تیار ہو جاؤں تو انہوں نے کہا کہ نہیں ابھی یہیں واپس آنا ہو گا۔ جیل کے اندر پہلے سے ایک کار موجود تھی۔ ہم دونوں اس میں بیٹھے اور روانہ ہوئے۔ مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ ہم لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ کار ایک ریسٹ ہاؤس کے اندر داخل ہوئی۔ جب میں گاڑی سے اتر کر اندر گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں سردار قیوم صاحب تشریف فرما ہیں۔ پچھلے دنوں کی پیش رفت سے انہوں نے مجھے آگاہ کیا اور مجھ سے میری رائے دریافت کی۔ اگر بھٹو صاحب از سرنو انتخابات کے مطالبے کو تسلیم کر لیں تو کیا قومی اتحاد بھی مذاکرات کے لئے تیار ہو جائے گا۔ میں نے جواب میں کہا کہ میں اجتماعی فیصلہ کا پابند ہوں اس بارے میں

www.bhutto.org

کوئی حتمی بات تو مشورے کے بعد ہی کی جا سکتی ہے لیکن جہاں تک میری انفرادی رائے کا تعلق ہے وہ تمام تلخیوں اور سابقہ زیادتیوں کے بعد بھی یہی ہے کہ اگر اصولاً قومی اتحاد کے بنیادی نکات تسلیم کر لئے جاتے ہیں تو ہمیں مذاکرات پر اپنی آمادگی کا اظہار کر دینا چاہئے۔

سردار صاحب نے دوسری جیلوں میں قومی اتحاد کے دوسرے رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں مفتی صاحب اور بھٹو صاحب کو اس کی روداد سے مطلع کیا۔ ۲۵ر مئی کو تنظیم آزادی فلسطین کے سربراہ یاسر عرفات کے خصوصی ایلچی مسٹر ھانی الحسن نے مسٹر بھٹو اور پھر مفتی صاحب سے ملاقات کی۔ اس پورے دور میں سعودی سفیر السید ریاض الخطیب .پوری لگن کے ساتھ مفتی صاحب اور بھٹو صاحب سے ملتے رہے۔ ان کے جذبہ اور انہماک سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس مشن کو محض ایک سفارتی ذمہ داری کے طور پر ادا نہیں کر رہے ہیں بلکہ حالات نے انہیں خود بھی مضطرب اور بے چین کر رکھا ہے اور وہ کسی معقول سمجھوتے تک پہنچنے کیلئے خود کو ہمہ تن وقف کر چکے ہیں۔ بیماری نے انہیں اس درجہ کمزور کر دیا تھا کہ اکثر سالہ آکر وہ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد ہی بات چیت کے قابل ہوتے۔

ان ملاقاتوں اور مشوروں کے بعد سردار قیوم صاحب نے ۲۶ر مئی کو ایک بیان میں کہا کہ اتحاد نے رسمی طور پر مذاکرات کے لئے اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا ہے۔ ۲۷ر مئی کو مفتی صاحب نے ایک خط بھٹو صاحب کو تحریر کیا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ ○

سالہ کیمپ جیل

۲۷ر مئی ۱۹۷۷ء

ڈیر مسٹر بھٹو!

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ میں نے اپنے ۱۲ر مئی کے خط میں تحریر کیا تھا کہ پاکستان قومی اتحاد کے بنیادی مطالبات کے بارے میں حکومت کے واضح طرز عمل کی غیر موجودگی میں مذاکرات کا جاری رکھنا ہمارے لئے مشکل ہے۔ ۸ر مارچ کے بعد سے پاکستان کے عوام نے ایک قومی تحریک میں ایسی زبردست قربانیاں دی ہیں جن کی کوئی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ انہوں نے ناقابل برداشت سختیوں کو برداشت کیا ہے۔ اس لئے ہمارا خیال ہے کہ جب تک آپ کی جانب سے قومی اسمبلی کے از سر نو انتخابات کرانے کی واضح یقین دہانی نہیں کرائی جاتی اس وقت نہ حالات میں سدھار پیدا ہو سکتا ہے اور نہ ہی عوام مطمئن ہو سکتے ہیں۔

○...... مولانا مفتی محمود کا خط بنام مسٹر بھٹو انگریزی کے صفحہ نمبر 37 پر دیکھئے

www.bhutto.org

اس کے بعد ۱۳ر مئی کو آدھی رات کے وقت میرے تمام رفقاء کو بطور سزا دور دراز جیلوں میں منتقل کر دیا گیا

۱۷ر مئی کو میرے پاس سعودی سفیر السید ریاض الخطیب تشریف لائے اور مجھے جلالتہ الملک شاہ خالد کا یہ پیغام پہنچایا کہ پاکستان کی سالمیت اور مسلم دنیا کے وسیع تر مفاد میں کسی سمجھوتہ پر پہنچنے کے لئے کوششیں پھر شروع کی جائیں۔ سعودی سفیر نے مجھے یہ تاثر بھی دیا کہ آپ قومی اسمبلی کو کالعدم کرنے اور نئے انتخابات کرانے کے ہمارے مطالبے پر حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرنے پر آمادہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی جزوی سمجھوتہ کے بجائے تمام متنازعہ امور کو کلی طور پر طے کر لیا جائے۔

۱۸ر مئی کو میرے دو ساتھیوں نوابزادہ نصر اللہ خاں اور سردار قیوم کو سہالہ لایا گیا اس دن آپ اپنے تین وزراء مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ ' مولانا کوثر نیازی اور میر افضل خاں کے ساتھ مجھ سے ملنے سہالہ تشریف لائے اور آپ نے بالکل واضح طور پر قومی اسمبلی توڑنے پر اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ نئے انتخابات کے بارے میں تفصیلات حکومت اور قومی اتحاد کے مابین مذاکرات کے ذریعہ ایک مکمل سمجھوتے کے ذریعہ طے کر لی جائیں گی بشرطیکہ وہ فریقین کو منظور ہوں۔

میں نے جواباً عرض کیا تھا کہ جب تک میں اپنے ان ساتھیوں سے مشورہ نہ کر لوں جو اس وقت ملک کی مختلف جیلوں میں بند ہیں، حتمی طور پر کوئی جواب دینے سے قاصر ہوں لہٰذا آپ سردار قیوم کو رہا کرنے اور انہیں دوسرے رہنماؤں سے ملاقات کرنے کی سہولت فراہم کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ سردار قیوم ۱۹ مئی کو رہا کئے گئے اور اسی شام وہ کراچی روانہ ہو گئے۔ جہاں سے چل کر پہلے وہ گڑھی خیرو میں مولانا شاہ احمد نورانی سے اور دادو میں غفور احمد سے اور پھر ساہیوال میں اصغر خاں صاحب سے ملے۔ چند دنوں کے بعد سردار قیوم صاحب کو مسٹر اشرف خاں 'بیگم نسیم ولی خاں ' سردار شیرباز خاں مزاری اور میاں طفیل محمد سے راولپنڈی 'خانپور ' میانوالی اور بہاولپور میں ملاقاتیں کرنے کی سہولت فراہم کی گئی۔ وہ ۲۵ مئی کو واپس پہنچے۔

۲۶ر مئی کو سعودی سفیر ہمارے پاس سہالہ تشریف لائے۔ ہم نے ان سے کہا کہ آپ کی یقین دہانی کے پیش نظر ہم بھٹو صاحب سے مذاکرات کے لئے آمادہ ہیں۔ ہم نے ان سے درخواست کی کہ آپ ... مطلع کر دیں۔ بات چیت

www.bhutto.org

کا آغاز ایک خوشگوار فضا میں کرنے کے لئے ہم نے کچھ تجاویز بھی پیش کیں جو سب کی سب وہی تھیں جن کو منظور کرنے پر وقتاً فوقتاً آپ اپنی آمادگی کا اظہار بھی کرتے رہے ہیں۔ یہ تجاویز اس خط کے ساتھ میں دوبارہ ارسال کر رہا ہوں۔

مذاکرات کے لئے پاکستان قومی اتحاد نے اپنی تین رکنی کمیٹی کو پہلے ہی نامزد کر دیا ہے۔ اس ٹیم میں سے ایک فرد غفور احمد ہنوز سہالہ نہیں پہنچے ہیں۔ اب اس کا تمام تر انحصار صرف آپ پر ہے کہ آپ سیاسی سمجھوتے کیلئے بات چیت کا آغاز کب کرتے ہیں۔

آپ کا مخلص
مفتی محمود
صدر پاکستان قومی اتحاد

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو
پرائم منسٹر ہاؤس
راولپنڈی

مذکورہ بالا تجاویز یہ تھیں۔

- تحریک کے دوران گرفتار شدگان کی رہائی
- ان کے خلاف قائم کئے ہوئے مقدمات کی واپسی
- متاثر افراد کی معقول مالی اعانت
- مارشل لاء کا اٹھایا جانا اور ہنگامی حالات کا خاتمہ
- اتحاد کے رہنماؤں کی رہائی تاکہ باہمی مشورہ ممکن ہو سکے
- اتحاد کے خلاف منفی پروپیگنڈہ مہم ختم کرنا
- پریس پر سے پابندیوں کا خاتمہ

اس تمام مثبت پیش رفت کے باوجود حکومت کے تشدد کے ذریعہ تحریک کو ختم کرنے کے رویے میں کسی خوشگوار تبدیلی کے آثار پیدا نہیں ہوئے۔ عوام پر بالخصوص نوجوانوں پر ظلم ڈھانے کا سلسلہ جاری تھا۔ جگہ جگہ سے نوجوانوں کو گرفتار کر کے ان پر تشدد کیا جاتا۔ ان کی جیبوں میں ڈالر ڈال کر برآمد کئے جاتے اور انہیں مجبور کیا جاتا کہ وہ اقبالی بیان دیں کہ انہیں اسلحہ اور ڈالر قومی اتحاد کے رہنما فراہم کر رہے ہیں۔ ان حالات سے متاثر ہو کر مولانا مودودی نے ۳۰ رمئی کو ایک اخباری بیان میں ان مظالم کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر حکومت مخلص ہو تو ڈیڑھ گھنٹے میں تمام معاملات طے پا سکتے ہیں۔

۳۰ رمئی کو قومی اتحاد کے قائم مقام صدر پیر صاحب پگاڑا نے ایک اخباری بیان جاری کیا جسے سنسر کر دیا گیا اور اخبارات سے کہا گیا کہ وہ یہ بیان شائع نہیں کر سکتے۔ پولیس نے اخبارات کے دفاتر پر

چھاپے مارے اور اس بات کی یقین دہانی کی کہ کوئی اخبار اسے شائع تو نہیں کر رہا ہے۔ اس بیان میں پیر صاحب نے اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ مسٹر بھٹو بات چیت کے ذریعہ بحران کو حل کرنے کی پیشکش میں مخلص نہیں ہیں۔

خدا خدا کر کے ۳۰ رمئی کو ہی ہمیں سعودی سفیر کے ذریعے سہالہ میں یہ خبر پہنچائی گئی کہ جمعہ تین جون سے مذاکرات شروع ہوں گے یعنی مزید پانچ دن کی تاخیر سے۔ کئی ماہ سے پورا ملک شدید ترین مصائب، سختیوں، معاشی دشواریوں اور مظالم کا شکار تھا۔ لیکن اصولاً مذاکرات پر آمادگی کے اظہار کے بعد بھی وقت ضائع کیا جاتا رہا۔ سردار قیوم ۱۹ رمئی سے اپنے مشن پر روانہ ہوئے تھے لیکن جو کام دو تین دن میں مکمل ہو سکتا تھا وہ ۲۵ رمئی کو تکمیل تک پہنچا۔ اگلے ہی دن ۲۶ رمئی کو اتحاد نے مذاکرات پر آمادگی ظاہر کر دی۔ مجھے ۳۰ رمئی کو سہالہ پہنچایا گیا۔ یہ بات ہمارے لئے شدید اذیت کا باعث تھی کہ مذاکرات کے وقت بھی تقریباً ایک لاکھ محب وطن شہری، وکلاء، صحافی، طلبہ، سیاسی کارکن اور مزدور جیلوں میں ان کی گنجائش سے کہیں زیادہ تعداد میں برے حال میں بند پڑے تھے۔ بات چیت کی تاریخ کے اعلان کے بعد بھی گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا اور ہماری ان تجاویز کو منظور نہیں کیا گیا جو ہم نے بات چیت کو خوشگوار ماحول میں شروع کرنے کیلئے پیش کی تھیں۔

اس کے علاوہ پیپلز پارٹی کے سیکرٹری اطلاعات نے اپنی ۳۰ رمئی کی پریس کانفرنس میں جمعہ ۳ ر جون سے مذاکرات شروع ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی یہ تاثر بھی دینے کی کوشش کی کہ یہ مذاکرات غیر مشروط طور پر ہو رہے ہیں جو حقیقت کے منافی ایک بات تھی۔ ان کی اس پریس کانفرنس سے محسوس ہوتا تھا کہ پھر کچھ عناصر اس گفتگو کے امکان کو اس آخری موقع پر بھی سبوتاژ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

۳۱ رمئی کو مسٹر بھٹو کی قیادت میں اعلیٰ فوجی حکام کا ایک خصوصی اجلاس پرائم منسٹر ہاؤس میں منعقد ہوا جس میں جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کے چیئرمین جنرل ایم شریف، چیف آف آرمی اسٹاف جنرل محمد ضیاء الحق، چیف آف نیول اسٹاف ایڈمرل محمد شریف، چیف آف ایئر اسٹاف ایئر مارشل ذوالفقار علی خاں اور دیگر اعلیٰ فوجی حکام نے شرکت کی۔

تمام تلخیوں اور زیادتیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے قومی اتحاد نے عوام کو یقین دلایا کہ وہ پورے اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ مذاکرات میں شرکت کرے گا تاکہ عوام کے جذبات اور امنگوں کے مطابق ملک کو موجودہ بحران سے نکالا جا سکے۔ عوام سے اپیل کی گئی کہ جمعہ تین جون کو مذاکرات کی کامیابی کیلئے دعائیں کی جائیں۔

لیکن مذاکرات کی حتمی تاریخ طے ہونے کے بعد بھی حکومت کے بعض اقدامات ساری فضاء کو مکدر کر رہے تھے۔ ان ہی دنوں خبر آئی کہ قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کی سفارش پر صرف ملتان شہر میں

www.bhutto.org

گذشتہ تین دن میں اڑھائی سو سے زائد افراد کو اسلحہ کے لائسنس جاری کیئے گئے جن کے اجراء کے لئے اسلحہ ایکٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پولیس رپورٹ بھی طلب نہیں کی گئی۔ مختلف مقامات پر وزراء کی قیادت میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے مسلح جلوس نکل رہے تھے جس پر سردار قیوم بھی احتجاج کرنے پر مجبور ہوئے۔ یکم جون کو جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی امیر مولانا عبداللہ درخواستی اور ان کے بیٹے مولانا مطیع الرحمان کو خان پور سے گرفتار کیا گیا۔ گرفتاری سے قبل پولیس نے شہر سے باہر جانے والی تمام سڑکوں کی ناکہ بندی کر دی تھی۔ اتحاد نے اپیل کی تھی کہ جمعہ ۳ر جون کو پورے ملک میں مذاکرات کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگی جائیں گی لیکن اشتعال دلانے کے لئے نماز جمعہ کے بعد لاہوری گیٹ پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا جس کے نتیجے میں دس افراد زخمی ہو گئے اسی طرح سیالکوٹ میں تشدد کیا گیا اور ۲ر جون کو وہاں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ یکم جون کو وزارت داخلہ کا ایک طویل پریس نوٹ شائع ہوا جس میں سابقہ الزامات کو دہراتے ہوئے کہا گیا کہ پاکستان قومی اتحاد کے کارکن اور بالخصوص جماعت اسلامی کے افراد دہشت گردی اور تخریب کاری میں ملوث ہیں۔ اس بیان میں خاص طور پر مولانا مودودی کے صاحبزادے کو ہدف بنایا گیا۔ ۳ر جون کی شام تک اصغر خاں' مولانا شاہ احمد نورانی اور خان محمد اشرف کو رہا نہیں کیا گیا۔ بات چیت کی تاریخ کے اعلان کے ساتھ یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ ۶ر جون سے پنجاب اور قومی اسمبلی کے بجٹ اجلاس شروع ہوں گے۔

ساتھ ہی حکومت نے کچھ مثبت اقدامات بھی کیئے ۔ یکم جون کو میاں طفیل محمد' سردار شیر باز مزاری اور مولانا جان محمد عباسی کو رہا کر دیا گیا۔ اصغر خاں صاحب کے چھوٹے بھائی طارق خاں ہری پور جیل سے ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔ بیگم میاں طفیل محمد' بیگم اصغر خاں' صاحبزادی محمودہ بیگم اور بیگم محمد اشرف کی نظر بندی بھی ختم کر دی گئی۔ ۲ر جون کو مولانا مفتی محمود' نوابزادہ نصر اللہ خاں اور مجھے سہالہ سے رہا کر دیا گیا۔ ۳ر جون کی شام کو مولانا نورانی صاحب اور شب میں اصغر خاں صاحب کو رہا کر دیا گیا۔ بعد میں یہ معلوم ہوا کہ اصغر خاں صاحب کے ساتھ پولیس نے شدید بد سلوکی کی۔ اصغر خاں صاحب نے فراخدلی سے کام لیا ورنہ ان کے ساتھ ہتک آمیز سلوک پورے بنے بنائے کام کو پھر بگاڑ سکتا تھا۔

لاہور ہائی کورٹ کی فل بینچ کا ایک اہم فیصلہ

۲ر جون کو لاہور ہائی کورٹ کی فل بینچ نے ایک اہم متفقہ فیصلہ سنایا جس میں کہا گیا کہ آئین کی رو سے نہ ملک کے کسی علاقہ میں مارشل لاء نافذ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی فوج عدلیہ کے فرائض انجام دے سکتی ہے۔ اب تک بھٹو صاحب مسلسل یہی فرما رہے تھے کہ وہ کسی قیمت پر بھی آئین کی خلاف ورزی کا ارتکاب نہیں کر سکتے اس فیصلے کے بعد ان کے لئے زیادہ مناسب یہی تھا کہ مذاکرات کو ایک بہتر فضا میں شروع

www.bhutto.org

کرنے کے لئے فوراً ہی مارشل لاء اٹھالیتے۔ لیکن انہوں نے مناسب سمجھا کہ اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کریں۔

۳ر جون کو اتحاد کے جو رہنما پنڈی میں موجود تھے ان کا ایک اجلاس نماز جمعہ سے قبل منعقد ہوا جس میں مولانا مفتی محمود، نوابزادہ نصراللہ خاں، پیر صاحب پگاڑا، بیگم نسیم ولی، سردار قیوم، مسٹر ایس ایم ظفر اور میں نے شرکت کی۔ اتحاد کے رہنماؤں نے نماز جمعہ صدر مارکیٹ پنڈی کی جامع مسجد میں ادا کی۔ آس پاس کی سڑکیں بھی نمازیوں سے بھر گئیں۔ مفتی صاحب نے نماز جمعہ سے قبل مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب فضا کو سازگار بنانے کے لئے حکومت اسیروں کو رہا کر دے اور مارشل لاء اٹھالے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ اس صورت میں قومی اتحاد ملک بھر میں امن وامان قائم کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ انہوں نے اتحاد کے قائدین اور کارکنان کی فوری رہائی پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ مذاکرات کو جلد از جلد مکمل کرنے کے لئے مذاکرات میں کوئی وقفہ یا ناغہ نہ کیا جائے۔ انہوں نے عوام کے بے مثال جذبہ اور قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے یاد دلایا کہ اس تحریک کے دوران تقریباً ایک ہزار افراد شہید کئے گئے، ہزاروں زخمی ہوئے اور مساجد تک کی بے حرمتی کی گئی۔ اس وقت بھی تحریک کے ایک لاکھ سے زائد کارکنان جیلوں میں اس طرح بند پڑے ہیں کہ لائل پور جیل میں گنجائش سے پانچ گنا زیادہ قیدی بند ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ ہمارے اوپر الزام ہے کہ ہمیں امریکہ سے ۲۵ کروڑ ڈالر کی رشوت ملی ہے۔ انہوں نے ازراہ تمسخر کہا کہ یہ رقم ان تک نہیں پہنچی شاید راستہ ہی میں اسے بھٹو صاحب نے اڑا لیا۔

مذاکرات کا آغاز

تقریباً بارہ ہفتوں کے طویل اور صبر آزما انتظار اور خرابی بسیار کے بعد ۳ جون سے باضابطہ بات چیت کا آغاز ہونا تھا۔ پاکستان ایک سنگین بحران سے دوچار تھا اور اپنی تاریخ کے مشکل ترین دور سے گزر رہا تھا۔ ملک کو اس بحران کے مہیب اثرات سے بچا کر امن وسلامتی کے راستہ پر ڈالنا اور آئندہ کے لئے بھی ملک کو ایسے بحرانوں سے بچانے کے لئے مناسب اقدامات پر رضامند ہو جانا ایک کٹھن اور صبر آزما کام تھا۔ اب سیاسی رہنماؤں کی اہلیت، فراست اور وسیع النظری کی آزمائش کا وقت تھا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ اس نازک موقع پر وہ حوصلہ، ایثار اور حب الوطنی کے جذبہ کے ساتھ بغیر کسی تاخیر، ذہنی تحفظ اور بخل کے کسی آبرومندانہ حل تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں۔ قومی اتحاد نے اس بارے میں پہل کی اور اپنے ایک بنیادی مطالبے کے پورا ہوئے بغیر بات چیت پر اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا۔ اب تک اتحاد کا یہ مطالبہ تھا کہ گفتگو سے قبل مسٹر بھٹو اپنے عہدہ سے مستعفی ہوں لیکن ملک کے وسیع تر مفاد میں اس مطالبہ پر زور نہیں دیا گیا اتحاد پرائم منسٹر ہاؤس میں مسٹر بھٹو سے ان کے مستعفی ہوئے بغیر مذاکرات کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

www.bhutto.org

مذاکراتی ٹیم مفتی محمود صاحب کی قیادت میں ایک ساتھ جامع مسجد سے روانہ ہوئی۔ اس وقت ایک بہت بڑے اجتماع نے انہیں رخصت کیا۔ روانگی سے قبل بھی مذاکرات کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔ اتحاد کے کچھ دوسرے کارکنان بھی ساتھ تھے جب ہم لوگ مفتی صاحب کے ہمراہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں داخل ہوئے تو بھٹو صاحب نے خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کیا۔ مذاکرات سہ پہر ساڑھے چار بجے کیبنٹ روم میں شروع ہوئے ایک جانب بھٹو صاحب تشریف فرما ہوئے ان کے بائیں جانب مولانا کوثر نیازی اور دائیں جانب مسٹر پیرزادہ بیٹھے تھے۔ سامنے کی نشستوں پر مفتی صاحب اور ان کے دونوں ساتھی..... اس طرح کہ مفتی صاحب، بھٹو صاحب کے بالمقابل تھے اور نوابزادہ نصراللہ خان صاحب اور میں مفتی صاحب کے دائیں اور بائیں طرف، مذاکرات کے دوران نشستوں کی یہی ترتیب قائم رہی۔

مذاکرات ایک اچھے ماحول میں شروع ہوئے گفتگو کا آغاز بھٹو صاحب نے کیا۔ انہوں نے مفتی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "میں مذاکرات کی کامیابی کے لئے آپ کو اپنے مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتا ہوں" جواب میں مفتی صاحب نے کہا کہ "ہم بھی آپ کو اپنی جانب سے ایسے ہی طرز عمل کا یقین دلاتے ہیں"۔

اس ابتدائی میٹنگ میں یہ امور باہمی طور پر طے پائے۔

(۱) بقیہ تین مرکزی رہنماؤں ایئر مارشل اصغر خاں، مولانا شاہ احمد نورانی اور خان محمد اشرف خاں کو فوری طور پر رہا کیا جائیگا۔

(۲) اخبارات پر سے پیشگی سنسرشپ کا طریقہ ختم کیا جائیگا۔

(۳) مسٹر بھٹو ایسے تمام اسیروں کو فوری طور پر رہا کرنے پر آمادہ ہو گئے جنہیں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے جرم میں پکڑا گیا ہو۔

(۴) اب نہ ہی نئی گرفتاریاں عمل میں آئیں گی اور نہ لوگوں کے خلاف نئے مقدمات درج کئے جائیں گے۔

(۵) ایسے تمام افراد کی معقول مالی معاونت کی جائے گی جو تحریک کے دوران شدید طور پر زخمی ہوئے ہوں۔ تحریک کے شہداء کے پس ماندگان کی مالی اعانت کا اعلان حکومت کی جانب سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔

(۶) ریڈیو، ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات کے ذریعہ پاکستان قومی اتحاد اور اس کے رہنماؤں کے خلاف پروپیگنڈہ مہم فوری طور پر بند کر دی جائے گی۔

(۷) عوام سے ایک مشترکہ اپیل کی جائے گی کہ وہ مذاکرات کے دوران احتجاجی تحریک کو معطل کر دیں۔

www.bhutto.org

(۸) ہر اجلاس کے بعد پریس کے لئے ایک مشترکہ اعلانیہ جاری کیا جائے گا اور پریس بریفنگ بھی مشترکہ ہوگی۔ مذاکرات کے اختتام پر بھی فریقین کی جانب سے مشترکہ اعلانیہ جاری کیا جائیگا۔ مشترکہ اخباری بیان مولانا کوثر نیازی اور غفور احمد مل کر مرتب کیا کریں گے۔

بعض دیگر اہم امور بھی قومی اتحاد کی ٹیم نے پیش کئے لیکن اس روز ان پر کوئی آخری فیصلہ نہ ہو سکا۔ قومی اتحاد کا کہنا تھا کہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں گرفتار شدگان کی تعداد تو بہت ہی تھوڑی ہوگی کیونکہ جب پولیس کسی کو گرفتار کرتی ہے تو عادتاً ضابطہ فوجداری کی زیادہ سے زیادہ دفعات اس پر لگا دیتی ہے۔ اس لئے ہمارا اصرار تھا کہ الیکشن سے متعلق تحریک کے ضمن میں تمام اسیروں اور گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے۔ دوران گفتگو مسٹر پیرزادہ نے کہا کہ فی الوقت تقریباً ۱۰ ہزار افراد جیلوں میں ہیں' جن میں سے صرف ۳۵۸ افراد ایسے ہیں جو جانی یا مالی نقصان پہنچانے کے جرم میں ملوث ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ گرفتار شدگان کی نصف تعداد دفعہ ۱۴۴ کے تحت پکڑے جانے والوں کو چھوڑنے کے فیصلے کی بناء پر رہا ہو جائے گی۔ بہرحال اس موقع پر مسٹر بھٹو تمام افراد کے رہا کرنے کے ہمارے مطالبہ سے متفق نہیں ہوئے۔

ہمارا دوسرا اہم مطالبہ مارشل لاء اٹھانا اور ہنگامی حالت کو ختم کرنا تھا۔ مسٹر بھٹو نے کہا کہ مارشل لاء کے دائرہ کو آہستہ آہستہ کم کیا جا رہا ہے کراچی اور لاہور ڈسٹرکٹ کے بجائے اب مارشل لاء صرف کراچی اور لاہور شہر تک محدود کر دیا گیا ہے لیکن ہمارا اصرار تھا کہ اب جبکہ تحریک معطل کرنے کی مشترکہ اپیل بھی کی جا رہی ہے۔ مارشل لاء فوری طور پر اٹھایا جائے۔

اس مرحلہ پر جنرل محمد ضیاء الحق کو بھی بلایا گیا انہوں نے بھی مارشل لاء فوری طور پر اٹھانے میں کچھ دشواریوں کی نشاندہی کی۔

مسٹر بھٹو نے کہا کہ اس معاملہ پر بعد میں اس وقت غور کر لیں گے جبکہ اس سے متعلق دوسرے امور بھی زیر بحث آئیں۔

قومی اتحاد نے مطالبہ کیا کہ ۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۷ء میں اسلحہ کے جو لائیسنس دیئے گئے ہیں انہیں منسوخ کیا جائے لیکن اس وقت مسٹر بھٹو اس پر رضامند نہیں ہوئے۔ ہمارے کہنے پر وزارت داخلہ کے سیکرٹری کو بلا کر ان سے کہا گیا کہ وہ پورے ملک میں گرفتار شدگان اور اسیروں کی مکمل فہرست ان کے خلاف عائد شدہ الزامات کی تفصیلات کے ساتھ مہیا کریں۔ سیکرٹری داخلہ نے کہا کہ وہ دو دن کے اندر یہ تفصیلات فراہم کر دیں گے۔

پہلا اجلاس ڈھائی گھنٹے جاری رہا۔ پیپلز پارٹی کی پارلیمانی پارٹی کا اجلاس ہونا تھا اس لئے طے پایا کہ آئندہ میٹنگ دوشنبہ ۶ جون کو ہوگی تاکہ اس دوران فریقین باہمی مشورے وغیرہ کر سکیں۔

www.bhutto.org

اجلاس ختم ہونے کے بعد سب اصحاب باہر آئے تو پریس رپورٹروں اور فوٹو گرافروں کا ایک ہجوم وہاں موجود تھا انہوں نے ایک گروپ فوٹو لینے کی فرمائش کی ہم سب سیکرٹریٹ کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو گئے اس وقت بھٹو صاحب نے مفتی صاحب سے کہا " ذرا ہنسئے تو"... مفتی صاحب نے جواب دیا " آپ ہنسنے دیں تو ہنسیں "

ایسی شدید تلخیوں، رنجشوں اور باہمی بے اعتمادی کے باوجود یہ ایک اچھا آغاز تھا۔ بھٹو صاحب نے گفتگو کے دوران بار بار فرمایا کہ وہ مذاکرات کی ابتداء اس ارادے کے ساتھ کر رہے ہیں کہ متعلقہ امور پر جلد از جلد باہمی تصفیہ ہو جائے۔ جب ہم نے ان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی تو آپ نے تو ۶ رجون سے قومی اسمبلی کا بجٹ اجلاس طلب کر لیا ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کا کوئی اثر ہمارے مذاکرات پر نہیں پڑے گا اور کم از کم وقت میں کام ختم کرنے کی خاطر آئندہ صبح اور شام دو نشستیں ہوا کریں گی۔

اصغر خان صاحب ساہیوال جیل سے رہا ہو کر ۴ رجون کو اسلام آباد پہنچے۔ اسی روز شام کو انہوں نے رفیع بٹ صاحب کی قیام گاہ پر ایک پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ انہوں نے ان تمام تاثرات کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا کہ قومی اتحاد میں کوئی اختلاف موجود ہے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ قومی اتحاد میں شامل جماعتیں اور ان کے رہنما مکمل طور پر آپس میں متحد ہیں۔ انہوں نے قومی اتحاد کی سہ رکنی مذاکراتی ٹیم پر بھی اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ اتحاد کے بہترین نمائندے ہیں۔ اتحاد کے دوسرے مرکزی راہنما بھی رہائی کے بعد اسلام آباد پہنچنا شروع ہو گئے۔

۵ رجون کو اسلام آباد میں اپنے دفتر میں ایک اخباری نمائندے سے بات چیت کرتے ہوئے چیف الیکشن کمشنر مسٹر سجاد احمد جان نے کہا کہ حالیہ انتخابات میں الیکشن کمیشن کی جانب سے کئے جانے والے انتظامات کے باوجود وسیع پیمانہ پر دھاندلیاں کی گئیں۔ ان دھاندلی کرنے والوں نے سجی سجائی دکان پر ڈاکہ ڈال کر ملک و قوم کو نقصان پہنچایا۔ انہوں نے بتایا کہ الیکشن کمیشن کو ایک با اختیار ادارہ کی حیثیت دلانے کے لئے وہ اپنی تجاویز حکومت کو پیش کر چکے ہیں۔ یہ بالکل وہی بات ہے جس کا قومی اتحاد شروع سے مطالبہ کر رہا تھا لیکن اس وقت کسی نے اس پر توجہ نہیں دی تھی۔

۵ رجون کو بعد نماز عشاء قومی اتحاد کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں شامل جماعتوں کے سربراہوں کے علاوہ دوسرے راہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ تقریباً تین ہفتوں کی جدائی کے بعد مرکزی راہنما پھر ایک جگہ جمع ہوئے تھے۔ ۱۳ رمئی کے بعد سے ۳ رجون تک کے واقعات کی رپورٹ اجلاس کے سامنے پیش کی گئی ۔ پہلے دن کے باہمی مذاکرات کی روداد سے بھی انہیں آگاہ کیا گیا۔ طے پایا کہ مذاکرات کے دوران سربراہان جماعت اسلام آباد یا پنڈی میں رہیں تاکہ مذاکراتی ٹیم رپورٹ پیش کرتی رہے اور ہدایات لیتی رہے۔

www.bhutto.org

مذاکرات کا دوسرا دور پیر ۶ جون ' گیارہ بجے دن شروع ہوا۔ اس روز بھی سیکرٹریٹ میں داخل ہوتے وقت بھٹو صاحب نے مفتی صاحب کا استقبال کیا۔ باقاعدہ بات چیت شروع ہونے سے قبل مفتی صاحب نے اصغر خان صاحب کے خلاف بدسلوکی اور ہتک آمیز رویہ پر شدید احتجاج کیا۔ بھٹو صاحب نے اس سے اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے تحقیقات کرانے اور شکایات کا ازالہ کرنے کا یقین دلایا۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے کہا کہ اب تک جو افراد رہا کئے گئے ہیں ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور مختلف جیلوں سے اتحاد کے کارکنان کے خلاف بدسلوکی کی شکایات کا سلسلہ اب بھی پہلے کی طرح جاری ہے۔ مسٹر بھٹو نے یقین دلایا کہ وہ فوری طور پر تحقیقات کے بعد ان شکایات کا ازالہ کریں گے۔

ہمیں بتایا گیا کہ ۳ جون سے اب تک دو ہزار افراد رہا کئے جا چکے ہیں اور بقیہ کے معاملات زیر غور ہیں۔ ہماری جانب سے یہ شکایت بھی کی گئی کہ ۳ جون کو کئے جانے والے فیصلے کے باوجود اب بھی حکومت کے عمومی روّیہ میں کسی خوشگوار تبدیلی کے آثار رونما نہیں ہوئے ہیں۔ ریڈیو ' ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات اپنی سابقہ روش ہی پر گامزن نظر آتے ہیں۔ حکومت نے پھر یقین دلایا کہ اس روّیہ کی اصلاح کی جائے گی۔

اس ابتدائی شکوہ شکایات کے بعد اصل موضوع پر گفتگو کا آغاز ہوا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ اس وقت ہمارے سامنے اصل مسئلہ یہ ہے کہ نئے انتخابات کے دن کا تعین کیا جائے اور ایسے معقول انتظامات کرنے کے بارے میں ہم باہم متفق ہو جائیں ' جن کی موجودگی میں انتخابات منصفانہ ' غیر جانبدارانہ اور آزادانہ طور پر ہو سکیں۔

بھٹو صاحب نے کہا کہ وہ اس حقیقت کا انکار نہیں کرتے کہ یہ مذاکرات دوبارہ انتخابات کرانے کو اصولاً تسلیم کرنے کے بعد ہی شروع ہوئے ہیں اور وہ اپنے اس وعدہ پر قائم ہیں لیکن ساتھ ہی بھٹو صاحب نے مفتی صاحب سے دوستانہ انداز میں کہا کہ کتنی نشستوں پر دھاندلی ہوئی ہے ' دس ' بیس۔ چالیس یا پچاس۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کے اندازہ کے مطابق جتنی سیٹوں پر دھاندلی ہوئی ہے وہ اس کے لئے آمادہ ہیں کہ ان پر کامیاب نمائندے مستعفی ہو جائیں اور صرف ان پر دوبارہ انتخابات ہو جائے۔ ساتھ ہی بھٹو صاحب نے ان نشستوں پر اتحاد کی کامیابی کی یقین دہانی بھی کرائی۔ مفتی صاحب نے جواباً کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ ہماری جدوجہد قومی اتحاد کی کامیابی کے لئے نہیں ہے بلکہ صحیح انتخابات کے لئے ہے۔ یہ معاملہ یہیں ختم ہو گیا۔ باضابطہ بات چیت شروع ہوئی۔ بھٹو صاحب نے پھر اپنے اس عزم کا اعادہ کیا کہ وہ جلد کسی تصفیہ پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ وہ اور ان کے ساتھی بھی اس کے خواہش مند ہیں۔ اسی مرحلہ پر حکومت کی جانب سے دو فارمولے پیش کئے گئے۔

(اول) دوبارہ پولنگ کرائی جائے۔ اس صورت میں نہ کسی انتخابی مہم کی حاجت ہے اور نہ نئے سرے

سے کاغذات نامزدگی داخل کرنے کی ضرورت۔ کیونکہ اس صورت میں امیدوار وہی ہوں گے جو ۷ر مارچ اور ۱۰ر مارچ کو تھے۔ ایسے انتخابات مختصر ترین مدت میں کرائے جاسکتے ہیں اور اسی فارمولے کے مطابق الیکشن کرانے کے لئے کسی عبوری حکومت کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔ اس کے لئے اگر آئین میں کسی ترمیم کی ضرورت ہوئی تو باہمی رضامندی سے اسے کرلیا جائے گا۔

(دوئم) بالکل نئے سرے سے انتخابات کرائے گئے تو اس صورت میں کاغذات نامزدگی بھی دوبارہ داخل کرنا ہوں گے اور انتخابی مہم کی حاجت بھی ہوگی اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے زیادہ مدت درکار ہوگی۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد اس بارے میں اپنی رائے سے مطلع کریں گے۔

انتخابی انتظامات کے متعلق تفصیلات پر غور کرنے کے لئے مسٹر پیرزادہ اور مجھ پر مشتمل ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔

یہ اجلاس تین گھنٹے جاری رہا۔ اختتام پر بھٹو صاحب نے شرکاء کو ظہرانہ دیا۔ طے شدہ فیصلے کے مطابق مذاکرات کے بعد مشترکہ اعلامیہ بھی جاری کیا گیا۔

قومی اتحاد میں شامل جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس ۶ر جون کو ساڑھے آٹھ بجے شب منعقد ہوا۔ اس روز کے مذاکرات کی تفصیل سے قائدین کو مطلع کیا گیا شرکاء کی رائے تھی کہ دونوں میں سے کوئی فارمولا بھی ضروری تحفظات کے ساتھ قابل قبول ہوسکتا ہے۔

۷ر جون کو لاہور ہائیکورٹ نے قومی اتحاد کے ان ۵۳ رہنماؤں کو رہا کر دیا جو ۵ر مئی کو مسلم لیگ کے دفتر ڈیوس روڈ لاہور سے اس وقت گرفتار کئے گئے تھے جبکہ وہ ایک اجلاس میں شرکت کر رہے تھے۔ فاضل جج نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ انہیں غیر قانونی حراست میں رکھا گیا ہے کیونکہ ان کی گرفتاری کا حکم کسی با اختیار اتھارٹی نے جاری نہیں کیا تھا۔ کاش حکومت ۳ر جون ہی کو تمام گرفتار شدگان کی رہائی سے متعلق ہمارے مطالبہ کو مان لیتی۔

ان چند دنوں میں مسٹر بھٹو کی جانب سے بار بار اس عزم کا اظہار کیا جاتا رہا کہ وہ ایک اچھے ماحول میں جلد از جلد مذاکرات کو نتیجہ خیز بنانے کے خواہشمند ہیں۔ لیکن کچھ عناصر مسلسل فضا میں کشیدگی پیدا کرنے اور بات چیت کو ناممکن بنانے پر تلے ہوئے تھے۔ اصغر خان کے خلاف ان کی جانب سے تردید کئے جانے کے باوجود شاہراہ قراقرم سے متعلق الزام تراشی جاری تھی۔ ۳ر جون کے باہمی فیصلے کے باوجود اتحاد کے کارکنان کی گرفتاریاں عمل میں آرہی تھیں۔ جیلوں میں گرفتار شدگان پر حسب سابق زیادتیاں ہو رہی تھیں اور اتحاد میں پھوٹ کی خبریں پھیلائی جارہی تھیں۔ ان خبروں کی تردید کرتے ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی نے ۷ر جون کو دارالعلوم رحمانیہ ' ہری پور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے درمیان قطعاً کوئی

پھوٹ نہیں ہے اور یہ کہ حکومت کے ساتھ مذاکرات کرنے والے تینوں رہنماؤں کو سب کا پورا تعاون حاصل ہے۔ پوری قوم ان پر اعتماد کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان قومی اتحاد سات کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہا ہے۔ مذاکرات کی تیسری نشست منگل ۷ رجون کو ۱۱ بجے صبح شروع ہوئی اس اجلاس سے قبل سب کمیٹی کی پہلی میٹنگ صبح ساڑھے ۹ بجے منعقد ہوئی۔ گفتگو تسلی بخش طور پر آگے بڑھ رہی تھی۔ مسٹر بھٹو کی جانب سے بتایا گیا کہ مذاکرات میں حوصلہ افزاء پیش رفت کے باعث مارشل لاء فوری طور پر اٹھایا جارہا ہے۔ کراچی' لاہور اور حیدر آباد میں ۲۱ر اپریل سے مارشل لاء نافذ تھا۔ ہم نے کہا ہماری اپیل پر اب تحریک معطل کی جاچکی ہے۔ اس لئے ملتان اور سیالکوٹ میں بھی جہاں مارشل لاء نافذ نہیں ہے فوج کو بیرکوں میں بھیج دیا جائے لیکن اس سے اتفاق نہیں کیا گیا۔

اس اجلاس میں بتایا گیا کہ اب تک اتحاد کے بارہ ہزار نو سو افراد کو جیلوں سے رہا کیا جاچکا ہے۔ پنجاب' سندھ' سرحد اور بلوچستان میں ایسے ۵۶۶ ۱۳ اشخاص کو اس لئے رہا نہیں کیا گیا ہے کیونکہ ان کے خلاف فوجداری مقدمات درج ہیں۔

اجلاس میں طے کیا گیا کہ دورکنی کمیٹی انتخابات سے متعلق انتظامات کی تفاصیل پر غور کرے۔ یہ اجلاس تین گھنٹے جاری رہا

۷ر جون کو رات ۱۰ بجے اسلام آباد میں اتحاد میں شامل جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس ہوا اور مذاکرات کے تیسرے دور کی تفصیل سے آگاہ کیا گیا۔ اس اجلاس میں ماہرین قانون کی ایک کمیٹی اتحاد نے تشکیل دی جو درج ذیل اصحاب پر مشتمل تھی۔

۱۔ میاں محمود علی قصوری
۲۔ مسٹر خالد ایم اسحاق
۳۔ بیرسٹر ایم انور
۴۔ مسٹر ایس ایم ظفر
۵۔ مسٹر عامر رضا
۶۔ مسٹر نسیم فاروقی
۷۔ مسٹر ظہور الحق
۸۔ چودھری محمد اسماعیل
۹۔ مرزا عبدالغفور بیگ
۱۰۔ مسٹر احد یوسف
۱۱۔ رانا عبدالرحیم

www.bhutto.org

۸ر جون کو دور کنی سب کمیٹی کا ایک اجلاس اسٹیٹ بینک بلڈنگ میں ہوا جو ڈھائی گھنٹے جاری رہا۔ ۷ر جون کے مذاکرات میں از سر نو انتخاب کے مسئلے پر اتفاق رائے ہو چکا تھا۔ اب جبکہ حکومت اس بنیادی مطالبہ کو تسلیم کر چکی تھی تو ضرورت اس امر کی تھی کہ وہ فراخ دلی اور بردباری کے ساتھ انتخابات کی تاریخ اور اس سے متعلق ایسے مناسب انتظامات پر بھی اپنی آمادگی کا اظہار کر دیتی جو عوام کے لئے انشراح صدر کے ساتھ قابل قبول ہوتے۔ اب زیر بحث مسئلہ منصفانہ انتخابات کے لئے وقت اور اس کے مناسب تحفظات کی فراہمی اور طریقہ کار کا تھا۔ سب کمیٹی میں ان امور پر اختلاف رائے پیدا ہو گیا کیونکہ مسٹر پیرزادہ ہماری تجاویز سے متفق نہیں تھے۔ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ بہت قیمتی وقت اور موقع ضائع کیا جا رہا ہے۔ حکومت اگر ان تفصیلات کے بارے میں بھی حقیقت پسندی اور بردباری سے کام لیتی تو باقاعدہ سمجھوتہ چوبیس گھنٹوں میں مکمل ہو سکتا تھا۔

مفتی صاحب نے اور میں نے سعودی سفیر اور کویتی سفیر سے ملاقاتیں کیں جو مذاکرات کی کامیابی کے لئے کوشاں تھے اور انہیں صورتحال سے مطلع کیا۔ سب کمیٹی کے اجلاس میں مسٹر پیرزادہ کا رویہ میرے لئے پریشانی کا باعث تھا کیونکہ وہ ان کے اپنے ذاتی رجحان کا نہیں بلکہ پیپلز پارٹی کی مجموعی سوچ کا مظہر تھا۔ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں ان کے اسی طرز عمل کی موجودگی میں اس موقع پر ہی مذاکرات کا سلسلہ ٹوٹ نہ جائے کیونکہ اتحاد محض وقت گزاری کے طور پر مذاکرات کو بلاوجہ طول دینے اور پھر ہر تفصیل کے طے کرنے کے لئے لمبی لمبی بحثوں میں الجھنے کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتا تھا۔

ان ہی دنوں لاہور میں ۹ر جون کو پنجاب کے سابق گورنر اور پاکستان مسلم لیگ کے سابق نائب صدر ملک غلام مصطفیٰ کھر نے پیپلز پارٹی کی حمایت کا اعلان کیا۔ پیپلز پارٹی میں مسٹر کھر کی شمولیت تو ان کا ذاتی معاملہ تھا، جس سے ہمیں کوئی سروکار نہ تھا لیکن اپنی شمولیت کے موقع پر انہوں نے اعلان کیا کہ وہ انتشار اور تخریب پسند قوتوں کے خلاف جنگ میں مسٹر بھٹو کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے پیپلز پارٹی میں شامل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے دوستوں، طالبعلموں، کسانوں اور مزدوروں سے اپیل کی کہ وہ سب متحد ہو کر ملک کی سالمیت اور یکجہتی کی خاطر امن دشمنوں کے خلاف صف آرا ہو جائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بیرونی مفادات نے پیپلز پارٹی کی ترقی پسند پالیسیوں کو جو ملک کو معاشی خوشحالی کی طرف لے جا رہی تھیں سخت نقصان پہنچایا ہے۔

اس اشتعال انگیز کارروائی سے جو ۳ر جون کی باہمی مفاہمت کے قطعی خلاف تھی اس شبہ کو مزید تقویت پہنچی کہ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کے ساتھ ساتھ پیپلز پارٹی اندرون خانہ قومی اتحاد کو کچلنے کے لئے تیاریوں میں بھی مصروف ہے۔

قومی اتحاد ملک کے وسیع تر مفاد میں مذاکرات کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش

www.bhutto.org

کا عزم کر چکا تھا۔ ۸ رجون کو مفتی صاحب نے اپیل کی کہ نماز جمعہ کے بعد ملک بھر میں مذاکرات کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگی جائیں اور کوئی جلسہ یا احتجاجی مظاہرہ نہ کیا جائے۔ سب کمیٹی میں جو اختلافات پیدا ہو گئے تھے ، قومی اتحاد نے ان کی تشہیر سے گریز کیا اور مذاکرات کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے اپنی کوششوں کو جاری رکھا۔

مذاکرات کی چوتھی نشست جمعرات ۹ رجون کو صبح ۱۱ بجے شروع ہوئی۔ نوابزادہ نصراللہ خان صاحب اس اجلاس میں اپنے بڑے بھائی نوابزادہ فضل اللہ خان کی وفات کے باعث شرکت نہ کر سکے۔ یہ اجلاس ڈھائی گھنٹہ جاری رہا۔ سب کمیٹی نے اس اجلاس میں بتایا کہ کئی امور پر ان کے درمیان اتفاق رائے نہیں ہو سکا ہے۔ ہم نے تفصیل سے اپنا موقف پیش کیا کہ اصل معاملہ صرف از سر نو انتخابات کرانے تک محدود نہیں ہے بلکہ بنیادی مسئلہ ایسے منصفانہ انتخابی عمل کی ضمانت مہیا کرنا اور اس بارے میں ایسے یقین افروز انتظامات کرنا ہے جن کی موجودگی میں ۷ رمارچ جیسی وسیع دھاندلیوں اور بدعنوانیوں کا ارتکاب نہ ہو سکے۔ ہم نے کہا جب آپ نئے سرے سے انتخابات کرانے پر رضامند ہو چکے ہیں تو پھر مناسب بندوبست کے بارے میں کیوں پس و پیش کر رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے بہت صاف صاف الفاظ میں بتا دیا کہ مناسب تحفظات کے بارے میں وہ کوئی سودے بازی کر کے قوم کے ساتھ غداری نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ بات چیت کی سست رفتاری سے عوام میں ناراضگی پائی جاتی ہے۔

سب کمیٹی میں تحریک سے متعلق گرفتار شدگان کے بارے میں بھی اتفاق رائے نہ ہو سکا تھا۔ ہمارے بار بار کے اصرار کے باوجود مذاکرات شروع ہونے کے ایک ہفتہ بعد بھی قومی اتحاد کے ہزار ہا کارکن اور رہنما ابھی تک ملکی جیلوں میں بند تھے۔ چودھری ظہور الٰہی ' حنیف رامے ' خواجہ محمد صفدر ' نواب مظفر حسین ' مسٹر زین نورانی ' چودھری محمد حسین چٹھہ ' مسٹر عابد زبیری ' جنید فاروقی ' انور الایمان فاروقی ' طالبعلم رہنما مسٹر محمود اللہ والا ' مسٹر ظہور الحسن بھوپالی ' دوست محمد فیضی ' کراچی بار ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر نظام احمد اور نائب صدر مسٹر شمشاد عالم لاری ' مسٹر بوستان علی ہوتی ' محمد صلاح الدین ' ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی ' محمود الحق عثمانی ' شفیق قریشی ' سید علی کوثر ' محفوظ یار خاں ' مولانا ذکریا ' یوسف بلوچ ' شاہ فرید الحق ' محمود اعظم فاروقی ' نفیس صدیقی ' عبدالحمید چھاپرا ' مولانا محمد حسن حقانی ' سید منور حسن ' شیخ خضر حیات ' ولایت حسین گردیزی ' بشیر احمد خاور ' مولانا عبدالرشید شجاع اور بہت سے دوسرے راہنما جیلوں میں بند تھے۔ کچھ افراد کو پھانسی کی کوٹھڑی میں رکھا گیا تھا۔ ملتان جیل میں جہاں قومی اتحاد کے راہنما بند تھے اس بیرک کے بجلی اور پانی کے کنکشن کاٹ دیئے گئے۔ بعض افراد کو عدالت کے حکم پر رہا کیا گیا تو رہائی کے بعد جیل کے پھاٹک تک پہنچا کر کسی دوسرے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ وعدہ کے خلاف نئی گرفتاریاں بھی عمل میں آ رہی تھیں اور نئے مقدمات بھی قائم کئے جا رہے تھے۔ ہم نے بتایا کہ ان تمام زیادتیوں کے

www.bhutto.org

باوجود ہم پورے اخلاص کے ساتھ مذاکرات کے عمل سے اس توقع پر گزر رہے ہیں کہ حکومت حقیقت پسندی، معاملہ فہمی اور صلح جوئی کا ثبوت دے گی۔

مذاکرات کی یہ نشست حوصلہ افزا نہیں تھی۔ نوابزادہ صاحب شریک اجلاس نہ ہو سکے تھے۔ طے پایا کہ آئندہ نشست جمعہ کو ۱۰ بجے دن منعقد ہو۔

جمعرات ۹ جون کو رات ۱۰ بجے تمام سربراہوں پر مشتمل مرکزی مجلس عمل کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جو رات گئے تک جاری رہا۔ سب کمیٹی اور مذاکرات کی چوتھی نشست کی تفصیل سے اجلاس کو آگاہ کیا گیا۔ اجلاس میں طے پایا کہ حکومت کے ساتھ باعزت معقول مصالحت کی کوششوں کو جاری رکھا جائے تاکہ قوم کو مزید آزمائشوں سے بچایا جا سکے۔ لیکن قوم کی فقید المثال قربانیوں کے پیش نظر سمجھوتہ ان کی توقعات کے مطابق ہو۔ مذاکرات کی چوتھی نشست حوصلہ افزاء نہیں تھی۔ اس سے اندازہ ہو گیا تھا کہ سب کمیٹی میں مسٹر پیرزادہ کا غیر مصالحانہ رویہ ان کا انفرادی فعل نہیں بلکہ مجموعی سوچ کا نتیجہ تھا۔ قومی اتحاد اس کے باوجود قیاس آرائی سے گریز کر رہا تھا۔ پریس کے شدید دباؤ کے باوجود اختلافی امور کو مذاکرات کی میز تک ہی محدود رکھا۔ پورا ملک گوش بر آواز تھا کہ جمعہ کی صبح کو شروع ہونے والا مذاکرات کا اگلا دور کیسا گزرتا ہے۔

پروگرام کے مطابق جمعہ ۱۰ جون کو مذاکرات کی پانچویں نشست صبح دس بجے شروع ہوئی۔ یہ نشست پونے دو گھنٹے جاری رہی۔ سب کمیٹی کی رپورٹ زیر غور آئی۔ ہماری یہ خوش فہمی جلد رفع ہو گئی کہ مسٹر بھٹو اختلافی امور پر حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کریں گے۔ انتخاب کی تاریخ کا تعین، تحفظات کی فراہمی، آزاد اور خود مختار الیکشن کمیشن کا قیام، ہنگامی حالات کا خاتمہ، عبوری مدت میں حکومت کا ڈھانچہ اور بقیہ افراد کی رہائی ان تمام امور کے بارے میں مسٹر بھٹو کا رویہ غیر مصالحانہ تھا۔ جبکہ ہمارا موقف تھا اور ہمارا مطالبہ ہے کہ از سر نو انتخابات جلد از جلد کرائے جائیں جو ۷ مارچ کا اعادہ نہ ہوں بلکہ ایسے معقول اور آہنی تحفظات کے ساتھ ہوں کہ جن کی موجودگی میں دھاندلی اور بدعنوانی کا خدشہ کم سے کم ہو اور اس معاملے میں ہم کسی سودے بازی کے لئے تیار نہیں ہیں۔ پہلی مرتبہ مذاکرات کی فضا بوجھل، کشیدہ اور سنگین تھی۔ اس روز کئی موقعوں پر ایسا ہوا کہ فریقین دیر تک بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ بھٹو صاحب کسی ہلکے پھلکے جملے سے مفتی صاحب کو خطاب کر کے سکوت توڑتے۔ ہمارا تین ماہ کا طرز عمل یہ بتانے کے لئے کافی تھا کہ ہمارے لئے کیا قابل قبول ہو سکتا ہے اور کیا ہم کبھی قبول نہیں کر سکتے خواہ اس کے لئے جان کی بازی بھی کیوں نہ لگانی پڑ جائے لیکن مسٹر بھٹو از سر نو انتخابات پر آمادگی کے باوجود اس سے متعلق معقول انتظامات کے بارے میں بلاوجہ مول تول کا لاحاصل طریقہ اختیار کر کے بات چیت کو طول دے رہے تھے۔ جو خود ان کے حق میں بھی کسی طرح بہتر نہ تھا۔ قومی اتحاد کو پوری قوم کی حمایت اور اعتماد حاصل

www.bhutto.org

تھا۔ ملک کے مایہ ناز ماہرین قانون ہماری معاونت کر رہے تھے پھر ہماری نیت بالکل صاف تھی۔ ہم نے بار بار کہا کہ اگر آپ الیکشن جیت جائیں گے تو ہم دل وجان سے آپ کی حکومت کو تسلیم کر لیں گے' لیکن بھٹو صاحب اپنے ایسے ساتھیوں کے جھرمٹ میں تھے جنھیں اصل فکر اپنی اس نشست کی تھی جسے انہوں نے دھن' دھونس اور دھاندلی کے ذریعے حاصل کیا تھا۔ پھر وہ عوام کے جذبات' عزم اور ارادے کے مطابق فیصلہ اور عمل کرنے کے بجائے سول اور فوجی بیوروکریسی کی حمایت پر بھروسہ کر رہے تھے۔

اس بات چیت میں جب کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی تو مفتی صاحب اور ہم دونوں مذاکرات کی میز سے اٹھ کر چلنے لگے میں بھی مفتی صاحب کے ساتھ ہی روانہ ہو رہا تھا کہ بھٹو صاحب نے مجھے روک کر کہا کہ مشترکہ اعلامیہ تیار کرنے کے بعد جاؤں حالانکہ آج کہنے کے لئے کچھ تھا ہی نہیں۔ اگر ہم قوم کو اس ڈیڈلاک سے مطلع کر دیتے تو پھر پورے ملک میں تحریک شروع ہو جاتی اور ہماری خواہش یہی تھی کہ قوم کو کسی مزید آزمائش سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ میں ٹھہر گیا۔ کوثر نیازی کے ساتھ مل کر ایک تین سطری مشترکہ اعلانیہ تیار کی جس کے الفاظ یہ تھے کہ۔

> "آج اجلاس ۱۰ بجے صبح شروع ہو کر پونے دو گھنٹہ جاری رہا۔ اجلاس میں ذیلی کمیٹی کی رپورٹ پر مزید غور ہوا۔ آئندہ نشست اتوار ۱۲ر جون کو ۵ بجے شام منعقد ہوگی"

مفتی صاحب نے مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ سے قبل ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب کر کے مختصر طور پر مذاکرات کی صورتحال سے آگاہ کیا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ یقین دہانی کے باوجود تحریک سے متعلق گرفتار شدگان کو رہا نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ نئی گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ مقدمات بن رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اوقاف کے زیر انتظام مساجد سے اتحاد سے ہمدردی رکھنے والے خطیبوں کو بھی علیحدہ کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ حد یہ ہے کہ مولانا غلام اللہ صاحب جیسی ہستی کو بھی اس مسجد سے علیحدہ کرنے کے احکامات جاری ہو رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ اس مسجد میں ہم کسی دوسرے خطیب کو مولانا غلام اللہ صاحب کی جگہ نہیں لینے دیں گے۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ منصفانہ انتخابات کے لئے ضروری تحفظات کی ضمانت کے بغیر ہم مذاکرات جاری رکھنے پر رضامند نہیں ہوں گے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ آج تو ہم اختلافات کے باعث اٹھ گئے ہیں لیکن اگر یہ اختلافات تسلی بخش طور پر حل نہیں ہوئے تو پھر اتوار کے بعد قومی اتحاد مذاکرات میں حصہ نہیں لے گا۔

جمعہ کو بعد نماز عشاء سربراہوں پر مشتمل مرکزی کونسل کا اجلاس ہوا۔ مذاکرات کی روداد اجلاس

کے سامنے رکھی گئی۔ اجلاس نے طے کیا کہ بلاوجہ مذاکرات کو طول دینے سے کچھ حاصل نہیں ہے۔ اتوار کے مذاکرات کے بعد آئندہ لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔

قومی اسمبلی میں مسٹر بھٹو کی تقریر

مسٹر بھٹو نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں امریکہ کی مداخلت کی تحریری شہادت ان کے پاس موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان امریکہ سے برابری کے تعلقات چاہتا ہے لیکن اس کا آلہ کار نہیں بن سکتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ عوام کسی پٹھو کو ملک کا حکمران نہیں بننے دیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ امریکہ فرانس سے ایٹمی پلانٹ کی خریداری کے معاہدہ کو منسوخ کرنے پر زور دے رہا ہے اور امریکہ کی جانب سے پاکستان کو طیارے کی فروخت کو روکنے کا اعلان بھی ان کی حکومت پر بے جا دباؤ ڈالنے کے لئے ہے۔

بھٹو صاحب نے یہ باتیں کبھی مذاکرات کے دوران نہیں کہی تھیں۔ اسمبلی میں اس تقریر کا موقف بھی وہی پرانا تھا کہ قومی اتحاد کو امریکہ کا ایجنٹ ثابت کیا جائے اور عوام کو باور کرایا جائے کہ تحریک امریکہ کے اشارہ پر ان کے خلاف اس لئے شروع کی گئی ہے کہ وہ امریکہ کے آلہ کار نہیں بن سکتے۔ بار بار آزمانے اور ناکام ہونے کے باوجود مسٹر بھٹو پھر وہی فرسودہ حربے استعمال کر رہے تھے۔ ان ہی دنوں از سر نو مولانا مودودی صاحب کے خلاف پروپیگنڈہ تیز کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری اپیل کے باوجود مختلف شہروں میں احتجاجی جلسے اور جلوسوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر وہی لاٹھی چارج، آنسو گیس اور گرفتاریاں۔

مرکزی بجٹ

۱۱ر جون کو مرکزی بجٹ پیش کیا گیا۔ انتخابات کے لئے اس بجٹ میں چار کروڑ ۳۵ لاکھ روپے رکھے گئے۔

۱۲ر جون کو سعودی سفیر شیخ ریاض الخطیب اور کویتی سفیر مسٹر بھٹو سے ملے۔ سعودی سفیر نے اسی دن اتحاد کے راہنماؤں سے بھی ملاقات کی۔ انہیں مذاکرات کے بارے میں مطلع کیا گیا۔ انہیں بتایا گیا کہ انتخابات کرا دینا کافی نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ مناسب شرائط اور تحفظات کا ہے۔ مولانا نورانی صاحب نے بھی سعودی سفیر سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔

حکومت کے اس رویے سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ امیدوں پر ناکامی کی اوس پڑ جائے گی اور سست رفتار مذاکرات کا سلسلہ بغیر کسی نتیجے پر پہنچے ختم ہو جائے گا۔

www.bhutto.org

سید ریاض الخطیب (سابق سفیر سعودی عرب متعینہ پاکستان) جنھوں نے دو دلوں کو ملانے میں اہم کردار انجام دیا

www.bhutto.org

اتوار ۱۲ر جون کو شام ساڑھے پانچ بجے مذاکرات کی چھٹی نشست ہوئی جو دو گھنٹے جاری رہی۔ مسٹر بھٹو نے حالات کی نزاکت کو محسوس کر کے پھر کسی فیصلے پر پہنچنے کے لئے اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ جولائی ۱۹۷۲ء سے لے کر اب تک جتنے افراد جیلوں میں ہیں 'ان کی تفصیلات مہیا کی جائیں گی اور رہائی کے معاملہ پر غور ہو گا۔ اسی طرح جن پر مقدمات قائم ہیں وہ ختم کئے جائیں گے۔ ہم نے واضح کر دیا کہ ہم دیر تک اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس سلوک کو برداشت نہیں کر سکتے۔ انہوں نے یہ بھی یقین دلایا کہ معاہدہ پر دستخطوں کے ساتھ ہنگامی حالت کو ختم کر دیا جائے گا۔ اس سے قبل ان کا اصرار تھا کہ ہنگامی حالات کا خاتمہ الیکشن کے چند ماہ بعد ہو۔ بھٹو صاحب نے پیشکش کی کہ عبوری مدت میں عمل در آمد کرنے والی کونسل کے بجائے قومی اتحاد مرکزی حکومت میں شامل ہو جائے اور وہ اس بات پر بھی آمادہ تھے کہ اگر قومی اتحاد موجودہ اسمبلیوں میں شرکت پر آمادہ نہیں ہے تو وہ آئین میں تبدیلی کر کے غیر ممبران کے لئے وزارتوں میں شرکت کو ممکن بنا دیں گے۔ مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کو ختم کرنے کی تاریخ کے متعلق کوئی واضح جواب دینے کے بجائے انہوں نے کہا کہ وہ بعد میں جواب دیں گے۔ صوبائی گورنروں کی تقرری کے بارے میں بھی انہوں نے قومی اتحاد سے مشورہ پر اتفاق کیا لیکن ان کا کہنا تھا کہ اسے معاہدہ کا حصہ نہ بنایا جائے۔ بھٹو صاحب کا کہنا تھا کہ مرکز میں قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کی مخلوط حکومت آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کی ضمانت ہو گی۔

اس اجلاس میں بھٹو صاحب نے ہماری تجاویز کو رد نہیں کیا بلکہ ہمارے غور کے لئے اپنا طریقہ کار اور متبادل تجاویز پیش کیں۔ ہم نے پھر دہرایا کہ قومی اتحاد کسی ایسے معاہدہ پر فریق نہیں بن سکتا جو عوام کی خواہشات اور امنگوں کے خلاف ہو۔ بہرحال ہم نے یقین دلایا کہ ان کی تجاویز پر قومی اتحاد کے اجلاس میں سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے گا۔

پروگرام کے مطابق مذاکرات کی ساتویں نشست ۱۳ر جون کو شام ۵ بجے شروع ہو کر ایک گھنٹہ جاری رہی۔ بات چیت اب بھی نازک ترین مرحلہ سے گزر رہی تھی۔ از سر نو انتخابات 'الیکشن کمیشن کی تشکیل نو' سیاسی قیدیوں کی رہائی 'ہنگامی حالات کا خاتمہ 'موجودہ اسمبلیوں کا توڑنا اور صوبائی گورنروں کی تقرری جیسے معاملات اصولاً طے پا چکے تھے لیکن اب بھی بعض اہم امور میں شدید اختلافات تھے۔ حکومت بضد تھی کہ نئے انتخابات نومبر میں ہوں جبکہ اتحاد کا مطالبہ تھا کہ یہ ۱۴ر اگست سے قبل کرائے جائیں۔ مرکزی حکومت میں شمولیت کے بارے میں بھٹو صاحب کا کہنا تھا کہ قومی اتحاد اپنے نمائندوں کی ایک فہرست دے دے جس میں سے افراد کا انتخاب وہ خود کریں گے اور محکموں کی تقسیم کا حق بھی انہی کو حاصل ہو گا جبکہ اتحاد کا کہنا تھا کہ اگر وہ اس تجویز پر رضامند ہوا بھی تو اس شرط پر کہ انہیں کابینہ میں عددی مساوات حاصل ہو اور اپنے نمائندوں اور ان کے محکموں کے انتخاب کا حق بھی اتحاد ہی کو حاصل ہو

www.bhutto.org

اور بھٹو صاحب کو بعد میں ایسے وزراء کو برخاست کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔ ہم نے زور دیا کہ بھٹو صاحب نومبر کے بجائے اگست میں انتخاب کرانے پر آمادہ ہو جائیں۔ ایسی صورت میں ہم عبوری حکومت کے بجائے تحفظات کو ترجیح دیں گے۔ اس مرحلہ پر بھٹو صاحب نے بتایا کہ سعودی سفیر سے ملاقات کے موقع پر نورانی صاحب نے نومبر میں انتخابات کرانے پر اپنی آمادگی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ رمضان کے بعد لیکن حج سے پہلے انتخاب کرانے کی تاریخ کا تعین خود بھٹو صاحب اپنی مرضی سے کر لیں لیکن دریافت کرنے پر نورانی صاحب نے اس کی تردید کی۔

مذاکرات کو بلاوجہ طول دیا جارہا تھا ملک منتظر اور مضطرب تھا لیکن حکومت چاہتی تھی کہ بات چیت کو کامیابی اور ناکامی کے درمیان گردش دیتی رہے اور ساتھ ہی اس کے بعض اقدامات نشاندہی کرتے کہ مذاکرات میں شرکت کے باوجود حکومت کسی دوسرے ہی پروگرام پر عمل پیرا ہے۔ مذاکرات کے اس نازک مرحلہ پر ۱۳ر جون کو پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل مسٹر غلام حسین نے مسٹر بھٹو کی ہدایت پر اعلان کیا کہ ۱۸ر جون سے پورے ملک میں کارکنوں کے کنونشن منعقد کئے جائیں گے۔ انہوں نے اپنی پریس کانفرنس میں لاہور، پشاور، کوئٹہ، ملتان اور کراچی میں منعقد ہونے والے مجوزہ کنونشنوں کی تاریخ کا اعلان بھی کیا۔

اگلی نشست ۱۴ر جون کو شام ۴ بجے شروع ہو کر ایک گھنٹہ جاری رہی۔ قومی اتحاد نے مخلوط حکومت کی تجویز کو ختم کر دیا اور اب اصل معاملہ الیکشن کی تاریخ، تحفظات اور مجوزہ کونسل کی تفاصیل کو طے کرنا تھا۔ حکومت کا اب بھی اصرار تھا کہ انتخابات رمضان کے بعد ہوں جبکہ مفتی صاحب نے کہا کہ قومی اتحاد کا مطالبہ ہے کہ یہ ۱۴ر اگست سے قبل ہوں۔ بہرحال طے پایا کہ آئندہ نشست کل شام ۵ بجے منعقد ہو۔ اٹھنے سے پہلے مفتی صاحب نے کہا کل آخری طور ہمیں کسی نتیجہ پر پہنچ جانا چاہئے کیونکہ اس کے بعد ہم اس طرح کے مذاکرات میں حصہ نہیں لیں گے۔

۱۵ر جون کو قومی اتحاد کے مرکزی قائدین کا ایک اجلاس محمود احمد منٹو کی رہائش گاہ پر صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔ اس اجلاس کو بتایا گیا کہ ۱۴ر اگست سے قبل انتخابات کرانے پر مسٹر بھٹو رضامند نہیں ہیں اور مخلوط حکومت کی تجویز کو اتحاد نے منظور نہیں کیا ہے۔ اس صورتحال کے پیش نظر اجلاس نے اعلیٰ اختیاراتی کونسل کے قیام کی تجویز سے اتفاق کیا اور طے کیا کہ جب تک ضروری تفاصیل باہمی طور پر طے نہ پا جائیں، اس وقت تک الیکشن کی تاریخ کا اعلان نہ کیا جائے۔ اجلاس نے طے کیا کہ اس عبوری مدت میں وفاقی وزراء کی تعداد گھٹائی جائے اور اسلحہ کے ایسے تمام لائسنس منسوخ یا الیکشن تک معطل کئے جائیں جو یکم جنوری ۱۹۷۷ء کے بعد جاری کئے گئے ہوں۔

www.bhutto.org

مذاکرات کے اس دور کی آخری نشست ۱۵ ؍ جون کو ۵ بجے شام شروع ہو کر ایک گھنٹہ جاری رہی۔ اس اجلاس میں تمام بنیادی امور پر سمجھوتہ ہو گیا اور مسٹر پیرزادہ اور مجھ پر مشتمل ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ سمجھوتہ کی ضروری تفصیلات تیار کر لی جائیں۔ طے پایا کہ اس ذیلی کمیٹی کو قانونی مشورہ دینے کے لئے چار چار ماہرین قانون فریقین کی جانب سے موجود رہیں گے اور جیسے ہی کمیٹی اپنا کام ختم کر لیتی ہے تو ایک باقاعدہ سمجھوتے پر فریقین اپنے دستخط ثبت کر دیں گے اور سمجھوتہ کا مکمل متن پریس کو جاری کر دیا جائے گا۔

روح فرسا پریشانی اور اعصاب شکن بے یقینی کا دور ختم ہوا۔ اس بات کا امکان نظر آیا کہ جو اسباب اور عوامل تلخی، کشیدگی اور بے پناہ جانی و مالی نقصانات کا سبب بنے تھے اب ان کا اعادہ نہیں ہو گا۔ موجودہ حکومت کو پھر ایک موقع حاصل ہوا کہ وہ جرات، ہمت، رواداری، عالی ظرفی اور حوصلہ مندی سے کام لیتے ہوئے اس بدگمانی کا خاتمہ کر دے کہ پاکستان میں کسی سیاسی جماعت کے تحت آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہو ہی نہیں سکتے۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ فریقین نے تلخ نوائی اور شکوہ سنجی سے گریز کرتے ہوئے مستحسن انداز میں ہر کوشش کی کہ اختلافات ختم ہوں اور مذاکرات کامیابی سے ہم کنار ہو جائیں۔

ان مذاکرات کی کامیابی پر سعودی سفیر نے اپنی بے پناہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اور قومی اتحاد میں سمجھوتہ طے پا جانا پاکستان کی تاریخ کا سنگ میل ہے۔ بلاشبہ یہ ان کی سفارتی زندگی کا عظیم کارنامہ بھی تھا۔ ان سات ہفتوں کی مصالحتی کوششوں میں انہوں نے حکومت اور قومی اتحاد کے راہنماؤں سے ۶۰ سے زیادہ ملاقاتیں کیں۔

یہ مرحلہ واقعی خوشی کا تھا لیکن ابھی بہت سے اہم مرحلوں سے گزرنا باقی تھا۔ زبانی معاہدہ کو تحریری شکل میں لانا اور پھر اس پر نیک نیتی سے عمل کرنا بھی کچھ کم اہم اور آسان کام نہیں تھے۔

اجلاس کے اختتام پر مسٹر بھٹو نے کہا کہ وہ بہت تھک گئے ہیں۔ آرام کرنے کی خاطر چار پانچ دن کے لئے لاڑکانہ جانا چاہتے ہیں۔ ہم سب نے مل کر ان سے کہا کہ وہ ایسا نہ کریں۔ لاڑکانہ جانے کے پروگرام کو چند دنوں کے لئے موخر کر دیں تاکہ ذیلی کمیٹی جلد از جلد اپنا کام مکمل کر لے اور معاہدہ پر دستخط ہو جائیں لیکن بھٹو صاحب اس پر آمادہ نہ ہوئے۔

بھٹو صاحب کا غیر ملکی دورہ

۱۶ ؍ جون کو بھٹو صاحب نے قومی اسمبلی کے بجٹ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے انتخابات کرانے کے المیہ کو قوم کے مفاد میں جرات کے ساتھ قبول کیا ہے۔ قومی اتحاد نے احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے کسی فریق کی فتح یا شکست سے تو تعبیر نہیں کیا تھا لیکن بھٹو صاحب نے اسے المیہ قرار دیا اور

www.bhutto.org

ساتھ ہی یہ اعلان بھی کیا کہ وہ چار روزہ دورہ پر ۱۸ر جون کو سعودی عرب، لیبیا، کویت، متحدہ عرب امارات اور ایران روانہ ہو رہے ہیں جبکہ اجلاس میں انہوں نے لاڑکانہ جانے کا تذکرہ کیا تھا اور اندازہ کے مطابق ۲۰ر جون تک تحریری معاہدے پر دستخط ثبت ہونا تھے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ ۱۷ر جون کو ممتاز علی بھٹو بھی غیر ملکی دورے پر روانہ ہو گئے۔ ۱۶ر جون کو مسٹر کھر نے وزیر اعظم کے خصوصی مشیر کے طور پر حلف اٹھایا جو آئین کی خلاف ورزی تھی اور یہ اضافہ ایک ایسے وقت کیا گیا جبکہ زبانی معاہدہ طے پا چکا تھا۔ جس کی رو سے وفاقی وزراء کی تعداد کو گھٹا کر سولہ سے دس تک کر دینا بھی شامل تھا۔

۱۷ر جون کو چیف الیکشن کمشنر نے اپنے عہدہ کا چارج چھوڑ دیا اور ان کی جگہ سپریم کورٹ کے جج مسٹر جسٹس دراب پٹیل قائم مقام چیف الیکشن کمشنر مقرر کیے گئے۔

بیگم نسیم ولی خان نے ۱۶ر جون کو پشاور میں تقریر کرتے ہوئے عوام کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس مرحلہ پر وہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتیں جو مذاکرات پر اثر انداز ہو۔ انہوں نے کہا ولی خان صاحب صرف سرحد کے نہیں بلکہ پورے پاکستان کے لیڈر ہیں اور وہ اسیران حیدر آباد کی رہائی کا مطالبہ مسٹر بھٹو سے نہیں کرتیں۔

پیر صاحب پگاڑا نے اس موقع پر اپنے شبہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ بھٹو صاحب کے مزاج سے بخوبی واقف ہیں اور یہ زبانی معاہدہ کبھی بھی تحریری معاہدہ نہ بن سکے گا۔ قومی اتحاد کے دوسرے راہنماؤں نے بھی اس بات پر زور دیا کہ اصل خوشی اس وقت ہو گی جبکہ تحریری معاہدے پر دستخط ہو جائیں۔

ذیلی کمیٹی کا اجلاس ۱۶ر جون کو مسٹر پیرزادہ کے دفتر میں ۱۱ بجے سے شروع ہو کر ۱ بجے تک جاری رہا۔ اس کمیٹی کو درج ذیل امور انجام دینا تھے۔

۱۔ پریس کے لئے ضابطہ اخلاق کی تیاری

۲۔ سیاسی سرگرمیوں سے متعلق ضابطہ جس کی سیاسی جماعتیں پابندی کریں۔

(الف) الیکشن سے قبل

(ب) الیکشن کے دوران

۳۔ آئین میں یکطرفہ ترامیم اور آرمی ایکٹ میں کی جانے والی ترامیم پر نظر ثانی۔

۴۔ الیکشن کمیشن کی تشکیل نو اور چیف الیکشن کمشنر اور کمیشن کے اختیارات۔

www.bhutto.org

۵۔ چاروں صوبوں میں باہمی رضامندی سے نئے گورنروں کی تقرری۔

۶۔ ان افراد کے معاملات پر غور جن کو حکومت کے مطابق سیاسی وجوہات کی بناء پر نہیں پکڑا گیا ہے۔

۷۔ آئین اور قوانین میں ایسی ترمیمات جو باہمی سمجھوتہ پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہوں۔

۸۔ سمجھوتہ اور اس سے متعلق دستاویزات کو فیصلوں کے مطابق تحریر میں لانا۔

اس ضمن میں درج ذیل امور پر باہمی اتفاق رائے ہو چکا تھا۔

۱۔ الیکشن سے متعلق تمام نظربندوں اور اسیروں کی رہائی

۲۔ جنوری ۱۹۷۷ء سے گرفتار کئے جانے والے تمام سیاسی رہنماؤں کی رہائی۔

۳۔ آئندہ نہ نئی گرفتاریاں عمل میں آئیں اور نہ ہی سیاسی افراد کے خلاف نئے مقدمات قائم کئے جائیں۔

۴۔ صحافیوں کی رہائی۔ ضبط شدہ ڈیکلریشن کی بحالی۔

۵۔ ہنگامی حالت کا خاتمہ اور اس امر کی صراحت کہ ڈی پی آر اور دفعہ ۱۴۴ کو سیاسی سرگرمیوں کو محدود کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جائے۔ اس بات کی ضمانت کہ حکومت اس مدت میں دوبارہ ہنگامی حالت کے نفاذ کا اعلان نہ کرے۔

۶۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو ختم کرنے کی تاریخ

۷۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخاب کی تاریخیں

۸۔ حالیہ منتخب شدہ ممبران سینٹ کی رکنیت ختم کرنا اور دوسرے الیکشن کے بعد ان کا نیا چناؤ۔

۹۔ عبوری مدت میں صوبوں میں حکومت کا ڈھانچہ

۱۰۔ بلوچستان میں حالات کو معمول پر لانا تاکہ رائے دہندگان اپنا ووٹ دینے کا حق استعمال کر سکیں اور فروری ۱۹۷۳ء کے بعد جو افراد بے گھر ہوئے ان کی بحالی کا بندوبست 'فوج کی بیرکوں میں واپسی۔

۱۱۔ ریڈیو اور ٹی وی پر مساوی وقت

۱۲۔ سیاسی رہنماؤں کی کردار کشی سے گریز۔

www.bhutto.org

۱۳- آزاد کشمیر میں نئے الیکشن کے لئے معاہدہ

میں نے مسٹر پیرزادہ سے بھٹو صاحب کے غیر ملکی دورہ کے بارے میں استفسار کیا۔ انہوں نے اس بارے میں اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ یہ اجلاس ایک اچھے ماحول میں ہوا لیکن کئی اہم امور میں پیرزادہ صاحب کا نقطہ نظر مختلف تھا اور بعض امور کے متعلق انہوں نے کہا کہ وہ بھٹو صاحب سے گفتگو کرنے کے بعد کوئی حتمی جواب دے سکیں گے۔ مسٹر پیرزادہ نے شکایت کی کہ قومی اتحاد کے بعض رہنما ان دنوں بھی بہت سخت تقریریں کر رہے ہیں جو سمجھوتہ کی خلاف ورزی ہے۔

۱۷ر جون کو قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کے دو اجلاس ہوئے۔ پہلے اجلاس میں ذیلی کمیٹی کے اجلاس کی رپورٹ پیش کی گئی۔ اس دوران میں اتحاد کے قانونی ماہرین رات دن کام کر رہے تھے۔ چودھری ظہور الٰہی صاحب کی رہائش گاہ اس کام کے لئے وقف تھی۔ خالد اسحاق صاحب اور عامر رضا صاحب نے معاونت کا حق ادا کر دیا۔ مرکزی اجلاس نے سمجھوتہ کے مسودہ اور دوسری دستاویزات پر غور کیا اور طے کیا کہ انہیں آخری شکل دینے کے بعد حکومت کو ان کا جائزہ لینے کے لئے دے دیا جائے۔

۱۷ر جون کو کوثر نیازی اور سردار قیوم کے درمیان مذاکرات ہوئے۔ آزاد کشمیر میں انتخابات کی تاریخ پر اتفاق ہو گیا لیکن اسمبلی توڑنے اور عبوری حکومت کے انتظام کے بارے میں ان کے مابین اتفاق رائے نہیں ہو سکا۔ کوثر نیازی کا کہنا تھا کہ وہ بھٹو صاحب سے مشورہ کے بعد فیصلہ سے آگاہ کر سکیں گے۔ ان کے درمیان مذاکرات کا دوسرا دور ۱۸ر جون کو ہوا جس میں آزاد کشمیر کے چیف سیکرٹری اور محکمہ قانون کے سیکرٹری نے بھی شرکت کی لیکن اختلافی امور بھٹو صاحب کی واپسی تک کے لئے مؤخر رہے۔ ۲۰ر جون کو آزاد کشمیر کے صدر مسٹر محمد ابراہیم اور وزیر اعظم عبدالحمید خان اور حکومت سے متعلق دوسرے اہم افراد نے کوثر نیازی صاحب سے ملاقات کی۔

مذاکراتی ٹیم کے افراد اب تک اخباری بیانات کے بارے میں نہایت محتاط رویہ اختیار کر رہے تھے۔ اصرار کے باوجود فریقین نے سمجھوتہ کی تفصیل بیان نہیں کی تھی کیونکہ باہمی طور پر طے پایا تھا کہ ایسا کرنے کے بجائے سمجھوتہ کا پورا متن دستخطوں کے بعد جاری کیا جائے گا لیکن ۱۷ر جون کو اچانک پیرزادہ صاحب کے رویہ میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ انہوں نے اسلام آباد سے بیان جاری کیا کہ سماج دشمن عناصر، غنڈہ عناصر اور ایسے افراد کو رہا نہیں کیا جائے گا جن پر گھناؤنے الزامات ہیں۔ ۱۸ر جون کو لاہور ڈویژن کے پیپلز پارٹی کے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ قومی اتحاد کی منظوری سے گورنر یا کسی دوسرے افسر کے مقرر کئے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ مسٹر بھٹو نے قومی اتحاد پر واضح کر دیا ہے کہ وہ ملک کے منتخب وزیر اعظم ہیں اور انتظامیہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے کلی اختیارات کے حامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے عبوری حکومت کے قیام کے بارے میں

www.bhutto.org

قومی اتحاد کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے۔ اسی موقع پر مسٹر کھر کے تیس ساتھی رہا کئے گئے جن میں چودھری ارشاد اور افتخار تاری بھی شامل تھے۔ باہمی معاہدہ کو آخری شکل دینے کے ساتھ وسیع پیمانہ پر سرکاری ملازمین میں تبدیلیاں عمل میں آ رہی تھیں۔ ان ائمہ مساجد کو برطرف کیا جا رہا تھا جنھوں نے اپنی مساجد میں قومی اتحاد کو جلسے کرنے کی اجازت دی تھی۔ پیپلز پارٹی کی ہائی کمان نے ایک سوال نامہ جاری کیا جسے پر کر کے پندرہ دن کے اندر اندر واپس کرنا تھا۔ اس میں ان تمام افراد کی فہرستیں طلب کی گئی تھیں، جنھوں نے مارچ کے انتخاب میں پیپلز پارٹی کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ وہ اراکین اسمبلی جنھوں نے اختلافات کی بناء پر اسمبلیوں سے استعفیٰ دے دیا تھا انہیں اور ان کے رشتہ داروں کو تادیبی کارروائیوں کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ ان کے بجلی کے کنکشن کاٹ دیئے گئے اور نہری پانی سے محروم کیا گیا۔

سب کمیٹی کا دوسرا اجلاس ۱۷ر جون کو ۱۰ بجے منعقد ہوا۔ مجھے محسوس ہوا کہ مسٹر پیرزادہ کا رویہ بدلا ہوا ہے، جن امور پر اتفاق رائے ہو گیا تھا ان کا کہنا تھا کہ ان کا ذہن اس بارے میں صاف نہیں ہے۔ اس لئے وہ مسٹر بھٹو سے مشورہ کئے بغیر کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ ہمارے سپرد جو کام ہوا تھا اسے بلا تاخیر ختم کرنے کے بجائے پھر وقت گزاری کی پالیسی پر عمل کیا جا رہا تھا۔ ان کی طرف سے اب تک اہم امور کے بارے میں ضروری وضاحتیں فراہم نہیں کی گئی تھیں۔ اسی بناء پر سمجھوتہ کا مسودہ ان کو نہیں دیا گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ درج ذیل امور کے بارے میں اپنے مؤقف سے آگاہ کریں۔

۱۔ اسمبلیوں کے توڑنے کی تاریخ
۲۔ الیکشن کمیشن کا دائرہ اختیار اور تقرری
۳۔ کونسل کے اختیارات
۴۔ گورنروں کی تقرری کا طریقہ اور ان کے اختیارات
۵۔ بلوچستان کے بارے میں موقف
۶۔ سینیٹ کے نئے ممبران کا معاملہ

سب کمیٹی جو اپنا کام ۲۴ گھنٹے میں ختم کر سکتی تھی، اس میں اختلافات پیدا ہو گئے، یہ اختلافات گو بنیادی نوعیت کے نہیں تھے لیکن ملک جس ہیجانی کیفیت سے گزر رہا تھا اس میں وہ بھیانک صورت اختیار کر سکتے تھے۔

پاکستان قومی اتحاد کی قانونی کمیٹی کی رپورٹ

۱۸ر جون کو میں نے مسٹر پیرزادہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کو انتخابی قوانین میں تبدیلیوں سے متعلق تجاویز فراہم کر دیں جو اتحاد کے قانونی ماہرین نے تیار کی تھیں اور جن کی منظوری مرکزی کونسل سے حاصل کر لی گئی تھی۔ یہ دستاویز ملک کے ممتاز ماہرین قانون کی کاوش کے نتیجے میں مرتب ہوئی تھی۔ اس کا سرسری

مطالعہ یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ قومی اتحاد کا واحد مؤقف پرامن ' منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کا انعقاد تھا۔ حکومت کو اس کا خیر مقدم کرنا چاہئے تھا بالخصوص جبکہ وہ خود بھی کسی حد تک انتخابات میں دھاندلی کے ارتکاب کو تسلیم کر چکی تھی اور از سر نو انتخابات پر آمادہ ہو گئی تھی 'ان تجاویز کا مقصد باہمی سمجھوتہ کے لئے غیر متنازعہ بنیاد فراہم کرنا تھا۔ اتحاد کی قانونی کمیٹی کی یہ رپورٹ گیارہ ٹائپ شدہ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کی اہمیت اور مستقبل میں بھی اس کی افادیت کے پیش نظر یہ پوری رپورٹ ضمیمہ میں منسلک ہے۔ ○

اس رپورٹ کے اہم اجزاء کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

"گذشتہ انتخابات میں کی جانے والی بدعنوانیاں 'اس میں حصہ لینے والوں کے اخلاقی دیوالیہ پن کا مظہر ہیں لیکن اس کے باوجود عام خیال یہ ہے کہ اگر الیکشن سے متعلق قوانین میں منصفانہ ' آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کو یقینی بنانے کے لئے معقول گنجائش ہوتی تو بہت سی بدعنوانیوں کا بروقت تدارک ممکن ہو جاتا ہے۔ عمومی شکایت تھی کہ

○ پریذائیڈنگ افسران نے بیلٹ پیپر کے تقدّس کو مجروح کیا۔

○ ریٹرننگ افسران اور سرکاری ایجنسیاں بشمول پولیس اور ایف ایس ایف غیر قانونی سرگرمیوں کو ختم کرنے کے بجائے ان کے ارتکاب میں خود بھی شریک ہو گئیں۔

○ مقامی انتظامیہ کا رویہ جانبدارانہ تھا اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہ خود ایک فریق بن گئی تھی۔

○ سرکاری ذرائع نشر و اشاعت نے کھل کر ایک غیر مناسب اور ناروا طریقے سے حکمران جماعت کی حمایت کی۔

الیکشن کمیشن اپنی خواہش اور کوشش کے باوجود منصفانہ انتخابات کرانے کی اپنی آئینی ذمہ داری کو کماحقہ پورا نہ کر سکا کیونکہ اپنے احکامات کی تعمیل کرانے اور خلاف ورزی کی بناء پر سزا دینے کے کوئی اختیارات اسے حاصل نہیں تھے اس لئے الیکشن کمیشن کے اختیارات کے بارے میں ہم تجویز کرتے ہیں کہ

(الف)

ا۔ نیا الیکشن کمیشن قائم کیا جائے جو پانچ ممبروں پر مشتمل ہو تاکہ ہر

○ ..... پاکستان قومی اتحاد کی قانونی کمیٹی کی تجاویز انگریزی کے صفحہ نمبر 39 پر دیکھئے

www.bhutto.org

صوبہ سے کم از کم ایک ممبر لیا جا سکے۔

۲۔ کمیشن کو اس بات کا حق حاصل ہو کہ وہ سول ' فوجی اور نیم فوجی اداروں کو اپنی مدد کے لئے طلب کر سکے۔

۳۔ کمیشن کو ایسے افراد کے متعلق کلّی انتظامی اختیارات حاصل ہوں جنھیں وہ الیکشن سے متعلق خدمات انجام دینے کے لئے طلب کرے۔

۴۔ کمیشن کو ایسے افراد کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا حق حاصل ہو جو اپنے فرائض کی انجام دہی میں غفلت برتیں یا کسی بدعنوانی کے مرتکب ہوں خواہ ایسے افراد کا تعلق مرکزی یا صوبائی حکومت سے ہو یا کسی دوسرے ادارے سے۔

۵۔ قانون میں اس بات کی گنجائش فراہم کی جائے کہ الیکشن کمیشن افراد کی خدمات الیکشن کے لئے طلب کر سکے اور ضرورت پڑنے پر ان کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کر سکے۔

۶۔ ووٹوں کی گنتی سے متعلق شکایات کی سماعت کا حق الیکشن کمیشن کو حاصل ہو اور اسے یہ بھی اختیار ہو کہ سرسری سماعت کے بعد بدعنوانی کے ارتکاب کی صورت میں وہ الیکشن کے نتائج کو کالعدم قرار دے دے۔

۷۔ کمیشن کو قانونی حق حاصل ہو کہ وہ ریڈیو' ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات کو متوازن اور غیر جانبدارانہ رویّہ اختیار کرنے سے متعلق حکم جاری کر سکے۔

۸۔ الیکشن سے متعلق افراد کو تحفظ فراہم کرنے کی خاطر الیکشن کے دوران کمیشن کو ہائیکورٹ جیسے اختیارات حاصل ہوں تاکہ وہ نمائندوں یا ان کے کارکنوں کی گرفتاری کی صورت میں انھیں ضمانت پر رہا کرنے یا گرفتاری سے روکنے وغیرہ کے احکام صادر کر سکے۔

۹۔ اگر سرکاری گاڑیاں یا نیم سرکاری اداروں کی ٹرانسپورٹ کسی نمائندے کے انتخابی کام کے لئے استعمال ہو رہی ہوں تو ایسی گاڑیوں کو ضبط کرنے کے احکام جاری کرنے کا حق بھی کمیشن کو حاصل ہو۔

۱۰۔ الیکشن کے نتائج کا اعلان کرنے کا حق صرف الیکشن کمیشن کو حاصل ہو۔

۱۱۔ ریڈیو اور ٹی وی سے بھی صرف ان ہی نتائج کا اعلان کیا جائے جو کمیشن جاری کرے۔

www.bhutto.org

۱۲۔ امیدواران جو پرچیاں ووٹروں کو جاری کریں اس میں صرف انتخابی فہرست میں ووٹر کا نمبر شمار درج ہو۔

(ب)

انتخابات میں دھاندلی کا دوسرا بڑا سبب ووٹ کی پرچیاں اور ایسے چھوٹے بیلٹ بکس ہیں جنھیں آسانی سے اٹھایا اور تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے تدارک کے لئے ہماری تجویز ہے کہ

۱۔ ووٹ کی پرچیاں صرف الیکشن کمیشن کی براہ راست نگرانی میں چھپوائی جائیں۔

۲۔ ووٹ کی پرچیاں واٹر مارک کاغذ پر چھاپی جائیں۔

۳۔ چھپائی کا کام سکیورٹی پرنٹنگ پریس میں انجام دیا جائے۔

۴۔ صوبائی اور قومی اسمبلی کے لئے ووٹوں کی پرچیاں مختلف رنگوں میں ہوں۔

۵۔ ووٹوں کی پرچیوں پر نمبر شمار درج ہو۔

۶۔ ہر پولنگ اسٹیشن کو صرف اتنی ہی ووٹوں کی پرچیاں جاری کی جائیں جتنے رجسٹرڈ رائے دہندگان اس کی حدود میں ہوں۔

۷۔ ہر بیلٹ پیپر پر الیکشن کمیشن کی مہر ہو۔

۸۔ ووٹ ڈالنے کے وقت میں ایک گھنٹہ اضافہ کرنے کی گنجائش ہو۔

۹۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن منعقد ہوں۔

۱۰۔ بیلٹ پیپر پر نمائندوں کے نام حروف تہجی کے اعتبار سے اردو میں درج ہوں اس کے نیچے وہی نام انگریزی میں بھی ہوں۔

۱۱۔ انتخابات کے اختتام پر جو فارم تیار کئے جاتے ہیں ان پر امیدواروں یا ان کے نمائندوں کے دستخط بھی لئے جائیں۔

۱۲۔ گنتی شروع ہونے سے قبل جو فارم قانونی طور پر تیار کرنا ضروری ہیں انہیں تیار کیا جائے اور پولنگ/الیکشن ایجنٹ بھی اس پر اپنے دستخط ثبت کریں۔

۱۳۔ چھوٹے بیلٹ بکسوں کی جگہ بڑے اور مضبوط بیلٹ بکس استعمال کئے جائیں۔ جنھیں زنجیر کے ساتھ میز سے باندھ دیا جائے۔

۱۴۔ خواتین اور مردوں کے لئے پولنگ اسٹیشن ایک ہی عمارت میں ہوں۔

www.bhutto.org

۱۵۔ بیلٹ پیپر جاری ہونے سے قبل ووٹر اپنا نام اور ولدیت بتائے۔

۱۶۔ خواتین کے پولنگ اسٹیشن پر ضرورت پڑنے پر مرد پولنگ ایجنٹ مقرر کرنے کی اجازت ہو۔

(ج)

انتخابات میں بدعنوانیوں کی شکایات خواتین اور دیہی علاقوں میں زیادہ نمایاں ہیں۔ ان شکایات کے ازالہ کے لئے ہماری تجویز ہے کہ

۱۔ ریڈیو اور ٹی وی کے دیہی پروگراموں میں الیکشن سے آٹھ ہفتے قبل عوام کی تربیت کے لئے پروگرام نشر کئے جائیں۔

۲۔ انتخابی نمائندے بھی ووٹروں کی تربیت کا اہتمام کریں۔

۳۔ سینما گھروں میں الیکشن سے متعلق تربیتی فلمیں دکھائی جائیں۔

ان پروگراموں میں کسی امیدوار کے حق میں پروپیگنڈہ نہ ہو بلکہ ان کی نوعیت معلوماتی ہو جس سے الیکشن کی اہمیت، ووٹ کی اہمیت اور اس کے استعمال کا طریقہ بتانا مقصود ہو۔

(د)

مندرجہ بالا کے علاوہ درج ذیل امور توجہ طلب ہیں۔

۱۔ انتخابی قوانین

دستور کی شق ۵۱ کے مطابق آئندہ انتخاب میں ووٹر کی عمر کم از کم ۱۸ سال ہوگی۔ اس کے لئے موجودہ انتخابی فہرستوں میں نئے نام درج کرنا ضروری ہو گا۔ اس کام کے لئے وقت تھوڑا ہے لہٰذا ایسے اقدامات ضروری ہیں کہ فہرستوں میں تصحیح کا یہ کام چھ ہفتوں میں مکمل ہو جائے۔

۲۔ انتخابی جلسے

امیدواروں کو حق دیا جائے کہ مقررہ فیس ادا کرنے کے بعد وہ اپنی انتخابی میٹنگ سرکاری یا نیم سرکاری عمارتوں، پارکوں اور احاطوں میں کر سکیں۔

۳۔ نمائندوں کو حق دیا جائے کہ وہ اپنے ووٹروں کو زیادہ سے زیادہ تین پمفلٹ بغیر ٹکٹ لگائے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکیں۔

www.bhutto.org

۴۔ نمائندوں کے ٹیلیفون اس مدت میں نہ کاٹے جائیں اور نہ حکومت غیر قانونی طور پر فون پر کی جانے والی بات چیت کو ریکارڈ کرے اور سنے۔

۵۔ انتخابی عملہ الیکشن کمیشن کے احکام پر عمل کرنے کا پابند ہو۔

۶۔ الیکشن میں کسی نمائندے کے حق میں سرکاری گاڑیوں کا استعمال جرم قرار دیا جائے۔

۷۔ پرچی دیتے وقت ووٹر کے ہاتھ کی پشت پر انمٹ سیاہی سے نمایاں نشان لگایا جائے۔

۸۔ ایسی شکایات ملنے کی صورت میں کہ بوگس ووٹر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جارہے ہیں الیکشن کمیشن کو نقل و حرکت پر مناسب پابندی لگانے کا اختیار ہو۔

۹۔ چیف الیکشن کمشنر نے ۶ر مئی ۱۹۷۷ء کو نوائے وقت کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ وقتاً فوقتاً وہ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کے ضمن میں اپنی سفارشات حکومت کو روانہ کرتے رہے ہیں۔ اگر ان کو منظور کرلیا جاتا تو انتخابات میں بدعنوانیوں کا ارتکاب ممکن نہ ہوتا۔ قومی اتحاد کو ان سفارشات کی نقول فراہم کی جائیں تاکہ ان کے مطالعے کے بعد وہ اپنی مزید سفارشات حکومت کو فراہم کرسکے۔

مذاکراتی ٹیم کی سب کمیٹی کا ایک اور اجلاس ۲۰ر جون کو اسلام آباد میں منعقد ہوا لیکن یہ اجلاس بھی اختلافات ختم ہوئے بغیر ختم ہو گیا۔ ان اختلافات کا تعلق نئے انتخابات کی تاریخ' قیدیوں کی رہائی' قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے توڑنے کی تاریخ' بلوچستان میں الیکشن کے لئے سازگار فضا 'سینیٹ کے نئے ممبران کی رکنیت ختم کرنے کی تاریخ' عبوری مدت میں مرکز اور صوبائی حکومتوں کے مابین تعلقات کی نوعیت' کلیدی اسامیوں پر تقرری اور مجوزہ کونسل کے اختیارات اور اس کو چلانے کے لئے مالیات کی فراہمی سے تھا۔ بات چیت کے درمیان میں نے مسٹر پیرزادہ سے شکایت کی کہ اس نازک مرحلہ پر ان کی جانب سے فضا کو مسموم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مسٹر کھر کا رویہ' سرکاری ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائیاں' اساتذہ کے بڑے پیمانے پر تبادلے' ملت ٹریکٹر اور دوسری ایجنسیوں کی فراہمی اور اوقاف کے علماء کے خلاف اقدامات سمجھوتہ کے امکان کو مسدود کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔ جواب میں مسٹر پیرزادہ نے قومی اتحاد کے بعض قائدین کے بیانات پر اعتراض کیا اور کہا کہ اس رویہ سے پیپلز پارٹی کے کارکنوں میں اشتعال پیدا ہو رہا ہے اور وہ اپنی تقاریر میں معاہدہ کی پاسداری کو ملحوظ نہیں رکھ رہے ہیں۔

جون کے یہ آخری دس دن بڑے ہی اہم اور فیصلہ کن تھے۔ فریقین کے مابین بنیادی امور پر اتفاق رائے ہو گیا تھا لیکن تفصیلات کے طے کرنے میں مسلسل تاخیر ہوتی جا رہی تھی اور ایسے مرحلہ پر خود مسٹر بھٹو بیرونی دورہ پر ملک سے باہر تھے۔ پیپلز پارٹی کے بعض رہنماؤں نے اشتعال انگیز تقریریں کرنے اور دھمکیاں دینے کو اپنا معمول بنایا ہوا تھا۔ خود ہمارے پلیٹ فارم سے بھی مسلسل کہا جا رہا تھا کہ مذاکرات کی ناکامی کے بعد پہلے سے بڑھ چڑھ کر تحریک دوبارہ شروع کر دی جائے گی۔ اس وقت پوری قوم آتش فشاں کے دہانے پر کھڑی تھی۔ احتجاجی تحریک نے قوم و ملک کو شدید آزمائش اور تباہ کن جھٹکوں سے دوچار کر دیا تھا۔ ہماری آرزو اور خواہش تھی کہ آبرومندانہ سمجھوتہ کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کر ڈالی جائے تاکہ ملک اور ملت کو پھر ویسی ہی آزمائش اور تباہی سے بچایا جا سکے۔ اس وقت قوم کو سابقہ غلطیوں کے ازالے، آئین اور قانون کے تقاضوں کے مطابق منصفانہ الیکشن اور عدل و انصاف کی بنیادوں پر قائم ایک ایسے پر اعتماد اور حقیقی امن کی ضرورت تھی جس کی موجودگی میں قوم از سر نو ترقی، تعمیر، آسودگی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو سکے لیکن کچھ خفیہ اور کھلے ہاتھ چاہتے تھے کہ باہمی مذاکرات کسی حال میں بھی کامیاب نہ ہونے پائیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ پوری طرح سرگرم عمل تھے۔ پیپلز پارٹی کی ناقص حکمت عملی اور کوتاہ نظری اس کو غذا فراہم کر رہی تھی۔

قومی اتحاد کے مرکزی قائدین کا اجلاس ۲۰ر جون کو رات ۸ بجے شروع ہوا۔ اجلاس کے سامنے میں نے اس دن کی ذیلی کمیٹی کی رپورٹ پیش کی۔ سردار قیوم صاحب نے اپنی کوثر نیازی صاحب کے ساتھ ملاقات کی تفصیلات سے اجلاس کو آگاہ کیا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ بعض اہم امور پر ان کے مابین اتفاق رائے نہیں ہو سکا اور بھٹو صاحب کی واپسی تک کے لئے انہیں موخر کر دیا گیا ہے۔

اتحاد کے قائدین اس خیال کے حامی تھے کہ ابہام کو ختم کیا جائے اور جلد کسی نتیجے پر پہنچا جائے۔ طے پایا کہ مسٹر بھٹو کی واپسی کے فوراً بعد مذاکرات دوبارہ شروع کئے جائیں گے اور مزید وقت ضائع کئے بغیر کسی حتمی فیصلہ تک پہنچا جائے۔ سمجھوتہ کا مسودہ تیار تھا۔ قومی اتحاد نے اس کی منظوری دے دی تھی لیکن اختلاف رائے کی بناء پر اسے مسٹر پیرزادہ کے حوالے نہیں کیا گیا تھا اور اب بھٹو صاحب کی واپسی کا انتظار تھا۔

میں اب تک یہ سمجھنے سے بالکل قاصر ہوں کہ زبانی طور پر اتفاق رائے ہو جانے کے بعد معاہدہ کو آخری شکل دیئے بغیر بھٹو صاحب بیرون ملک کیوں چلے گئے۔ اور پھر ان کی عدم موجودگی میں ذیلی کمیٹی میں مسٹر پیرزادہ نے غیر مصالحانہ رویہ کیوں اختیار کیا اور اس طرح آزاد کشمیر سے متعلق بھی مولانا کوثر نیازی نے بعض اہم امور کو کس لئے بھٹو صاحب کی واپسی تک کے لئے موخر کر دیا۔ عام خیال یہ تھا کہ بھٹو صاحب کی واپسی سے قبل باقاعدہ معاہدہ تیار ہو گا اور صرف دستخط کرنا باقی ہوں گے لیکن باہمی اختلاف

www.bhutto.org

کی خبروں نے ملک کو ایک مرتبہ پھر بحرانی اور ہیجانی کیفیت سے دوچار کر دیا۔ ساتھ ہی پیپلز پارٹی کے بعض قائدین کھلم کھلا دھمکیاں دے رہے تھے۔ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ روانگی سے قبل کہیں خود بھٹو صاحب ہی مسٹر پیرزادہ اور مولانا کوثر نیازی کو یہ ہدایت دے کر نہ گئے ہوں کہ ذیلی کمیٹیوں میں بات چیت کو مبہم رکھا جائے اور طول دیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ احتجاجی تحریک سے نبرد آزما ہونے کا کوئی دوسرا نقشہ ان کے ذہن میں ہو اور ان کا یہ غیر ملکی دورہ اسی کی جانب ایک قدم ہو لیکن ان کی توقعات کے برعکس مسلم ممالک کے سربراہوں نے مسٹر بھٹو کو مشورہ دیا کہ وہ مذاکرات کو ناکام ہونے سے بچائیں۔ اپنے دورہ کے دوران مسٹر بھٹو ملک میں ہونے والے واقعات سے پوری طرح باخبر تھے۔ وہ آگاہ تھے کہ ذیلی کمیٹیوں میں مذاکرات ٹوٹ چکے ہیں اور تفصیلات میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس موقع پر پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ قومی اتحاد کے ساتھ معاہدہ کیا جائے اور اسی لئے بگڑتے ہوئے حالات کو انہوں نے دوبارہ سنبھالا۔ ۲۱ر جون کو مسٹر بھٹو نے تہران سے یہ بیان جاری کیا کہ مذاکرات ٹوٹ نہیں سکتے۔ انہوں نے کہا کہ فریقین نے جو وعدے کئے ہیں وہ ان کے پابند ہیں اور یہ کہ عام انتخابات اکتوبر میں کرائے جائیں گے۔ تہران سے بھٹو صاحب اچانک کابل روانہ ہو گئے حالانکہ کابل جانا ان کے ابتدائی پروگرام میں شامل نہیں تھا۔

۲۱ر جون کو بھٹو صاحب نے مسٹر پیرزادہ سے فون پر رابطہ قائم کیا۔ اسی دن مسٹر بھٹو نے مفتی صاحب سے فون پر طویل بات چیت کی۔ مسٹر پیرزادہ کا کہنا تھا کہ بھٹو صاحب کے آنے کے بعد یہ اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ رات کو ۸ بجے میں نے پیرزادہ صاحب سے فون پر رابطہ قائم کیا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ

- کل بھٹو صاحب کی وطن واپسی پر وہ مجھے مطلع کریں گے کہ مذاکرات کی آئندہ نشست کب ہو گی۔
- اسلحہ کے جو لائسنس جاری کئے گئے ہیں ان کی تفصیلات ہمیں فراہم کر دی جائیں گی۔
- ان افراد کی فہرست بھی ہمیں دی جائے گی جو معاہدہ ہونے کے بعد اس وجہ سے رہا نہیں کئے جا سکیں گے کہ وہ حکومت کے مطابق سیاسی قیدی نہیں بلکہ بم کے دھماکوں، قتل اور آتش زنی جیسے جرائم میں سزا کاٹ رہے ہیں۔

مسٹر پیرزادہ نے اس اخباری خبر پر احتجاج کیا جس میں اتحاد کی جانب سے جمعہ ۲۴ر جون کو "یوم احتجاج" منانے کا اعلان کیا گیا تھا۔

۲۱ر جون کو مرکزی کونسل کے دو اجلاس ہوئے۔ صبح کا اجلاس ۱۰ بجے شروع ہو کر ۳ گھنٹے

www.bhutto.org

جاری رہا اور دوسرا اجلاس ۱۰ بجے شب شروع ہو کر رات گئے تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں مسٹر پیرزادہ کے ساتھ گفتگو کی روشنی میں معاہدہ کے بعض اہم نکات دوبارہ زیر غور آئے۔

دوسرے امور کے علاوہ ان اجلاسوں میں سب سے زیادہ اہم تصفیہ طلب مسئلہ عمل در آمد کرنے والی کونسل کی چیئرمین شپ سے متعلق تھا۔ اصغر خان صاحب کی تجویز تھی کہ اس کونسل کے چیئرمین مولانا مفتی محمود صاحب ہوں اور اس پر اصرار کیا جائے۔ نورانی صاحب نے اس سے اتفاق کیا۔ جبکہ میاں طفیل محمد صاحب، نوابزادہ نصراللہ صاحب، سردار شیرباز خان مزاری، ملک محمد قاسم اور اشرف خان صاحب کی رائے تھی کہ اس تجویز پر اصرار نہ کیا جائے اور اس کے نہ مانے جانے کی صورت میں بات چیت کو نہ توڑا جائے۔

مسٹر بھٹو ۲۳ر جون کو وطن واپس پہنچے۔ مذاکرات کا دسواں دور اسی روز ۸ بجے شب منعقد ہوا۔ جس میں مذاکراتی ٹیم کے تمام افراد نے شرکت کی۔ یہ اجلاس پونے دو گھنٹے جاری رہا۔ مذاکرات کی پچھلی نشست ۱۵ر جون کو ہوئی تھی اور اس طرح مسٹر بھٹو کے غیر ملکی دورہ کے ایک ہفتہ کے وقفے کے بعد یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہوا۔ اجلاس کی ابتداء میں مسٹر پیرزادہ نے قومی اتحاد کے رہنماؤں کی تقاریر پر احتجاج کیا۔ جواب میں ہم نے ان کے طرز عمل کو پیش کیا کہ کس طرح سرکاری ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائیاں کی جارہی ہیں، تبادلے ہو رہے ہیں اور ان کے بعض لیڈر کس طرح مسلح حملوں کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اس موقع پر ہم نے اپنے معاہدہ کا مسودہ مسٹر بھٹو کے حوالے کر دیا۔ مسٹر بھٹو نے وہ مسودہ مسٹر پیرزادہ کو دے دیا تاکہ وہ اس پر غور کر سکیں۔ اجلاس کے بعد میں نے اور مولانا کوثر نیازی نے پریس بریفنگ میں حصہ لیا۔ پریس کو بتا دیا گیا کہ قومی اتحاد نے اپنا مسودہ حکومت کے حوالے کر دیا ہے اور مذاکرات کا اگلا دور دو ایک روز میں ہو گا۔ مذاکرات کے اختتام پر کچھ صحافیوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مسٹر بھٹو نے کہا کہ ان کے اور قومی اتحاد کے مابین اصولی اور بنیادی سمجھوتہ طے پا چکا ہے۔ ذیلی کمیٹی میں اختلافات محض فنی نوعیت کے تھے جن کو جلد حل کر لیا جائے گا۔ بنیادی باتیں طے پا چکی ہیں یعنی از سر نو انتخابات کا ہونا، ان انتخابات کی تاریخیں اور منصفانہ انتخاب کرانے کے لئے آزاد مشینری کا قیام۔

۲۳ر جون کے اجلاس میں مسٹر بھٹو نے مفتی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ لاڑکانہ کی سیٹ سے کاغذات نامزدگی بذریعہ ڈاک داخل کرائیے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ حملہ کر دیں۔ بھٹو صاحب کو اگر اپنی مقبولیت اور کامیابی پر ایسا بھروسہ اور یقین تھا اور عوامی تائید پر ایسا اعتماد تھا تو پھر معلوم نہیں کیوں بنیادی امور کے طے پا جانے کے بعد بھی معاہدہ کی تفصیلات میں اختلاف کر کے تاخیر کی جا رہی تھی۔ ہماری جانب سے معاہدے کا مسودہ دیئے جانے کے بعد اگلے دن فریقین اسے آخری شکل دے سکتے تھے۔ مولانا کوثر نیازی کے ساتھ صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے میں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اگر پیپلز

www.bhutto.org

پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان قومی اتحاد کے درمیان مذاکرات کا آغاز ہوا

www.bhutto.org

پارٹی چاہے تو اب چوبیس گھنٹے کے اندر سمجھوتہ پر دستخط ہو سکتے ہیں۔

۲۳ رجون کی نشست حوصلہ افزا تھی۔ اس نے اس تعطل کو توڑا جو ذیلی کمیٹی کے مذاکرات میں رونما ہو گیا تھا۔ بھٹو صاحب کے روّیے سے محسوس ہوا کہ وہ معاہدہ کرنے میں سنجیدہ ہو گئے ہیں لیکن اس موقع پر بھی صاف طور پر محسوس ہوتا تھا کہ کچھ ایسے عناصر اب بھی موجود ہیں جو نہیں چاہتے کہ یہ معاہدہ خوش اسلوبی کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچ سکے۔ اس روز ایک بیان شائع ہوا کہ پانچ اراکین اسمبلی سنگین قسم کے فوجداری الزامات میں ملوث ہیں اس لئے انہیں رہا نہیں کیا جا سکتا۔ اس مرحلہ پر یہ بیان بالکل غیر ضروری تھا کیونکہ متنازعہ امور میں قیدیوں کی رہائی کا مسئلہ بھی مذاکرات میں زیر غور تھا۔

۲۵ رجون کو پیپلز پارٹی کے ایک سینیئر مسٹر نبی بخش زہری نے کوئٹہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ جس میں انہوں نے کہا کہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو مسٹر بھٹو کی قیادت پر مکمل اعتماد ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے انکشاف کیا کہ پیپلز پارٹی کے ایک اہم عہدیدار نے مسٹر بھٹو کو مشورہ دیا ہے کہ وہ احتجاجی تحریک کو کچلنے کے لئے قومی اتحاد کے چند لاکھ افراد کو قتل کرا دیں۔

ان موانعات کے باوجود مذاکرات کی گیارہویں نشست ہفتہ ۲۵ رجون کو منعقد ہوئی۔ یہ نشست سوا دو گھنٹے جاری رہی۔ اس نشست میں اس مسودہ پر شق وار غور کیا گیا جو قومی اتحاد کی جانب سے مفتی صاحب نے ۲۳ رجون کے مذاکرات کے دوران بھٹو صاحب کو دیا تھا۔ ذیل میں اس معاہدہ پر شق وار گفتگو کا خلاصہ درج ہے۔ ○

ابتدائیہ

معاہدہ کے ابتدائی دو پیراگرافوں نمبر ۳ اور ۴ میں درج تھا کہ پاکستان قومی اتحاد کے خیال میں مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں اتنے بڑے پیمانے پر دھاندلی کا ارتکاب کیا گیا کہ انتخابی نتائج محض ایک ڈھونگ بن کر رہ گئے ہیں لیکن پیپلز پارٹی سمجھتی ہے کہ بدعنوانی اتنے بڑے پیمانے پر نہیں ہوئی اور یہ کہ اسے اکثریت کی حمایت حاصل ہوئی ہے۔

بھٹو صاحب کا کہنا تھا کہ یہ دونوں پیراگراف معاہدہ سے حذف کر دیئے جائیں۔

○ ...... پاکستان قومی اتحاد کی جانب سے معاہدہ کا مسودہ انگریزی کے صفحہ نمبر 51 پر دیکھئے

www.bhutto.org

معاہدہ کی شقیں

شق نمبر ۱۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کا خاتمہ

معاہدہ میں درج تھا کہ یہ اسمبلیاں ۷ رجولائی کو ختم ہو جائیں گی جبکہ بھٹو صاحب چاہتے تھے کہ ۷ رجولائی کے بجائے لکھا جائے کہ یہ اسمبلیاں معاہدہ پر دستخط ہونے کے پندرہ دن کے اندر ختم کر دی جائیں گی۔

۲۔ الیکشن کی تاریخ

بھٹو صاحب نے قومی اور صوبائی انتخابات ایک ہی دن کرانا منظور نہیں کیا تھا۔ معاہدہ میں تھا کہ قومی اسمبلی کے الیکشن ۶ ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کو ہوں اور صوبائی اسمبلی کے ۱۰ ر اکتوبر کو ہوں بھٹو صاحب نے تجویز کیا کہ قومی اسمبلی کے الیکشن ۸ ر اکتوبر کو ہوں اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات ۱۰ ر اکتوبر کو ہوں۔

۳۔ سینٹر

معاہدہ میں تھا کہ اس کی تکمیل کے ساتھ ایسے تمام سینٹرز کی رکنیت ختم ہو جائے گی جن کا انتخاب مارچ ۱۹۷۷ء کے الیکشن کے بعد ہوا ہے۔ جبکہ بھٹو صاحب کی تجویز تھی کہ ان کی رکنیت کا خاتمہ نئے انتخابات کے نتائج کے اعلان کے ساتھ ہو۔

۴۔ عمل در آمد کرنے والی سپریم کونسل

بھٹو صاحب کا کہنا تھا کہ اس کے نام سے لفظ سپریم نکال دیا جائے۔

ہمارے معاہدے میں کہا گیا تھا کہ جب تک کہ نئے انتخابات کے بعد صوبائی حکومتوں اور آزاد کشمیر میں حکومت کی تشکیل عمل میں نہیں آتی ہے، اس وقت تک کونسل کو صوبوں، قبائلی علاقوں اور آزاد کشمیر سے متعلق امور میں وہی اختیارات حاصل ہوں گے جو ان کے بارے میں صدر پاکستان اور وفاقی حکومت کو حاصل ہیں جبکہ بھٹو صاحب کا موقف تھا کہ اس امر کی وضاحت کی جائے کہ کونسل کے یہ اختیارات اس معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے کے امور ہی سے متعلق ہوں گے۔

بھٹو صاحب نے کہا کہ وہ ہماری تجویز کا مزید جائزہ لیں گے۔

۵۔ صوبائی حکومتیں

اس شق کو جزوی طور پر منظور کر کے مزید غور کے لئے مؤخر کیا گیا۔

www.bhutto.org

۶۔ ضابطہ کا اجراء

اس شق میں درج تھا کہ کسی قانون ' آرڈیننس یا ضابطہ کے اجراء سے قبل صدر یا متعلقہ گورنر اس کی پیشگی منظوری کونسل سے حاصل کرنے کے پابند ہوں گے۔ اسے مزید غور کے لئے مؤخر کیا گیا۔

۷۔ کلیدی اسامیوں پر تقرری

حکومت نے اس شق کی منظوری دے دی جس کی رو سے تمام کلیدی اسامیوں پر تقرری اور تبادلوں کے معاملات میں کونسل کو بالادستی حاصل ہو گئی۔
حکومت نے یہ بھی مان لیا کہ وفاقی حکومت کسی صوبائی حکومت کو ایسے تحریری یا زبانی احکام جاری کرنے کی مجاز نہیں ہوگی جو الیکشن پر اثر انداز ہو سکیں۔

۸ - بلوچستان

اس شق میں کہا گیا تھا کہ اس معاہدہ پر دستخط ثبت ہونے کے پندرہ یوم کے اندر فوجیں اپنے معمول کے مقامات پر واپس چلی جائیں۔
مسٹر بھٹو نے فوجوں کی واپسی سے اتفاق کرتے ہوئے پندرہ دن میں ان کو معمول کے مقام تک واپس لانے میں دشواریاں بتائیں اور کہا کہ اس معاملہ پر ذیلی کمیٹی میں مزید غور کر لیا جائے۔

۹ - آزاد کشمیر

یہ شق آزاد کشمیر میں از سر نو انتخابات سے متعلق تھی۔ مسٹر بھٹو نے بتایا کہ اس بارے میں ان کے اور سردار قیوم کے ساتھ مذاکرات میں یہ معاملہ طے پا جائے گا۔ اس لئے آزاد کشمیر کے انتخابات کو اس معاہدہ کا جزو نہ بنایا جائے۔

۱۰ - دستوری ترامیم

یہ شق مان لی گئی جس کی رو سے دستور میں کی جانے والی ایسی تمام ترامیم کو ختم کرنا تھا جن سے شہریوں کے بنیادی حقوق یا عدلیہ کے اختیارات متاثر ہوئے ہوں۔

www.bhutto.org

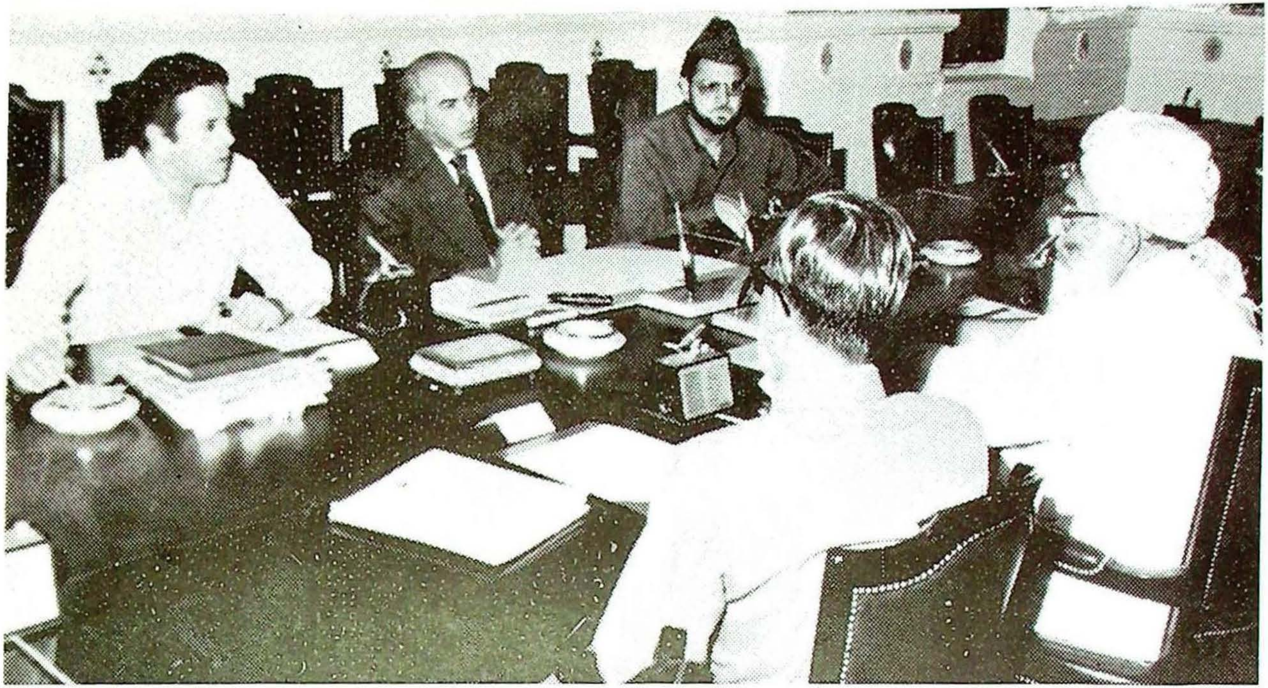

مذاکرات کا دور جاری ہے (نوابزادہ نصر اللہ خاں اپنے بھائی کی وفات کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے)

www.bhutto.org

۱۱ - ہنگامی حالات کا خاتمہ

یہ شق بھی تسلیم کرلی گئی۔ گو اس سے قبل مسٹر بھٹو کا کہنا تھا کہ ہنگامی حالات کا خاتمہ الیکشن کے اختتام پر ہو لیکن اب انہوں نے مان لیا کہ معاہدہ پر دستخطوں کے ساتھ بنیادی حقوق بحال ہو جائیں گے اور الیکشن تک حکومت ہنگامی حالت نافذ کرنے کا کوئی نیا حکم بھی کونسل کی اجازت کے بغیر جاری کرنے کی مجاز نہیں ہوگی۔

۱۲ - ڈیفنس آف پاکستان آرڈیننس

اس شق کے مطابق معاہدہ پر دستخطوں کے ساتھ ڈی پی او خود بخود ختم ہو جاتا اور اس کے تحت قائم شدہ ٹربیونل ٹوٹ جاتے۔ ڈیفنس آف پاکستان آرڈیننس اور ریگولیشن کے تحت جن افراد کو سزائیں دی گئی تھیں وہ رہا ہو جاتے اور جاری مقدمات ختم ہو جاتے۔

مسٹر بھٹو نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ اس کا اطلاق صرف سیاسی سرگرمیوں سے متعلق معاملات اور افراد پر ہوگا۔

۱۳ - خصوصی عدالتیں

اس شق کے مطابق معاہدہ پر دستخطوں کے ساتھ تمام خصوصی عدالتیں اور ٹربیونل ٹوٹ جاتے۔ جن افراد کو سزائیں سنائی جا چکی تھیں وہ رہا ہو جاتے اور جاری مقدمات کا از سر نو جائزہ لینے کے بعد اگر حکومت کی دانست میں مزید کارروائی ضروری ہوتی تو پھر ایسے مقدمات کو عام عدالتوں میں منتقل کر دیا جاتا۔

مسٹر بھٹو نے کہا کہ حیدر آباد کیس اور بموں کے دھماکوں سے متعلق مقدمات اس شق سے مستثنٰی قرار دیئے جائیں۔

۱۴ - آرمی ایکٹ ۱۹۵۲ء

اس شق کے مطابق آرمی ایکٹ ۱۹۵۲ء اور ۱۹۷۷ء میں ایسی ترامیم واپس ہوتیں جن کے تحت شہریوں پر کورٹ مارشل کے ذریعے مقدمات کا جواز فراہم کیا گیا ہے اور ایسے افراد رہا ہوتے جنہیں کورٹ مارشل کے ذریعے سزائیں دی گئی ہوں۔

مسٹر بھٹو نے کہا کہ اس شق کو صرف حالیہ مقدمات تک محدود رکھا جائے۔

www.bhutto.org

۱۵۔ قیدیوں اور نظربندوں کی رہائی

اس شق کی رو سے ایسے تمام افراد رہا کر دیئے جاتے جو یکم جنوری ۱۹۷۲ء سے امتناعی نظربندی کے تحت سزا کاٹ رہے ہوں یا سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے باعث انہیں قید کی سزا دی گئی ہو اور یہ کہ آئندہ الیکشن تک کسی سیاسی کارکن کو ایسے قوانین کے تحت نہ گرفتار کیا جاسکے گا اور نہ ہی نظربند کیا جاسکے گا۔

ایسے تمام معاملات ایک ایسی کمیٹی کے سپرد کئے جاتے جس میں فریقین کو مساوی نمائندگی حاصل ہو جن کے مطابق حکومت کی رائے میں ان کی سزا کا تعلق سیاسی سرگرمیوں سے نہیں۔ اِسے منظور کر لیا گیا۔

۱۶ ۔ سیاسی قیدیوں کی رہائی

ایسے تمام افراد کی رہائی سے متعلق ہے جو یکم جنوری ۱۹۷۲ء سے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے باعث سزا کاٹ رہے ہوں یا مقدمات بھگت رہے ہوں۔ اس شق کو مان لیا گیا۔

۱۷ ۔ مالی امداد و تعاون

مارچ ۱۹۷۷ء کی انتخابی مہم میں جاں بحق ہونے والے افراد کے خاندانوں کی مالی امداد اور اسی طرح زخمی ہونے والے افراد کی معقول مالی مدد کی اس شق کو بھی تسلیم کر لیا گیا۔

۱۸۔ ملک بدر کئے جانے والے افراد

اس شق کے مطابق ایسے تمام افراد جنھیں ملک بدر کیا گیا ہو ان کو وطن واپسی کی کھلی اجازت دینا تھا اور یہ کہ ایسے تمام افراد جنھیں ایک صوبے سے گرفتار کر کے کسی اور صوبے میں لے جایا گیا ہو تو انہیں ان کے صوبے میں واپس لا کر رہا کیا جائے۔

اسے بھی اسی صراحت کے ساتھ مان لیا گیا کہ اس کا اطلاق صرف سیاسی افراد پر ہو گا۔

۱۹۔ الیکشن سے متعلق سرگرمیوں پر سزا

اس شق کو بھی منظور کر لیا گیا کہ کسی شخص کو الیکشن سرگرمیوں میں حصہ لینے

www.bhutto.org

کے باعث نہ گرفتار کیا جائے گا' نہ نظر بند اور نہ ہی اسے کسی مقدمے میں ملوث کیا جائے گا۔

۲۰- سیاسی سرگرمیوں پر پابندی

یہ شق بھی تسلیم کرلی گئی کہ دفعہ ۱۴۴ یا کسی دوسرے قانون کے تحت سیاسی سرگرمیوں کو محدود کرنے کی خاطر کوئی پابندی عائد نہیں کی جائے گی اور نہ ہی لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو ممنوع قرار دیا جائے گا۔

۲۱ - پریس

اس شق کو بھی مان لیا گیا کہ پریس پر عائد شدہ تمام پابندیاں معاہدہ کی تکمیل کے ساتھ خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ یکم جنوری ۱۹۷۲ء سے جن روزناموں اور جرائد کے ڈیکلریشن ضبط کئے گئے ہیں وہ بحال ہو جائیں گے۔ نئے ڈیکلریشن بآسانی جاری کئے جائیں گے۔ ایسے پرنٹر' پبلشر اور صحافی جو زیر حراست ہیں رہا کردیئے جائیں گے۔ ضبط کی ہوئی جائیداد واپس کی جائے گی اور اگر صحافت سے متعلق افراد پر جرمانے عائد کر کے وصول کر لئے گئے ہوں تو ایسی رقوم بھی ان کو واپس کی جائیں گی۔
مزید یہ کہ نیوز پرنٹ کوٹہ دینے اور سرکاری اور نیم سرکاری اشتہارات دینے کے معاملے میں جانبداری نہیں برتی جائے گی۔

۲۲ - سرکاری ذرائع نشرواشاعت

اس شق کو بھی مان لیا گیا کہ سرکاری ذرائع نشرواشاعت خیالات اور خبروں کی اشاعت میں غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کریں گے۔ ریڈیو' ٹی وی اور ٹرسٹ کے اخبارات سے قومی اتحاد کو متوازن مواقع فراہم کئے جائیں گے۔ ان ذرائع سے سیاسی افراد کی کردار کشی نہیں کی جائے گی اور یہ کہ یہ ادارے کونسل کی زیرہدایت کام کریں گے۔

۲۳ - ٹریڈ یونین

اس شق کا تعلق آزادانہ ٹریڈ یونین سرگرمیوں اور ورکرز اور مزدور رہنماؤں کی رہائی سے تھا مسٹر بھٹو کے خیال میں اس کا شامل ہونا غیر ضروری تھا انہوں نے اسے حذف کرنے کے لئے کہا۔

www.bhutto.org

۲۴ - الیکشن کمیشن

اس شق کے مطابق نیا الیکشن کمیشن چیئرمین اور ایسے چار ممبران پر مشتمل ہونا تھا جن کی تقرری قومی اتحاد کے مشورے سے ہوتی اور جسے منصفانہ الیکشن کرانے کے تمام ضروری اختیارات حاصل ہوتے۔ اسے بھی منظور کر لیا گیا۔

۲۵ - الیکشن کمیشن کو ضروری اختیارات دینے کے لئے انتخابی قوانین میں ضروری تبدیلیاں کرنے سے متعلق اس شق کو بھی مان لیا گیا۔

۲۶ - افواج پاکستان کا الیکشن کمیشن کی مدد کرنا

اصولاً اس شق کو بھی مان لیا گیا کہ الیکشن کمیشن انتخابات کے ضمن میں افواج پاکستان کی مدد طلب کر سکتا ہے۔

۲۷ - انتخابی نتائج

یہ شق بھی مان لی گئی جس کے مطابق الیکشن کے نتائج کا اعلان کرنے کا حق صرف الیکشن کمیشن کو دینا تھا۔

۲۸ - انتخابی عذر داریاں

مارچ ۱۹۷۷ء سے متعلق تمام عذر داریوں کو ختم کرنے سے متعلق یہ شق بھی مان لی گئی۔

۲۹ - تادیبی کارروائی

اس شق میں مذکور تھا کہ قومی اتحاد ایسے مرکزی اور صوبائی افسران کی فہرست کونسل کو پیش کرے گا جنھوں نے ۷رجنوری ۱۹۷۷ء سے کسی بدعنوانی کا ارتکاب کیا ہو۔ کونسل ضروری تحقیقات کے بعد بدعنوانی ثابت ہونے پر ایسے افسران کے خلاف کارروائی کرنے کی مجاز ہوگی۔ اسے مان لیا گیا۔

۳۰ - اسلحہ کے لائسنس

اس شق کے مطابق ایسے تمام اسلحہ لائسنس منسوخ ہونا تھے جو جنوری ۱۹۷۲ء سے اب تک جاری کئے گئے ہوں نیز ایسے افراد کے کوائف سے کونسل کو مطلع کرنا تھا جنھیں ممنوعہ بور کے اسلحہ لائسنس دیئے گئے ہوں۔

www.bhutto.org

اس شق کے متعلق مسٹر بھٹو کا کہنا تھا کہ اس پابندی کا تعلق مؤثر بہ ماضی نہ ہو۔

۳۱ - الیکشن کمیشن کا مقدمہ چلانے کا اختیار

اس شق کا مقصد یہ تھا کہ الیکشن کمیشن نے مارچ ۱۹۷۷ء تا مئی ۱۹۷۷ء اپنی تحقیقات میں جن نمائندوں، سرکاری افسران اور دیگر افراد کو اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے، الیکشن قوانین کی خلاف ورزی کرنے اور منصفانہ انتخابات پر اثر انداز ہونے کا مرتکب پایا ہو، ان کے خلاف فوری طور پر قانونی کارروائی کی جائے۔

مسٹر بھٹو کے خیال میں اس شق کو حذف کیا جا سکتا تھا۔

۳۲ - فیڈرل سیکورٹی فورس

اس شق کا منشاء تھا کہ فیڈرل سیکورٹی فورس کو آرمی جی ایچ کیو کے تحت کر دیا جائے۔

بھٹو صاحب چاہتے تھے کہ یہ وفاقی وزارت دفاع کے تحت رہے۔

۳۳ - اس شق میں مذکور تھا کہ اگر کونسل اس معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی دشواری محسوس کرے تو وہ صدر پاکستان کو ایسی دشواری دور کرنے کے لئے کہے۔ آرڈیننس کو چوبیس گھنٹے کے اندر نافذ نہ کرے تو اسے خود بخود نافذ سمجھا جائے گا۔ آرڈیننس کے اجراء کا مسودہ بھیج سکتی ہے۔ اگر صدر اسی آرڈیننس کو چوبیس گھنٹے کے اندر نافذ نہ کرے تو اسے خود بخود نافذ سمجھا جائے گا۔

اس پر مزید غور کے لئے کہا گیا۔

۳۴ بنیادی تبدیلیوں سے گریز

اس شق میں وزیر اعظم اور ان کی حکومت کو پابند کیا گیا تھا کہ معاہدہ کی تاریخ سے انتخابات کی تکمیل تک وہ

(i) پالیسی میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں کریں گے جس سے ملک کی مالیات یا پراپرٹی متاثر ہوتی ہو۔ اگر حکومت کی دانست میں ایسا کوئی قدم ضروری ہو تو اس کے نفاذ سے قبل کونسل سے اجازت لینا ضروری ہو گا۔

(ii) اس مدت میں ملک میں موجود کسی سیاسی جماعت یا تنظیم پر پابندی

www.bhutto.org

عائد نہیں کی جائے گی۔

(iii) اس دوران میں پاکستان کے دستور میں کوئی ترمیم نہیں کی جائے گی سوائے ایسی ترامیم کے جو اس معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری ہوں۔

اسے مان لیا گیا کہ یہ تمام امور کونسل کے دائرہ اختیار میں ہوں۔

۳۵ دستور اور قوانین میں ترامیم

(i) اس معاہدے کی جن شقوں پر عمل کرنے کے لئے دستور یا متعلقہ قوانین میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے تو ایسی ترامیم کو فوری طور پر کرنے کی ذمہ داری پاکستان پیپلز پارٹی پر عاید ہوتی ہے۔ معاہدہ پر عمل کرنے کے لئے ضروری قانون سازی' ترامیم اور احکامات کا اجراء بلا تاخیر کیا جائے۔

(ii) وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس معاہدے پر عمل کرنے کے لئے ہر ممکن قدم اٹھائیں اور کوئی ایسا کام نہ کریں جو اس مقصد کے حصول میں رکاوٹ بنے۔

اسے مان لیا گیا۔

معاہدہ کا ضمیمہ الف

اس ضمن میں ایک اختلاف کونسل کی چیئرمین شپ پر تھا۔ قومی اتحاد کا کہنا تھا کہ مولانا مفتی محمود کو کونسل کا شریک چیئرمین قرار دیا جائے جبکہ بھٹو صاحب کا موقف تھا کہ کونسل کے چیئرمین وہ خود ہوں گے اور ان کی عدم موجودگی میں چیئرمین کے فرائض مفتی صاحب انجام دیں گے۔ دوسرا معاملہ کونسل کو دستوری تحفظ دینے سے متعلق تھا۔ بھٹو صاحب کا خیال تھا کہ اسے دستور میں شامل کرنا غیر ضروری ہے۔

معاہدہ کا ضمیمہ ب

مسٹر بھٹو نے اسے منظور کر لیا کہ ایسی تمام ترامیم جو دستور میں کی گئی ہیں اور جن سے شہریوں کے بنیادی حقوق اور عدلیہ کے اختیارات متاثر ہوئے ہیں انہیں واپس لے لیا جائے گا۔

معاہدہ کا ضمیمہ ج

اس ضمیمہ میں ان ترامیم کی تفصیل درج تھی جو معاہدہ پر عمل کرنے کے لئے متعلقہ قوانین میں کرنا ضروری تھیں۔ اسے تسلیم کر لیا گیا۔

اس طرح مسٹر بھٹو نے تمام اہم اور بنیادی امور پر اتفاق رائے کر لیا۔ صرف چند اہم نکات پر اتفاق رائے ہونا باقی تھا۔

۱۔ کونسل کے اختیارات اور شریک چیئرمین کا مسئلہ
۲۔ اسمبلیاں توڑنے کی تاریخ
۳۔ اسیروں کی رہائی
۴۔ الیکشن کمیشن کے اختیارات

بھٹو صاحب نے مفتی صاحب کی اس تقریر پر اعتراض کیا جو انہوں نے ۲۳ر جون کو پریس کلب راولپنڈی میں ایک استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کی تھی۔ اس تقریر میں مفتی صاحب نے کہا تھا کہ بھرپور عوامی تحریک نے وزیر اعظم بھٹو کو اپنا موقف تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ پہلے انہوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ کسی قیمت پر قومی اسمبلی کو قربان نہیں کریں گے اب اگر وہ قومی اسمبلی کو قربان کر رہے ہیں تو اپنے مؤقف کو چھوڑنے والے شخص کو رضا کارانہ طور پر مستعفی ہو جانا چاہیئے۔

ہماری جانب سے انہیں متوجہ کیا گیا کہ حکومت کے اقدامات فضا کو مشکوک بنا رہے ہیں۔ مسلسل دعوؤں کے باوجود ابھی تک تحریک کے دوران گرفتار شدگان کو رہا نہیں کیا گیا ہے۔ ایسے سرکاری ملازمین کے وسیع پیمانے پر تبادلے کئے جا رہے ہیں جن پر قومی اتحاد کے حامی ہونے کا شک ہے اور منظور نظر ملازمین کو ترقیاں دی جا رہی ہیں۔ ایسے افراد سے سرکاری ایجنسیاں چھینی جا رہی ہیں جو انتخابات میں ہمارے امیدوار تھے۔ اساتذہ اور استانیوں کے تبادلے بڑے پیمانے پر ہو رہے ہیں۔ ان اقدامات کے باعث عمومی بے چینی اور بے یقینی پیدا ہو رہی ہے۔ اس نشست میں بھٹو صاحب نے اپنی جانب سے تیار کردہ معاہدہ کا ایک مسودہ مفتی صاحب کو دیا۔ مفتی صاحب نے اسے لیتے ہوئے کہا کہ وہ قومی اتحاد کے اجلاس میں اس پر غور کریں گے۔ بھٹو صاحب کا کہنا تھا کہ ان کے مسودہ میں تمام باہمی طے شدہ امور شامل ہیں البتہ غیر ضروری تفصیل نکال کر اسے مختصر کر دیا گیا ہے۔ گفتگو کے اس مرحلہ پر اور قومی اتحاد کے مسودہ پر شق وار غور کرنے کے ساتھ ان کی جانب سے مسودہ کی فراہمی ناقابل فہم تھی۔

www.bhutto.org

پاکستان پیپلز پارٹی کا مجوزہ معاہدہ

یہ مسودہ مذاکرات کے کسی مرحلہ میں زیر بحث نہیں آیا لیکن اس میں بھی حکومت نے قومی اتحاد کے کم وبیش تمام بنیادی اور اہم مطالبات تسلیم کر لئے تھے۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو توڑنا' ۶ر اور ۸ر اکتوبر کو نئے انتخابات ہونا' سینیٹ کے نئے ممبران کی رکنیت کا خاتمہ' کونسل کا دائرۂ عمل' بلوچستان میں فوج کی بیرکوں میں واپسی اور الیکشن کے لئے ساز گار فضا پیدا کرنا معاہدہ پر عمل کرنے کے لئے دستور اور متعلقہ قوانین میں ضروری ترمیم کرنا' ہنگامی حالت کا خاتمہ کرنا اور بنیادی حقوق کی بحالی' ڈی پی آر کی واپسی' آرمی ایکٹ میں حالیہ ترامیم واپس لینا' سیاسی کارکنوں کی رہائی' متاثرہ خاندانوں اور افراد کی مالی مدد' پریس کی آزادی' سرکاری ذرائع نشر و اشاعت' ریڈیو اور ٹی وی میں قومی اتحاد کی خبروں اور خیالات کو متوازن حصہ دینا' الیکشن کمیشن کی تشکیل نو' الیکشن کمیشن کو اپنی مدد کے لئے فوج طلب کرنے کا اختیار' انتخابی نتائج کا اعلان صرف الیکشن کمیشن کے ذریعے ہونا' اسلحہ کے حالیہ جاری کردہ لائسنسوں کی ضبطی اور ایسے اسلحہ کو قریبی چھاؤنیوں میں جمع کرانا' فیڈرل سکیورٹی فورس کو وزارت دفاع کے تحت دینا اور کونسل کی تشکیل جیسے تمام امور اس میں شامل تھے۔ ○

چند ہفتے قبل مسٹر بھٹو اس میں سے کوئی بات ماننے پر آمادہ نہیں تھے لیکن ملک گیر تحریک اور عوام کی بے مثال قربانیوں اور جذبے نے انہیں اپنے مؤقف میں یہ خوش آئند تبدیلی کرنے پر مجبور کر دیا لیکن اس کے باوجود ان کی جانب سے فضا کو خوشگوار کرنے کے بجائے اسے مزید مکدر کرنے کی کوششوں کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

۲۶ر جون کو مسٹر کھر نے جو اب مسٹر بھٹو کے خصوصی معاون برائے سیاسی امور تھے' راولپنڈی پریس کلب میں اپنی پارٹی کے کارکنوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر پاکستان قومی اتحاد تحریک چلانا جانتا ہے تو ہم اسے کچلنا جانتے ہیں۔ یہ کسی بیگم کی دھمکی نہیں بلکہ میں وہی مصطفیٰ کھر بول رہا ہوں جو ۱۹۷۲ء میں تھا۔ اب تشدد کا جواب تشدد سے دیا جائے گا۔

اتوار ۲۶ر جون کو قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کا اجلاس ۱۱ بجے دن اسلام آباد میں منعقد ہوا جو ساڑھے تین گھنٹے جاری رہا اس اجلاس میں قومی اتحاد کے مسودے اور حکومت کے گذشتہ روز کے مسودہ کا موازنہ پیش کیا گیا۔ دونوں دستاویزات کے مشترک اور مخالف نکات کی نشاندہی کی گئی۔ بعض رہنما اس

○ ... پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے معاہدہ کا مسودہ انگریزی کے صفحہ نمبر 65 پر دیکھیے

www.bhutto.org

خیال کے حامی تھے کہ مذاکرات کو مزید طول دینالا حاصل ہے۔ اصغر خاں صاحب نے کہا کہ بات چیت میں دوماہ کا عرصہ بیت چکا ہے۔ عوام جلد فیصلہ چاہتے ہیں۔ دونوں معاہدوں میں زمین آسمان کا فرق ہے اور دونوں میں کوئی مشترک نکتہ نظر نہیں آتا۔ ہمیں صرف اپنے ڈرافٹ کو نکتہ بحث بنانا چاہئے۔ "

اس اجلاس میں نرم گرم گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ لیگل کمیٹی کی مدد سے قومی اتحاد کے فیصلوں کی روشنی میں معاہدہ کا ایک نیا ڈرافٹ تیار کرلیا جائے جو منظوری کے بعد ایک آخری مسودہ کی حیثیت سے حکومت کو پیش کر دیا جائے۔

اتحاد کے قانونی ماہرین میاں محمود علی قصوری' مسٹر خالد اسحاق' مسٹر ایس ایم ظفر' مسٹر عامر رضا اور مسٹر ظہور الحق ہمہ وقت موجود تھے۔ ان سب کے تعاون سے مسلسل کام کر کے اتحاد کے فیصلے کے مطابق میں نے نئے ڈرافٹ کی تیاری کا کام مکمل کرلیا تاکہ اسے مرکزی کونسل کے سامنے پیش کیا جاسکے۔

صحافیوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے میں نے کہا ہماری جانب سے ترمیمی مسودہ کل حکومت کو پیش کر دیا جائے گا۔ حکومت کو اسے یا تو من و عن قبول کرنا ہو گا یا مسترد کر دینا ہو گا۔

۲۶ر جون کو لاہور میں دو مقامات پر پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد کے کارکنوں میں مسلح تصادم ہوا جس کے نتیجے میں بہت سے افراد زخمی ہوئے۔ پولیس نے آنسو گیس استعمال کی اور لاٹھی چارج کیا۔ ملک کے دوسرے حصوں سے بھی کشیدگی اور جھگڑوں کی خبریں آرہی تھیں۔ معاہدہ میں تاخیر اس کشیدگی کو بڑھانے کا سبب بن رہی تھی۔ مسٹر کھر اور پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل غلام حسین کے بیانات جلتی پر تیل کا کام کر رہے تھے۔

ان ہی دنوں پیپلز پارٹی نے اپنی ذیلی تنظیموں کو ایک سوال نامہ جاری کیا تاکہ سیاسی انتقام لینے کے لئے قومی اتحاد کے حامیوں کے ملک گیر اعداد و شمار جمع کئے جاسکیں۔

۲۷ر جون کو قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کا اجلاس تقریباً پورے دن جاری رہا۔ شرکاء کی جانب سے شکایت کی گئی کہ پیپلز پارٹی کا رویّہ مصالحانہ نہیں بلکہ اشتعال انگیز ہے۔ نہ صرف یہ کہ قومی اتحاد کے قیدی رہا نہیں کئے جارہے ہیں بلکہ جان بوجھ کر ان کے متعلق غلط اعداد و شمار فراہم کئے جارہے ہیں۔ انتظامیہ اور پولیس میں بڑے پیمانے پر تبادلے کئے جارہے ہیں۔ ہمارے کارکنوں کے خلاف نئے مقدمات قائم کئے جارہے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے وزراء اور عہدہ دار دورے کر کے پورے ملک میں اشتعال انگیز تقریریں کر رہے ہیں۔ بعض قائدین اس خیال کے حامی تھے کہ وقت ضائع کئے بغیر ہمیں آئندہ مرحلہ کی تیاری کرنا چاہئے۔

قانونی ماہرین کی مدد سے تیار کیا جانے والا نظر ثانی شدہ مسودہ اجلاس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس

www.bhutto.org

پر تفصیل سے غور کرنے کے بعد چند تبدیلیوں کے ساتھ مرکزی کونسل نے اسے اتفاق رائے سے منظور کر لیا۔ اس مسودہ کے ہر صفحہ پر مفتی صاحب نے اپنے دستخط ثبت کیے۔ اجلاس نے مفتی صاحب کو اختیار دیا کہ اگر حکومت اس مسودہ کو بغیر کسی تبدیلی کے جوں کا توں مان لے تو مفتی صاحب پاکستان قومی اتحاد کی جانب سے اس پر دستخط کرنے کے مجاز ہوں گے۔لیکن اگر حکومت کی جانب سے اس میں کوئی ترمیم تجویز کی جائے خواہ وہ معمولی اور لفظی ہی کیوں نہ ہو تو اس صورت میں مفتی صاحب دستخط کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے بلکہ معاملہ پھر کونسل میں فیصلہ کے لئے پیش کیا جائے گا۔ کوشش کی گئی تھی کہ نئے مسودہ میں امکانی حد تک ان اعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی جائے جو اتحاد کے پہلے مسودہ پر حکومت کی جانب سے کئے گئے تھے اور خود حکومت کی جانب سے جو مسودہ پیش کیا گیا تھا اس کے بعض حصے بھی نئے مسودہ میں شامل کر لئے گئے۔

طے پایا کہ میں یہ نیا مسودہ مذاکرات کی ذیلی کمیٹی کے رکن مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ کے سپرد کر دوں تاکہ جلد از جلد اسے آخری شکل دی جا سکے۔ میری دانست میں تو اس ترمیمی مسودہ پر کسی مزید بات چیت کی بھی حاجت نہیں تھی بلکہ اب تو صرف فریقین کے دستخط ہونا باقی تھے۔

لیکن پھر ایک بڑی رکاوٹ سامنے آگئی۔ مسٹر پیرزادہ نے مجھے ۲۷ر جون کو رات پونے نو بجے ٹیلیفون کر کے میرے اس اخباری بیان پر احتجاج کیا جس میں کہا گیا تھا کہ ہماری جانب سے ترمیمی مسودہ آخری ہو گا اور حکومت کو یا تو اسے من وعن قبول کرنا ہو گا یا مسترد کرنا ہو گا۔ مسٹر پیرزادہ نے کہا کہ وہ ایک اخباری بیان جاری کر رہے ہیں کہ یہ اگر ایک دھمکی ہے تو پھر وہ ہمارا نیا مسودہ بذریعہ ڈاک بھی وصول نہیں کریں گے۔ میں نے وضاحت کی کہ یہ دھمکی نہیں بلکہ صرف اس امر کی تشریح ہے کہ ہماری جانب سے یہ قطعی مسودہ ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ ہم بھی اس پر غور کریں گے کہ آپ کی اس روش کے پیش نظر مسودہ آپ کو دیا جائے یا نہ دیا جائے۔

اس پر مسٹر پیرزادہ نے ایک اخباری بیان جاری کر دیا جس میں انہوں نے کہا کہ ..... "پروفیسر غفور احمد کا بیان ایک دھمکی کے مترادف ہے اور حکومت اس دھمکی اور الٹی میٹم کو ہرگز برداشت نہیں کرے گی۔ کوئی فریق اپنے مسودے کو آخری اور قطعی نہیں کہہ سکتا جب تک دوسری پارٹی اس کا جائزہ نہ لے لے"۔ انہوں نے مزید کہا کہ "جب تک قومی اتحاد یہ الٹی میٹم واپس نہیں لے گا اس وقت تک مزید گفت وشنید نہیں ہو سکتی۔"

۲۸ر جون کو ڈاکٹر غلام حسین نے ملتان میں پیپلز پارٹی کے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "کارکنان اپنے اپنے مورچے سنبھال لیں اور قومی اتحاد کے تخریب کار جس زبان میں بات سمجھتے ہیں انہیں اسی زبان میں سمجھائیں۔"

www.bhutto.org

بنا بنایا معاملہ ایک مرتبہ پھر بگڑتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ مذاکرات آخری مرحلہ میں تعطل کا شکار ہو گئے اور محسوس ہوتا تھا کہ کامیابی سے ہمکنار ہونے کے بجائے سیاسی بحران کو حل کرنے کی تمام مساعی ناکام ہو جائیں گی۔

مفتی محمود صاحب اور نوابزادہ نصر اللہ صاحب نے سعودی سفیر سے ملاقات کر کے صورت حال سے آگاہ کیا جس کے بعد سعودی سفیر نے مسٹر بھٹو سے ملاقات کی۔ ۲۸ر جون کی صبح نظر ثانی شدہ مسودہ مسٹر پیرزادہ کو نہیں دیا گیا کیونکہ وہ فون پر اور اپنے اخباری بیان میں اسے وصول کرنے سے انکار کر چکے تھے۔

اس نئی صورت حال پر غور کرنے کے لئے قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کا اجلاس ۲۸ر جون کو صبح ۱۱ بجے منعقد ہوا جس میں اتحاد میں شامل تمام جماعتوں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ اس نئے تعطل کے پیدا ہونے کے بعد سے بھٹو صاحب کے ساتھ کوئی رابطہ قائم نہیں ہوا تھا۔ طے پایا کہ مفتی صاحب ٹیلیفون پر بھٹو صاحب سے رابطہ قائم کر کے ان کی رائے دریافت کر لیں۔ اگر شام تک بھی رابطہ قائم نہ ہو سکے تو اتحاد اپنا آئندہ پروگرام خود وضع کرے گا۔ اس میں سربراہوں کا رویہ سخت تھا ان کا خیال تھا کہ اگر شام تک کوئی جواب نہ آئے تو تحریک دوبارہ شروع کرنے کا اعلان کر دیا جائے۔ اس اجلاس میں طے پایا کہ بظاہر بات چیت ٹوٹتی نظر آتی ہے۔ اس لئے قومی اتحاد کی جنرل کونسل کا ایک ہنگامی اجلاس اتوار ۳ر جولائی کو ڈیوس روڈ لاہور میں طلب کر لیا جائے جس میں آئندہ کے لئے لائحہ عمل طے کیا جا سکے۔

مرکزی کونسل اس خیال کی حامی تھی کہ اگر پیپلز پارٹی یکطرفہ طور پر اسمبلیاں توڑ کر نئے انتخابات کا اعلان کر دے تو قومی اتحاد ایسے انتخابات کا بائیکاٹ کرے۔ مزید طے پایا کہ مرکزی رہنما ابھی دو دن اسلام آباد میں قیام کریں تاکہ کوئی نئی صورت حال پیدا ہو تو فوری طور پر مشورہ کیا جا سکے۔ یہ اجلاس رات ۹ بجے دوبارہ منعقد ہونے کے لئے ملتوی ہو گیا۔

۲۸ر جون کو سہ پہر میں بھٹو صاحب اور مفتی صاحب کا ٹیلیفون پر رابطہ قائم ہو گیا۔ بھٹو صاحب نے اتحاد کو مسودہ پیرزادہ صاحب کو پیش نہ کرنے کی وجہ دریافت کی۔ مفتی صاحب نے کہا کہ وہ تو اس مسودہ کو وصول کرنے سے انکار کر چکے ہیں۔ حالانکہ ان کا یہ تاثر غلط ہے کہ ہماری جانب سے کوئی دھمکی یا الٹی میٹم دیا گیا ہے۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ وہ مسٹر پیرزادہ سے کہتے ہیں کہ وہ پروفیسر غفور سے فون پر رابطہ قائم کر لیں اور مسودہ وصول کرنے کے لئے وقت کا تعین کر لیں۔ مسٹر پیرزادہ نے مجھے فون کیا اور ڈرافٹ کے وصول کرنے پر اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔

۲۸ر جون کی شب کو بھٹو صاحب نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت قومی اتحاد کے نئے مسودے پر بات چیت کے لئے تیار ہے اور اگر اتحاد نے یہ مسودہ پیش نہ کیا تو

www.bhutto.org

ایک ایسا زبردست تعطل پیدا ہو جائے گا جو قوم، جمہوریت اور آئین کے لئے تباہ کن ثابت ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تین بنیادی مسئلوں پر تصفیے کے لئے تیار ہیں یعنی انتخابات دوبارہ کرائے جائیں، انتخابات کی تاریخ کا تعین کر لیا جائے اور انتخابات کے لئے غیر جانبدارانہ مشینری قائم کی جائے۔ لیکن حکومت میں قومی اتحاد کی شمولیت اور حکومت پر سپر حکومت کے قیام کا مطالبہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا تعطل پیدا ہونے اور حالات خراب ہونے کی صورت میں اگر دستور ختم ہو جاتا ہے، یا "فرشتے" آکر حکومت سنبھال لیتے ہیں یا کوئی راسپوٹین یہاں آجاتا ہے تو اس کی ذمہ داری ان پر نہیں ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان سے فوجوں کی واپسی کا معاملہ چیف آف اسٹاف طے کریں گے۔

مرکزی کونسل کا ملتوی شدہ اجلاس ۲۸ر جون کو ۹ بجے شب منعقد ہوا۔ اجلاس کو مفتی صاحب اور بھٹو صاحب کی گفتگو سے آگاہ کیا گیا۔ طے پایا کہ نیا مسودہ کل بدھ کو پیرزادہ صاحب کے حوالے کر دیا جائے۔ اس اجلاس میں بھٹو صاحب اور مسٹر پیرزادہ کی پریس کانفرنس پر بھی غور کیا گیا۔ طے پایا کہ ان کا مناسب جواب مسٹر پیرزادہ سے ملاقات کے بعد دیا جائے۔ یہ اجلاس کل ۱۰ بجے دن تک کے لئے ملتوی ہو گیا۔ اس اجلاس کے دوران جس میں اتحاد میں شامل نو جماعتوں کے سربراہ شریک تھے، مسٹر اصغر خان کی تجویز پر ایک گروپ فوٹو لیا گیا۔ اصغر خان نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ ہماری یادگار فوٹو ہو۔ اس کے بعد نا معلوم ہم کہاں کہاں ہوں گے۔ عمومی خیال یہی تھا کہ ہو سکتا ہے کہ مرکزی کونسل کا یہ آخری اجلاس ہو۔ دو ایک دن میں سب سربراہوں کو روانہ ہونا تھا اور خیال تھا کہ پھر سب کو جیل جانا پڑے گا۔ نوابزادہ صاحب نے یہ کہتے ہوئے کہ وہ جیل جانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ مصرعہ پڑھا

ع اک جان ہے باقی تو لے یا خدا لے

پاکستان قومی اتحاد کا ترمیمی مسودہ

۲۹ر جون کو میں نے مسٹر پیرزادہ سے ان کے مکان پر صبح ۹ بجے ملاقات کر کے نیا مسودہ ان کے سپرد کر دیا۔ اس ملاقات میں ترمیمی مسودہ کے بعض اجزاء کی وضاحت بھی میں نے کی اور کہا کہ اب مذاکرات کا اگلا دور آج ہی یا زیادہ سے زیادہ کل لازماً کیا جائے۔ مسٹر پیرزادہ نے جواب دیا کہ ذیلی کمیٹی کی میٹنگ تو آج ہی ہو جائے گی اور ذیلی کمیٹی اور پوری کمیٹی کے اجلاس کل تک ضرور ہوں گے۔ ○

۲۹ر جون کو راولپنڈی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے نوابزادہ نصر اللہ خاں نے بھٹو صاحب کی پریس کانفرنس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ قومی اتحاد کو ۵ وزارتوں اور قومی اسمبلی کی

○ ...... پاکستان قومی اتحاد کا نظر ثانی شدہ مسودہ انگریزی کے صفحہ نمبر 74 پر دیکھئے

www.bhutto.org

۵۹ نشستوں کی پیشکش خود بھٹو صاحب نے کی تھی جسے اتحاد نے قبول نہیں کیا۔ نیز انہوں نے کہا کہ نگراں کونسل کی تجویز بھی خود حکومت نے پیش کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ خلاف واقعہ بات ہے کہ اتحاد کوئی سپر حکومت چاہتا ہے۔ اتحاد صرف یہ چاہتا ہے کہ کونسل کو انتخابات اور ان سے متعلقہ امور کے بارے میں اختیارات حاصل ہوں اور اختلاف رائے کی صورت میں معاملہ سپریم کورٹ کے تین ججوں کے سپرد کر دیا جائے۔ اصغر خاں صاحب نے راولپنڈی میں اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا نیا مسودہ بہت بہتر ہے۔ ہم نے واضح کر دیا ہے کہ اب ہم اپنے اس مسودے سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ جمعرات کو لاہور پہنچ رہے ہیں اور جمعہ کے روز لاہور میں وہ قومی اتحاد کے جلوس کی قیادت کریں گے۔

۲۹ر جون کو سوا گیارہ بجے دن مرکزی کونسل کا اجلاس ہوا جس میں سربراہوں نے شرکت کی۔ میں نے اجلاس کو بتایا کہ آج ۹ بجے ترمیمی مسودہ پیرزادہ صاحب کو دے دیا گیا ہے اور ان سے کہا ہے کہ وہ آج ہی جواب دے دیں۔ میٹنگ آج یا زیادہ سے زیادہ کل لازماً ہونی چاہئے۔ اس اجلاس میں مسٹر بھٹو کی پریس کانفرنس بھی زیر غور آئی۔

دو اہم مسئلے حل طلب تھے ایک تو اسمبلیوں کو توڑنے کی تاریخ اور دوسرے کونسل کے اختیارات۔ اس اجلاس میں اصغر خاں صاحب نے کہا کہ سعودی سفیر کو کم سے کم لایا جائے کیونکہ وہ جمہوریت نہیں چاہتے ہیں۔

اس اجلاس میں ایک بار پھر صراحت کی گئی کہ ہمارا مسودہ حتمی ہے۔ اب مذاکرات کا مقصد صرف نکات کی وضاحت ہے اور یہ کہ مذاکراتی ٹیم س میں کوئی ترمیم قبول کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ شرکاء کی رائے تھی کہ اگر مذاکرات ناکام ہو جائیں تو تحریک جمعہ کے بجائے اگلے اتوار سے شروع کی جائے۔

۲۹ر جون ہی کو مرکزی کونسل کا دوسرا اجلاس پونے نو بجے شب منعقد ہوا۔ مفتی صاحب نے اجلاس کو بتایا کہ ۷ بجے شام انہوں نے بھٹو صاحب سے ملاقات کی ہے اور کہا کہ اب اصل مسئلہ کونسل کے اختیارات کا ہے۔ انہوں نے بھٹو صاحب پر واضح کیا کہ قیدیوں کو نہ چھوڑنے اور اسلحہ کی تقسیم کے باعث بدگمانیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس ملاقات میں طے ہوا کہ ۳۰ر جون صبح نو بجے ذیلی کمیٹی قومی اتحاد کے ترمیمی مسودہ پر غور کرے اور اگلے دن اعلیٰ سطح کا اجلاس منعقد کیا جائے۔

اسی روز مفتی صاحب نے اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ ہم صرف آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے خواہاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا نیا مسودہ آئین کے عین مطابق ہے اس کو قبول کرنے سے نہ جمہوریت متاثر ہوگی اور نہ ہی آئین پر کوئی زد پڑے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس مسودہ کو قبول کرنے سے نہ تو اس ملک میں "فرشتے" آئیں گے اور نہ ہی "زار روس" آسکے گا۔ البتہ اگر

www.bhutto.org

حکومت نے اس پر دستخط نہ کیئے تو ہم سمجھیں گے کہ حکومت خود اس ملک میں "فرشتے" لانا چاہتی ہے۔

اس وقت پورا ملک ناقابل بیان ذہنی کرب میں مبتلا تھا۔ ایک طرف حکومت اصل مطالبات ماننے کے بعد بھی فروعی اختلاف کر کے باضابطہ تحریری معاہدے پر دستخط کرنے میں تاخیر پر تاخیر کیئے جا رہی تھی تو دوسری جانب پہلے سے زیادہ بھرپور احتجاجی تحریک شروع کرنے کا انتباہ تھا۔ یہ سیاسی رہنماؤں کی ہوشمندی، تدبر اور احساس ذمہ داری کی آزمائش کا وقت تھا کہ وہ مصالحت اور مفاہمت کی مخلصانہ کوششوں کو بروئے کار لا کر مذاکرات کو بخیر و خوبی کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں یا ملک و ملت کو کسی دوسرے بحران سے دوچار کر دیتے ہیں۔

ذیلی کمیٹی کا اجلاس

مذاکرات کی ذیلی کمیٹی کا اجلاس جمعرات ۳۰ر جون کو صبح نو بجے شروع ہو کر تین گھنٹے جاری رہا۔ اس اجلاس میں قومی اتحاد کے ترمیمی مسودہ پر شق وار غور کیا گیا۔ اجلاس کی ابتداء میں ہم دونوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ہمارا حقیقی مقصد منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کا انعقاد اور بدعنوانیوں اور دھاندلیوں کے سدباب کے لیے مناسب مشینری کا قیام ہے۔

قومی اتحاد کا مسودہ ابتدائیہ کے آٹھ پیراگراف اور متن میں تیس شقوں پر مشتمل تھا۔ شق وار بحث میں مسٹر پیرزادہ نے تجویز کیا کہ ابتدائیہ کے پیراگراف نمبرا میں لفظی ترمیم کی جائے اور پیراگراف نمبر ۳ اور ۴ حذف کر دیے جائیں جن کا تعلق مارچ ۱۹۷۷ء کے بارے میں قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کے نقطہ نظر سے تھا۔

معاہدہ کی ۳۰ شقوں میں سے ۷ پر مسٹر پیرزادہ نے اپنی رضامندی دے دی۔ دو شقوں پر ان کے اعتراضات معمولی سے یعنی

شق نمبر ۳۔ سینیٹ کے نئے ممبران کی رکنیت ہمارے معاہدہ کے مطابق اسمبلیاں ٹوٹنے کے دن ختم ہونا تھی۔ مسٹر پیرزادہ کا کہنا تھا کہ اسمبلیاں ٹوٹنے کے دن کے بجائے اس کے اگلے دن ان کی رکنیت ختم ہو۔

شق نمبر ۲۷۔ ہمارے معاہدے میں فیڈرل سکیورٹی فورس کو جی ایچ کیو کے تحت رہنا تھا۔ ان کی تجویز تھی کہ یہ وزارت دفاع کے تحت ہو۔

شق نمبر ۶۔ جو بلوچستان سے متعلق تھی اس کے متعلق انہوں نے کہا کہ اس پر پوری کمیٹی میں غور کیا جائے گا۔

شق نمبر ۷۔ جو کشمیر سے متعلق تھی اس کے متعلق مسٹر پیرزادہ نے اصولی اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ اس معاملہ پر ایک علیحدہ معاہدہ زیر ترتیب ہے۔ مسٹر پیرزادہ نے ایسی تمام آئینی ترامیم واپس لینے پر اتفاق کیا

www.bhutto.org

جن کا تعلق بنیادی حقوق اور عدلیہ سے ہو۔

اس کمیٹی میں جن اہم امور پر اتفاق رائے نہیں ہو سکا وہ یہ ہیں

۱۔ اسمبلیاں توڑنے کی تاریخ

۲۔ عملدر آمد کرنے والی کونسل کی تشکیل اور اس کا دائرہ اختیار

۳۔ صوبوں میں گورنروں کی تقرری اور ان کے اختیارات

۴۔ قیدیوں کی رہائی۔

ذیلی کمیٹی میں مسٹر پیرزادہ کا رویہ سیاسی کم اور قانونی زیادہ تھا۔ ان پر یہ حقیقت واضح تھی کہ قومی اتحاد میں بعض رہنما اس ترمیمی مسودہ میں کسی معمولی ترمیم کو بھی قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں گے اور ان کا مطالبہ ہو گا کہ اب مذاکرات کی بساط لپیٹ کر پہلے سے زیادہ بڑھ چڑھ کر احتجاجی تحریک شروع کرنے کا اعلان کر دیا جائے۔ حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اگر وہ ذیلی کمیٹی میں ہمارے مسودہ کو مان لیتے تو پوری کمیٹی میں اس پر زیادہ آسانی سے اتفاق رائے ہونے کا امکان تھا۔

کراچی میں تباہ کن بارش

اسلام آباد میں ہم اتفاق رائے ہونے کے بعد اختلاف کر رہے تھے اور ادھر اس روز ۳۰ر جون کی شب میں کراچی زبردست بارش اور تباہ کن سیلاب کی زد میں آ گیا۔ ۱۹۳۶ء کے بعد ایک دن میں ہونے والی یہ ریکارڈ بارش تھی۔ ملیر' لیاری اور دیگر ندی نالوں میں سیلاب نے تباہی مچادی۔ کراچی کی بیس سے زیادہ بستیاں اپنے ہزاروں کچے' پکے' چھوٹے اور بڑے مکانوں کے ساتھ بہہ گئیں۔ ہلاک ہونے والے بچے' بوڑھے' مرد اور عورتوں کی تعداد ۶۰۰ سے تجاوز کر گئی۔ ہزاروں جانور ہلاک ہو گئے۔ لاکھوں افراد اس سے متاثر ہوئے۔ قومی اتحاد کے کارکن متاثرہ افراد کی بحالی کے کاموں میں لگ گئے۔

جمعہ یکم جولائی......اہم ترین دن

ذیلی کمیٹی کے بعد اب قومی اتحاد کا ترمیمی مسودہ اعلیٰ سطحی اجلاس میں زیر غور آنا تھا۔ پروگرام کے مطابق یہ نشست صبح ۱۰ بجے شروع ہوئی۔ ہم لوگ جب میٹنگ روم میں پہنچے تو دیکھا کہ خلاف معمول کمرہ کی ایک جانب ایک بڑا اسکرین موجود ہے اور اس کے ساتھ کچھ سلائیڈز رکھی ہوئی ہیں۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ فوج کے اعلیٰ جنرل صاحبان اس ضمن میں آرمی کے نقطہ نظر سے آپ کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے اعتراض کیا کہ سیاسی مذاکرات میں افواج پاکستان کو اس طرح درمیان میں لانا کسی طرح مناسب نہیں۔ اگر افواج کے سربراہ اس بارے میں قومی اتحاد کے علم میں کچھ باتیں لانا

ضروری خیال کرتے ہیں تو پھر مناسب یہ ہوگا کہ وہ چیزیں آپ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچ جائیں۔ نوابزادہ صاحب نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا۔ لیکن بھٹو صاحب نے کہا کہ افواج پاکستان کے اعلیٰ حکام کا اصرار ہے کہ وہ خود براہ راست آپ کو اپنے نقطہ نظر سے آگاہ کریں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ جنرل صاحبان پہلے ہی سے ملحقہ کمرے میں تشریف فرما ہیں۔ کافی دیر بحث کرنے اور بھٹو صاحب کے بار بار زور دینے پر مفتی صاحب اس شرط پر آمادہ ہوگئے کہ ہم ان کے مؤقف کو سن لیں گے لیکن ان سے کوئی سوال جواب نہیں کریں گے۔

پون گھنٹے کی اس گفتگو کے بعد سوا گیارہ بجے جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کے چیئرمین جنرل محمد شریف، بری فوج کے سربراہ جنرل محمد ضیاء الحق، فضائیہ کے سربراہ ایئر چیف مارشل ذوالفقار علی خاں اور بحریہ کے سربراہ ایڈمرل محمد شریف کمرہ میں تشریف لائے۔ علیک سلیک کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق نے ۷۰/۸۰ صفحات پر مشتمل ایک تحریری مقالہ کی مدد سے بریفنگ شروع کی جو تقریباً دو گھنٹے جاری رہی۔

درج ذیل چار امور پر انہوں نے آرمی کے موقف کی وضاحت کی

۱- بلوچستان

سب سے زیادہ وقت اس پر صرف ہوا۔ اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے نقشوں اور چارٹوں سے بھی مدد لی گئی۔ جنرل ضیاء نے کہا کہ وہ صرف پیشہ ورانہ حیثیت سے اس مسئلہ پر بات کر رہے ہیں۔ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بلوچستان کے موجودہ حالات کا پس منظر، وہاں کے اہم خاندان، رشتہ داریاں، سرداری سسٹم، نیپ کا ماضی، ۱۹۷۰ء کے الیکشن، بزنجو صاحب کی تقریر اور ۱۹۷۳ء میں فوج طلب کرنے کی وجوہات بیان کیں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت حالات بظاہر معمول کے مطابق ہیں لیکن اب بھی ایک ہمسایہ ملک میں لوگوں کو فوجی ٹریننگ دی جا رہی ہے اور انٹیلی جنس کی رپورٹوں کے مطابق علیحدگی کی تحریک پرورش پا رہی ہے۔

اس مرحلہ پر نوابزادہ صاحب نے ٹوکتے ہوئے کہا کہ آپ سیاسی باتوں سے گریز کریں۔ لیکن جنرل شریف نے اصرار کیا کہ آپ پوری بات سن لیں۔ بات کو آگے بڑھاتے ہوئے جنرل صاحب نے کہا کہ وہاں کا اصل مسئلہ سیاسی، سوشل اور معاشی ہے۔ بلوچستان میں فوج جان و مال کی حفاظت کی خاطر گئی ہے اور وہاں ترقیاتی کاموں میں بھی مصروف عمل ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ فی الوقت بلوچستان میں ۳۵ ہزار فوجی اور سول آرمڈ فورسز کے ۱۲ ہزار جوان موجود ہیں جن کی واپسی اور متبادل

www.bhutto.org

نظام کے لئے مناسب وقت در کار ہو گا۔

جنرل ضیاء نے اس بات پر زور دیا کہ بلوچستان کے بارے میں کوئی فیصلہ کرتے وقت قومی مفاد کو ملحوظ رکھا جائے۔

۲- حیدر آباد کیس

اس سے متعلق اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ حیدر آباد کی خصوصی عدالت کو ختم کر کے اسیروں کی رہائی سے متعلق قومی اتحاد کا مطالبہ نامناسب ہے۔

۳- آزاد کشمیر

انہوں نے کہا کہ آزاد کشمیر کے مسئلہ کو معاہدہ کا جزو بنانے سے کشمیر کے معاملے میں پاکستان کا موقف متاثر ہو گا۔

۴- کونسل

انہوں نے اعتراض کیا کہ قومی اتحاد کا یہ مطالبہ کہ افواج پاکستان بھی مجوزہ نگراں کونسل کے تحت ہوں، غیر مناسب ہے۔

بریفنگ کے اختتام پر مفتی صاحب نے ضروری خیال کرتے ہوئے ان چاروں امور پر پاکستان قومی اتحاد کا موقف بیان کر دیا۔

مفتی صاحب نے کہا کہ ہم نے حکومت کے خیالات سننے کے بعد مجوزہ معاہدہ میں کسی ایسی چیز پر اصرار نہیں کیا ہے جو ملک کے مفاد یا صوبہ بلوچستان میں امن وامان کے قیام کے خلاف ہو۔ فوجوں کی بیرکوں میں واپسی کے لئے بھی مناسب مدت کا تعین کیا گیا ہے تاکہ یہ کام خوش اسلوبی سے انجام پا سکے۔

حیدر آباد کی خصوصی عدالت اور اسیروں کی رہائی کے متعلق نہیں بتایا گیا کہ ملک کے وسیع تر مفاد میں اور معاہدہ کی راہ میں اسے رکاوٹ بننے سے بچانے کے لئے ہم نے پہلے ہی حیدر آباد کی خصوصی عدالت کو ختم کرنے اور اس سے متعلق اسیروں کی رہائی کے مطالبہ کو واپس لے لیا ہے۔ آزاد کشمیر کے متعلق بھی کہا گیا کہ ان کی معلومات درست نہیں ہیں۔ قومی اتحاد پہلے ہی اس پر اپنی آمادگی کا اظہار کر چکا ہے کہ یہ ہمارے معاہدہ کا جزو نہ بنے بلکہ اس ضمن میں حکومت اور مسلم کانفرنس کے مابین ایک علیحدہ معاہدہ طے پا جائے جس پر حکومت اور مسلم کانفرنس کے مابین بات چیت جاری ہے۔

اسی طرح ان پر واضح کیا گیا کہ نگراں کونسل میں کوئی ایسی شق شامل نہیں ہے جس سے افواج پاکستان کونسل کے تحت آتی ہوں۔

www.bhutto.org

ہم یہ سمجھنے سے قاصر رہے کہ افواج پاکستان کے سربراہوں کی ان اطلاعات کا جو مبنی بر حقیقت نہیں ہیں، ذریعہ کیا تھا؟ اور مذاکرات کے اس مرحلہ پر انہوں نے خود قومی اتحاد کی مذاکراتی ٹیم سے بات کرنا کیوں مناسب جانا۔ وہ تو بڑی آسانی کے ساتھ قومی اتحاد کا ترمیمی مسودہ دیکھ کر اور حکومت سے بات کر کے بھی اپنا اطمینان حاصل کر سکتے تھے یا جس طرح سہالہ کی نظر بندی کے دوران انٹر سروسز انٹیلی جنس کے سربراہ نے مفتی صاحب سے گفتگو کی تھی ایسا ہی کرنا اس وقت بھی ممکن تھا۔

مذاکرات کے اس آخری مرحلہ میں افواج پاکستان کے اعلیٰ ترین حکام کا مذاکراتی ٹیم کے سامنے اپنا موقف بیان کرنے اور ملک کے وسیع تر مفاد میں قومی اتحاد کے افراد کو اپنی ماہرانہ رائے دینے سے یہ واضح ہو گیا کہ فوج حالات کا گہری نظر سے مسلسل جائزہ لے رہی ہے اور ملک کی سرحدوں کے دفاع کے اصل مقصد کے ساتھ اندرون ملک سیاسی حالات کو بہتر بنانے میں بھی اپنا کر دار ادا کر رہی ہے۔ اس نے قومی اتحاد کی ٹیم کو اپنے جن خدشات سے آگاہ کیا وہ غلط اطلاعات پر مبنی تھے۔ کاش وہ اپنا اثرورسوخ حکومت وقت پر بھی استعمال کرتی۔ اس موقع پر وہ زیادہ آسانی کے ساتھ حکومت کو معاہدہ کرنے میں تاخیر کرنے یا قوت کے ساتھ عوامی احتجاج کو کچل دینے کی غیر معقول پالیسی ترک کر دینے پر زور دے سکتی تھی۔ اگر فوج اس مرحلہ پر یہ کوشش بھی کرتی تو ملک تیسرے مارشل لاء سے بچ سکتا تھا جو ملک اور افواج پاکستان دونوں کے حق میں تھا۔

اس پہلی نشست کے اختتام سے قبل مفتی صاحب نے بھٹو صاحب کو پھر متوجہ کیا کہ ہمارے احتجاج کے باوجود اہم اسامیوں پر نئی تقرریوں کا سلسلہ جاری ہے اور اخباری، طلاعات کے بموجب ان ہی دنوں میں ۱۴ ایڈیشنل سیشن جج مقرر کیے گئے ہیں۔

نماز جمعہ کے لئے یہ نشست ایک بجے دن رات ۸ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی۔

مذاکرات کی اہم ترین اور طویل ترین نشست

مذاکرات کے بارھویں دور کی یہ دوسری نشست ات ۸ بجے شروع ہو کر اگلے دن ہفتہ کی صبح ۶ بجے تک مسلسل جاری رہی۔ اس طرح یہ اجلاس تقریباً ۱۰ گھنٹے جاری رہا۔

اس نشست میں قومی اتحاد کے ترمیمی معاہدہ پر شق وار غور کیا گیا اور بالخصوص وہ اختلافی امور زیر بحث آئے جن پر ذیلی کمیٹی میں اتفاق رائے نہیں ہو سکا تھا۔

ایک ایک نکتہ پر طویل بحث کرنے کے بعد حکومت اور قومی اتحاد کی مذاکراتی ٹیم کے مابین تمام اہم امور پر اتفاق رائے ہو گیا جن پر اختلاف کے باعث معاہدہ کا معاملہ اس وقت تک کھٹائی میں پڑا ہوا تھا۔ یہ

www.bhutto.org

بنیادی امور جن پر باہمی اتفاق ہوا درج ذیل ہیں

۱ - اسمبلیاں توڑنے کی تاریخ

باہمی طور پر طے پایا کہ قومی اور صوبائی اسمبلیاں ۱۵ر جولائی ۱۹۷۷ء کو توڑ دی جائیں گی۔ ہمارے مسودہ میں اسمبلیاں توڑنے کی تاریخ ۱۰ر جولائی تھی۔ حکومت کی تجویز تھی کہ معاہدہ پر دستخطوں کے پندرہ دن بعد انہیں توڑا جائے۔ باہم گفتگو کے بعد ۱۵ر جولائی کی تاریخ پر اتفاق ہو گیا۔

۲ - الیکشن کی تاریخیں

ہمارے معاہدہ میں قومی اسمبلی کا الیکشن ۸ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کو اور صوبائی اسمبلیوں کا ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کو کرانا تجویز کیا گیا تھا۔

طے پایا کہ قومی اسمبلی کا الیکشن ۶ر اکتوبر کو اور صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن ۸ر اکتوبر کو ہوں۔ یعنی ہماری مجوزہ تاریخوں سے دو دن قبل۔

۳ - عملدر آمد کرنے والی کونسل

اب تک یہی مسئلہ سب سے زیادہ اختلاف کا سبب بنا رہا تھا۔ اس نشست میں بھی وقت کا ایک بڑا حصہ اس پر گفتگو میں صرف ہوا اور آخر کار حکومت نے قومی اتحاد کا مطالبہ مانتے ہوئے معاہدہ میں کونسل سے متعلق شق کو مان لیا جس کے اہم نکات ذیل میں درج ہیں

(i) اس معاہدے کو عملی جامہ پہنانے اور آزادانہ ' منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کو یقین بنانے کے لئے کونسل ' صوبائی گورنروں اور صوبائی حکومتوں سے متعلق ایسے اختیارات کی حامل ہوگی جو صدر اور وفاقی حکومت کو حاصل ہیں۔

(ii) کوئی ایسا قانون ' آرڈیننس ' ضابطہ یا حکم جاری نہیں کیا جائے گا جس کا تعلق الیکشن یا کونسل سے ہو تاوقتیکہ اس کی پیشگی منظوری کونسل سے حاصل نہ کر لی جائے۔

(iii) کونسل کو اختیار ہو گا کہ وہ کسی ایسے وفاقی یا صوبائی حکومت کے ملازم کے خلاف کارروائی کرے جس کے متعلق یہ شکایت موصول ہو یا اندیشہ ہو کہ وہ معاہدے پر عملدر آمد کرنے یا آزادانہ انتخابات ہونے میں رکاوٹ ڈال رہا ہے۔

www.bhutto.org

(۱۷) وزیر اعظم کا فرض ہو گا کہ وہ کونسل کے فیصلوں پر عمل کرائیں۔

اس طرح انتخابات کے بارے میں کونسل ایک با اختیار ادارہ بن گئی جیسا کہ قومی اتحاد مطالبہ کر رہا تھا اور بھٹو صاحب اسے یہ کہہ کر رد کر رہے تھے کہ وہ حکومت کے اوپر کسی سپر حکومت کو تسلیم نہیں کر سکتے۔

۴ - گورنروں کی تقرری

اس بارے میں بھی اتحاد کا یہ مطالبہ مان لیا گیا کہ چاروں صوبوں میں نئے گورنر باہمی رضامندی سے مقرر کئے جائیں گے۔ بھٹو صاحب اس پر بھی آمادہ ہو گئے کہ معاہدہ پر دستخط ہونے سے قبل ہی باہمی مشورہ سے طے پانے والے گورنروں کی تقرری عمل میں آ جائے۔

اس سے قبل ذیلی کمیٹی میں مسٹر پیرزادہ نے اس مطالبے کو رد کرتے ہوئے کہا تھا کہ مذاکرات کے دوران ایسی کوئی بات باہم طے نہیں ہوئی ہے اس لئے وہ اس شق کو تسلیم نہیں کرتے۔

۵ - قیدیوں کی رہائی

قیدیوں اور اسیروں کی رہائی سے متعلق شق کو بھی تسلیم کر لیا گیا۔ اس وضاحت کے ساتھ کہ حیدر آباد کی خصوصی عدالت اس سے مستثنیٰ ہو گی۔

قومی اتحاد کے اجلاسوں میں یہ فیصلہ پہلے ہی کیا جا چکا تھا کہ ہم اسیران حیدر آباد کی رہائی کا مطالبہ اور ان سے متعلق خصوصی عدالت توڑنے کا مطالبہ پورے زور کے ساتھ اٹھائیں گے۔ لیکن حکومت اگر ایسا کرنے پر کسی صورت میں آمادہ نہ ہو تو اس بات پر مذاکرات کو توڑا نہیں جائے گا۔

۶ - ہنگامی حالت کا خاتمہ

حکومت نے یہ مطالبہ بھی مان لیا کہ معاہدہ پر دستخط ہونے کے ساتھ ہنگامی حالت کا خاتمہ ہو جائے گا اور بنیادی حقوق بحال ہو جائیں گے۔ اس کے بعد حکومت کو یہ اختیار نہیں ہو گا کہ وہ شہریوں کے بنیادی حقوق کو ختم، کم یا معطل کرے اور معاہدہ کی مدت کے دوران نئی ایمرجنسی "کونسل" سے پیشگی منظوری حاصل کئے بغیر نافذ نہیں کی جا سکتی۔

www.bhutto.org

۷ - الیکشن کمیشن

ہمارے مسودہ کی اس شق کو بغیر کسی ترمیم کے مان لیا گیا جو ہمارے نزدیک اس معاہدہ کی اہم ترین شق تھی۔ الیکشن کمیشن کے ممبران کی تقرری قومی اتحاد کی رضامندی سے ہونا قرار پائی اور الیکشن کمیشن کو ایسے آئینی 'انتظامی اور مالی اختیارات مل گئے جو منصفانہ انتخابات کرانے کے لئے درکار تھے اور جن کے باعث الیکشن کمیشن ایک با اختیار ادارہ بن گیا جس پر اعتماد کیا جا سکتا تھا۔

ان بنیادی باتوں کو مان لینے کے بعد بھٹو صاحب ہمارے ترمیمی معاہدہ میں جن تبدیلیوں پر اصرار کرتے رہے اس کی تفصیل یہ ہے

ابتدائیہ

i۔ ان کا کہنا تھا کہ ابتدائیہ کا پہلا پیراگراف تبدیل کر کے اس طرح پڑھا جائے۔
"یہ معاہدہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو' وزیراعظم پاکستان اور چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی جنھیں اب فریق اول کہا جائے گا اور مولانا مفتی محمود' صدر پاکستان قومی اتحاد جنھیں اب فریق ثانی کہا جائے گا کے مابین طے پا رہا ہے۔

ii۔ اس کے علاوہ ابتدائیہ کے پیراگراف ۳ اور ۴ حذف کر دیئے جائیں جن میں الیکشن میں دھاندلی سے متعلق فریقین کا نقطہ نظر دیا گیا تھا۔

iii۔ پیراگراف ۶ میں جہاں ان مسلم ممالک کا ذکرہ تھا جنھوں نے اس تنازعہ کو حل کرنے میں اپنی مساعی صرف کیں اس میں پی ایل او (تنظیم آزادی فلسطین) کے نام کا اضافہ کیا جائے۔

معاہدہ کا متن

شق نمبر ا اسمبلیوں کا ٹوٹنا۔ اس شق کے آخر میں درج ذیل الفاظ کا اضافہ کیا جائے
"اور صوبوں میں دستور کے آرٹیکل ۲۳۴ کے مطابق صدارتی نظام ہو گا۔"

نمبر ۳ سینیٹ۔ اس میں یہ ترمیم کی جائے کہ سینیٹ کے نئے ممبران کی رکنیت معاہدہ پر دستخط ہونے کی تاریخ کے بجائے اس کے اگلے دن ختم ہوگی۔

نمبر ۴ نگراں کونسل۔ معاہدہ کی شق ۴ (ب) میں اضافہ کیا جائے کہ نگراں کونسل

www.bhutto.org

آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کرانے اور اس معاہدہ کو پورے طور پر بروئے کار لانے کے لئے ایسے تمام اختیارات کی حامل اور ضروری احکامات جاری کرنے کی مجاز ہوگی جو صدر پاکستان اور وفاقی حکومت کو حاصل ہیں۔

نمبر۵ صوبائی حکومتیں۔ وہ چاہتے تھے کہ اسے حذف کر دیا جائے کیونکہ شق ۴ (ب) میں مندرجہ بالا اضافے سے مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

نمبر۶ بلوچستان۔ بلوچستان سے فوجوں کی واپسی کے لئے معاہدہ میں ۳۰ دن کی مدت تھی وہ اسے بڑھا کر ۴۵ دن کرنا چاہتے تھے۔

نمبر۷۔ آزاد کشمیر اور جموں۔ علیحدہ معاہدہ ہو رہا ہے۔ اس لئے یہاں سے اسے حذف کر دیا جائے۔

نمبر۱۱۔ خصوصی عدالتیں اور ٹربونل۔ وہ چاہتے تھے کہ حیدر آباد کیس سے متعلق عدالت اس سے مستثنیٰ ہو۔

نمبر۱۷ پریس۔ مسودہ میں درج تھا کہ معاہدہ پر دستخطوں کے ساتھ اخبارات اور جرائد کے تمام ضبط شدہ ڈیکلریشن خود بخود بحال ہو جائیں گے۔ بھٹو صاحب کی ترمیم تھی کہ خود بخود بحال کے بجائے "بحالی کی درخواست دینے پر" ...... کے الفاظ لکھے جائیں۔

نمبر۱۹ ٹریڈ یونین۔ وہ چاہتے تھے کہ اس شق کو حذف کر دیا جائے کیونکہ گرفتار شدگان کی رہائی، مقدمات کی واپسی اور بنیادی حقوق کے معاملات پہلے جانے کی وجہ سے یہ علیحدہ شق غیر ضروری ہے۔

نمبر۲۷ فیڈرل سکیورٹی فورس۔ بھٹو صاحب کا کہنا تھا کہ فیڈرل سکیورٹی فورس وزارت دفاع کے تحت ہو جبکہ اتحاد کے معاہدے میں یہ ادارہ جی ایچ کیو کے تحت رہنا تجویز کیا گیا تھا۔

نمبر۲۸ مشکلات کا ازالہ۔ ہمارے معاہدے کی اس شق کو بھٹو صاحب حذف کرانا چاہتے تھے۔

معاہدہ کا ضمیمہ الف

ضمیمہ الف معاہدے کی شق ۴ کے تحت نگران کونسل کی تشکیل، اس کے طریقۂ کار اور اختیارات سے متعلق تھا۔ اس ضمیمہ کو بھٹو صاحب نے منظور کر لیا لیکن

www.bhutto.org

ضمیمہ کے اختتام پر یہ نوٹ درج تھا کہ اس پورے ضمیمہ کو دستور میں ایک عارضی آرٹیکل ۱۵۴۔ الف کے طور پر شامل کیا جائے' جو نئے وزیراعظم کے انتخابات کے بعد ختم ہو جائے گا۔

مسٹر بھٹو نے اسے غیر ضروری قرار دیتے ہوئے کہا کہ دستور میں ایسے عارضی آرٹیکل کے اضافے کی حاجت نہیں کیونکہ پہلے ہی اس کے تحفظ کی کافی ضمانت موجود ہے اور برادر مسلم ممالک بھی اس کے ضامن ہیں۔

مذاکراتی ٹیم کی رائے میں بھٹو صاحب جو تبدیلیاں چاہتے تھے ان کی حیثیت لفظی اور غیر اہم تھی اور ان کو قبول کرنے سے معاہدے کی روح پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ میں نے مسٹر بھٹو پر زور دیا کہ وہ ان ترمیمات پر اصرار نہ کریں اور معاہدہ کو جوں کا توں مان لیں۔ کیونکہ صرف اسی صورت میں مفتی صاحب کو اس پر دستخط کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ میں نے واضح کیا کہ تبدیلیوں کی صورت میں خواہ وہ کیسی ہی غیر اہم کیوں نہ ہوں معاملہ پھر مرکزی کونسل کے سامنے جائے گا جہاں ان کی مخالفت ہوگی اور پھر ایک نیا تعطل اور بحران پیدا ہوگا جو کسی مارشل لاء پر منتج ہو سکتا ہے۔ بھٹو صاحب نے اس اندیشہ کو رد نہیں کیا لیکن پھر بھی وہ ہمارا مشورہ قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

بھٹو صاحب اس بات پر بھی آمادہ ہو گئے کہ معاہدہ پر عمل کرنے کے لئے دستور اور قوانین میں جو ترامیم کی جانی ضروری ہیں وہ اسمبلی کے توڑے جانے سے قبل انہیں قومی اتحاد کے ممبران اسمبلی کی شرکت کے بغیر خود کرا لیں گے۔ اس سے قبل مسٹر پیرزادہ کا اصرار تھا کہ ان ترامیم کی منظوری کے وقت قومی اتحاد کے منتخب اراکین اسمبلی بھی اجلاس میں شرکت کریں۔ جو قومی اتحاد کو کسی طرح بھی منظور نہیں تھا۔

طے پایا کہ ذیلی کمیٹی آج شام ۶ بجے اپنی نشست میں دستور اور قوانین میں ضروری ترمیمات اور دیگر تفصیلات کو طے کر لے۔ مسٹر بھٹو نے کہا کہ چیف الیکشن کمشنر' الیکشن کمیشن کے ممبران اور گورنروں کے لئے بھی اتحاد اپنی سفارشات تیار کر لے تاکہ باہمی رضامندی سے یہ تقرریاں کی جا سکیں۔

ہفتہ کی صبح نماز فجر ہم نے پرائم منسٹر ہاؤس میں با جماعت ادا کی اور اجلاس اس کے بعد بھی جاری رہا۔ اجلاس کے اختتام پر جب ہم باہر آئے تو پورے پریس کو منتظر پایا۔ انہوں نے بھی ہماری طرح پوری رات جاگ کر انتظار میں گزاری تھی۔ حسب معمول میں نے اور کوثر نیازی صاحب نے پریس سے خطاب کیا اور بتایا کہ تمام اختلافی امور پر اتفاق رائے ہو گیا ہے۔ میں نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ بظاہر اب کسی تعطل کا امکان نہیں ہے لیکن ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کر دی کہ پاکستان قومی اتحاد کی مرکزی کونسل سے توثیق کا مرحلہ ابھی باقی ہے۔ حتمی طور پر کوئی بات اس توثیق کے حصول کے بعد ہی کہی جا سکتی ہے کیونکہ ترمیمات خواہ ان کی حیثیت کیسی ہی معمولی کیوں نہ ہو ان کو قبول یا رد کرنے کا آخری اختیار مرکزی

www.bhutto.org

کونسل کو حاصل ہے۔ اگر مرکزی کونسل نے توثیق کر دی تو دو ایک دن میں ایک خصوصی تقریب میں اس معاہدہ پر دستخط ہو جائیں گے۔

قومی اتحاد کے فیصلے کے مطابق مذاکراتی ٹیم نے ترمیمات پر اپنی رضامندی کو مرکزی کونسل کی توثیق سے مشروط کر دیا تھا۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ تمام اہم اور بنیادی مطالبات کے تسلیم کیے جانے کے بعد ان معمولی ترمیمات کو مان لینے میں مرکزی کونسل متامل نہیں ہوگی یہ کسی فریق کی ہار جیت کی بات نہیں تھی بلکہ پوری قوم کے اتحاد، یکجہتی اور بے مثال قربانیوں کے نتیجے میں ہوش مندی اور تدبر کی فتح تھی۔ دو متحارب گروپوں کے مابین بات چیت کے ذریعے طے پانے والا یہ ایک مثالی اور ہمہ گیر سمجھوتہ تھا جو ملک و ملت کے بہترین مفاد میں تھا اور توقع تھی کہ یہ بحران پر قابو پانے اور جمہوریت کی شاہراہ پر گامزن ہونے کا سبب بنے گا۔

۲ر جولائی کو شام ۶ بجے ذیلی کمیٹی کی میٹنگ ہوئی۔ اس میں وہ ترامیم زیر غور آئیں جو معاہدہ پر عمل کرنے کے لئے پاکستان کے دستور اور متعلقہ قوانین میں کرنا ضروری تھیں۔ ان ضروری ترامیم کی مکمل فہرست قومی اتحاد کی لیگل کمیٹی میں تیار کی جا چکی تھی اور یہ تفصیلات ہمارے ترمیمی مسودہ کا حصہ تھیں۔ قوانین میں تبدیلی پر مسٹر پیرزادہ نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ اس طرح دستور میں ایسی ترامیم واپس لینے پر بھی آمادہ ہو گئے جن کا تعلق بنیادی حقوق، عدلیہ یا انتخابات سے تھا۔

اس کے علاوہ مسٹر پیرزادہ کو ایسے بقیہ افراد کی فہرست دینا تھی جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ سیاسی قیدی نہیں بلکہ بموں کے دھماکوں کے مجرم ہیں۔ مسٹر پیرزادہ اس وقت یہ فہرست نہیں دے سکے اور وعدہ کیا کہ وہ یہ تفصیلات کل فراہم کر دیں گے۔

قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کا اجلاس اسی روز ۹ بجے شب منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں شامل جماعتوں کے تمام سربراہان موجود تھے۔ نوابزادہ صاحب نے جمعہ کو ہونے والے مذاکرات کی روداد بیان کی۔ جنرل صاحبان کی مذاکرات کے دوران آمد، ان کی جانب سے کی جانے والی بریفنگ کی تفصیل اور ان کے اٹھائے ہوئے نکات پر ہماری وضاحت سے اجلاس کو آگاہ کیا گیا۔

اجلاس کو بتایا گیا کہ بھٹو صاحب ہمارے ترمیمی مسودہ میں کیا تبدیلیاں کرنا چاہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ قومی اتحاد کے تمام بنیادی مطالبات مان لئے گئے ہیں اس لئے انہوں نے سفارش کی کہ مرکزی کونسل مسٹر بھٹو کی جانب سے تجویز کی جانے والی معمولی ترمیمات کی منظوری دے دے کیونکہ ان کے مان لینے سے ہمارے مسودہ پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔

اس اجلاس میں مجوزہ ترامیم پر غور کرنے سے قبل بعض رہنماؤں کی جانب سے مذاکراتی ٹیم کی اصولی طور پر گرفت کی گئی۔ ان کا موقف تھا کہ مذاکراتی ٹیم نے اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے کیونکہ انہیں ترمیمات وصول کرنے، ان پر گفتگو کرنے اور ان پر اپنی رائے دینے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔

www.bhutto.org

اس اجلاس میں کی جانے والی گفتگو کا ایک حصہ درج ذیل ہے

سردار شیرباز مزاری......مذاکراتی ٹیم کو جو ڈرافٹ دیا گیا تھا وہ آخری ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

مولانا مفتی محمود.....ہم نے بار بار وضاحت کی ہے کہ ہماری دانست میں اس کا منشاء یہ تھا کہ اس ڈرافٹ میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں ہوگی۔ پھر بھی ہم نے وضاحت کر دی ہے کہ جن تبدیلیوں کو ہم غیر اہم سمجھتے ہوئے قبول کر رہے ہیں وہ کونسل کی منظوری پر موقوف ہیں کونسل با اختیار ہے اور آج کونسل اس بارے میں پھر فیصلہ کر سکتی ہے۔

اصغر خان......۱۵ ر جون کو بھی مذاکراتی ٹیم نے اعلان کر دیا تھا کہ معاہدہ ہو گیا ہے صرف دستخط کرنا باقی ہیں اب بھی سارے ملک میں یہی تاثر ہوا ہے کہ معاہدہ ہو گیا ہے۔

مفتی محمود صاحب.....ریڈیو اور ٹی وی پر یہی آیا ہے کہ معاہدہ کی منظوری کونسل پر موقوف ہے۔

بیگم نسیم ولی......ہمارے ڈرافٹ میں کوئی تبدیلی نہیں ہونا چاہئے تھی۔ مذاکراتی ٹیم کو صرف وضاحت کرنے کا حق حاصل تھا۔

قومی اتحاد کے وہ رہنما جو معاہدہ ہونے کے حق میں نہیں تھے اس موقع پر ان کا رویہ شدید اور جارحانہ تھا۔ وہ مذاکراتی ٹیم پر برہم تھے ان کا سب سے زیادہ غصہ مجھ پر تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ حالات کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ مسٹر بھٹو کی جانب سے پیش کی جانے والی ترامیم کو اس لحاظ سے پرکھیں گے کہ آزادانہ انتخابات کے نقطہ نظر سے وہ قابل قبول ہیں یا نہیں۔ لیکن تمام تر زور اس بات پر صرف کیا جا رہا تھا کہ مذاکراتی ٹیم کو سرے سے کسی ترمیم پر بات کرنے کا حق حاصل تھا ہی نہیں اور معاہدہ کے امکان کا تذکرہ کر کے انہوں نے اتحاد میں شامل دوسری جماعتوں کی پوزیشن کو مجروح کیا ہے۔

لیکن اس کے باوجود قومی اتحاد کی اکثریت اب بھی اسی خیال کی حامی تھی کہ معاہدہ کو ممکن بنانے کی کوشش ملکی مفاد میں ہے اور یہ کہ ترمیمات پر گفتگو کر کے مذاکراتی ٹیم نے اپنی حدود سے تجاوز نہیں کیا ہے۔ آخر کار شرکاء اسی نتیجہ پر پہنچے کہ مجوزہ ترامیم کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے۔

اجلاس میں طے پایا کہ ہمارے قانونی ماہرین ان ترامیم کا جائزہ لیں تاکہ ان کی ماہرانہ آراء کی روشنی میں ان پر غور کیا جا سکے۔

طے پایا کہ اگلی نشست کل صبح منعقد ہو جس میں ماہرین کی رائے کی روشنی میں آخری فیصلہ کیا جا سکے۔

مفتی صاحب ان دنوں پنڈی میں مقیم تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک دن رات گئے سردار شیرباز خاں مزاری صاحب ان کے پاس آئے اور کہا کہ انہیں کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا

www.bhutto.org

کہ فرمائیں۔ سردار صاحب نے جواب دیا کہ یہاں کمرے میں تو ایسے آلات لگے ہو سکتے ہیں جن کے ذریعہ حکومت ہماری تمام باتیں سن لے اس لئے مناسب یہ ہو گا کہ آپ نیچے تشریف لے چلیں۔ ہم موٹر کار میں بیٹھ کر سفر کرتے ہوئے یہ باتیں کر لیں گے۔ مفتی صاحب سردار صاحب کے ہمراہ نیچے اترے اور کار تک پہنچے۔ مفتی صاحب نے دیکھا کہ کار میں بیگم نسیم ولی بھی بیٹھی ہوئی ہیں۔ گاڑی روانہ ہوئی۔ راستہ میں بیگم صاحبہ نے مفتی صاحب سے کہا کہ آپ بھٹو صاحب کے ساتھ معاہدہ نہ کریں اور مارشل لاء لگنے دیں۔ مارشل لاء کا نفاذ ہی اس بات کی ضمانت ہو گا کہ ۹۰ دن کے اندر آزادانہ انتخابات ہو سکیں کیونکہ بھٹو صاحب پر اس بارے میں کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ مفتی صاحب نے بیگم صاحبہ سے دریافت کیا کہ آیا وہ اس بارے میں خان ولی خان صاحب کی رائے معلوم کر چکی ہیں۔ بیگم صاحبہ نے جواب دیا کہ ہاں ان کی بھی یہی رائے ہے۔ مفتی صاحب نے انہیں بتا دیا کہ وہ ان کی اس رائے سے بالکل اتفاق نہیں کرتے۔ اس سے قبل اصغر خاں صاحب بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کر چکے تھے کہ ان کی دانست میں بھی مارشل لاء کا نفاذ ہی انتخابات کے انعقاد کے لئے بہتر تھا۔

حسب پروگرام قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کا ملتوی شدہ اجلاس اتوار ۳ر جولائی کو سوا گیارہ بجے دن شروع ہوا۔ اس اجلاس میں بھی تمام جماعتوں کے سربراہ موجود تھے۔ ان کے علاوہ اتحاد کے قانونی ماہرین جناب محمود علی قصوری، جناب خالد اسحٰق صاحب، جناب عامر رضا صاحب اور احد یوسف صاحب بھی موجود تھے۔

سب سے پہلے میاں محمود علی قصوری صاحب نے قانونی نکات پر اپنی رائے کا اظہار کیا ان کا کہنا تھا کہ ابتدائیہ کے پیراگراف ۳ اور ۴ کو حذف کیا گیا ہے اگر بعد میں معاہدہ کی کسی شق کے بارے میں کوئی اختلاف ہو تو ہمارا کیس کمزور ہو سکتا ہے۔ اسی طرح پیراگراف نمبر ۱ میں بھی لفظی تبدیلی نامناسب ہے۔ ان کا دوسرا اہم اعتراض یہ تھا کہ مسٹر بھٹو معاہدہ کو آئینی حیثیت دینے پر آمادہ نہیں ہیں لیکن ہمیں اس پر اصرار کرنا چاہئے۔

اس کے بعد خالد اسحاق صاحب نے تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مذاکرات کے پورے عرصے میں وہ شب و روز پنڈی ہی میں مقیم رہے۔ مسودوں کی تیاری، دستوری اور قانونی ترامیم کی تجاویز اور الیکشن سے متعلق لیگل رپورٹ کو آخری شکل دینے میں لیگل کمیٹی کے دوسرے ارکان کے تعاون کے ساتھ خالد اسحاق صاحب اور عامر رضا صاحب نے معاونت کا حق ادا کر دیا۔ اس زمانے میں چودھری ظہور الٰہی صاحب کی کوٹھی اس کام کے لئے مختص تھی اور وہ قومی اتحاد کے لاء آفس کے طور پر استعمال ہو رہی تھی۔

www.bhutto.org

خالد اسحٰق صاحب کی رائے کا خلاصہ یہ تھا کہ ان میں سے بیشتر ترامیم کے ساتھ معاہدہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔ آئینی تحفظ کی بات منوانے کی کوشش کر لی جائے۔ قانونی ماہرین کی رائے سننے کے بعد اجلاس شام تک کے لئے ملتوی ہو گیا۔

اجلاس کی دوسری نشست شام کو پونے چھ بجے شروع ہوئی۔ اس اجلاس کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر جو آراء قائدین نے اس مرحلہ پر پیش کیں ان کے ضروری حصے درج ذیل ہیں

اصغر خان صاحب..... وکلاء صاحبان کی بات سُن کر اندازہ ہوتا ہے کہ بنیادی باتوں میں اختلاف نہیں ہے لیکن حکومت کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں معمول سے زیادہ تحفظات کی ضرورت ہے اگر ترامیم کا سلسلہ پھر چلے گا تو اس میں پھر دیر لگے گی۔ وہ خود تاخیر کر رہا ہے۔ جو کچھ بھی کرنا ہے متفقہ ہونا چاہئے۔ اتحاد ضروری ہے۔ فیصلہ ایک ہی ہو۔ ایک مزید ڈرافٹ طے پا جائے۔ ٹیم کا کام مشکل ہے لیکن دباؤ برقرار رکھا جائے اور وقت کا تعین کیا جائے۔

سردار قیوم صاحب..... وکلاء کی باتوں سے وضاحت ہو گئی ہے کسی نئے ڈرافٹ کی ضرورت نہیں اب صرف نکات دے دیئے جائیں۔ وکلاء کو ساتھ لے جائیں وہیں مشورہ کر لیں اور وہیں فیصلہ کر لیا جائے جو باتیں ہمارے موقف سے متصادم نہ ہوں انہیں مان لیا جائے۔

خان اشرف خاں صاحب..... خالد اسحٰق صاحب کے مشورے بہتر معلوم ہوتے ہیں۔ مسائل کا حل نظر آتا ہے ان کی تجاویز کو شامل کر لیا جائے۔ نیا ڈرافٹ تیار کر لیں آئندہ بات چیت میں وکلاء کو ساتھ لے لیں۔ مسئلہ کو طول نہ دیا جائے۔

نوابزادہ نصراللہ صاحب..... یہ اعتراض درست ہے کہ ہمارا مسودہ حتمی تھا۔ ظاہر ہے کہ اس میں کچھ تبدیلیاں تو ہوئی ہیں لیکن کبھی مذاکرات میں ایسا نہیں ہوا ہے کہ کسی فریق کا مسودہ ایسا فائنل ہو کہ اس میں سرے سے کوئی تبدیلی ہو ہی نہ سکے۔ اگر مذاکرات ہوتے ہیں تو پھر تبدیلی ناگزیر ہوتی ہے۔ تحریک مثالی رہی ہے۔ قوم کو مزید آزمائش سے بچایا جا سکے تو ضرور بچایا جائے۔ لوگوں نے مذاکرات کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگی ہیں۔ مذاکرات والی ساری رات بھی لوگوں نے جاگ کر گزاری ہے۔ سمجھوتے کی خبر سے لوگ فوراً مطمئن ہوتے ہیں۔ آج کی گفتگو سے بھی یہی بات واضح ہوئی ہے کہ بنیادی امور میں کوئی فرق نہیں۔ آئینی حیثیت کی بات درست ہے۔

www.bhutto.org

سردار شیرباز خاں مزاری......بم بلاسٹ (BOMB BLAST) کیسوں پر ہمیں اصرار کرنا چاہئے۔ اس کی نیت درست نہیں ہے۔ جن سرکاری ملازمین کو نا اہل قرار دے کر نکالا گیا تھا انہیں دوبارہ بحال کیا جارہا ہے۔ مزید گفتگو کے لئے نکات تیار کر لئے جائیں پھر قانونی زبان میں منتقل کرنے کا مسئلہ آئے گا۔ مجوزہ ترامیم پر کونسل جو ہدایت دے وہ وہاں جا کر پیش کریں۔ وکلاء ساتھ ہوں۔

شاہ احمد نورانی صدیقی......مذاکرات کا دروازہ پھر کھول دیا گیا ہے۔ یہ ہم سے بڑی بھول ہوئی ہے۔ "قبول کرو یا رد کرو" کہنا مناسب نہیں تھا۔ پریس میں یہی آیا ہے کہ سب کچھ طے ہو گیا ہے۔ ملک کی نظروں میں باقی لوگ مطعون ٹھہرے ہیں۔ حالات کی اصلاح کی صرف ایک ہی شکل ہے کہ ہم اپنے مسودہ کو حتمی قرار دیں لیکن مشکل یہ ہے کہ مختلف باتیں ہو رہی ہیں۔ مسودہ کو اس نظر سے دیکھنا چاہئے کہ غاصب سے ہم نے قوم کے لئے کیا حاصل کیا ہے۔ اصل مقصد بھٹو کے اختیارات کو کم کرنا ہے۔ جیتی ہوئی جنگ کو ہارا نہ جائے۔ کونسل کو دستوری تحفظ حاصل ہونا ضروری ہے۔ آزاد کشمیر کے سلسلے میں بھی ہم پر کچھ فرائض ہیں۔ اس معاملہ میں مطمئن نہیں ہوں۔ آزاد کشمیر کا معاہدہ بھی ساتھ ساتھ ہو۔ میری رائے ہے وہی مسودہ بھیجا جائے۔ لیکن آپ سمجھتے ہیں کہ REVISED دیا جائے تو پھر ٹھیک ہے"

میاں طفیل محمد......ہم سب لب بام پر پہنچ چکے ہیں۔ اب اس کا انحصار ہم پر ہے کہ اس کی کسی غلطی سے ہم خود گر جائیں یا پھر ہوش مندی سے چھت پر پہنچ جائیں۔ مسودہ کا اسی پچاسی فیصد لفظ بلفظ طے پا چکا ہے۔ جن ترامیم سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا انہیں قبول کر لیں۔ وکلاء کے مشورہ کی روشنی میں صرف اہم چیزوں پر زور دیں۔ جو تبدیلی وکلاء تجویز کریں وہی لے کر جائیں۔ بہتر یہ ہو گا کہ قانونی مشیر ساتھ ہوں۔ کونسل مذاکراتی ٹیم کو اختیار دے کہ اگر وکلاء مطمئن ہوں تو پھر اسے آخری شکل دے دی جائے۔ اگر پہلے ہم بغیر کسی تحفظ کے الیکشن میں کود گئے تھے تو اب بھٹو پہلے سے بہت کمزور ہے۔ بم بلاسٹ کا معاملہ معقول ہے۔

مفتی صاحب......بم بلاسٹ کے معاملات کی بات تو ہم نے کی تھی لیکن اس کا موقف ہے کہ آپ الیکشن کے زمانے کے معاملات کی بات کریں۔ جنوری ۱۹۷۷ء سے پرانے معاملات کو کیوں از سر نو کھولنا چاہتے ہیں۔

www.bhutto.org

میاں محمود علی قصوری..... دو معاملات اہم ہیں ایک کونسل کی آئینی حیثیت اور دوسرے افسران کے معاملہ میں کونسل کے اختیارات "

پیر صاحب پگارا..... وکلاء کو وہاں لے جانا مناسب نہیں ہو گا۔ یہاں آخری ڈرافٹ بنالیں اور اس پر رائے لیں۔ وکلاء کو وہاں لے جانا نا اتفاقی کا سبب بنے گا"

شیر باز خاں مزاری..... اتحاد برقرار رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ قوم میں یکجہتی پیدا ہو۔ ایک دکھ مجھے ہوا' بلوچستان کے تمام نمائندے جیلوں میں ہیں۔ تحریک کا آغاز بلوچستان سے ہوا تھا اسے نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ انہیں یہ تاثر دینا کہ انہیں نظرانداز کیا جارہا ہے مناسب نہیں۔ یہ ایک سازش ہے۔ اگر بلوچستان اور سرحد میں لوگوں کو احساس ہو کہ انہیں نظرانداز کیا جارہا ہے تو پھر اس کا ردعمل ہو گا۔ ہمیں بار بار کہا گیا ہے کہ این ڈی پی سے بھٹو بات کرنے کے لئے تیار ہے لیکن حیدر آباد کے اسیروں نے بھی اس سے انکار کر دیا۔ حیدر آباد کی خصوصی عدالت کے معاملے میں ہم کیوں گھبراتے ہیں۔ مفتی صاحب سب کی قیادت کر رہے ہیں انہیں اس معاملہ کو اٹھانا چاہئے۔ چند لوگ رہا کر دیئے گئے ہیں۔ جیل میں بزنجو ایک طرف ہو گئے ہیں اور دوسرے ایک طرف۔ اس معاملہ کو ہمیں چھوڑنا نہیں چاہئے۔

میاں طفیل محمد..... حکومت یہی چاہتی ہے کہ اس مسئلہ پر ہم لوگوں کو لڑائے۔ اکتوبر بھی تو آئے گا۔

مفتی صاحب..... بات یہ نہیں ہے کہ ہم نے حیدر آباد کی خصوصی عدالت کے معاملہ میں دلائل نہیں دیئے ہیں۔ ہمارے مراسم بہت پرانے ہیں۔ آپ کے تو اب ہوئے ہیں۔ حیدر آباد کے مسئلے پر شروع سے اس کا ایک ہی موقف ہے کہ مجبوری فوج کی ہے۔ آپ سے بات کرنے کے بعد طے ہوا کہ اس مسئلے کو چھوڑ دو۔ ہم ولی خان کو الیکشن کے بعد خود رہا کریں گے۔ ہاشم خان غلزئی اور دوسروں نے بھی یہی بات کہی ہے کہ اسے مذاکرات ٹوٹنے کا سبب نہ بنائیں کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا۔ ہمارے لئے سب محترم ہیں۔ یہ بات ہم اسی لئے بار بار کہہ چکے ہیں۔ ہماری ہمدردی میں کمی نہیں ہوئی ہے اگر ہم اور آپ مطمئن ہوں تو پھر عوام کو مطمئن کر سکیں گے۔

مزاری صاحب..... بلوچستان میں الیکشن کے وقت فوج نہ لگائی جائے۔

مفتی صاحب..... الیکشن کمیشن کو اختیار ہو گا کہ وہ LEVIES لگائیں۔

www.bhutto.org

مزاری صاحب..... خالد صاحب اور قصوری صاحب مل کر مشترکہ چیز تیار کر لیں۔

مفتی صاحب..... نکات متعین کر لیں۔

اس اجلاس میں گفتگو تیز و تند لہجہ میں ہوئی۔ باہم سوچ کا فرق نمایاں ہو کر سامنے آیا۔ بعض اصحاب کی دانست میں مذاکراتی ٹیم مجرموں کے کٹہرے میں کھڑی تھی گویا اس سے کوئی بڑا جرم سرزد ہو گیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ جب ترمیمی مسودہ کو حتمی قرار دیا جا چکا تھا تو وہ اسے مذاکرات کی میز سے واپس لے کر کیوں آئے۔ جبکہ دوسرے رہنما اس خیال کے حامی تھے کہ یہ کوئی آسمانی صحیفہ تو نہیں ہے جس میں کوئی ردو بدل ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر تبدیلیاں معمولی ہیں تو ان پر غور کیا جانا چاہئے۔ سربراہوں کی اکثریت اس خیال کی حامی تھی کہ مذاکرات کا اس مسئلہ پر ٹوٹ جانا مناسب نہیں۔ گفتگو کے اس انداز سے تو خدشہ ہوتا تھا کہ شرکاء اتفاق رائے سے کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکیں گے۔ لیکن آخر کار اتفاق رائے سے یہی طے ہوا کہ مذاکراتی ٹیم آج ہی بھٹو صاحب سے مل کر ان کو زبانی طور پر اپنے نکات سے آگاہ کر دے جو وکلاء کی مدد سے تیار کر لئے جائیں۔ یہ اجلاس نو بجے شب ختم ہوا تحریک استقلال پنجاب کے نائب چیئرمین محمد رفیع بٹ کی رہائش گاہ پر ہو رہا تھا۔ پریس کے نمائندے باہر منتظر بیٹھے تھے اجلاس کے اختتام پر اصغر خاں نے ازخود کہا کہ "آج اخبار نویسوں سے میں خود بات کروں گا' حالانکہ یہ کام میرے سپرد تھا۔ اس موقع پر ان کے اس اقدام سے بجا طور پر صحافیوں کو شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔

مرکزی کونسل کے فیصلے کے مطابق اتحاد کے قانونی ماہرین نے پیپلز پارٹی کی جانب سے پیش کی جانے والی ترامیم کا جائزہ لیا۔ انہوں نے اپنی نو نکاتی تجاویز پیش کیں۔ ان کی رائے تھی کہ اگر حکومت ان نکات کو مان لے تو معاہدہ کر لیا جائے۔ یہ نکات درج ذیل ہیں

١ معاہدہ کے فریقین وفاقی حکومت اور پاکستان پیپلز پارٹی اور دوسری جانب پاکستان قومی اتحاد کو ہونا چاہئے۔

٢ گورنروں میں اگر کوئی تبدیلی ہو تو وہ باہمی رضامندی سے ہو۔ ان گورنروں کو انتظامی اور قانون سازی کے اختیارات حاصل ہوں۔ نہ کہ صوبوں میں دستور کے

٣ نگران کونسل کو آئینی تحفظ حاصل ہو۔

٤ باہمی رضامندی سے الیکشن کمیشن کے ممبران کی تقرری

٥ ایف ایس ایف (F.S.F) جی ایچ کیو کے تحت ہو نہ کہ وزارت دفاع کے تحت۔

www.bhutto.org

۶ خصوصی عدالتوں میں عام عدالتوں کے طریق کار کے مطابق مقدمات کی سماعت۔

۷ ہمارے ترمیمی مسودہ کی شق نمبر ۲۸ REMOVAL OF DIFFICULTY CLAUSE 28 جسے مسٹر بھٹو حذف کرنا چاہتے تھے اس کا باقی رہنا۔

۸ معاہدہ پر دستخط ہونے سے قبل ضروری دستوری ترامیم کی تیاری اور ان پر قومی اتحاد کی رضامندی کا حصول

۹ متعلقہ قوانین میں ترامیم کی نشاندہی کرنا جو معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری ہیں۔

اتحاد کے فیصلہ کے مطابق مذاکراتی ٹیم رات کو پونے دس بجے یہ نکات لے کر پرائم منسٹر ہاؤس گئی۔ میں ساتھ جانے کے لئے آمادہ نہیں تھا لیکن مفتی صاحب اور نوابزادہ صاحب کے اصرار پر چلا گیا۔ ہماری پوزیشن خراب تھی لیکن مفتی صاحب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ ترمیمات پر ہماری رضامندی مرکزی کونسل کی توثیق پر موقوف تھی۔ اب کونسل اتفاق رائے سے ان نکات کو معاہدہ میں شامل کرنے کے حق میں ہے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ ہم تو دوسرے رہنماؤں کی رضامندی حاصل کرنے کے پابند ہیں۔ لیکن وہ تو خود فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں۔ ان نکات میں کوئی بات بھی ایسی نہیں جسے مان لینے میں آپ کی پوزیشن پر کوئی خاص فرق یا اثر پڑتا ہو۔ لیکن اصل رکاوٹ پھر خصوصی عدالتوں میں مقدمات کی سماعت سے متعلق ہماری شق تھی۔ ہمارے ان نکات میں یہ نکتہ بھی شامل تھا کہ خصوصی عدالتوں میں مقدمات کی سماعت عام عدالتوں کے طریق کار کے مطابق ہوگی۔ جس کا اطلاق حیدر آباد ٹریبونل کیس پر بھی ہوتا تھا۔ بھٹو صاحب کا کہنا تھا کہ اس بارے میں اصل رکاوٹ فوج ہے اور وہ پریس میں کہہ چکے تھے کہ اس بارے میں فوج سے مشورہ کرنا ہوگا۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ وہ اپنے رفقاء سے مشورہ کرنے کے بعد ہی کوئی جواب دے سکیں گے۔

یہ گفتگو ایسے خراب ماحول میں نہیں ہوئی جیسا کہ مجھے ڈر تھا۔ بھٹو صاحب کے متحمل رویئے سے مجھے خیال ہوا کہ وہ خود بھی حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہیں اور حکمت کے ساتھ اس نئی صورت حال پر قابو پالیں گے۔

اسی رات وفاقی کابینہ کا اجلاس ہوا جس میں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ، افواج کے اعلیٰ حکام اور آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل نے بھی شرکت کی۔ کابینہ کے اس اجلاس کے فوراً بعد ۴ر جولائی کو علی الصبح ڈیڑھ بجے پرائم منسٹر ہاؤس کے آڈیٹوریم میں مسٹر بھٹو نے عجلت میں طلب کی ہوئی ایک ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس پریس کانفرنس میں ان کا رویہ اس رویئے سے بالکل مختلف تھا جو

www.bhutto.org

مذاکرات کا آخری دور (جس میں پی پی پی اور پی این اے کے درمیان معاہدہ طے پایا)

www.bhutto.org

انہوں نے ہمارے ساتھ گفتگو میں اختیار کیا تھا۔ مسٹر بھٹو نے کہا کہ قومی اتحاد نے سمجھوتہ کرنے کے بعد آج پھر دس نئے نکات پیش کر دیئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک بار معاہدہ طے پا جانے کے بعد اس معاملے پر از سر نو غور نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں قومی اسمبلی کے اراکین سے آئین میں ترمیم کرا رہا ہوں اس طرح میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ وہ اپنا گلا آپ کاٹیں اور اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیں۔ اگر یہ بات میں ان سے منوا سکتا ہوں تو پھر قومی اتحاد کے لیڈر کیوں نہیں منوا سکتے۔ جبکہ میں آخری حد تک گیا ہوں اور ان کی ساری باتیں مان لی ہیں۔ معاہدہ ہو چکا ہے اس پر ۴ر جولائی کو دستخط ہونا تھے۔ لیکن مجھ پر انحراف کا الزام لگانے والے آج خود منحرف ہو رہے ہیں۔ اگر قومی اتحاد کے لیڈروں کے ساتھ طے شدہ باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو میری کابینہ کے ارکان اور وزرائے اعلیٰ بھی رضامند نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب اتحاد سے مزید مذاکرات کے لئے مجھے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا ہو گا۔

۳ر جولائی کے قومی اتحاد کے اجلاس کے بعد باہمی اختلافات اور تلخ گفتگو کے باوجود اصغر خاں صاحب نے بھی پریس سے بات چیت کرتے ہوئے مذاکرات کے ٹوٹنے کا تاثر نہیں دیا تھا بلکہ یہی کہا تھا کہ مذاکراتی ٹیم آج ہی مسٹر بھٹو سے ملکر انہیں اتحاد کے فیصلوں سے آگاہ کرے گی۔

لیکن کابینہ کے اجلاس کے بعد ۴ر جولائی کو پریس کانفرنس سے خطاب کرتے وقت مسٹر بھٹو کا موڈ بدلا ہوا تھا۔ اس پریس کانفرنس میں ان کا یہ کہنا کہ قومی اتحاد نے کوئی نئے مزید دس نکات پیش کر دیئے ہیں خلاف واقعہ تھا۔ یہ نکات لفظ بلفظ اوپر درج ہیں انہیں اتحاد کے آخری ترمیمی مسودہ کے ساتھ ملا کر دیکھ لیا جائے ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس مسودہ میں بھٹو صاحب کی جانب سے تجویز کی جانے والی بعض ترمیمات اتحاد نے مان لی تھیں جبکہ چند کے بارے میں ان کا اصرار تھا کہ وہ نہ مانی جائیں اور مسودہ بحال رہے۔

بھٹو صاحب کی پریس کانفرنس سے ایک مجموعی تاثر یہ ملا کہ مذاکرات پھر تعطل کا شکار ہو گئے ہیں اور شاید بعض عناصر چاہتے بھی یہی تھے۔ اس کے برعکس بھٹو صاحب یہ تاثر بھی دے رہے تھے کہ ان نکات پر غور کیا جا رہا ہے اور مذاکرات جاری ہیں۔ صرف دو ہی باتیں اہم رکاوٹ تھیں

اولاً خصوصی عدالتوں سے متعلق معاملہ

دوئم نگران کونسل کو عارضی مدت کے لئے دستور کا حصہ بنانا۔

ان رکاوٹوں کو دور کرنا فریقین میں سے کسی کے لئے بھی ناممکن نہیں تھا۔ لیکن اس بات پر بھٹو صاحب کے ساتھی ہی روشنی ڈال سکتے ہیں کہ ۳ر جولائی کی شب میں کابینہ کے ارکان اور صوبوں کے

www.bhutto.org

وزرائے اعلیٰ نے مسٹر بھٹو کو کیا مشورے دیئے اور اجلاس میں موجود اعلیٰ فوجی حکام نے اپنی کیا رائے پیش کی۔

میں نے حال ہی میں جناب مصطفےٰ جتوئی سے دریافت کیا کہ اس اجلاس میں بھٹو صاحب کو کیا مشورہ دیا گیا جس کے باعث ان کے رویّہ میں سختی آگئی اور انہوں نے اتحاد کو نئے نکات پیش کرنے کا مورد الزام ٹھہرایا۔ جتوئی صاحب کا کہنا تھا کہ کابینہ کے اکثر حضرات مصالحت کے حق میں تھے اور ان کی رائے تھی کہ مذاکرات کو نتیجہ خیز بنایا جائے۔ لیکن بعض افراد جن میں عبدالحفیظ پیرزادہ نمایاں تھے، اس کے مخالف تھے اور ان کا مؤقف تھا کہ ہمیں سخت رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ ایسے افراد کا خیال تھا کہ اتحاد کی تحریک دم توڑ دے گی ورنہ بار بار نرم رویّہ اختیار کرنے سے وہ مزید مضبوط ہوں گے۔

جتوئی صاحب نے مزید بتایا کہ جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے بھٹو صاحب کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ انہوں نے اپنی چھاتی پر دونوں ہاتھ رکھ کر کہا کہ آپ ہم پر بھروسہ کریں ہم آپ کے مضبوط قوت بازو ہیں۔

بھٹو صاحب جیسا تجربہ کار سیاست دان اپنے ساتھیوں کے دلوں میں چھپے ہوئے عزائم کو سمجھنے میں ناکام رہا اور ان کی رائے سے متاثر ہو کر اس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی سیاسی غلطی کر ڈالی۔ ہمارے انتباہ اور حالات کی نزاکت کو نظرانداز کر کے اپنے مشیروں اور ساتھیوں کے کہنے پر مذاکرات میں تعطّل کا تاثر دے کر خود ہی ایک نئے مارشل لاء کی راہ ہموار کر دی۔ مسٹر بھٹو کے اس فیصلہ کی ذمہ داری ان افراد پر عائد ہوتی ہے جن کو اپنا بہی خواہ سمجھ کر انہوں نے ایسے آڑے وقت ہنگامی طور پر مشورہ کے لئے طلب کیا تھا اور انہوں نے جانتے بوجھتے ایک ایسا مشورہ دیا جس سے ملک ایک شدید تر بحران سے دوچار ہو گیا۔

۴ر جولائی کے اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی کی خبروں سے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ مذاکرات پھر ایک بحران کا شکار ہو گئے ہیں۔ سرکاری ذرائع سے پورے زور و شور کے ساتھ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ قومی اتحاد نے اس آخری مرحلہ میں ترامیم کو مان کر پھر ان سے انحراف کر لیا اور نئے دس نکات پیش کر دیئے۔ اتحاد کے فیصلہ کے مطابق اسی روز یعنی ۴ر جولائی کو ایک ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نوابزادہ نصراللہ خاں نے وضاحت کی کہ اتحاد کے یہ نو نکات نہ نئے ہیں اور نہ ہی کوئی اضافہ بلکہ یہ بھٹو صاحب کی مجوزہ ترامیم سے متعلق قانونی ماہرین کی آراء کی روشنی میں اس لئے پیش کئے گئے ہیں کہ ہونے والا معاہدہ نقائص سے پاک ہو کر زیادہ مؤثر بن سکے جو سب کے حق میں ہے۔ نوابزادہ صاحب نے زور دے کر کہا کہ اتحاد اب بھی یہی چاہتا ہے کہ معاہدہ کسی تعطّل کا شکار ہوئے بغیر بلا تاخیر مکمل ہو سکے۔ بعد میں رونما ہونے والے حالات کی بناء پر یہ پریس کانفرنس اخبارات میں شائع نہیں ہو سکی۔

www.bhutto.org

۴ر جولائی کو سردار قیوم صاحب نے قومی اتحاد کے رہنماؤں کو رات کے کھانے پر مدعو کیا تھا۔ کھانے کے بعد مرکزی کونسل کا اجلاس بھی وہیں منعقد ہونا طے پا گیا تھا۔

اس طرح اتحاد کی مرکزی کونسل کا اجلاس ۴ر جولائی پیر کی رات کو کھانے کے بعد شروع ہوا جس میں تمام جماعتوں کے سربراہ شریک تھے۔ خصوصی دعوت پر میاں محمود علی قصوری، خالد ایم اسحٰق، عامر رضا، احد یوسف اور مرزا عبدالغفور بیگ نے بھی شرکت کی۔ گفتگو کا آغاز نوابزادہ نصراللہ صاحب نے کیا۔ اس اجلاس کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر شرکاء نے جن خیالات کا اظہار کیا ان کے ضروری حصے درج ہیں

نوابزادہ صاحب...... کل ہم یہ نکات لے کر گئے تھے اور انہیں ان کے سامنے رکھا۔ اس ملاقات میں مسٹر بھٹو کا رویہ DEPRESSED تھا HOSTILE نہیں تھا۔ بھٹو نے کہا کہ اخبارات سے معلوم ہو گیا تھا کہ باہم اختلافات ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہمارے تمام وکلاء بالاتفاق اس خیال کے حامی ہیں کہ کونسل کو آئینی تحفظ ملنا چاہئے۔ اس طرح ہم نے بم بلاسٹ کا معاملہ بھی پیش کیا۔ مسٹر بھٹو نے جواب دیا کہ ان کی کابینہ کے ارکان کا کہنا ہے کہ اپنی کرسی بچانے کے لئے SURRENDER کیا جا رہا ہے۔

جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ وہ بہت دور تک گیا ہے۔ اس نے ہماری تمام باتیں مان لی ہیں لیکن ہم RE-OPEN کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری جانب سے یہ LAST MINUTE BARGAINING کی کوشش ہو لیکن جتنے فون مجھے ملے ہیں لوگوں نے بات ٹوٹنے کا برا تاثر لیا ہے اور اس پر اپنے اضطراب کا اظہار کیا ہے۔ ہم اس کی تردید کریں لیکن باوقار طریقہ سے تاکہ لوگوں کو تاثر ملے کہ ہمارا رویہ معقول ہے۔

مفتی صاحب...... اس نے کہا کہ سوال یہ نہیں ہے کہ کیا اہم ہے اور کیا غیر اہم ہے۔ بلکہ یہ اصولی طور پر غلط ہے۔ آئینی تحفظ کے بارے میں اس نے کہا کہ یہ بین الاقوامی معاہدہ ہو گا۔ اگر میں اس پر عمل نہ کروں تو میری پوزیشن کیا ہو گی؟

اصغر خاں...... اتحاد ضروری ہے کل جو باتیں ہوئی ہیں وہ کم از کم ہیں وہ اگر نہیں مانتے تو جلد تحریک شروع کر دی جائے۔

مزاری صاحب..... اصغر خاں صاحب سے اتفاق ہے جتنی ڈھیل ہم دیتے جائیں گے اتنا ہی ہمیں دبایا جائے گا۔ وقت ہے کہ ہم سخت مؤقف اختیار کریں۔

بیگم صاحبہ...... سردار صاحب بات کر چکے ہیں۔

www.bhutto.org

سردار قیوم صاحب...... مذاکراتی ٹیم اور باقی حضرات کے درمیان RESERVATION نہیں ہونا چاہئے۔ حکومت کا کہنا ہے کہ فیصلہ ہو گیا تھا لیکن ہم کہتے ہیں کہ فیصلہ آخری نہیں ہوا تھا۔ نو دس چیزیں جو کہی گئی ہیں وہ کم از کم ہیں لیکن پھر بھی ان پر غور کر لیا جائے کہ کیا چھوڑا جا سکتا ہے اور کیا بالکل ضروری ہے۔ ایک ایک نکتہ پر غور کر لیا جائے ہمارے اتحاد میں ابھی تک کوئی فرق نہیں ہے رات کی باتوں سے یہ واضح ہو گیا تھا کہ تحریک چل سکتی ہے لیکن قوم کو مایوسی ضرور ہو گی فیصلہ کی بنیاد یہ نہیں ہونا چاہئے کہ تحریک کتنے زور سے چل سکتی ہے۔ اب فوج آئی تو زیادہ سختی کر سکتی ہے اسے دور کیا جا سکتا ہے تو ضرور کیا جائے۔ فیصلہ سب کا ہونا چاہئے۔ تاخیر اتنی ہو گئی ہے کہ اب اسے زیادہ بڑھانا نہیں چاہئے گفتگو ہو تو ہمارے وکلاء کمیٹی کی مدد کے لئے موجود ہیں۔ جمعہ سے پہلے یہ ختم ہو جانا چاہئے۔ اس کی پریس کانفرنس کا جواب ضرور دیا جائے"

خان اشرف خاں...... جو نکات لے کر گئے تھے تو ان میں سے کچھ باتیں ایسی ہیں جو ضروری ہیں جبکہ کچھ چھوڑی جا سکتی ہیں۔ جن کے بغیر گزارہ نہیں ان کو منوایا جائے۔ بقیہ پر زور نہ دیا جائے۔ سمجھوتے کے بعد لوگوں نے اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ اب اس صورت حال میں لوگ تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔ قوم کو امتحان میں ڈالنا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر چیز کو ملحوظ رکھیں پہلے ہم انتخاب میں آئے تھے تو وہ بہت قوی تھا اب وہ پہلے جیسا نہیں ہے اور قوم بھی بیدار ہے۔ الیکشن مہم میں وہ مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ جو منوا سکتے ہوں منوائیں۔ جذباتی نہ ہوں"

اصغر خاں صاحب...... میں نے ٹھنڈے دل سے غور کیا ہے فیصلہ جذباتی نہیں ہے بات سوچ سمجھ کر رہا ہوں۔ اس کے عزائم اب بڑے خطرناک ہیں کوئی اور پوزیشن لینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ یہاں MAJORITY اکثریتی رائے نہیں چلے گی۔ اگر ایک پارٹی نے بھی اختلاف کیا تو بات نہیں بن سکے گی۔ ہر پارٹی کو ساتھ لینے کی کوشش کرنی چاہئے"

اس مرحلہ پر خالد اسحٰق صاحب نے ہمارا ۳۱ر مئی کا خط لیا اور اس کا تقابل ACCORD سے کیا۔ ان کا کہنا تھا ہمارے اکثر و بیشتر مطالبات مان لئے گئے ہیں۔

نورانی صاحب...... ۳۱ر مئی کا خطاب VALID نہیں ہے۔ اب ہمارے سامنے صرف ACCORD ہے۔

www.bhutto.org

پیر صاحب پگارا...... ہمیں بھٹو صاحب کو MANOEUVRE کرنا چاہئے۔ اگر نہ مانے تو پھر پریس کو دے دیں اور Call دے دیں آپ اپنی بات PREPARE کرلیں ہمیں نکات پیش کرنے چاہئیں۔ مسودہ نہیں۔

نورانی صاحب...... پرسوں اس رائے کے ساتھ حاضر ہوا تھا کہ بدھ کو جو مسودہ دیا تھا وہ حتمی ہے کوئی تبدیلی نہیں ہونا چاہئے۔ کل سب کی رائے تھی کہ کوئی راستہ نکالا جائے۔ اس لئے آپ کی رائے سے اتفاق کرلیا۔ ہم نے کوئی نئی چیز پیش نہیں کی ہے۔ ۲ر جولائی کے مسودہ پر ڈٹا رہا جائے اس کا ہم پر دباؤ ڈالنے کا منصوبہ ہے۔ عوام میں مایوسی پھیل رہی ہے۔ عوام ہم سے نہیں اس سے مایوس ہیں۔

میاں طفیل محمد...... رائے وہی ہے جس کا میں نے کل اظہار کیا تھا۔ افہام و تفہیم کی فضا پیدا کرنی چاہئے اگر اس مرحلہ پر ناکام ہوئے تو پھر ایسا ہی ہے کہ لب بام سے نیچے گر جائیں۔ اس وقت تک بہت کچھ حاصل کر چکے ہیں۔ ہمیں عوام کے تعاون پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اتنی چیزیں منوانے کے بعد کسی چیز پر مذاکرات ختم نہیں ہونے دیں۔ خون خرابے سے ہمیں بچانا چاہئے۔

اصغر خاں صاحب کا اصرار تھا کہ ابھی اعلان کیا جائے کہ آئندہ جمعہ سے تحریک دوبارہ شروع کر دی جائے گی۔ وہ اس معاملے میں شدید جذباتی تھے ان کی آواز اونچی تھی اور رویہ تند و تیز۔ لیکن قومی اتحاد کی اکثریت کو وہ اپنا ہم نوا نہیں بنا سکے۔ اس بارے میں دوسری صرف دو جماعتیں ہی اس خیال کی حامی تھیں یعنی جمعیت علمائے پاکستان اور این ڈی پی۔ بقیہ جماعتیں ملک کو مزید جانی اور مالی نقصان سے بچانے کی خواہشمند تھیں اور ان کا خیال تھا کہ معاہدہ تسلی بخش ہے۔ اس لئے تحریک چلانے کی بات کرنے کی بجائے اس کی تکمیل کی طرف قدم بڑھانا مناسب ہوگا۔

اس تمام گفتگو کو سمیٹتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ

"ایئر مارشل صاحب نے کہا ہے کہ اتحاد ضروری ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوا تو ہم شریک نہیں ہوں گے۔ بھٹو صاحب نے اپنی پریس کانفرنس میں مذاکراتی ٹیم پر اصل ATTACK کیا ہے کہ اختیارات لے کر آئے تھے انہوں نے سمجھوتہ کرلیا لیکن اب وہ اس سے انحراف کر رہے ہیں۔ حالانکہ میں نے اس رات یہ بات واضح کر دی تھی کہ اس کے لئے کونسل کی توثیق لازمی ہے۔ اس کی ہمیں وضاحت کرنا چاہئے۔ کوئی آخری فیصلہ کرنے سے قبل ہمیں اس کی بات کا انتظار کرنا چاہئے

www.bhutto.org

"میرا خیال ہے کہ اس تحریک کے نتیجے میں جو چیزیں ہم حاصل کر چکے ہیں وہ تھوڑی نہیں ہیں۔ ۳ر مئی کے ہمارے تقریباً سارے مطالبات مان لئے گئے ہیں۔ کونسل کے لئے کتنے ہی اختیارات حاصل کرلیں اس سے زیادہ توقعات وابستہ نہیں کی جاسکتیں خواہ وہ آپ کی بات مانے یا نہ مانے۔ آئین موجود ہے وہ اس پر کتنا عمل کر رہا ہے۔ ۱۴ر اگست تک انتخابات کرانے میں سرے سے کسی کونسل کی تشکیل کی بات نہیں تھی اس وقت ہم بغیر کسی کونسل اور قومی حکومت کے انتخابات مان رہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے مسئلوں پر بات کو توڑنا نہیں چاہئے۔ ایک سیاست دان کے لئے موقع سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے نا کہ اسے گنوانا۔ قوم کو مزید آزمائش میں ڈالنا اچھا نہیں ہوگا۔ سعودی حکومت کی ضمانت سے ہم اس کا مداوا کر سکتے ہیں۔"

اصغر خاں نے کہا کہ سعودی حکومت کو جمہوریت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ پھر انہیں درمیان میں لانے سے ہمارے تعلقات پر بھی اثر پڑ سکتا ہے۔

یہ اجلاس رات ا بجے کے بعد انتشار' بدمزگی لیکن اس اکثریتی تاثر کے ساتھ ختم ہوا کہ مذاکرات کے سلسلے کو توڑا نہ جائے بلکہ انہیں کامیاب بنانے کی کوشش کی جائے۔ آئندہ جمعہ سے تحریک شروع کرنے کا اعلان کرنے کی تجویز منظور نہیں کی گئی۔

اس پورے زمانے میں میرا قیام حافظ محمد ایوب صاحب کے مکان واقع کالج روڈ میں تھا۔ انہوں نے اپنے مکان کی پوری نچلی منزل ہمارے لئے خالی کر دی تھی اور خود اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ اوپر کی منزل میں منتقل ہوگئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایوب صاحب' ان کی اہلیہ اور بچوں نے مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔ کئی ہفتوں سے محاذ کے دس بارہ افراد کا تو وہاں مستقل پڑاؤ تھا۔ اس کے علاوہ آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا اور سب کی دیکھ بھال حافظ صاحب کے ذمہ تھی

اجلاس سے فارغ ہو کر میں تقریباً رات ۲ بجے ایوب صاحب کے مکان پر پہنچا۔ میرے انتظار میں باہر کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔ میں گھر میں داخل ہوا' کمرہ میں موجود سارے رفقاء گہری نیند سو رہے تھے۔ اس ڈر سے کہ کہیں ان کی نیند میں خلل نہ پڑے میں نے آہستگی سے اپنے کاغذات وغیرہ رکھے۔ پوری رات جاگنے کے باوجود میری نیند غائب تھی اور چارپائی پر لیٹنے کے بجائے میں صحن میں جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد گھنٹی بجی۔ اس وقت گھر میں صرف میں ہی جاگ رہا تھا میں نے دروازہ کھولا اور دیکھا کہ متعدد باوردی جوان گھر کے اردگرد اور سامنے پوزیشن سنبھالے کھڑے ہیں۔ دروازہ کھلتے ہی بغیر اجازت کئی جوان یکلخت گھر کے اندر داخل ہوگئے اور انہوں نے اندر جا کر بندوقیں تان کر پوزیشن سنبھال لی اور یہ خیال بھی نہ کیا کہ رہائشی مکان میں مستورات اور بچے بھی ہو سکتے ہیں اس لئے گھر کے اندر داخل ہونے میں ایسی عجلت نہ کی جائے۔ میں بھی ان بن بلائے مہمانوں کے ساتھ ڈیوڑھی سے گھر کے

صحن میں آگیا۔ ان میں سے ایک صاحب نے میرا نام دریافت کیا۔ بتانے پر انہوں نے کہا کہ آپ فوراً ہمارے ساتھ چلئے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ ان کا تعلق فوج سے ہے یا ایف ایس ایف سے۔ انہوں نے جواب دیا کہ فوج سے اور ساتھ ہی اپنی یونٹ کا شناختی کارڈ بھی مجھے دکھا دیا۔ اس دھما چوکڑی میں اب سب جاگ چکے تھے اور آنکھیں مل مل کر یہ نقشہ دیکھ رہے تھے۔ میں نے رفقاء کو اس نئی صورت حال سے مطلع کیا۔ مجھ سے بار بار جلدی چلنے کے لئے کہا جا رہا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ کسی سامان لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں باہر نکلا اور کالج روڈ پر مسلح جوانوں سے بھرے کئی ٹرک اور جیپوں کو موجود پایا۔

مجھے ایک جیپ کی اگلی نشست پر بٹھا دیا گیا جسے کوئی جونیئر آفیسر خود چلا رہا تھا۔ ساتھیوں نے ایک نامعلوم منزل کی طرف روانہ کرتے ہوئے اللہ نگہبان کہا۔ میں نے راستہ میں دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے۔ جواب ملا ہمیں اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں کہ آپ کو اپنی قیام گاہ سے لے کر فلاں جگہ تک پہنچا دیا جائے۔ پورے راستہ میں اس کے علاوہ کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔

رات کی تاریکی میں یہ چھوٹا سا قافلہ ایک عمارت کے اندر داخل ہوا۔ جیپ سے اتر کر ایک بڑے ہال کی طرف لے جایا گیا۔ وہاں ایک ایک کر کے اسی طرح قومی اتحاد کے سارے مرکزی رہنما آتے رہے۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ ہوا کیا ہے۔ یہ عارضی پڑاؤ تھا۔ جب پاکستان قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کے تمام افراد پہنچ گئے تو سب کو ایک دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا۔

اب جس عمارت میں منتقل کئے گئے اس کی وضع قطع سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ پولیس بیرکس ہیں۔ اس عمارت میں ایک جانب کمروں میں قومی اتحاد کے قائدین کو رکھا گیا اور اس کے سامنے پیپلز پارٹی کے اصحاب کو۔ اس موقع پر پیپلز پارٹی کے بعض افراد سے علیک سلیک بھی ہوئی۔ مسٹر پیرزادہ میرے پاس آئے اور کہا کہ حالات نازک ہیں اب ہمیں جلد کسی مفاہمت پر پہنچ جانا چاہئے۔ یہ خیال ان کو اس وقت آیا جب چڑیاں کھیت چگ چکی تھیں۔

مذاکرات میں بار بار تعطل پیدا ہونے کے باعث پورا ملک بے یقینی اور اضطراب کے عالم میں تھا۔ بنیادی مسائل طے ہو جانے کے بعد بھی سیاسی اختلاف رائے، باہمی بے اعتمادی، بدگمانی، ذاتی دشمنی اور بعض عناصر کے اپنے عزائم کئے کرائے پر پانی پھیر کر ایک نت نئے بحران کو جنم دینے کا سبب بن جاتے۔ اسی دوران میں بعض قومی رہنماؤں اور ملک گیر اہمیت کے حامل روزناموں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کے تمام قائدین کو ایک عمارت میں یکجا کر کے باہر سے تالا ڈال دیا جائے اور ان سے کہہ دیا جائے کہ اب آپ لوگ صرف اس وقت اس عمارت سے باہر نکل سکیں گے جبکہ کسی حتمی سمجھوتہ پر پہنچ جائیں۔ کچھ افراد شاید اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ افواج پاکستان نے یہ مشورہ قبول کر لیا ہے

www.bhutto.org

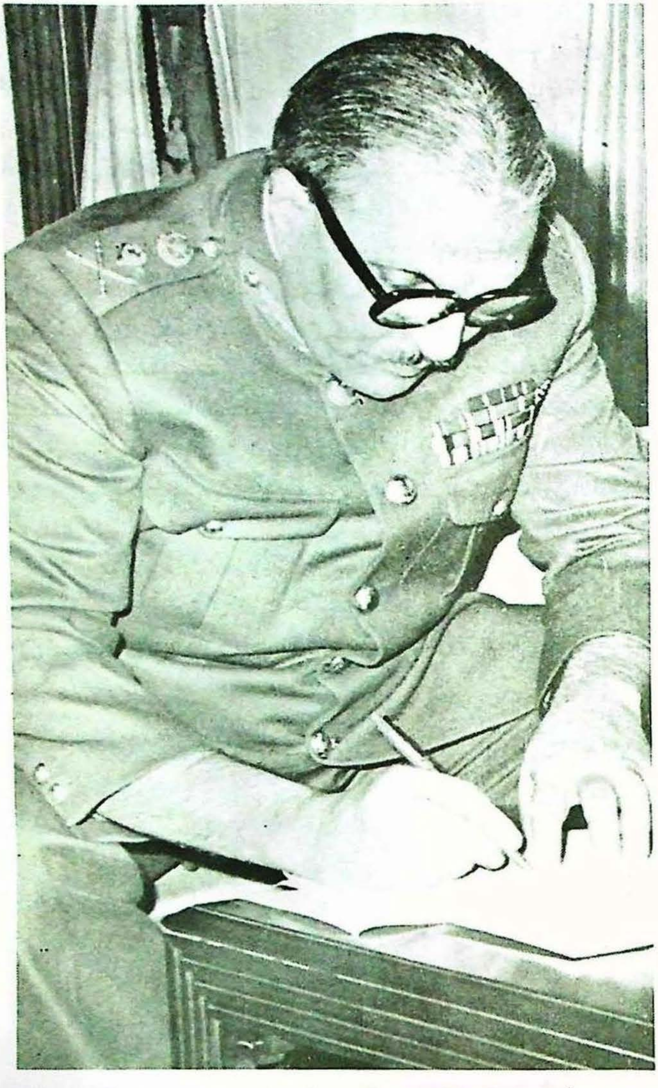

جنرل محمد ضیاء الحق (4 اور 5 جولائی 1977ء کی درمیانی شب ملک میں چوتھے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر

www.bhutto.org

اور سمجھوتہ کو آخری شکل دینے کے لئے فریقین کو ایک عمارت میں یکجا کر دیا گیا ہے اور شاید اس بناء پر مسٹر پیرزادہ نے جلد مفاہمت کی بات کی تھی۔ لیکن جب اس کا امکان تھا اس وقت ان کی قانونی موشگافیاں اور سخت رویہ رکاوٹ بن جاتا تھا۔ جلد مفاہمت کی خواہش خود ان کے دل میں بھی ایک ایسے وقت پیدا ہوئی جب اس کا کوئی حاصل نہ تھا۔ اس بارے میں سوائے اس کے کہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

نورانی صاحب کو اور مجھے ایک بیرک میں رکھا گیا۔ یہ پوری رات ہم نے جاگ کر گزاری۔ بیرک میں جاتے جاتے نماز فجر کا وقت ہو گیا۔ اس بیرک میں صرف ہم دو ہی افراد تھے بقیہ اصحاب اس طرح دوسری ملحقہ بیرکوں میں تھے۔ ہم نے نماز فجر کی تیاری کی مصلے پر ہم دونوں نے سنتیں ادا کیں اور پھر فرض نماز کی امامت شاہ صاحب نے کی۔ ہم سب اس وقت تک بھی اصل معاملہ سے بے خبر تھے۔ مصلے پر بیٹھے ہوئے ہی میں نے شاہ صاحب سے کہا کہ معلوم نہیں ملک میں کیا ہوا ہے۔ اس وقت حالات کا تقاضا ہے کہ دینی جماعتوں کے درمیان خاص طور پر زیادہ اچھے روابط استوار ہوں۔

بنیادی امور میں متفق ہو جانے کے بعد بھی غیر اہم تفصیلات طے کرنے میں وقت ضائع ہوتا رہا۔ اور پھر مارشل لاء آ گیا۔

اس رات اگر یہ قدم نہ اٹھایا جاتا تو...... غالب امکان تھا کہ ۵ر جولائی معاہدہ کی تکمیل کی تاریخ ہوتی۔ لیکن اس وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بعض نادانوں کی نادانی کے باعث ۴ر/۵ر جولائی کی درمیانی شب ایک ایسی طویل اندھیری رات ہو گی جس کی صبح کے لئے قوم برسوں ترستی رہے گی۔

www.bhutto.org

PHIR MARSHAL LA AA GIA

PROF GHAFOOR AHMAD

JANG PUBLISHERS, LAHORE

www.bhutto.org

انگریزی کے ضمیمہ جات جوں کے توں پیش خدمت ہیں از سرنو کمپوزنگ سے خوبصورتی میں اضافہ ہو سکتا تھا۔ لیکن ادارہ نے اصل مسودہ ہی سے فلم پوزیٹو بنا کر پیش کر دیئے ہیں۔ اگر کہیں سے پڑھا نہ جا سکے تو معذرت۔

شکریہ۔

(ناشر)

www.bhutto.org

APPENDIX

Letter from Mr. Bhutto to Mufti Mahmood. (March, 13, 1977) 5
Letter from Mufti Mahmood to Mr. Bhutto (March, 14, 1977) 6
Letter from Mr. Bhutto to Mufti Mahmood (March, 15, 1977) 7
Resign from Mr. Rafique Bajwa (March, 15,1977) 9
Letter from Mufti Mahmood to Mr Bhutto (March, 17, 1977) 10
Letter from Mr. Bhutto to Mufti Mahmood (March, 19, 1977) 14
Letter from Mufti Mahmood to Mr. Bhutto (March, 20, 1977) 19
Letter from Mufti Mahmood to Mr. Bhutto (March, 24, 1977) 20
Letter from Mufti Mahmood to President of Pakistan (Chaudhry Fazil Elahi) (March, 24, 1977) 25
Message from Air Marshal (Rtd) M. Asghar Khan to the officers of the Defence Services of Pakistan 29
Proposals from P.N.A. for a Political Settlement (May, 3, 1977) 31
Letter from Mufti Mahmood to Mr. Bhutto (May, 12, 1977) 34
Letter from Mufti Mahmood to Mr. Bhutto (May, 27, 1977) 37
Report of Legal Committee, Regarding Reform 39
Accord from P.N.A to P.P.P (June, 23, 1977) 51
Accord from P.P.P to P.N.A (June, 23, 1977) 65
Accord (Revised) from P.N.A to Mr. Bhutto (June, 27, 1977) 74
Letter from Z.A.Bhutto (Prime Minister) to Gen. Zia-ul-Haq on 4th May, 1977. 81
Letter from Gen. M. Zia-ul-Haq to Lt. Gen. Mohammad Iqbal Khan on May, 7, 1977 82
Last Portion of the "COMMUNICATION" by Chief of the Army Staff, dated 7th May, 1977. 83

www.bhutto.org

www.bhutto.org

PRIME MINISTER

Prime Minister's House,
Rawalpindi

13 March 1977

My dear Mufti Sahib,

I am writing to you in pursuance of the invitation which I extended to you as the Leader of the Opposition through my television and radio address last night. I am now awaiting your response and I hope that it will be positive and you will bear in mind the nation's larger interest. Let me make it clear that, on my side, the dialogue will be open and sincere.

Yours Sincerely

Zulfikar Ali Bhutto

Maulana Mufti Mahmood,
Peshawar.

www.bhutto.org

پاکستان قومی اتحاد

PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE

فون
60249

مرکزی دفتر
۳۲ - ڈیوس روڈ لاہور

PESHAWAR

March I4, I977

My Dear Bhutto Sahib,

I am writing to you in reply to your letter dated March I3, I977, which I received to-day i.e. March I4, I977 at 2 A.M.

Your recent address from P.T.V. and Radio was discussed in the meeting of the Heads of the constituents parties of P.N.A. Keeping in mind the largest interest of the nation, it was decided not to enter in a dialogue, the terms of which are not clear.

If you have any fresh proposal, we will be happy to discuss it in our next meeting.

Yours sincerely

(Mufti Mehmood)
President,
PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE.

Received an envelope addressed to Prime Minister of Pakistan at 12.45 pm 14 Mar 77 through courier.

[illegible signature]
[illegible]
NWFP
Islamabad
14 Mar 77

Mr.Zulfiqar Ali Bhutto
Chairman,
Pakistan People Party.

www.bhutto.org

PRIME MINISTER

Prime Minister's House,
Rawalpindi

15 March 1977

My dear Mufti Sahib,

I have received your letter of March 14. The terms of the dialogue to which I have invited you as the Leader of the Opposition are already abundantly clear. It is axiomatic that I cannot contemplate or entertain any proposal which is outside the ambit of the Constitution. Once this is understood on both sides, our dialogue will be characterised by a sincerity of approach and you may rest assured that it will comprehend any grievances that you may have and the legal remedies, strictly within the scope of the Constitution, available for their redress.

I trust you appreciate that the Constitution means stability for Pakistan and

www.bhutto.org

bypassing it is fraught with perilous implications for the country.

Yours sincerely,

Zulfikar Ali Bhutto

Maulana Mufti Mehmood,
President,
Pakistan National Alliance,
33, Davis Road,
LAHORE.

www.bhutto.org

پاکستان قومی اتحاد

PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE

مرکزی دفتر
۳۳ - ڈیوس روڈ لاہور

فون
60249

جناب صدر پاکستان قومی اتحاد

السلام علیکم،

مجھے اپنے مخالفوں کی سازش کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ جس میں آپ کے مخلصین
پر نہیں جانا چاہتا۔ وہ ایک عرصے سے حالیہ تحریک کو نقصان پہنچے۔ اللہ
قومی مطالبہ کو شدید نقصان ہوگا۔ چنانچہ میں اپنی ذمہ داری کا ہر بات کی تحریک
اور سیکرٹری جنرل کے عہدے سے مستعفی ہوتا ہوں۔ وقت اس کا ثبوت
حقیقت ثابت کرے گا کہ میں نے اپنے منصب اور قوم کے ساتھ کوئی بے وفائی نہیں کی

والسلام
مخلص،

رفیق احمد باجوہ
15/3/77

www.bhutto.org

پاکستان قومی اتحاد

PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE

فون
58772
57227

مرکزی دفتر
۳۳-ڈیوس روڈ لاہور

17th March, 1977.

My dear Bhutto Sahib,

Your letter of the 15th March was received by me on the 16th March, 1977 at about 12.50 P.M. when the General Council of the Pakistan National Alliance was in session. This letter was considered by the Council.

I regret to say that in your letter under reply, you have again avoided to clarify your stand regarding countrywide pre-planned rigging of general elections reducing them to a complete farce.

On the 7th March 1977 the country was subjected to a farce in the name of general elections. On that date a process was adopted in

www.bhutto.org

which the administration made every endeavour to subvert the national will and to ensure a new lease of life for a leader and a Government which has been overwhelmingly rejected by the electorate. The people and the Pakistan National Alliance have rejected the election results procured and announced by your officers and your media on the 7th. The electorate honoured the appeal of the P.N.A. by boycotting the provincial Assembly elections due on the 10th March. Your administration once again proved how dishonest it is by announcing that 62% voters casts their votes on the 10th March 1977. A more ridiculous announcement could not be made. The people of Pakistan and all the foreign correspondents in Pakistan know that the elections held on the 10th were overwhelmingly boycotted by the people. Again by making the Hartal called by the P.N.A. for the 11th March 1977 a complete success, the people

demonstrated

demonstrated to everyone what they thought of the socalled elections to the National Assembly held on the 7th March. From the 14th of March 1977 the people of Pakistan are demonstrating in every nook and corner

www.bhutto.org

of Pakistan their rejection of the dishonest electoral process conducted on the 7th and the 10th of March.

Our demand as enumerated in our resolution of the 12th of March is that new elections to the National Assembly should be held to satisfy the mandate of the Constitution for honest, just and fair elections. These elections should be held by an administration and agencies enjoying the confidence of the people and the P.N.A. . Those who thwarted the expression of the will of the people are guilty of subverting the Constitution while those who desire to see that the people should be allowed to express their will in a free, fair and honest election are seeking enforcement of the Constitution. The Pakistan National Alliance stands for the Constitution and the constitutional rights of the people of Pakistan.

It is abundantly clear that the obvious purpose of your ambiguous invitations is nothing but an attempt to get your violation of the Constitution and people's democratic rights endorsed by the Alliance.

While you are writing the letters

www.bhutto.org

under reply, at the same time under your orders, peaceful citizens demanding nothing more than the restoration of their constitutional rights, are being arrested, mercilessly beaten and murdered by the instruments of your power.

I trust that you will act in accordance with the clear manifestation of the will of the people.

Yours sincerely,

(MUFTI MAHMOOD)

President,

PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE.

Mr. Zulfiqar Ali Bhutto,
Chairman,
Pakistan People's Party,
Prime Minister's House,
Rawalpindi

www.bhutto.org

PRIME MINISTER

Prime Minister's House,
Rawalpindi

19 March 1977

My dear Mufti Sahib,

This is to acknowledge receipt of your letter of March 17 in reply to mine of March 15

Candidly speaking, I cannot understand why you say that I have not clarified my stand regarding the elections. My earlier letters conveyed the assurance to you that, whatever be the nature and scope of your grievances relating to the elections, we would earnestly explore the means of redressing them in accordance with the Constitution and the law.

I am sure you will agree that there is no point in engaging in correspondence for the sake of propaganda where vital national interest is involved. Indeed, we should try to generate a constructive dialogue. It is not as Chairman of the Pakistan Peoples' Party that I would be obliged to extend the invitation for discussions to you and to renew it more than once. My party has secured an overwhelming vote of confidence from the electorate, which no false charges of rigging,

www.bhutto.org

no matter how strident and sweeping, can throw into dispute. It is as the Chief Exècutive of the country that I am endeavouring to accommodate those demands from your side which may be legitimate.

From the 8th of March, when your Alliance reiterated its policy of resorting to an unconstitutional course of action, my Government has observed a policy of moderation and restraint. But what has been the response from your side so far? Everyday your colleagues and supporters are inciting violence. Everyday they are demonstrating their antipathy to the country's political stability. Only suffering for the poor people results from this negative approach. To give an obvious example, while your Alliance had made a major issue out of high prices in the campaign, your present activities have caused prices to rise higher. Certainly it does not serve Pakistan's interest to seek to dislocate its social and economic life. Such harmful attempts are being made at a time when we should be devoting every ounce of our collective energy to the improvement of our economic situation. Your Alliance is releasing hate and anger when all responsible political elements should direct their attention to the ways of building a harmonious society. Though the signs are not encouraging I still retain the hope that saner counsels will prevail in your ranks.

In your letter you have asserted that "countrywide pre-planned rigging of general elections" reduced them "to a complete farce". In making such an assertion, you forget that you undermine the electoral

www.bhutto.org

standing of the Pakistan National Alliance itself. It is on the basis of your Alliance having polled a significant number of votes and captured a sizeable number of seats in the National Assembly that I invited you to talks in order to arrive at an amicable settlement. Do you not realize that your denial of the validity of the general elections robs your Alliance of its locus standi and only contributes to creating an impasse?

Irrespective of your subjective evaluation of the situation, it is just not true that the people have rejected the results of the elections. As far as elections to Provincial Assemblies are concerned, the fact is that only your candidates boycotted them. With due respect, I fail to see how you can claim that the hartal called by you on a Friday, was "a complete success", when the closure of a considerable proportion of shops is customary. For that matter, your claim that the demonstrations called by your Alliance extend to "every nook and corner of Pakistan" is not borne out by realities.

In your letter, you have challenged the integrity of the Election Commission. This is not a credible challenge nor does it come as a surprise to me because several of your colleagues had publicly stated during the election campaign that they would not accept any result which they would regard as their defeat Much before March 7, they proclaimed that your Alliance had already won and the counting of votes was a mere formality. This kind of attitude shows the understanding

www.bhutto.org

and respect they have for democracv and its institutions

Notwithstanding the tone and tenor of your letter, I have already put into motion a process which will accelerate the removal of any complaints, backed by evidence, that any party may have regarding the election results in those constituencies of the National Assembly where such complaints are specific. This process will be carried to its just and fair conclusion by having permanent High Court Judges constituting election tribunals and by such other measures as may expedite settlement of complaints of any irregularities. It is with this in mind that I have invited you to discuss such suggestions as you may have in this connection.

Meanwhile, you will no doubt appreciate that I cannot allow license to any forces of chaos and disorder in the country. My supreme duty is to ensure the governance of the country, guard its citizens from danger to their lives and properties and afford them security against a disruption of civic peace. The discharge of this inescapable responsibility cannot be construed, as you contend, that peaceful citizens are being arrested or murdered. I would emphatically repudiate this charge which is both false and unkind. The persons who have been arrested are not those who, as you suggest are "peaceful citizens demanding nothing more than the restoration of their constitutional rights". They are the ones who have flagrantly violated the law, incited people to violence, burnt and looted properties and killed innocent people. However, let me assure you that those who choose to follow or return to the constitutional and

www.bhutto.org

legal path will have a full opportunity to play their representative and constructive role.

I have not the slightest doubt that the preponderant majority of the people are tired of strife and turmoil and will discountenance agitational politics. Acts of destruction will not attain what amicable discussion can achieve. I, therefore, look forward to your positive response to my invitation.

Yours sincerely,

Zulfikar Ali Bhutto

Maulana Mufti Mehmood Sahib,
President
Pakistan National Alliance,
PESHAWAR

www.bhutto.org

پاکستان قومی اتحاد

PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE

فون
68772
57227

مرکزی دفتر
۲۳-ایبٹ روڈ لاہور

March 20th 1977

Dear Mr Bhutto,
I acknowledge receipt of your letter of March 19th.

I am afraid I cannot give you any reply unless I consult the leaders of the Pakistan National Alliance. Since most of the leaders of the P.N.A., including Professor Ghafur, General Secretary of the P.N.A. are in jail, their immediate release is essential so that I may convene a meeting of Pakistan National Alliance Heads tomorrow evening for considering the text of your letter of March 19th.

Yours sincerely,

[signature]

Maulana Mufti Mahmood,
President,
Pakistan National Alliance.

Received a closed envelope addressed to the Prime Minister of Pakistan through a Courier on 20 Mar 77

-Abdullah
(Secretary to Governor NWFP)
20 Mar 77

www.bhutto.org

پاکستان قومی اتحاد

PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE

فون
58772
57227

مرکزی دفتر
۳۲-ڈیوس روڈ لاہور

March 24, 1977.

Dear Mr. Bhutto,

I received your letter dated the 19th March, 1977 on the afternoon of Monday, the 20th March, 1977. After the release of my colleagues this letter came under the consideration of the General Council of the Pakistan National Alliance, which met on 22nd March. The contents of your letter make it plain that you have stiffened your stand on your own point of view about the general elections. The purpose behind your letters appears to be to create a misleading impression upon the people that while you are keen to enter into a dialogue with us, we are refusing to enter into negotiations with you. In fact the real position is the reverse of this.

Initially, you made your offer in your Radio-cum-TV talk on the 12th March. As usual with you, in your talk, lasting about 80 minutes, you repeated baseless and heknied allegations against the Alliance, gave vent to your bile against the Alliance, threatened us and took the stand in clear terms that the issue of elections to the National Assembly was a closed matter and discussion could take place only on other issues. Thus, it was you who shut the doors of negotiations in your very first broadcast after the elections. As our stand is that the National Assembly elections were not held in confirmity with the Constitution and Law and a pre-planned fraud was played upon the people, the real matter at issue is the National Assembly elections, which according to you are a settled affair and not negotiable.

In your letter of March 13th, you interpreted your broadcast made on 12th March as an offer for negotiations, which is contrary to fact, because in your speech after vilifying the Alliance you had made it abundantly clear that you were not prepared to reopen the matter of the National Assembly elections.

That is why in my letter of March 14th I stated that in the context of your broadcast negotiations with you could be undertaken only if the subjects to be discussed were specified in clear terms, so that your offer could be brought under consideration. We had then hoped that giving due weight to the interests of the nation and the country you would modify your attitude reasonably and would be prepared to discuss the question

www.bhutto.org

of holding fresh general elections. But I regret to say that instead of clarifying matters in your letter of 15th March, you played upon words in an attempt to confuse the issue. You said in this letter that the scope of negotiations was very clear. In other words, you reiterated your stand that you were not at all prepared to negotiate on the question of holding elections to the National Assembly. Not confining yourself to this, you again levelled baseless charges against the Pakistan National Alliance. You said you are not prepared to discuss any proposal which transgresses the Constitution and that it is the Constitution which confers stability upon Pakistan and any transgression of the Constitution can create a crisis for the country. I do not wish to raise the question here as to what degree you have respected the Constitution and how far you have observed its provisions in your actions. But may I ask you when and where have we made a demand which transgresses the Constitution? How have you come to the conclusion that the acceptance of our demands would transgress the Constitution? Not only did you in this letter deliberately avoid the specification of the subjects to be discussed, but very cleverly tried to create the unwarranted impression that we want to do some thing which is not within the scope of the Constitution. The people do clearly understand that our present struggle aims at establishing the supermacy of the Constitution and that the provisions of the Constitution have been violated by you, although you had sworn to act upon it honestly and to see that it was protected and preserved.

Since your letter of 15th March, 1977 did not specify the issues for discussion as requested in my letter of March 12, no reply to it was called for on my part. Nevertheless I put it before the General Council, and on the 17th March, I again explained our stand to you. We reiterated that on the 7th of March a fraud was played upon the entire nation. Honest polling arrangements would have shown that the electorate had rejected the People's Party overwhelmingly and given a clear verdict in favour of Pakistan National Alliance. But contrary results announced fraudulantly by rigging on a scale unheard of in the annals of elections in the world. Naturally, the entire nation is restive. The events of March 10 and 11 and the public demonstrations since then fully xxx portray the intensity of the views and feelings of the nation. Perhaps you are the only person who refuses to read the message of these events. But your self-deception cannot wipe out the truth. As far as the Alliance is concerned in my letter dated the 17th March I again clarified that the peoples demand for holding of elections to the National Assembly is just, in conformity with the Constitution and inescapable. In fact you and your government have shown utter disregard for the Constitution by not only failing to act as required by the Constitution but also by violating it positively. I appealed to you again to accept the demand of the people for fair, just, and honest elections.

Your letter of the 19th March, instead of conveying your readiness to discuss the real subject

www.bhutto.org

at issue, hurls accusations against us. Unilateral release of previous correspondence without waiting for a reply to your letter of the 19th March also supports the view that your entire purpose in entering upon this correspondence is to calumniate the Pakistan National Alliance and to mislead public opinion under a planned manner designed to create a justification for the violence you have let loose against the people.

In the second paragraph of your letter of the 19th March, youhave again avoided the real issue. On behalf of the Pakistan National Alliance, I reiterate that your government played a fraud upon the people and reduced the election of March 7th to a farce. These elections were not held in accordance with the Constitution. Therefore, fresh elections to the National Assembly have to be held in conformity with the Constitution. These elections can be held ~~again~~ without transgressing the Constitution. It is not a question of a few seats or of redressal of grievances here and there. The issue is the entire election to the National Assembly.

In your speeches and correspondence you make tall talk of the respect you claim you have for the Constitution. I regret to say that your action has been quite contrary to your professions. Who does not know of the corrupt practices and illegalities that were committed by your regime in the by-elections held during your tenure of office. Even you have admitted this on several occasions.

The notorious elections that you stage-managed in Azad Kashmir provide yet another testimony of your intentions about what you were planning to do in the general elections in Pakistan.

In these circumstances the Opposition could not believe that elections under your regime would be just, fair and impartial. That is why the opposition again and again insisted upon certain conditions for ensuring fair, just and honest general elections. Instead of accepting those conditions you chose to ridicule our proposals and vilified us.

We believe in the democratic process. We want that the people should have an opportunity to elect their representatives freely, as required by the Constitution. That is why we decided to participate unconditionaly in the elections on March 7. Are you in a position to deny that for the last five years you and your Party alone were enjoying all sort of previliges, while the Opposition was denied all its rights to approach the people? All the dailies, periodicals and journals published by the Opposition were banned. Independent dailies and journals were subjected to restrictions more severe than those imposed by foreign rulers in the days of our salavery. Radio, TV and Press Trust dailies and journals were all mobilised in favour of the Government and for vilifying the Opposition. The unanimously agreed Constitution was brutally amended to render the judiciary helpless. Special courts and

www.bhutto.org

tribunals have been set up which work under the orders of the Executive. Civil rights and liberties have been suppressed. Opposition leaders and workers have been subjected to violence. Political murders and abductions have been the order of the day. Defence of Pakistan Rules have been employed for eliminating the Opposition. Lawyers, teachers, students and peasants have been subjected to inhuman oppression. Industrial labour has been slaughtered in large numbers by police firing. Cases have been fabricated to involve members of families including ladies related to political leaders and workers. A sense of insecurity has been created among the public servants. The Emergency has been used to deprive the people of their fundamental rights. The entire country has been subjected to Section 144 almost without a break. For the last four years the people of Baluchistan have been living under a reign of terror imposed on them by your regime to such a degree that we found it impossible to conduct any election work there and had to refuse to participate in elections in that province. Your regime has inflicted most heinous atrocities on the people of Dir and Swat.

However, despite all this we announced our decision to participate in the elections. At the time of announcing the dates of elections, you held out an assurance that every possible effort would be made to hold free and just elections.

Judging from past experience your verbal assurance could not be regarded as sufficient guarantee for free

elections. Therefore we repeatedly stressed upon you the need for the adoption of measures that would create confidence among the people and ensure that irregularities and malpractices in the elections would be effectively checked. In January and February, 1977 the Opposition put two proposals before you in clear terms;

Firstly, that the Chief Election Commissioner should be given adequate legal and financial powers to enable to discharge the duties entrusted to him under the Constitution. Here I would draw your attention to the fact that the amendments proposed by the Opposition in the People's Representation Act were rejected and that this piece of legislation was hastened through contrary to the under standing given to the Opposition.

Secondly, that the Election Commission be invested with powers to request, if it considers necessary, the President of Pakistan under Article 245 of the Constitution the Armed Forces of Pakistan to depute in conducting free and just elections.

Of course after the country-wide electoral malpractices you are generously conferring additional powers upon the Chief Election Commissioner through Ordinances, but, I regret to say, you did not do this at the appropriate time, because that could have stultified the course that you were determined to follow.

www.bhutto.org

The hurdles that were created in the way of filing of the nomination papers by the Opposition candidates who were to contest Prominent nominees of the ruling Party, and the abduction of the Opposition candidates, their proposers and seconders had exposed your concern for free and just elections. The Prime Minister and the Chief Ministers of all the four Provinces were, declared elected unopposed through a process contrary to law. The Government had thus started vitiating the elections from the very start of the election process.

Then, during the electoral campaign the national exchequer, State resources such as transport, Public servants, nationalised institutions, Radio and Tv and the Trust newspapers were blatantly deployed for the People's Party. Even after the clear verdict given by the Lahore High Court Radio and Tv continued to act as organs of the Peoples's Party. Prime Minster's House practically became the office of the Election Campaign of the People's Party. Service stamps were used for posting People's Party circulars. Our constant protests against all this fell on deaf ears. May I remind you that your conduct violated your Oath of Office.

Even after the General Elections were announced, tarnsfers of Public servants were ordered on a large scale for securing the desired results in elections. People's Party candidates were frequently heard boasting that whichever way the people voted, victory was assured for the People's Party. That explains why your candidates were not earnest in their election campaigns. You know fullywell the methods you adopted for securing gatherings for your public meetings and processions. Fortunately or unfortunately, the nation also is aware of them.

Several Opposition Leaders have been kept in jails and even some new arrests were made in the election period. Radio and Tv continuously indulged in programmes intended to assassinate the character of the Opposition and vied with each other in establishing new records in lies and libellous propaganda.

Whatever amount of verbiage you employ to hide it, the fact remains that electoral malpractices, irregularities and illegalities freely practised on a nation-wide scale in the March 7 elections have turned the National Assembly elections into a farce. The three members of the Election Commission in their Press Conference on March 12 admitted that their office was piled up with complaints against illegalities and irregularities committed during the elections received from all over the country on that day. Besides, the Chief Election Commissioner in his communication dated 19th March to you reiterated that he had received complaints in a large number from all over the country which speak of gross violations of law, grave electoral malpractices and irregularities and rigging of polling results. In your broadcast talk you yourself referred to the electoral malpractices indulged in by your Party workers and Federal Ministers. The suo moto summoning of election records from several constituencies

www.bhutto.org

by the Election Commission lends support to these complaints. The Commission has admitted that it was helpless in the face of electoral irregularities and malpractices. Moreover crores of people are eye-witnesses to these. That is why the entire nation today is an embodiment of protest.

It is an irrevocable right of the people of Pakistan to elect their representatives in full freedom. On March 7 you and your colleagues abused your powers in violation of the Constitution and the law, forced the district and police administration to execute your plans which were designed for the realisation of your personal ambitions and indulged in electoral malpractices on a scale which rendered the election a futile exercise. Today the people are justified in demanding that fresh elections be held for the National Assembly without delay.

It is very unfair on your part when in paragraph 4 of your letter under reply you say that the Opposition is indulging in unconstitutional activities since March 8 and that you have shown immense tolerance and patience. The fact is that our movement is completely peaceful and lawful. However, it is being subjected to inhuman and barbarous treatment at the hand of the police and F.S.F. under your orders. Hundreds of innocent citizens have been killed. Thousands have been seriously injured. Jails are being filled with our workers. Respectable citizens are being stripped of their clothes and beaten in the basars. Tear gas of a type not hitherto used in Pakistan is being used indiscriminitely and wildly against the citizens. Even children and women are being fired upon. Recently we have heard that parochial prejudices are being fanned. Alliance leaders are being arrested from their homes without being told of the reasons for their arrest. Even so you claim that you have been showing patience and tolerance. I wish to put on record that so far we have kept our movement peaceful and within the confines of law in-spite of provocations from your agents.

As for the charge that the Alliance has been the cause of high prices, I may point out that this is not the first time you have held us responsible for the rise in prices. I can understand how difficult it is for you to admit that the present economic difficulties stem from your own wrong economic policies, colossal corruption in your regime, the example of luxurious living that you have set and employment of national wealth on unremunerative projects. In this context, it would be interesting to know how much money belonging to the Public Exchequer has been spent by you on the electoral campaign of the People's Party and under which provision of the Constitution were you permitted to deploy State resources for the realisation of the objects of your Party. I wish you had the capacity to desist from vilification, admit facts, understand the real issues at stake and apply yourself to a solution of the crisis that faces the nation.

The way suggested by you for seeking redress of the wrongs done to them is not acceptable to the people. So far as we are concerned, the matter at issue does not

www.bhutto.org

revolve round a few or several seats. That is why we have given up the seats which were declared to have been won by us. The real issue is the entire election of the National Assembly. In simple words the question relates to the freedom of the people to elect their representatives.

Re-election is being demanded not by the Pakistan National Alliance alone. The entire nation demands it. It has been endorsed by all the lawyers' Associations and Councils in the country. Labour organisations have voiced their support for it. Minorities have made the same xxxx demand. Prominent jurists are supporting it. I earnestly appeal to you to modify your attitude for the sake of the supermacy of the Constitution, the stability of the country, democratic values and economic prosperity, and make a sincere effort to save the country from the crisis created by you.

With every letter I receive from you, I also receive reports from all over the counrty that violence and cruel practices are being intensified by the police and F.S.F. I fail to understand why your letters are synchronised with instructions to your agents to inflict more brutalities on the people.

The stand of the Pakistan National Alliance is clear. If you accept our demands made on March 12 namely; your resignation from the office of Prime Minister, constitution of a new Election Commission enjoying the confidence of the people and holding of fresh elections with the assistance of Judiciary and Armed forces of Pakistan, we are prepared to discuss with you how these can be implemented within the four corners of the Constitution wherever and whenever you like. I am confident that no amendment of the Constitution would be required for the fulfilment of our demands.

I am releasing my letter to the press as you had released your letter of the 19th March to the Press without waiting for my reply.

Yours sincerely,

(MUFTI MAHMOOD)
President,
Pakistan National Alliance.

Mr. Zulfikar Ali Bhutto,
Chairman,
Pakistan Peoples Party,
Prime Ministers House,
Rawalpindi.

www.bhutto.org

پاکستان قومی اتحاد

PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE

فون
58772
57227

مرکزی دفتر
۳۲-ایبٹ روڈ لاہور

Dated: 24.3.1977

Dear Mr. President,

I am enclosing a copy of my letter dated the 24th March, 1977 to Mr. Zulfikar Ali Bhutto. You will observe from this letter that by rigging the general elections massively with the use of the power of the state for his personal interest in violation of his oath of office and then perpetrating the most inhuman cruelties on the people of Pakistan who are demonstrating peacefully against the fraud committed on their vote and asking for their democratic right of fair and just elections, Mr. Bhutto has created a situation fraught with the gravest dangers to the life and liberty of the people and the laws of Pakistan. The convening of a National Assembly consisting of persons who have been declared elected through a process replete with patent fraud makes mockery of the Constitution.

The only constitutional course in these most critical circumstances is for the Head of State, who is the ultimate constitutional authority that has the inherent power to act in such an emergency, to order fresh elections to the National and Provincial Assemblies under an administration and through a machinery that ensures that these elections are "conducted honestly, justly, fairly and in accordance with law, and that corrupt practices are guarded against," as prescribed in the Constitution. Mr. Bhutto and his cabinet have demonstrated by the abuse of their official power that they cannot be trusted any longer with the executive authority of the state. The present Election Commission has also shown itself to be incapable of discharging the responsibility given to it under the Constitution.

The tragic sufferings of the people of our beloved land are mounting every minute. These sufferings are being inflicted by Mr. Bhutto and his regime on an innocent people who are demanding their most fundamental right of a fair vote with unprecendented courage and a determination not to yield until they have won that right. Mr. Bhutto is doing this to keep himself in power. He is violating the letter and spirit of the Constitution. He has lost all constitutional right to continue in the office of the Prime Minister from the 8th of March, 1977.

www.bhutto.org

I request you with all solemnity to exercise your inherent constitutional powers with the utmost speed and order general elections under an impartial administration and through an Election Commission that has the capability and authority to ensure honesty, justice and fairness in those elections. This, I may be permitted to repeat is the only course open in the present situation, by which the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan can be preserved, protected and defended.

Yours sincerely,

(Mufti Mahmood)
President,
Pakistan National Alliance.

Chaudhry Fazal Elahi,
President of the Islamic Republic of Pakistan,
Rawalpindi.

www.bhutto.org

Air Marshal (Rtd.) M. Asghar Khan's

MESSAGE

TO THE OFFICERS OF THE DEFENCE SERVICES OF PAKISTAN

I am addressing this message to the Chiefs of Staff and the Officers of the Defence Services of Pakistan.

It is your duty to defend the territorial integrity of Pakistan and to obey all lawful commands of superior officers placed over you. To differentiate between a 'lawful' and an 'unlawful' command is the duty of every officer. Every one of you must ask yourself whether what the army is doing today is 'lawful' activity and if your conscience tells you that it is not and you still carry it out, you would appear to lack moral fibre and would be guilty of a grave crime against your country and your people.

You should by now have realised that military action in East Pakistan was a conspiracy in which the present Prime Minister played a Machievillian role. You know the circumstances in which military action in Baluchistan was engineered and how completely unnecessary this action has been. You are also probably aware of the utterly unnecessary military action taken last year in DIR in the North West Frontier Province. If you have any interest in national affairs, you must also be aware that during the election campaign the nation expressed its powerful disapproval of the present regime. Following the people's rejection of the Government, you should have been surprised at the election results in which the 'Pakistan National Alliance' which could muster such overwhelming popular support, could only get 8 out of 116 seats in the Punjab. You must surely know that many people were not even allowed to file their nomination papers. Was it not too much of a co-incidence that no papers could be filed against the Prime Minister and all the Chief Ministers of the four provinces? That those who dared to try, ended up in spending a few nights in Police custody? One of them has still not been traced.

Those of you who were even remotely connected with duties in connection with 7th March election would also know of the blatant manner in which rigging took place: Of the hundreds of thousands of ballot papers of P. N. A. candidates that had been taken out of ballot boxes and were found in the streets and fields of Pakistan following the election on 7th March. You would also have seen the deserted polling stations on 10th March, the day of the Provincial polls, following the call for boycott of Provincial elections by the P. N. A. Nevertheless Government media announced that an unprecedented number of votes had also been polled at the provincial election and the percentage was said to be more than sixty. Then surely you must have followed the movement which called for Bhutto's resignation and re-elections in the country.

The coming out of women in thousands on the streets in every city and town with babies in their arms was a scene that no one will forget. These were the women who Bhutto claimed had voted for him. The movement proved within a few days that he and his government had been completely rejected by the people. The death of hundreds of our youth and the beating of our mothers and sisters was a scene that may well have stirred you to shame and sorrow. Have you ever thought why the people put themselves to so much trouble? Why must mothers come out to face bullets with babies in their arms? Why do parents allow their children to face police lathis and bullets? Surely it is only because they feel that they have been wronged – that they have been cheated. That their basic right to 'HIRE and FIRE' their rulers has been denied them. They understood, when we told them the truth that the Constitution which you as officers of the Defence Services are sworn to defend had been violated. Article 218(3) of the Constitution of the 'Islamic Republic of Pakistan' says: 'It shall be the duty of the Election Commission constituted in relation to an election to organize and

www.bhutto.org

conduct the election and to make such arrangements as are necessary to ensure that the election is conducted honestly, justly, fairly and in accordance with law, and that corrupt practices are guarded against."

This, my friend, was not a just and fair election. Bhutto has violated the Constitution and is guilty of a grave crime against the people. It is not your duty to support his illegal regime nor can you be called upon to kill your own people so that he can continue a little longer in office. Let it not be said that the Pakistan armed forces are a degenerate Police Force fit only for killing unarmed civilians. How else can you explain the shooting of a spirited lad whose only fault was to show the 'V' sign to the army in Lahore the other day. The spirit of adventure; of defiance rather than servility needs to be encouraged in our youth and this unfortunate incident is a blot on the name of the army which would be difficult to wipe out. Similarly, shooting by the army in Karachi on an unarmed crowd is unpardonable. Didn't you realise that the poor and hungry people of Pakistan, throughout the 30 troubled years of our history, had shown only love and affection for our armed forces. That they wept when you laid down arms in East Pakistan; that they have always prayed for your glory and have literally starved themselves and their children so that you are well fed and our Generals and Senior Officers can live a life that even their British and American counter-parts would not dream of. It pains me to say that, that love is now gone. Pray do not let it turn to hate. For should that happen, a tragedy would have occurred in the history of this nation which we in our life-time may not be able to undo.

As men of honour it is your responsibility to do your duty and the call of duty in these trying circumstances is not the blind obedience of unlawful commands. There comes a time in the lives of nations when each man has to ask himself whether he is doing the right thing. For you that time has come. Answer this call honestly and save Pakistan. God be with you.

M. ASGHAR KHAN
(Air-Marshal-Retd.)

PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE'S PROPOSALS FOR A POLITICAL SETTLEMENT

Introduction:

These proposals are in five parts i.e.:-

1. Steps to be taken immediately.
2. Dissolution of national and provincial assemblies and general elections in the country.
3. Re-constitution of the election commission and arrangement for the conduct of elections.
4. Administrative steps to be taken in Pakistan & Azad Kashmir.
5. Mr Bhutto's resignation.

-.-.-.-.-.-.-.-.-.-.-.-.-.-.-.-.-.-

1. Immediate Steps:

(a) Emergency and Martial Law to be ~~declared~~ lifted. Recent amendments in the Army Act to be annulled.

(b) Section 144 to be withdrawn.

(c) All political detenues and prisoners including lawyers students, journalists, labourers and peasants to be released and cases against them to be withdrawn covering the period from January 1972 to March, 7, 1977.

(d) All detenues and prisoners held since March 7, 1977 to be released and cases against them to be withdrawn.

(e) Families of those persons who have lost their lives during and after the election to be given adequate compensations and adequate financial assistance to be given to those who have suffered injuries in this connection.

(f) In Baluchistan, arrangements to be made for the rehabilitation of all those families who had to leave their homes and compensations to be given to the families of those persons who have lost their lives since February 1973.

(g) Unilateral amendments made in the unanimously agreed Constitution to be annulled.

(h) All Special Courts and Tribunals to be dissolved. Persons convicted by special courts and tribunals to be released and cases against them to be withdrawn.

www.bhutto.org

(j) All restrictions on press and publications to be removed and cancelled declarations to be restored.

(k) Character assasination and propaganda through Radio Television and Trust Papers to be stopped and equal opportunity to be given to parties to express their view-point through Radio and Television. P.N.A. nominee to be taken on Board of Directors of Pakistan Radio and Television during election period.

(l) All restrictions on healthy trade union activities to be removed.

(m) All eductional institutions to be opened.

(n) All those persons who have been openly or secretly externed from Pakistan to be allowed to come back.

2. Dissolution of Assemblies:

(a) National and Provincial Assemvlies to be dissolved after completing necessary formalities and not later than seven days of the agreement being reached.

(b) General Elections to the National and Provincial Assemblies to be held simultaneously within a period of thirty days after the dissolution of the National and Provincial assemblies.

(c) Elections of the members to the Senate by the present National and Provincial Assemvlies to be held void.

3. Election Commission:

(a) New Chief Election Commissioner to be appointed and new Election Commission to be constituted with mutual consent.

(b) Chief Election Commissioner and Election Commission to be given adequate legal, financial and administrative powers enabling them to organise, conduct and make arrangements to ensure that election is conducted honestly, justly, fairly and in accordance with law and that corrupt practices are guarded against.

(c) Representation of the People's Act to be amended in accordance with the suggestions of the new Commissioner or Commission.

(d) Judicial authorities in the Federation and in the Provinces to assist the Commissioner and Commission in the dischage of his or their functions.

(e) Commissioner and the Commission to have legal powers to take action summarily against any Federal or Provincial authority who disregards, disobeys or fails to provide assistance to them in the discharge of their function or indulge in any corrupt practice to influence the election.

www.bhutto.org

(f) Returning Officers to be drawn from the Judiciary.

(g) Responsibility for law and order at Polling Stations will be entrusted to regular Armed Forces of Pakistan.

(h) Commissioner and Commission should have full authority including power of punishment to effectively stop any interference in the election by any Government or semi-government organisation or body.

(j) Election results to be announced only under the authority of the Chief Election Commissioner. No unofficial results to be announced in any manner without his prior authority.

4. Administragive Steps:

(1) In Pakistan:-

(a) Governors for all the four Provinces to be appointed with mutual consent. Similarly changes to be made in certain key appointments with mutual consent.

(b) After dissolution of Provincial Assemblies, Governor ~~Government~~ to assume all the functions of the Government in the Provinces.

(c) Army to be sent to barracks in Baluchistan.

(2) In Azad Kashmir:-

(a) Present Azad Kashmir Assembly to be dissolved.

(b) New care-taker President to be appointed in consultation with the All Jammu & Kashmir Muslim Conference and all the functions of the government to be assumed by him.

(c) Unilateral amendments made in the Constitution to be annulled.

(d) Fresh election to the Azad Kashmir Assembly and to the office of President to be held in June, 1977. Appointment of the Election Commissioner and other election arrangements to be made in consultation with the A.J. & K Muslim Conference.

5. Mr Bhutto's resignation:

Mr Bhutto to resign from office of Prime Minister immediately after the dissolution of National Assembly.

SIHALA CAMP PRISON
3 MAY 1977

www.bhutto.org

SIHALA CAMP PRISON
12 May, 1977

Dear Mr. Bhutto,

You will recall that during your visit to me at SIHALA on 11th May I had told you that I would, after consultations with my colleagues, inform you whether further discussions between us could help to resolve the present political deadlock. I have accordingly informed my colleagues at Sihala Camp Prison of your point of view as communicated to me. This is summarised below:-

(a) The present internal and external situation is not condusive to the holding of fresh elections in the country.

(b) Notwithstanding your views on the undesirability of holding elections for the National Assembly, you nevertheless favour the continuance of a political dialogue.

Your views have been given the fullest consideration by my colleagues in our meeting today and we are unanimously of the view that your understanding of the political problem and its remedy is so different from that of the nation that no purpose would be served by the continuence of such fruitless meetings.

In communicating this view to you, I would like to remind you of your own admission in a press conference that grave irregularities had been committed in the 7th March elections by your Ministers, government officials and colleagues. I would also like to draw your attention to a A.P.P report appearing in the Gujrati language daily 'MILLAT' of Karachi of 6th May, in which the Chief Election Commissioner is qaoted as having said that, 'Irregularities have

www.bhutto.org

have been committed on such a large scale that scrutiny of particular cases is of no avail and that the only solution is the holding of general elections in the country.' It is understood that this press release was withdrawn after having been issued and did not, therefore, appear in other national newspapers. I am also constrained to remind you of the highly provocative and utterly false charge made by you in the National Assembly on 28th April of P.N.A's involvement in an 'International Conspiracy'. We have also seen that during the last three weeks, whilst you have been expressing anxiety at the present situation and have emphasied your desire to see the problem resolved, your Government has imprisoned and humiliated thousands of political workers including women and the so-called 'law enforcing agencies' have been guilty of the murder of a large number of innocent men, women and children. The ghastly beating to death of a woman with rifle butts in Mirpur Khas two days ago, was not in our opinion the action of a Government that wished to see the problem resolved by negotiations. It is sad that you should have made this a matter of personal prestige and allowed your countrymen to suffer rather than bow before the public will.

Inspite of those humiliating and provocative actions of your Government and contrary to the wishes of millions of our country-men who are facing the bullets and lathies of your so-called 'law enforcing agencies', I agreed to meet you in the hope that an honourable and speedy end may be found of the present impasse. I did this in good faith and disregarded any false sense of vanity or pride. I did this in the hope that better sense would prevail and the country would be saved further blood-shed and misery. Unfortunately these hopes have been belied and my colleagues and I have come to the regretful conclusion that you have tried to create the impression of a political dialogue in the hope that in the meantime, the people's will to resist and

www.bhutto.org

to continue the movement would be weakened.

In view of this I am sorry to have to inform you that I will be unable to receive you and to engage in any purther discussions until our three basic demands, which have already been communicated to you, are accepted.

I hope that you will see the wisdom of adopting this course of action. It is, in our view, the only course that would lead us to the solution of the present political problem.

Yours sincerely,

(Mufti Mahmud)
President
PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE

www.bhutto.org

Sihala Camp Jail
May 21, 1977
Dear Mr Bhutto,

As you are aware that in my letter of May 12 I had said that in the absence of your clear and positive attitude to the basic demand of the PNA it has become difficult for us to continue the dialogue. After March 8, the people of Pakistan in a nation-wide movement have given unparalleled sacrifices and have suffered immense hardships and we feel that unless there is a definite assurance from your side to the holding of fresh elections to the National Assembly it will neither help in diffusing the situation nor would it satisfy the people in any manner.

After that at midnight on May 13 all my colleagues were sent to far flung places and confined in various jails [illegible] (perhaps by way of punishment).

On May 17 the Saudi Ambassador Al Sayed Riaz Al Khatib called on me and conveyed the desire of Jalalatul Malik [illegible] that in the interest of Pakistan's solidarity and in the greater interest of the Muslim world fresh efforts should be made to reach a settlement. The Saudi Ambassador also gave an impression that you were willing to take a more realistic attitude to our demand to dissolve the National Assembly and hold fresh elections and that [illegible] [illegible] [illegible] you desire that the whole matter should be decided in a package deal.

On May 18 two of my colleagues Nawabzada Nasrullah Khan and Sardar Abdul Qayyum were brought to Sihala. The same day you visited Sihala alongwith your ministers Mr. Abdul Hafeez Pirzada, Maulana Kausar Niazi and Mir Afzal Khan and expressed (in unambiguous terms) your willingness to dissolve the National Assembly and that the matters [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] pertaining to the arrangements for elections would be settled

on the existing [illegible] between the Govt. + the PNA in a package deal I told you that unless I consult my other colleagues who are scattered in various jails of the country I cannot give you a definite reply. Consequently you agreed to release Sardar Qayyum Khan and to make arrangement for him to contact my other colleagues. Sardar Qayyum was released on May 19 and he left for Karachi the same evening from where he visited Maulana Shah Ahmed Noorani at Garhi Khairo, Prof Ghafoor Ahmed at Dadu and [illegible] Asghar Khan at Sahiwal. After few days arrangements were made for Sardar Qayyum to meet Mr. [illegible] Khan, Begum Nasim Wali Khan, Sardar Sherbaz [illegible] and [illegible] Tufail Mohammad at Rawalpindi, Khanpur, [illegible] & Bahawalpur and he returned on the evening of May 25.

On May 26 the Saudi Ambassador visited us at Sihala and we requested him to convey to you that in view of your assurances we are prepared for the parleys with you and we have certain suggestions for creating more conducive atmosphere for the parleys and these suggestions are the same for which you have, from time to time, expressed your willingness to accept. I am enclosing these suggestions once again with this letter.

Our three member team has already been named by the PNA for the parleys, one of its members Prof. Ghafoor Ahmed may be allowed to join me at Sihala.

Now it entirely depends on you when you would wish to resume the parleys for a political settlement.

Yours sincerely,

27-5-77

MUFTI MAHMOOD
PRESIDENT
PAKISTAN NATIONAL ALLIANCE

MR ZULFIQAR ALI BHUTTO
PRIME MINISTER'S HOUSE,
RAWALPINDI.

www.bhutto.org

REPORT OF LEGAL COMMITTEE REGARDING REFORM OF ELECTORAL LAW.

During the last elections widespread corrupt practices took place. The phenomenon reflects moral failure on the part of a large number of participants in the process. Yet it has been felt that a number of them could have been avoided if more adequate legal provisions necessary for honest, just and fair elections had been made. It was complained

(i) that many Presiding Officers acted dishonestly and permitted profaning of the ballot on a wide scale;

(ii) that the Returning Officers and other official agencies (including the Police and the FSF) instead of preventing corrupt and illegal practices either turned a blind eye towards these happenings or actively participated therein;

(iii) that the local administration, by and large, was partial and took active part in the election in a manner prohibited by section 92; and

(iv) that the State-controlled media actively supported the party in power in a blatant and unfair manner.

The above mistakes the Election Commission was unable to control notwithstanding its keen desire to do so. It appears that bare Article 220 which makes it the constitutional duty of all executive agencies to assist the Commissioner and the Election Commission in bringing about honest, just and fair elections and to guard against corrupt practices, was not considered enough, because the Election Commission does not have adequate powers to ensure positive cooperation, and obedience of its directions, and to punish disobedience.

www.bhutto.org

I. Therefore, in the matter of the Constitution and the powers of the Election Commission it is suggested:

1.1 That the new Election Commission to be formed under Article 218 should consist of five members. Such a step would ensure that it will be possible to have at least one member in every Province within the crucial period of elections. In view of the number of seats allocated to the Province of Punjab being more than half the total seats, Punjab has to be represented by two members in case the Commissioner belongs to another Province, and in case the Commissioner is from the Punjab only one other member be nominated from Punjab.

1.2 That the Commission should have the power to requisition the services of all varieties of civilian and military or para-military personnel in the service of Pakistan. Its authority should not only extent to government servants, but also to University and local government employees and employees of government controlled institutions and industries.

1.3 That any person, who is invited by the Commission out of the above categories, should be duty bound to obey the directions of the Commission from the day when the elections are announced or when he is invited, whichever is later, till ten days after the polls. The Commission should have administrative and disciplinary control over all ~~people~~ those whom it invites for any duties concerned with the elections.

1.4 That the Commission should have full disciplinary powers including the power to suspend or dismiss or reduce in rank or punish otherwise all persons who, in the opinion of the Commission, have defaulted or misbehaved in the performance of their duties in connection with the elections and no

www.bhutto.org

appeal should lie from such a decision of the Commission to either the Federal or the Provincial Government or the employing authorities.

1.5 That the law should provide that on requisition by Election Commission of the services of any person in service of Pakistan (as defined by the Constitution) local authority or any Government controlled organization, institution or agency, the person whose services are requisitioned shall, notwithstanding any law to the contrary, be deemed for all purposes to be a servant serving the Election Commission who shall have complete powers of the Employer over him. Disciplinary action taken by the Election Commission shall be effective notwithstanding the concerned persons' terms or contract of service in the parent department. The Central or Provincial Governments or the Employers shall have no power to directly or indirectly revoke the effect of punishment imposed. An appeal could be provided to the full Commission minus the member who passed the order of punishment.

1.6 That the Election Commission should have the power to hear appeals against the counting of votes. The Election Commission should have the power to order a re-poll and to declare a poll void and to withhold the declaration of results of any seats if it is satisfied after such summary inquiry as it may deem necessary that by reason of grave illegalities or violation of the provisions of this Act or the rules the poll in any constituency ought to be declared void.

1.7 That the Commission should have the power to issue mandatory and prohibitory orders to the Pakistan Television Corporation and thePakistan Broadcasting Corporation and to all State-owned

www.bhutto.org

media to establish due balance and exercise impartiality in their projection of news and views about the elections. The Pakistan People's Party and the Pakistan National Alliance should receive equal time in the Television programmes and broadcasts, at least in the forthcoming election.

1.8 That having regard to the past experience about arrests of Polling Agents and victimization of party workers, the Election Commission should exercise the powers of a High Court in granting bail and in making all other prohibitory orders to protect bona fide candidates and party workers from arrests and victimization during the course of elections. The Election Commission should also have the power to delegate powers to take bail of such persons, to its Members, to the Provincial Election Commissioners and to such other authorities as the Election Commission may nominate in this behalf. (Other authorities may include members of Judicial Services of the Provinces and the Centre in relation to Tribal Areas) These powers shall be available till 10 days after the elections and shall be in addition to the powers exercised by ordinary courts under the Criminal Procedure Code and other laws.

1.9 On complaint made to the Commission or any of its member or the Provincial Election Commissioners it should be possible for these authorities to impound such vehicles of State-controlle or State-owned authorities, organizations or companies as are being used to further the cause of some candidate as against the others.

1.10 The Commission should also be empowered to issue prohibitory orders, mandatory orders to enable holding of just, honest

www.bhutto.org

and fair elections to prevent corrupt practices, and also to attach other facilities that are being used in contravention of section 92.

1.11 That the election results should be declared by the Election Commission only and not by the Returning Officers. Radio and T.V. announcements of the result should be made also by the Election Commission only.

1.12 The identity slip given to the voters by the candidates should contain only the serial number of the voter on the Roll and should not have either the symbol of the candidate, nor the name of any party nor the name, parentage or place of residence of the voter.

II. The second source of abuses were inadequate provisions regarding the ballots and the use of easily removable or replaceable small boxes for the purpose of polling. In this behalf, the following suggestions are made:-

2.1 That the ballot papers should be printedunder the direct authority of the Election Commission and by no one else.

2.2 That the ballot papers should be printed on water-mark paper so that duplicating is not possible or at least is extremely difficult.

2.3 That the printing should be x done by the Security Printing Press and no other printer should be allowed to undertake this work.

2.4 That the ballot papers for the Provincial or the National Assembly should be on paper of different colour. The ballot papers to be used in case of spoiled ballots should be of yet other colours.

www.bhutto.org

2.5 That ballot papers should be serially numbered. The counterfoils should be numbered on the front and the ballot paper at the back. The presence of a serial number at the back of the ballot is a reasonable precaution against fabricated ballots being introduced unofficially. Without a ballot having the number at the back it is impossible to exclude bogus ballot or one cast by an imposter or for a dead voter or for a voter abroad or for another voter. The institution of tendered votes is cumbersome and in any case experience indicates that it has become useless under the present system. The fear of disclosure of identity by the presence of a number at the back of the ballot is groundless. This fear has been played upon by Governments who really are interested in introducing bogus and fabricatedxxx ballots. If ballots casts are kept in proper custody, secretary can be maintained.

2.6 That ballot papers issued for a polling station must be equal to the number of registered voters of that polling station. If any ballot paper is spoilt for any reason then a duplicate may be issued from a ballot book of another colour and different serial number. The number of the spoilt ballot paper may be entered in the counterfoil of the new ballot issued.

Before Ayub Khan's time all ballots carried a number at the back and no body thought this could lead to disclosure of identity of voters. This is the law in England even under the Representation of People's Act 1969. Rule 19(2) of Parliamentary Election Rules Halsburry Statutes Vol-XI P.734.

2.7 That all ballots shall have the seal of the Commission and the initial of the Presiding Officers. Ballots should also be sealed/

www.bhutto.org

signed at the back by such of the Polling Agents who may be present. This is not impracticable and the Chief Election Commissioner has in his interview with the Nawa-e-Waqt xmp proposed this.

2.8 That the polling time may be extended by one hour to allow this to be done but the actual modalities need to be worked out. Probably not more than 200 ballots should be signed or stamped by the Polling Agents at one time and as these are about to be exhausted a further 200 may be so signed/stamped and this process can be repeated.

2.9 That Polling of the National Assembly and Provincial Assemblies should be held on the same day. This was recommended in the 1970 report by the Election Commissioner (para 3 page 185). The colour of ballots for the two assemblies being different it would be convenient to use the same drum/box for depositing the ballots for the National and Provincial Assemblies. Sorting out of ballot of different colour would be only a matter of few minutes.

2.10 That the names of candidates should appear in Urdu alphabetical order with an English transliteration under it.

2.11. That before the preparation of statements in Forms XIV and XV the Presiding/Polling Officers shall count the number of persons whose names have been crossed out in the electoral roll as having voted, as provided in section 33(c) and then record the total on every page of the Electoral roll used for such purpose and obtain the signature on each page from the Polling/Election Agents present.

2.12 That the steps prescribed by section 38(10) and rule 25 and the preparation of form XV shall be undertaken before the

www.bhutto.org

counting of votes starts and a copy of this statement shall be supplied to the Polling Agents against receipt. The official copy shall be signed by the Election/Polling agents present.

2.13. That during the last election in scores of constituencies ballot boxes being small were removed, replaced or tampered with. One method to avoid this is to have large drums or thick glass drums and these drums should be tied and locked to heavy tables. Instead of having 4 or 6 small boxes one big drum with one or more slits on the top can be used. Complaints of boxes which have either false bottoms or easily removable bottom were also common in the past. These can be avoided.

2.14. That both in rural and urban areas there should be composite polling stations for men and women. In rural areas this practice is followed already and in some urban areas the practice is adopted.

2.15. That every voter must announce his name and parentage as he presents himself at the place where ballot is to be issued to him and the ballot issuing authority should also announce the name and parentage. This is to enable the Polling Agents who do not personally know the voter to check his particulars and to cross out his name from the copy of the list.

2.16. That male polling agents should be permitted to be present at ladies' booths and polling stations.

III. The third source of profaning of ballot was in the field of female vote and the rural vote. Many women in this sector did not know the procedure of voting nor their rights in this behalf. Same is true of a large number of male voters. There was inadequate realization of the importance of the ballot. It is suggested:

www.bhutto.org

3.1 That every rural programme on the radio and television must, for 8 weeks before the elections, provide for some time to explain to the rural audiance the importance of ballot, the good and bad consequences of not voting with responsibility, their rights in this behalf and the manner in which they have to exercise their votes. These programmes should also warn them of the possible ways in which they might be misled in this behalf. Short films should also be made about the do's and don't's and about the tricks that are played on the voters. A massive exposure to an otherwise neutral education commission of the rural voters may make a great deal of difference.

3.2 That candidates would be entitled to send pamphlets and letters to the voters. It should be mandatory that some prominantly visible space should be assigned in each post and pamphlet about the manner of voting and the rights of the voter. The text of this could be prepared by the Election Commission.

3.3 That all cinemas should display in every show at least ten minutes of material explaining to the electors their rights and ~~their~~ duties in regard to the above-mentioned subjects.

NOTE: The above duties should in no case be given to the local administration who can then use this very process to educate the voters in the particular direction they want to impose.

VI. In addition to the above, the following matters require attention:

4.1 ELECTORAL ROLLS: According to Article 51 of the Constitution except for the first general election a person is entitled

www.bhutto.org

to vote if he is not less than eighteen years of age. This means that in the event of a fresh elections all such persons who are above 18 years have now become eligible to vote. If this provision remains intact and is by agreement to apply to the new elections the electoral rolls may have to be prepared afresh to include the names of such persons. Also for the purpose of elections, voters lists will have to be revised in accordance with the provisions of the Electoral Rolls Act, 1974. This will necessarily involve considerable time as many changes are stipulated by the law. In view of the fact that the time available before the next election would be short the law should be temporarily amended for the purpose of this election so as to require such enlishment and corrections to be done within the minimum time available in terms of the date fixed for the elections and in any case not more than six weeks. For this purpose it is suggested that new registration should only be on application by eligible persons and all such applications should be accompanied by a birth/school certificate or other document in proof of age.

4.2 MEETINGS: Every candidate should be entitled on payment of a nominal fee to use a college or school hall within the constituency for holding meetings and bookings may be made in advance for a fixed period of time so that other rival candidate could also be similarly accommodated. This is provided in the British Representation of People's Act, 1969. In our country the most frequent practice is to hold meetings in open parks or grounds, most of which are owned by the Government or Municipalities

www.bhutto.org

or colleges and Universities. A right to use these during the election period should be recognized.

4.3 Postage: Free postage facilities for sending three pamphlets or letters to each voter during an election campaign should be granted.

4.4 Eavesdropping and wire-tapping and disconnection of telephones: It should be made a penal offence to use electronic instruments or directly wire-tap conversation, telephonic or otherwise. If any telephones are disconnected or use of such telephones is interefered with during the election period, the Commission should have the power to order restoration of such connections and non-interference with their use by summary orders. Refusal to obey would lead to conviction for contempt.

4.5 Posers to requisition services: All public servants whose services are requisitioned by the Election Commission should be under its administrative control and subject to punishment by it for any breach of discipline or neglect of duty.

4.6 Government vehicles: Use of Government vehicles or of vehicles owned by corporations and organisations controlled by the Government for election should be made a penal offence.

4.7 Impersonation: The so-called indelible ink that has been used in the previous elections was certainly extremely delible. Even the manner of marking was uneven and could be easily removed. It is suggested that steps be taken to find and provide an indelible ink which is not removable with ordinary nail ~~px~~ polish remover and similar chemicals.

www.bhutto.org

Instead of a small mark being made on the thumb, a large mark at the back of the hand should be made and each party's agent should have a right to protest if the voter has applied any chemical or oil or any other greasy matter in advance to render ineffective the mark of the indelitle ink.

4.8 That it should be possible for the Commission to regulate, control or even prohibit inter-District movement of people from three days before the election if it is shown that people are being transported for the purpose of providing bogus voters in an area where elections are to be held. The actual modalities in this behalf shall have to be worked out. It was complained during the last elections that in the Rawalpindi District a number of persons from Azad Kashmir were brought to enhance the ranks of voters.

4.9 The Chief Election Commissioner had in his interview published in the Nawa-i-Waqt on 6.5.77 said that he has from time to time and particularly after 1977 elections made recommendations which if accepted should remove corrupt and bogus voting. The PNA should insist on getting the copies of all such notes, and after examination of the same further recommendations will be submitted.

www.bhutto.org

A C C O R D.

Whereas the Pakistan National Alliance claimed that election held in March, 1977 had been rigged on a massive scale by the Government and the administration, frustrating thereby the of the people and this rendering the electoral process a framd;

And whereas the Pakistan People's Party claimed that rigging had not taken place on the scale alleged by the Pakistan National Alliance and assarted that it had won the majority vote;

And whereas the result a country wide agitation on an unprecedented scale took place in the country, which ultimately led to the imposition of Martial Law, which step also failed to contain or resolve the political problems created in the country;

And whereas Brother Muslim Countries, particularly Saudi Arabia, Kuait, Libya and UAE offered their good offices for resolving the conflicts (and ensuring implementation of the agreement) and following their sincere efforts talks were held between the representatives of the Pakistan People's Party- which formed the Government after the elections of March-1977 on the one hand, and the Pakistan National Alliance on the other in order to resolve the existing political crisis, to ensure the holding of honest, just and fair elections and avoidence of corrupt practices and restoration of congenial atmosphere, mutual confidence and tranquility necessary for such elections and to prevent abuse of power; now therefore the parties have agreed upon the followin accord:-

1. DISSOLUTION OF ASSEMBLIES.
   The National Assembly and all the four provincial Assemblies shall stand dissolved on 7th July 1977 and the provincial Chief Ministers and provincial Ministers shall cease to hold office from that date.

2. NEW ELECTIONS.
   Election to the National Assembly shall be held on 6th October 1977 and for the four provincial Assemblies on 10th October 1977.

www.bhutto.org

3. SENATE.

All the persons elected as members of the Senate by the National Assembly and the provincial Assemblies constituted after the elctions held in March 1977 shall cease to be members of the Senate forhwith and these vacancies shall be filled in the manner prescribed in Article 59 of the Constitution by the new National Assembly and the provincial Assemblies, to be constituted purauant to the election to be held under the Accord,(provided that the members of the Senate who are due to retire in August 1977 shall continue as member till the National Assembly and the provincial assemblies concerned elects new Senators in their place, as also additional Senators.)

4. SUPREME IMPLEMENTATION COUNCIL.

For the purpose of ensuring full and faithful complaince with and implementation of the Accord there shall be constituted a Supreme implementation Council (hereinafter called the Council) which;

i) Shall perform such functions and have such powers and authority as are specified in the Accord and in schedule A to this Accord.

ii) Shall until the new Provincial Government are constituted after the elections to be held under this Accor, exercise the powers of the President and Federal Government in relation to the provincial Governors and the Provincial Government.

iii) In relation to the Tribal areas the functions to be performed by the President and the Government of the Provinces shall be performed under the directions of the Council; and

iv) In relation to Azad Jammu and Kashmir the functions to be performed by the President of Pakistan and the Federal Government shall be performed under the directions of the Council.

5. PROVINCIAL GOVERNMENTS.

That consequent upon the dissolution of the four Provincial Asseblies, the executive and legialative authority of the Provinces shall, subject to the control and direction of

www.bhutto.org

the council, vest in the new Governors of the Provinces, to be appointed by mutual consent of the parties to this Accord, and who shall have all the power and exercise all the function vesting in a provincial Governor and the Provincial Government under the Constitution of Pakistan.

6. ACTS, ORDINANCES, REGULATIONS AND ORDERS.

No law shall be enacted by the legislature and no ordinance, Regulation or Order shall be promulgated by the President or by any Governor of any Province unless it has received the prior approval of the Council.

7. KEY APPOINTMENTS.

i) The Council shall have the power to make fresh appointments and or review positings to all key posts including Secretaries to the Federal and Provincial Ministers and Diviaions, Heads of all Governments Departments including enforcing, security and investigating agencies, Divisional Commissioners, Deputy Inspector-Generals of police, the Deputy Commissioners and the Superintendents of Police. All appointments, changes and transfers of officials holding the aforesaid appointments shall be subject to the control of the Council.

ii) To ensure the impartiality and neutrality of the Provincial administrations no instructions verbal or otherwise shall be issued by the Federal Government to any functionary of two Provincial administration.

8. BALUCHISTAN.

The Armed Forces deployed in Baluchistan shall be recalled to their regular peace-time contonment stations in the Province of Baluchistan within fifteen days of the signing of the Accord and immediate measures shall be taken for the restoration of confidence in the public and the creation of conditionsnecessary to enable the citizens to come back to their normal abodes for the purposes of the election.

Adequate arrangements, financial and administrative, shall be made for the rehabilitation of all such persons and their families who had abandon their homes in Baluchistan or who were injured. Adequate relief shall be given to the families of all those who have lost their lives since February 1973 as a result of Government operations.

No person or his family returning to his home from outside

www.bhutto.org

or within Pakistan persuant to this accord shall be harassed or vexed nor shall any of then be imposed to any procution for any political activities.

9. AZAD JAMMU AND KASHMIR.

The Azad Jammu and Kashmir Assembly and council shall be dissolved on 14-7-1977 whereupon the present President, the Prime Minister and the Ministers shall oease to hold offices and a new care-taker President shall be appointed by mutual agreement with the all Jammu and Kashmir Muslim Conference and shall be vested with all the power and functions of the Government of Azad Kashmir. Unilateral amendments made in the Azad Jammu and Kashmir Interime Constitution Act 1974 shall be repealed and fresh elections to the Azad Kashmir and to the office of the President of Azad Kashmir shall be held on 15-10-1977. Appointment of the Election Commissionaer and other arrangements shall be made with the agreement of the All Jammu and Kashmir Muslim Conference.

10. CONSTITUTIONAL AMENDMENTS.

All amendments made in the Constitution of Pakistan affecting Fundamental Rights under the Constitution and curtailing or restricting the jurisdiction of Courts and impairing judicial power of Superior Courts as shown in schedule B to this Accord shall be repealed forthwith.

11. WITHDRAWAL OF EMERGENCY.

The declaration of emegency shall stand withdrawn forthwith and all Fundamental Rights shall stand restored, and shall not be abridged, suspended or abroagated, nor shall a new emergency be imposed for the duration of the Accord except with the previous approval of the council and subject to such limitations and restrictions as the Council may impose.

12. WITHDRAWAL OF D.P.O.

The Defence of Pakistan Ordinance shall stand withdrawn forthwith and all Tribunals constituted thereunder shall be abolished. All persons convicted or facing trial under D.P.O. and D.P.R. shall be released and all cases under under D.P.O. and D.P.R. whether instituted in Courts or Tribunal or not shall stand withdrawn.

13. SPECIAL COUTS ETC.

All Special Courts and Special Tribunals constituted under any law shall be abolished forthwith. All persons convicted by such Courts or Tribunals shall be released

www.bhutto.org

forthwith irrespective of the period of sentence which has not been served so far and their sentence shall be reduced to those already undergone. All cases pending before any Special Court or Tribunals shall be reexamined by the Government for such further action as may be required and, if a trial is to be continued or initiated, then the case shall be placed before ordinary courts of criminal jurisdiction to be tried under the normal rules of criminal procedure and evedience applicable to other similar cases.

14. ARMY ACT. 1952.

Amendments to the army Act, 1952 by Act X of 1977 or other laws which subject civilians to trials by Courts Martial, shall be withdrawn with immediate effect and persons convicted as a result thereof shall be released forthwith.

15. RELEASE OF PRISONERS AND DETENUS.

All persons detained under proventive detention laws, held in custody for interrogation or otherwise by police or other law enforcing agencies or by the Armed Forces or undergoing trials, or convicted for offence in connection with elections, or the demand for elections or for participating in political activities commencing from 1st January 1972, shall be released forthwith and cases registered or pending against them in this behalf shall be withdrawn and all orders restraining movements shall also be withdraw.

Where necessary, law Officers shall enter a statement of nolle prosequi even at the appellate stage, No fresh cases against political workers will be initiated nor will such persons be arrested or detained.

A Committee consisting of equal number of members of both parties shall review all cases which the Government feels are not covered by this paragraph for which purpose a list of such persons shall be provided by the Government within two weeks.

16. CONVICTED POLITICAL WORKERS.

Political leaders or workers tried or arrested for offences connected with their political activities since 1-1-1972 and convicted by Tribunals/Courts shall be released forthwith and be deemed to have been acquitted, All such cases whether

www.bhutto.org

pending in Courts or Tribunals or with any investigating agencies shall also stand withdrawn.

17. RELIEF AND ASSISTANCE.

The families of all such persons who lost their lives during and after the elections held in March 1977, in consequence of elections or in its after-math, shall be given adequate relief. Adequate financial assistance shall be given likewise to all such persons who have suffered injuries or losses in the aforesaid circumtances.

18. EXTERNESS.

All Pakistanis who have been externed from Pakistan or who are not being allowed to return to Pakistan shall be at liberty to enter Pakistan without let or hindrance.

Persons arrested or taken into custody within the Provinces and removed to territories outside the provinces and detained there should be brought back and released after intimation to the Coucil.

19. NO PUNISHMENT FOR POLITICAL ACTIVITIES RELATING TO ELECTIONS.

No one shall be arrested, detained, held or prosecuted or harassed in any way for taking part in any political activity relating to the elections.

20. RESTRICTION ON POLITICAL ACTIVITIES.

No restrictions under section 144, Cr. P.C. or any other law shall be imposed in restraint of political activities, nor shall the use of loudspeakers be prohibited.

21. PRESS.

All restrictions on the freedom of the press shall stand withdrawn forthwith and the declaration of newspapers and periodicals cancelled or withdrawn since 1-1-1972 shall also stand restored forthwith. New declarations shall be authenticated freely. Printers and publishers and all journalists convicted or held in custody shall be released forthwith and the presses and property restored and any fines exacted be refunded.

Discriminatory treatment in the matter of grant of newsprint quota and allocation of Government and Semi-Government advertisements shall be ended forthwith.

22. OFFICIAL MEDIA.

The officially-controlled or owned media shall project

www.bhutto.org

news and views with balance and impartiality. Equal time and opportunity and fair projection shall be enjoined by statute on the Pakistan Television Corporation, the Pakistan Broadcasting Corporation and the National Press Trust Papers and Magazines in the matter of news and views of the Pakistan People's Party and the Pakistan National Alliance.

The above mentioned media shall be enjoined to refrain from charactor assassination of political parties and workers and shall be subject to the control and direction of Council.

23. TRADE UNIONS.

All lawful trade unions activities shall be encouraged and curbs and restrictions on the same shall immediately be removed and labour and Kissan leaders and workers in custody shall be released forthwith.

24. ELECTION COMMISSION.

The election commission shall consist of the Chairman of the Commission and four members to be appointed with the consent of the Pakistan National Alliance. The Election Commission shall have the power to appoint such officers and servents including judicial officers as are considered necessary for the discharge of its functions and also shall have power to impose penalties on such persons for any malpractice, illegality or irregularity.

25. AUTHORITY OF ELECTION COMMISSION.

The Election Commission shall be given adequate legal authority, finances and administrative powers and the power to issue prohibitory and mandatory orders and attachment orders. The Commission shall also have the power of the High Court to release persons on bail or to suspend the operation of arrest as may be necessary to enable it to conduct the elections honestly, justly and fairly. Amendments shall immediately be made in the elction laws in accordance with schedule 'C'.

26. ARMED FORCES TO AID ELECTION COMMISSION.

Approprite amendments shall be made in the Representation of People's Act, 1976 in terms of Article 245 of Constitution to enable the Commission to call upon the Armed Forces of Pakistan to render aid and assistance and to provide

www.bhutto.org

personel for the purpose of holding the elections; provided that [redacted] the election commission or the Government shall not deploy any officers or men of the Federal Security Force or the Rangers and police [redacted] for any duties in connection with the elections.

27. ELECTIONS RESULTS.

The results of the elections shall only be announces by the Election Commission itself, and public media, including the radio, the Television and the newspapers controlled by the National Press Trust shall not dissaminate information about the results of the election except under the Election Commission to be issued in writing.

28. AMENDMENTS OF ALL ELECTION PETITIONS.

All election petitions instituted in relation to the elections held in March 1977 shall abate forthwith. No penalty shall attach to any candidate who failed to file his return of election compenses in connection with the above said election.

29. [redacted] MISCONDUCT IN ELECTION.

The PNA shall submit to the council a list of official federal and provincial who in their opinion are guilty of gross misconduct and attrocities during the period commencing 7th June 1977.

The Council will initiate enquiries into these allegations and where the allegations are substaintiated appropriate diciplinary action or legal proceedings will be initiated.

30. ARMS LICENCES.

I) All arms licences issued after 1st January 1977 by any authority in Pakistan shall be suspended and arms obtained or covered by these licences shall be deposited in the nearest military armoury

II) A list of all arms licences of prohibated bore issued after 1-1-1972 togather with full particulars of the licences holders and the weapon or weapons and names of issuing authority will be notified to the Council within a week of the signing of the Accord for such action as the Council may deem appropriate.

31. PROSECUTION OF PERSONS FOUND BY ELECTION COMMISSION, TO HAVE PRIMAFACIA COMMITTED OFFENCES.

All candidates, officials and other persons concerning whom the Election Commission, in the course of its enquiries conducted in March 1977 found primafacie grounds to believe that they misused their powers, violated the election law or otherwise interferred with freedom or fairness of the elections or committed other crimes shall be immediately procecuted.

www.bhutto.org

32. CONTROL OF F.S.F.
The Federal Security Force will be placed under command and control of the Army G.H.Q.

33. REMOVAL OF DIFFICULTIES.
As soon as the Council finds that there are difficulties in the enforcement and implementation of this Accord it shall forward to the President a draft of Ordinance Order, which in its opinion will remove such difficulty. The President shall immediately on receipt of such draft sign and prmulgate it and if he fails to do so within 24 thours, he shall be deemed to have signed it and the same shall become a part of the law of Pakistan.

34. MAINTENANCE OF STATUS QUE.
After the signing of the Accord and till the elections under it are finalised, the Prime Minister and his Government shall not make any policy decisions affecting the revenue and property of the state and if any such decisions became imperative for any reason, they may only taken with the concurrance of the Council.

II) That as from the signing of the Accord, till the conclusion of the election, the Federal and provincial Governments shall not take any steps to ban any existing political party or political organisation in Pakistan.

III) No amendments of the constitution except those necessary to implement this accord shall be made or initiated untill the next General Elections.

35. IMPLEMENTATION.
I) Implementation of clauses 1,2,3,4,5,6,10,11,24,25 & 33 of the Accord will require the enatments of temporary constitutional amendments the enactment of which shall be the responsibility of the Pakistan People's Party and its Chairman. For the purpose of immediate implementation of the National Accord, enactments and amendments of various laws, issuance of directions and notifications, shall be carried out with the greatest expendition.

II) The Federal and Provincial Governments shall do every thing necessary to give full effect to the Accord and shall not be any thing or permit any thing to be done or

www.bhutto.org

allow any thing toremain undone which will in any manner impede or defeact the implementation of the Accord.

SCHEDULE "A"

SUPREME IMPLEMETATION COUNCIL.

1. Notwithstanding anything to the country contained in the Consititution, for the purposes of ensuring full and faithful compliance and implementation of the Accord arrieved at between the Pakistan People's Party and the Pakistan National Alliance on--------------(hereinafte called the Accord), there shall be constituted a Supreme Implementation Council (hereinafte called the Council).

2. The Council shall be constituted as under:

   (a) Five members to be nominated by the Pakistan People's Party from time to time and
   (b) Five members to be nominated by the Pakistan National Alliance from time to time.

3. The Council shall have full authority to consider, on reference being made to it by any of its members or of its own motion or on a complaint received, any matter or issue concerning non-compliance with or non implementation of the Accord and shall, after considration, give its decision.

4. Decisions of the Council shall be unanimous, failing which the matter or issue shall stand automatically reffered for decision to the Supreme Court.

5. The reference shall be plased before the three senior most judges of the Supreme court who shall after issuance of notice to all the members of the implementation Council and discussing the matter or issue in camera ~~which~~ with the Council or such of its members as attend and give its decision by a majority within 72 hours of the receipt of the reference and such decision of the Supreme Court shall be deemed to be a decision of the Council.

6. That the Council shall meet whenever needed but at least once a week on the first working day of every week and shall continue in its deliberations till such time as the business in hand has been fully disposed of.

www.bhutto.org

7. The quorum for a meeting of the Council shall be seven members and in the event of a meeting not being held on account of failure of quorum the matter or the issue shall be deemed to have been automatically refered to the Supreme Court for decision as aforesaid and the Supreme Court ~~sahll~~ shall take action.

8. The decision of the Council shall be forthwith implementated by the Federal and Provincial Governments, as the case may be, and shall be binding on all constitutional and executive authorities and functionaries performing any duties or functions in connection with the affairs of the Federation of the Provinces, including the Armed Force, Government Corporations, Government controlled media and it sahll be the duty of the aforesaid persons, authorities and functionaries to act in aid of and carry out decisions and directions of the Council.

9. The Council shall have the power to make its own rules of procedure and regulate its own proceedings, including the constitution of committees.

10. The Federal Government shall provide all such facilities as the Council considers requisite for the functioning of the Council and its members and the expenditures shall be a charge upon the Federal Consolidated fund.

The above shall be incorporate into the Constitution in the shape of a temporary amendment as Article 15A-A of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and should cease to be in force immediately after the election of the Prime Minister.

SCHEDULE 'B'

AMENDMENT NO.	SECTION.	ARTICLE AMENDED.
1	3	3
1	4	17
1	8	193
1	9	199
1	10	200
1	11	209
1	12	212

www.bhutto.org

3	2	10
3	3	232
4	2	8
4	3	17
4	4	19
4	6	54
4	8	199
5	2	101
5	5	179
5	6	180
5	7	187
5	9	195
5	10	196
5	11	199
5	12	200
5	14	206
5	17	280
6	2	179
6	3	195
7	2	96
7	3	101
7	4	245

SCH EDULE"C"

AMENDMENTS REQUIRED IN LAWS RELATING TO ELECTION.

1. In Article 218, clause (2), sub-clause (b) should be amend. so as to substitute the word "Two" by the word "Four"

2. In Article 221, it shall be provided that the commission will have the authority to requisition the services of all persons in the service of Pakistan, and by an appropriate amendment in section 2 of the Representation of People's Act, 1976, it shall be provided that:

"Service of Pakistan" includes employees of Universities, local bodies, Government corporations, autonomous corporations, Government-controlled institutions and Industries and members of the Armed Forces of Pakistan.

www.bhutto.org

3. Amendment should be made to section 5 of the Representation of People's Act so as to add a new sub-section (3) to the effect that where any person is required by the commission to perform functions under sub-section (2) such person shall be bound forth-with by the direction of the commission which shall have full authority to exercise all disciplinary powers over such persons including the power of discipline, reducing in rank or dismissal from service or otherwise punish them if in the opinion of the commission they have failed to carry out the orders and directions of Commission or have been guilty of misconduct or disobedient in the performance of duties in connection with the elections terms and conditions of service of such servants in the parent department notwithstanding, and such orders shall be made appealable to the Full Commission only.

4. An amendment should be made by addition of section 64-A to the Representation of Peoplés Act empowering the Election Commission to hear appeals against the counting of votes by the presiding or the Returning Officers, as the case may be, and Article 225 of the Constitution should be suitably amended to permit this.

5. A new section 103 should be added to the Representation of People's Act empowering th Election Commission to issue mandatory and prohibitory orders to all executive authorities In the Federation and in the Provinces including all persons in the service of Pakistan and to all Government institutions and corporations and Government-controlled institutions corporations in all matters connected with or partaining to the Election in order to ensure honest, just and fair elections.

6. It is also suggested that a further sub-section be added to section 103 empowering the Commission to ensure that the Pakistan Television Corporation and the Pakistan Broadcasting Corporation and the State-owned media shall maintain due balance and exercise impartiality in the projection of news and allow equal time in the Television programme to the major political Parties.

7. It is further suggested that another sub-section be added to section 103 to the effect to enable the Election Commission or its delegates to exercise the powers of a High Court in the matter of granting bails and in making other mandatory and prohibitory orders to project bonafide candidates and their workers and that these powers should be exerciseable from the date of the notification of the election till 10 days after the declaration of the results of the elction

www.bhutto.org

and these powers should be in addition to those exercised by ordinary couts.

8. It is suggested that a further sub-section be added to section 103 to give powers to the election commission to issue prohibitory orders, mandatory orders and the order of attachment and all other such orders against any person as are necessary to enable the holding of a just, fair and honest election and to prevent the commission of corrupt practices, bribery or undue influence or violation of the Provisions of the Act or the rules made therunder

9. Section 42 of the Act should be amended so as to provide that election results should only be declared by the Election Commission and not by the Returning Officers and further providing that no public announcement of the result can be made by any person or authority except under the express directions of the Commission.

10. Section 85 of the Act should be amended so as to prohibit the issuance to a voter of any paper bearing the symbol or the name of the candidate or the name, Parentage or the place of residence of the voter.

11. It should be made a panel offence for any person to use wire-tapping or to use electronic instruments to intercept any conversation, telephonic or otherwise, and the Commission should be given power of ordering the restoration of disconnect telephones.

12. The Pakistan National Alliance had constituted a committee to examine the various malpractices which came to hight during the recent elections to suggest measures for ensuring honest, just and fair elections. Its report is appended and its recommendation should be enacted into law and rules.

13. It is understood that the present Chief Election Commissionor had recently made a report to the Government in relation to the elections in which he had recommended necessary tor ensuring fair elections. A copy of the same should be made available to the Pakistan National Alliance who shall make its comments thereon.

14. It is further necesary that the new Chief Election Commissioner be asked to review the present election laws and his recommendation be obtained for the purpose of ensuring honest, just and fair elections and the eradication of corrupt practieces and all the recommendations of the new Chief Election Commissioner should immediately be enacted into laws and rules for this purpose.

www.bhutto.org

A C C O R D.

This accord arrived at between Mr. Zulfikar Ali Bhutto the Prime Minister of Pakistan and the Chairman of the Pakistan People's Party, hereinafter reffered to as the first party, and Maulan Mufti Mahmood, President of the Pakistan National Alliance hereinafter reffered to as the second party;

Whereas a political crisis had arisen in Pakistan following the first general election held in the month of March 1977;

And whereas the parties to this Accord were desirous of finding a peaceful solution for the problems thus created;

And whereas the brotherly Muslim countries, particularly Saudi Arabia, Kuwait, Libya and the United Arab Emirates, and the PLO offered their good offices for resolving the conflict;

And whereas pusuant to these efforts talks were held between the parties above- mentioned with Mr. Abdul Hafeez Pirzada and Maulana Kausar Niazi Assisting the first party and Nawabzada Nasrullah Khan and Professor Ghafoor Ahmed assisting the second party;

And therefore with a view to seek restoration of congenial atmostphere, mutual confidence and tranquility necessary for honest, just and fair election and guarding against corrupt parties, the parties have arrived at the following Accord the terms whereof are:-

1. DISSOLUTION OF ASSEMBLIES.

The National Assembly of Pakistan and the Provincial Assemblies of the four Provinces shall stand dissolved not later than 15th day of July, 1977, whereupon the Provincial Governments consisting of the Chief Ministers and the Ministers in the four Provinces of Pakistan shall cease to hold office and there shall be Presidential rule in the Provinces as envisaged in Article 234 of the Constitution.

2. ELECTIONS.

Election to the National Assembly shall be held on 6th October, 1977 and to the four Provincial Assemblies on the 8th of October,1977.

www.bhutto.org

3. SENATE.

All persons elected as members of the Sanate by the National Assembly or the Provincial Assemblies after the first general election shall cease to hold office on the day following the date of the dissolution of the National Assembly as mentioned in para 1 hereinabove.

4. IMPLEMENTATION COUNCIL.

(a) For the purpose of ensuring honest, just and fair elections, full and faithful compliance with and implementation of the Accord there shall be an Implementation Council, hereinafter called the Council which shall perform such functions and have such powers and authority as are specified in this Accord and in the Schedule A thereto.

(b) The Council shall exercise such powers of the President and the Federal Government in relation to the Provincial Governors and Provincial Governments as are necessary for the purpose of ensuring honest, just and fair elections and faithful compliance with and implementation of the Accord.

(c) No Act, Ordinance, Regulation or Order etc. having a bearing on the elections and the implementation of the Accord shall be made unless it has been approved by the Council.

(d) The Council shall have the power to review the case of any Federal or Provincial Government servant against whom there is any complaint, grievance or apprehension of interfering with the fair conduct of elections or implementation of the Accord.

(e) The decisions of the council shall be implemented by the Prime Minister by the exercise of his executive authority.

5. BALUCHISTAN.

The armed force shall cease to be deployed in aid of civil power in Baluchistan within 45 days of the signing of the Accord and shall be recalled to the cantonments in Baluchistan.

www.bhutto.org

Measures shall be intensified for the restoration of confidence in the public and the creation of conditions necessary to enable the citizens to go back to their normal abodes for purposes of elections. Adequate arrangements financial and administrative shall be continued to be made for the rehabilitation of all displaced persons and their families. Adequate relief shall be given to all affected families. No person or his family so returning to his home shall be harressed or proceeded against.

6. CONSTITUTIONAL AMENDMENTS.

Amendments made in the Constitution of Pakistan and as shown in schedule B to this Accord shall be repealed by the present Parliament.

7. WITHDRAWAL OF EMERGENCY.

The declaration of Emergency shall be withdrawn on the signing of the Accord and all Fundamental Rights shall stand restored, and shall not be abridged or abrogated, nor shall a new Emergency be imposed for the duration of the Accord except with the previous approval of the Council.

8. WITHDRAWAL OF DPO.

On the signing of the Accord, the Defence of Pakistan Ordinance shall be repealed and Rules framed thereunder and Orders issued thereunder shall be withdrawn and the Tribunals established thereunder shall stand abolished, provided that the provisions relating to enemy property may be continued in force. All political workers under preventive detention or convicted or facing trial for any offence under the said Ordinance and the Rules framed thereunder shall be released forthwith and all prosecutions against them pending in tribunals or courts or under investigation shall atand withdrawn.

A Committee consisting of one reresentative of each party shall examine the cases of all such persons, not allowed the benefit of this para by the Government with-in two weeks. In the event of difference of opinion, the matter shall stand reffered to the Council for final decision. Case not falling within the ambit of this clause shall stand transferred to ordinary courts for trial under the ordinary rules of evidence and procedure.

9. ARMY ACT. 1952.

On the signing of the Accord, amendments made in the Pakistan

www.bhutto.org

Army Act by Act X of 1977 shall be withdrawn and persons convicted by Military Courts pursuant thereto shall stand acquitted and shall be released forthwith.

10. RELEASE OF POLITICAL WORKERS. (i)

All political leaders and workers (a) detailed or placed under detention under any preventive detention laws, or (b) held in custody for investigation, interrogation or otherwise by the Police or the other law-enforcing agencies, or (c) against whom cases under various sections of the penal Code have been registered, or (d) who are undergoing trials, or (e) who have been convicted for offences in connection with elections, or the demand for elections, election activities or for political activity shall be released forthwith. All cases registered against them whether pending in courts or tribunals or under investigation shall be withdrawn. Orders in restraint of movement if any shall also be withdrawn.

(ii) No fresh cases against political leaders or workers shall be initiated nor will such persons be detained on the above account, nor shall persons presently detained under one law be detained or arrested or tried under another law to nulify the effect of this clause.

(iii) Where the Federal or Provincial Government is of the view that any persons is not entitled to the above benifits or protection it shall provide within two weeks a list of all such persons to a committee consisting of one representative of each party which shall examine the cases against such persons and determine as to whether the concerned individual is entitled to the above benifit/protection.

In the event of a difference of opinion, the case shall be referred to the Coucil for decision.

11. RELIEF AND ASSISTANCE.

Reasonable compensation shall be paid to all such persons who as a result of agitation or disturbances connected with or consequent upon the elections held in March, 1977, received grievous injuries or suffered destruction or damage to their property and in like manner reasonable compensation shall be paid to the legal heirs of such persons who lost their lives in such agitation or disturbances. (The compensation shall be fixed by the Govenment of Pakistan in consultation with the Council and such compensation shall be determined and paid regardless of party affiliation of persons who

www.bhutto.org

died or received grievous injuries or suffered destruction or damage to property.)

12. NO RESTRAINTS AND RESTRICTIONS.

No person shall be arrested, detained, held or prosecuted for taking part in any political activities relating to election nor shall any restrictions under section 144 Cr.P.C. or like laws be imposed in restraint of political activity including restrictions on the use of laudspeaker, except as may be prescribed under the Code of Ethics to be mutually agreed upon.

13. PRESS.

Subject to a Code of Ethics to be mutually agreed upon all restrictions on the freedom of the press shall stand withdrawn and the Declarations of newspapers and periodicals cancelled or withdrawn shall be restored on an application made in this behalf. New Declarations shall be authenticated freely. Printers and publishers and all journalists convicted or held in custody shall be released. There shall be no discriminatory treatment in the matter of grant of newsprint quota and allocation of advertisment of Government and Government controlled agencies.

14. OFFICIAL MEDIA.

The officially-controlled or owned medial shall project news and views with balance and impartiality. Fair opportunity and projection shall be given by the Pakistan Telivision Corporation, the Pakistan Broadcasting Corporation and the National Press Trust papers and magazines in the matter of news and views of the Pakistan People's Party and the Pakistan National Alliance. There shall be no character assassination of political parties.

15. ELECTION COMMISSION.

The Election Commission shall consist of the Chairman of the Commission and four members to be appointed with the consent of the Pakistan National Alliance. The election Commission shall have the power to appoint such officers and servants including judicial officers as are considered necessary for the discharge of its functions and also shall have power to impose penalties on such persons for any breach of discipline or commission of any malpractice, illegality or irregularity.

www.bhutto.org

16. AUTHORITY OF ELECTION COMMISSION.

The Election Commission shall be given adequate legal authority, financial and administrative powers and the powers to issue prohibitory and mandatory orders. (The Commission shall also have the power of the High Court to release persons on bail or to suspend the operation of orders of arrest as may be necessary to enable it to conduct the elections honestly, justly and fairly). Amendments shall immediately be made in the Election laws in accordance with Schedule "C".

17. ARMED FORCES TO AID ELECTION COMMISSION.

The peoples Representation Act shall be amended so as to provide that on the request of the Commission the Federal Government shall call upon the Armed Forces of Pakistan to render aid and assistance and to provide personnel to the Commission for the purpose of holding the elections.

The Federal Security Force, Rangers and or the police shall not be used for any duties in connection with the elections on the polling days.

18. ELECTION RESULTS.

The results of the elections shall be announced by the Election Commission itself, and public media, including the Radio, the Telivision and newspapers shall not disseminate information about the results of the election except under the authority of the Election Commission to be issued in writting.

19. ELECTION PETITIONS AND RETURNS.

All the election petitions instituted in relation to the election held in March 1977 shall abate forthwith. No penalty shall attach to any candidate who failed to file his return of election expenses in connection with the above said elections.

20. MISCONDUCT IN ELECTIONS.

The Pakistan National Alliance may submit to the council a list of officials, Federal and Provincial who in their opinion are guilty of gross misconduct and atrocities during the period commencing from 7th January, 1977 for appropriate action.

21. ARMS LICENCES.

All arms licences issued after 1st January, 1977 by any authority in Pakistan shall be suspended and arms obtained or covered by these licences shall be deposited in the nearest

www.bhutto.org

military armoury.

22. FEDERAL SECURITY FORCE.

The Federal Security Force will be placed under Ministry of Deffence.

23. (i) After the signing of the Accord and till elections under it are finalized the Federal and Provincial Governments shall not commit State Property or revenues in any manner to influence the election.

(ii) As from the signing of the Accord till the conclusion of the elections, the Federal and provincial Governments shall not take any steps to ban any Political party or organization in Pakistan.

(iii) No amendments in the constitution, except those necessary to implement this Accord, shall be initiated or made until the next general elections.

24. IMPLEMENTATION.

(i) The making of the temporary amendments in the Counstitution and laws necessary for the implementation of this Accord shall be the resposibility of the first party.

(ii) The Federal and Provincial Governments shall do every thing necessary to give full effect to this Accord and shall not do any thing or permit anything to be done or allow anything to remain undone which will in any manner impede or defeat the implementation of the Accord.

SCHEDULE "A"

IMPLEMENTATION COUNCIL.

1. For the purpose of ensuring ful and faithful compliance and implementation of the Accord, there shall be constituted an Implementation Council, which shall consist of ten members including the Prime Minister of Pakistan and Chairman of.the Pakistan People's Party and Maulana Mufti Mahmud, the President of the Pakistan National Alliance and the composition and procedure of the implementation Council shall be regulated as stated hereinafter.

(a) The Prime Minister of Pakistan shall be the Chairman of the Council.

www.bhutto.org

(b) In the absence of the Chairman of the Council from any meeting thereof, the President of the Pakistan National Alliance shall act as Chairman of the Council.

(c) Mr. Zulfikar Ali Bhutto, the Prime Minister of Pakistan shall nominate four other persons to the Council to represent the Pakistan People's Party.

(d) Maulana Mufti Mahmud, the president, Pakistan National Alliance shall nominate four other members to the Implementation Council.

2. Council shall have ful authority to consider, on reference being made to it by any of its members or of its own motion or on a complaint received, any matter or issue concerning the compliance or the implementation of the Accord.and shall, after consideration, give its decision.

3. Decisions of the Council shall be unanimous, failing which the matter or issue shall stand automatically referred for decision to the Supreme Court.

4. The reference shall be placed before the three Senior-most permanent judges of the Supreme Court who shall after issuance of notice to the Council and discussing "in camera" the matter or issue with the Council or such of its members as attend, give its decision by majority within 72 hours of the receipt of the reference and such decision of the Supreme Court shall be deemed to be a decision of the Council.

5. The Council shall meet once a week on every Tuesday and shall continue its deliberations till such time as the business in hand has been fully disposed of.

6. The quorum for a meeting of the Council shall be six members and in the event of a meeting not being held on account of failure of quorum the matter or the issue shall stand automatically referred to the Supreme Court for decision.

www.bhutto.org

7. The Council shall have the power to make its own Rules of Procedure and regulate its own proceedings, including the constitution of Committees.

8. The Federal Government shall provide all such facilities as the Council considers requisite for the functioning of the Council and its members.

www.bhutto.org

ACCORD

This Accord arrived at between Mr. Zulfiqar Ali Bhutto on behalf of the Pakistan People's Party, which formed the Government following the elections held in March, 1977. with him as the Prime Minister of Pakistan. hereinafter referred to as the first party, and Maulana Mufti Mahmud, on behalf of the Pakistan National Alliance hereinafter referred to as the second party;

Whereas a political crisis had arisen in Pakistan following the first general elections held in the month of March, 1977;

And Whereas the Pakistan National Alliance claimed that the said elections had been rigged on a massive scale by the Government and the administration thereby frustrating the will of the people and thus rendering the elections a farce;

And Whereas the Pakistan People's Party denied that rigging had taken place on the scale alleged by the Pakistan National Alliance and asserted that it had won the majority vote;

And Whereas the parties to this Accord were desirous of finding a peaceful solution for the problems thus created;

And Whereas the brotherly Muslim countries, particularly Saudi Arabia, Kuwait, Libya and the United Arab Emirates, offered their good offices for resolving the conflict;

And Whereas pursuant to these efforts talks were held between the parties above- mentioned with Mr. Abdul Hafiz Pirzada and Maulana Kausar Niazi assisting the first party and Nawabzada Nasrullah Khan and Professor Ghafoor Ahmad assisting the second party;

And Therefore with a view to seek restoration of congenial admosphere, mutual confidence and tranquility necessary for honest, just and fair election and for avoidance of corrupt practices, the parties have arrived at the following Accord the terms whereof are:-

Dissolution of Assemblies

I. The National Assembly of Pakistan and the Provincial Assemblies of the four Provinces shall stand dissolved ~~on the 10th~~ not later than 10th day of the July 1977 ~~signing of this Accord~~, whereupon the Provincial Governments consisting of the Chief Minister s and the Ministers in the four Provinces of

www.bhutto.org

Pakistan shall cease to hold office.

Elections:

2. Elections to the National Assembly shall be held on 8th October, 1977 and to the four Provincial Assemblies on the 10th of October, 1977.

Senate

3. All persons elected as Members of the Senate by the National Assembly or the Provincial Assemblies after the first general elections shall cease to hold office on the date of the dissolution of the Assemblies as mentioned in para I hereinabove.

Implementation Council

4(a) For the purpose of enduring full and faithfull compliance with and implementation of the Accord there shall be an Implementation Council, hereinafter called them Council, which shall perform such functions and have such powers and authority as are specified in this Accord and in the schedule A thereto.

(b) For the above purpose the Council shall, until the Provincial Governments are constituted pursuant to the elections to be held under this Accord exercise the powers of the President and the Federal Government in relation to the Provincial Governors and the Provincial Governments.

(c) No law ~~likely~~ to affect the ~~implementation of the Accord~~ shall be enacted by the legislatures and no Ordinance, Regulation or Order shall be promulgated by the President or by any Provincial Governor unless it has received the prior approval of the Council.

(d) The Council shall have the powers to review, and, if necessary, make appointments to all key posts including Secretary to the Federal and Provincial Ministries and Divisions and Departments, Heads of Government Departments including the law-enforcing, security and investigating agencies, Divisional Commissioners, Deputy Inspectors General of Police, the Deputy Commissioners and the Superintendents of Police. Further, appointments, changes in and transfers to all key posts shall be subject to review by the Council.

Provincial Government

5. On the dissolution of the four Provincial Assemblies, the executive and legislative authority of the Provinces shall, subject to the control

www.bhutto.org

and direction of the Council, be exercised by the Governors of the four Provinces appointed by the mutual consent of the parties to this Accord.

Baluchistan

6. The Armed Forces shall cease to be deployed in Baluchistan within 30 days of the signing of the Accord and shall be recalled to the Cantonment stations in Baluchistan. Immediate measures shall be taken for the restoration of confidence in the public and the creation of conditions necessary to enable the citizens to go back to their normal abodes for the purposes of election. Adequate arrangements, financial and administrative, shall be made for the rehabilitation of all such persons and their families who had to abandon their homes in Baluchistan or who were injured. Adequate relief shall be given to the families of all those who lost their lives since February, 1973, as a result of Government operations. No person or his family so returning to his home from either outside or within Pakistan shallbe harrassed or vexed or exposed to any prosecution for any ~~political activity~~ offence

Azad Jammu & Kashmir

7. The Azad Jammu and Kashmir Assembly and Council shallbe dissolved on 14.7.1977 whereupon the present President, the Prime Minister and the Ministers shall cease to hold office and a new care-taker President shall be appointed by mutual agreement with the All Jammu and Kashmir Muslim Conference and shall be vested with allthe powers and functions of the Government of Azad Kashmir. Unilateral amendments made in the Azad Jammu and Kashmir Interim Constitution Act 1974 shall be repealed and fresh elections to the Azad Kashmir Assembly and to the office of the President of Azad Kashmir shallbe held on 15.10.1977. Appointment of Election Commissioner and other arrangements shall be made with the approval of the All Jammu and Kashmir Muslim Conference.

Constitutional Amendments

8. All amendments made in the Constitution of Pakistan affecting Fundamental Rights under the Constitution and curtailing or restricting the jurisdiction of Courts and impairing judicial power of Superior Courts as shown in Schedule B to this Accord shall be repealed forthwith.

Withdrawal of Emergency

9. The declaration of Emergency shall cease to be in force forthwith and all Fundamental Rights shall stand restored, and shall not be abridged,

www.bhutto.org

suspended or a brogated, nor shall a new emergency be imposed for the duration of the Accord except with the previous approval of the Council and subject to such limitations and restrictions as the Council may impose.

Withdrawal of [illegible]

10. On the signing of the Accord, the Defence of Pakistan Ordinance together with the Rules framed and orders issued thereunder shall stand withdrawn and the Tribunals established thereunder shall stand abolished provided that the provisions relating to enemy property may be continued inforce. All persons under preventive detention or ~~[illegible]~~ convicted or facing trial for any offence under the said Ordinance and the rules framed thereunder ~~for political offences and activities~~ shall be released forthwith and all prosecutions against them ~~in such cases~~ pending in tribunals or courts or ~~otherwise~~ under investigation shall stand withdrawn. A Committee consisting of one representative of each party shall examine the cases of all such persons, not allowed the benefit of this para by the Government within two weeks. In the event of difference of opinion, the matter shall stand referred to the Council for final decision. Cases not falling within the ambit of this clause shall stand transferred to ordinary courts for trial under the ordinary rules of evidence and procedure.

Special Courts and Tribunals.

11. ~~All Special Courts~~ and Special Tribunals constituted under any law ~~exclusively~~ for trial of criminal cases shall be abolished forthwith. All persons convicted on account of political activities by such courts or tribunals shall be released forthwith. All cases of the above nature pending before any Special Court or Tribunal shall be re-examined by the Government for such further action as may be required and, if a trial is to be continued or initiated, then the case shall be placed before the courts of ordinary criminal jurisdiction, to be tried under the normal rules of criminal procedure and evidence.

Army Act 1952

12. On the signing of the Accord, amendments made in the Pakistan Army Act by Act X of 1977 shall be withdrawn and persons convicted by Military Courts pursuant thereto shall be stand acquitted and released forthwith.

Release of political workers

13.(i) All political leaders and workers (a) detained or placed under detention under the ~~the~~ preventive detention laws including the Security of Pakistan Act, 1952, the Maintenance of Public Order Ordinance, the Sind Crimes Control Act and various Safety Acts, Ordinances and legislation and the like of them, or (b) held in custody for investigation, interrogation or otherwise by the Police or the other law-enforcing

www.bhutto.org

agencies or by the Armed Forces or (c) against whom cases under various sections of the Penal Code have been registered, or (d) who are undergoing trials or (e) who have been convicted for offences,

in connection with elections, or the demand for elections, election activities or for political activity from first January, 1972, shall be released forthwith ~~and~~ cases registered against them ~~or~~ pending ~~against them~~ in courts or tribunals ~~in this behalf~~ shall ~~be~~ withdrawn, ~~and~~ [O]rders in restraint of movement if any shall also be withdrawn. Where necessary law officers shall enter a statement of "nolle prosequi" even at the appellate stage in respect of such cases.

(ii) No fresh cases against political workers shall be initiated nor will such persons be arrested or detained on the above account, nor shall persons presently detained under one law be detained or arrested or tried under another law to nullify the effect of this clause.

(iii) Where the Federal or Provincial Government is of the view that any person ~~not being a political leader or worker~~ is not entitled to the above benefits, it shall provide within two weeks a list of such persons to a Committee consisting of one representative of each party which shall examine the cases against such persons and determine as to whether the concerned individual is entitled to the above protection. In the event of a difference of opinion, the case shall be referred to the Council for decision.

II. Reasonable compensation shall be paid to all such persons who as a result of agitation or disturbances ~~after 6th~~ March, 1977, received grievous injuries or suffered destruction or damage to their property and in like manner reasonable compensation shall be paid to the legal heirs of such persons who lost their lives in such agitation or disturbances. The compensation shall be fixed by the Government of Pakistan in consultation with the Council and such compensation shall be determined and paid regardless of party affiliation of persons who died or received grievous injuries or suffered destruction or damage to property.

www.bhutto.org

15. Externees: All Pakistanis who have been externed from Pakistan or who are not being allowed to return to Pakistan shall be at liberty to enter Pakistan without let or hindrance. Persons arrested or taken into custody within the Provinces and removed to territories outside the Provinces and detained there ~~should~~ shall be brought back and released after intimation to the Council.

16. No Restraint and Restrictions. No person shall be arrested, detained, held or prosecuted for taking part in any political activity relating to elections nor shall any restrictions under section 144 Cr.P.C. or like laws be imposed in restraint of political activity including restrictions on the use of loudspeaker.

17. Press. All restrictions on the freedom of the press shall stand withdrawn forthwith and the Declarations of newspapers and periodicals cancelled or withdrawn since 1.1.1972 shall also stand restored forthwith. New Declarations shall be authenticated freely. Printers and publishers and all journalists convicted or held in custody shall be released forthwith, ~~and~~ the presses and property restored and any fines exacted be refunded.

Discriminatory treatment in the matter of grant of newsprint quota and allocation of advertisements of Government and ~~Semi-~~Government Controlled agencies advertisements shall be ended forthwith.

18. Official Media. The officially-controlled or owned media shall project news and views with balance and impartiality. Equal time and opportunity and fair projection shall be enjoined by statute on the Pakistan Television Corporation, the Pakistan Broadcasting Corporation and the National Press Trust papers and magazines in the matter of news and views of the Pakistan People's Party and the Pakistan National Alliance. The above-mentioned media shall be enjoined to refrain from character assassination of political parties and workers and shall be subject to the control and direction of the Council.

19. Election Commission. The Election Commission shall consist of the Chairman of the Commissio and four members to be appointed with the consent of the Pakistan National

www.bhutto.org

Alliance. The Election Commission shall have the power to appoint such officers and servants including judicial officers as are considered necessary for the discharge of its functions and also shall have power to impose penalties on such persons for any breach of discipline or commission of any malpractice, illegality or irregularity.

Authority of Election Commission

20. The Election Commission shall be given adequate legal authority, financial and administrative powers and the power to issue prohibitory and mandatory orders and attachment orders. The Commission shall also have the power of the High Court to release persons on bail or to suspend the operation of orders of arrest as may be necessary to enable it to conduct the elections honestly, justly and fairly. Amendments shall immediately be made in the Election laws in accordance with Schedule 'C'.

Armed Forces to Aid Election Commission

21. Appropriate amendments shall be made in the Representation of People's Act, 1976, in terms of Article 245 of the Constitution to enable the Commission to call upon the Armed Forces of Pakistan to render aid and assistance and to provide personnel for the purpose of holding the elections; provided that ~~the Election Commission shall have the power to prohibit the deployment of any officer or men of the Federal Security Force or the Rangers or the Police in any area or on any occasion in relation to the elections.~~

No personnel of the Federal Security Force — Rangers and the Police shall be used for any duties in connection with the elections.

Election Results

22. The Results of the elections shall only be announced by the Election Commission itself, and public media, including the Radio, the Television and newspapers controlled by the National Press Trust shall not disseminate information about the results of the election except under the authority of the Election Commission to be issued in writing.

Election Petitions and Returns

23. All election petitions instituted in relation to the elections held in March 1977 shall abate forthwith. No penalty shall attach to any candidate who failed to file his return of election expenses in connection with the above said elections.

Misconduct in Elections

24. The Pakistan National Alliance may submit to the Council a list of officials, Federal and Provincial who in their opinion are guilty of gross misconduct and atrocities during the period commencing from 7th January, 1977. The Council will initiate inquiries into these allegations and where the allegations are substantiated appropriate disciplinary action or legal proceedings will be initiated.

www.bhutto.org

PRIME MINISTER

Prime Minister's House,
Rawalpindi.

4 May, 1977

My dear General Zia,

I wish to express to you my deep appreciation for the loyalty, sense of devotion and the patriotism you have shown in issuing the joint statement pledging the total commitment of the armed forces to safeguarding the country's integrity against external aggression as well as international subversion.

The armed forces are a free country's shield against any force, or combination of forces, which threatens its existence or stability. These forces can be indigenous or they can be foreign. The dedication and unity of the armed forces is one of the principal sources from which a nation derives its sense of security. Their professional excellence creates a tradition of disciplined response to a critical situation.

Your action sets an example for all the public servants to do their duty to the best of their ability in accordance with the law and the sacred constitution of Pakistan.

I have taken a number of initiatives to resolve the present political problem facing the country. I have no doubt that, with determination and understanding all the issues can be solved in conformity with the constitutional process. It is only a matter of time. Until such time, Pakistan expects every public servant to do his duty in accordance with the law.

Please convey, to all ranks under your command, my warm appreciation, for the high standard of discipline, patriotisim and steadfastness shown by them while discharging their constitutional responsibilities.

With best wishes,

Yours sincerely,

Zulfikar Ali Bhutto

General M. Ziaul Haq,
Chief of the Army Staff,
General Headquarters,
Rawalpindi.

صفحہ نمبر 161 ملاحظہ فرمائیں

www.bhutto.org

General M. Zia-ul-Haq

General Headquarters
Rawalpindi
No. I7/3/COAS
7 May 1977

Lieut General Mohammad Iqbal Khan
Comd 4 Corps

My dear Iqbal,

I am enclosing a copy of Prime Minister's letter of 4 May 77, addressed to me, for your information and appropriate dissemination.

I am hopeful that we will overcome the current crisis soon. And without being modest about the whole thing. I honestly feel that the entire credit of Army's achievements under the current situation goes to you, your Commanders, your officers, JCOs and men. I am confident that we will Inshaallah come out of the present crisis, not only cleanly but successfully.

I am addressing this letter to the Corps Comds only.

With regards,

Yours sincerely,

General
(M. Zia-Ul- Haq)

صفحہ نمبر 162 ملاحظہ فرمائیں

www.bhutto.org

Last portion of the
" COMMUNICATION" By
Chief of the Army Staff
dated 7th May, 1977:

a. The events of 1971 were quite different from today and should be analysed on their own merit.

b. Army is NOT the third party, It is a potent and effective organ of the Government. It has NO political affiliations; its loyalty is to the constitution and in that respect it affords necessary strength to the Government in being, to be in being.

c. The Army has a role to play within the bounds of the constitution. When called upon to play that role, it must act speedily, with determination and impartiality.

d. Soldiers should not be led away by catchy slogans, We must stay above active politics.

e. Without meddling in politics, soldiers should be kept abreast of day to day situation in the country. This will help to dispel rumours.

f. Internal disunity invites external agression; therefore we should maintain solidarity within our ranks.

g. Army, Police and FSF. Law and order is the primary duty of Police and the FSF. Army comes in only when these two agencies are incapable of taking action. However, when we are assigned this duty, we must acquit ourselves like good soldiers.

h. Legality of Government. Let army not be the judge regarding the legality of the Government. The Army has to obey the unanimously accepted constitution of the country. There are many legal institutions to decide these issues. Let these issues be decided by those who are empowered by the constitution to do so.

General
(M. Zia-Ul-Haq)

صفحہ نمبر 162 ملاحظہ فرمائیں

www.bhutto.org